ابطالِ غلامی

المسمیٰ بہ

تبریۃ الاسلام عن شین الامۃ والغلام

معہ ایک آرٹکل کے کہ

غلامی فطرت انسانی کے برخلاف ہے

صنفہ

المفتقر الی اللہ الصمد سیّد احمد

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

سنہ ۱۸۹۳ء

ابطال غلامی

المسمی بہ

تبریۃ الاسلام عن شین الامۃ والغلام

معہ ایک آرٹکل کے کہ

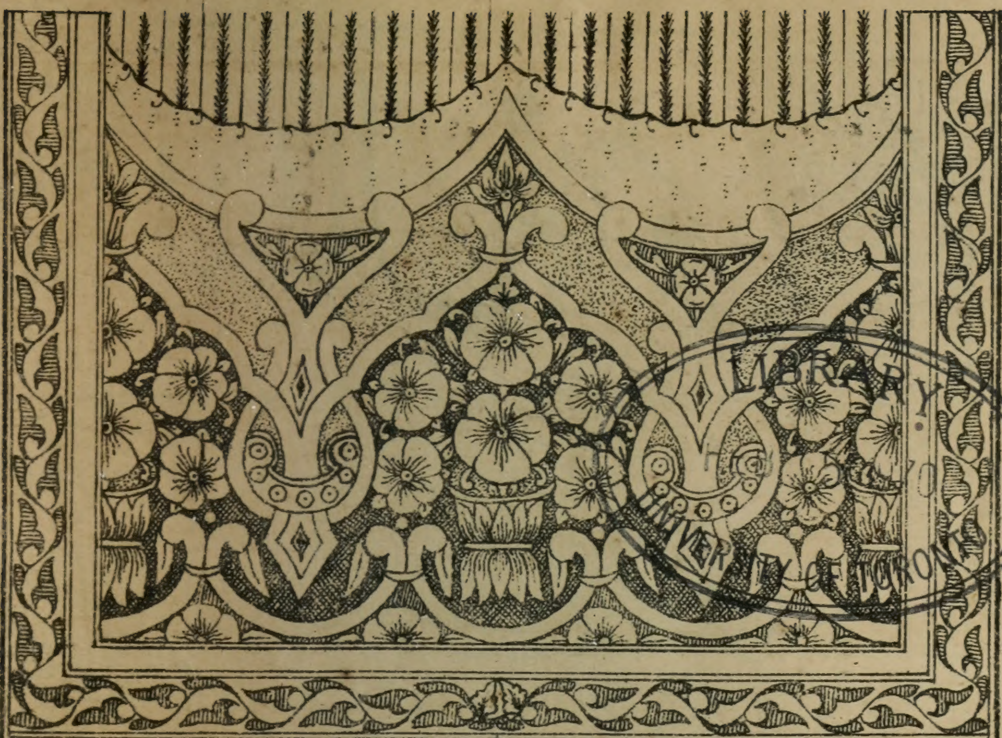
غلامی فطرت انسانی کے برخلاف ہے

صنفہ

المفتقر الی اللہ الصمد سید احمد

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

۱۸۹۳ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

غلامی فطرت انسانی کے برخلاف ہے

آزادی اور غلامی آپس مین ایسی نقیض ہین کہ نہ دونون کا اجتماع ہوسکتا ہے نہ دونون کا ارتفاع اور اِس لیئے یہ دونون داخل مرضی پروردگار نہین ہوسکتین ورنہ خود پروردگار کی مرضی مین تناقض لازم آویگا جو اوسکی حکمت بالغہ کے شایان نہین ہے پس کچھ شبہ نہین ہے، کہ اِن دونون مین سے صرف ایک ہی پروردگار کی مرضی کے مطابق ہوگی یا یون کہو کہ قانون قدرت دو نقیضون کا متقاضی نہین ہوسکتا اور اس لیئے اُن مین سے ایک ہی مقتضائے قانون قدرت ہوگی۔

ہم دیکھتے ہین کہ انسان ایک ایسی ہستی بنایا گیا ہے جسکی فطرت مین آزادی اور خودمختاری

رکھی گئی ہے وہ ذی عقل اور ذی شعور ہے اُسکو تمام قواے ظاہری و باطنی دیے گئے
ہین اُنکے استعمال پر جسطرح کہ وہ چاہے قادر ہے تمام کامون کے شروع کرنے کی سمجھہ اور اُنکے
انجام کی سونچ اُسکو دی گئی ہے تاکہ ہر کام کا آغاز اور انجام سونچ لے اُسکی فطرت ایسی ہے
کہ اپنے لیئے آپ تمام چیزین مہیا کرنے کے لیئے حاجتمند ہے پس یہ تمام چیزین اسبات پر
دلالت کرتی ہین کہ اس پتلی کے صانع کی مرضی یہی تھی کہ یہ پتلا خود اپنا آپ مالک رہے۔
صانع نے یہ تمام قویٰ جو انسان کو عطا فرمائے ہین اُن سے اُسکی مرضی یہ معلوم ہوتی ہے
کہ تمام قویٰ انسان مین اسطرح پر شگفتہ و شاداب رہین کہ اعتدال سے خارج نہونے پاوین
اور ایک دوسرے کی نقیض نہو جاوین انسان کی ذاتی محنت اُسی کے لیئے سودمند ہو غلامی
کی حالت مین انسان کے بہت سے قویٰ بعوض شگفتہ و تروتازہ رہنے کے پژمردہ بلکہ محض
معطل و بیکار ہو جاتے ہین اُسکی محنت اُسکی سودمندی کے لیئے نہین رہتی پس کسیطرح ایسی
حالت صانع کی مرضی نہین ہوسکتی۔
انسان کی وہ چیز جس سے انسان انسان کہلاتا ہے اور جسکا نام لوگ روح لیتے ہین مگر
اُسکی حقیقت کچھہ نہین تبلا سکتے ایسی شریف چیز ہے کہ کسی کی مملوک ہونے کی لیاقت ہے نہین رکھتی
کیا نتایج قانون قدرت یا خدا کی روح یا امر رب کسی کی ملکیت ہوسکتی ہے؟ کیا ہمسی ہی
ایک مخلوق ہماری ملکیت مین آسکتی ہے؟ حاشا و کلا پس صاف عیان ہے کہ غلامی اُس
قادر مطلق کی مرضی اور قانون قدرت دونون کے برخلاف ہے۔ تمام انسان آزاد اور یکسان پیدا
ہوئے ہین اور کچھہ شبہہ نہین کہ زندگی اور آزادی اور خوشی حاصل کرنے مین یکسان اور غیر قابل

انتقال استحقاق رکہتے ہین۔

مگر انسان کی بدبختی سے کوئی نسل اور کوئی زمانہ ایسا نہین گذرا کہ غلامی کی مصیبت انسانون مین نرہی ہو بہت عقلمند اور دانا اور حکیم گذرے بہت سے صاحب شریعت گذرے مگر بجز ایک کے اور کبہی نے اِس قانون قدرت کے مخالف کا کچھہ تدارک نہ کیا موسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ نے اسکو جایز ہی رکہا عیسیٰ علیہ السلام نے اُسکی نسبت ایک حرف بہی نہین کہا یونانی حکیمون نے ازروے اصول اخلاق کے حالت غلامی کی نسبت کوئی اعتراض ہی نہین سمجہا ارسطو باوصف اس دانائی کے یہ سمجہا کہ خود خدا نے انسان کو آزادی اور غلامی مین تقسیم کیا ہے وہ یہ سمجہتا تہا کہ جن لوگون کو غلام بنایا جاتا ہے وہ ایک قسم ہی جدا ہے اول تو یہ سمجھہ ہی اوس بڑے حکیم کی جو ہر طرح ہمارے ادب کے لایق ہے غلط تہی اور سواے اسکے اُسنے یہ خیال نہ کیا کہ غلامی کسی خاص قوم پر مخصوص نہین رہ سکتی افلاطون اُس سے بہی زیادہ غلطی مین گرا جب اُسنے یہ کہا کہ صرف یونانی غلام نہونے چاہئین زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ اُس ایک فیاض شخص کا اصول مقررہ جسنے آئندہ کی غلامی کی جڑ کو کاٹا اور غلامون کی حالت کو سنوارا اور جہان تک ممکن ہوا اُنکو آزادی کا خلعت پہنایا ایسا غفلت مین پڑا رہا کہ بہت ہی کم اُسپر خیال ہوا پس ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اس مضمون کی اصلیت پر بموجب مذہب اسلام کے کچھہ تحقیق و تدقیق کرین مگر قبل اسکے ہم چاہتے ہین کہ اس آرٹکل مین غلامی کا کچھہ مختصر حال بیان کرین کہ کس کس طرح پر اور کن کن قومون مین رائج تہی اور کیسی کیسی بے رحمیان اُنکی نسبت ہوتی تہین۔

غلامی کا رواج ایسا پُرانا معلوم ہوتا ہی کہ جسکا زمانہ انسان کی یاد سے باہر ہے غالباً تواریخ

دنیا کے شروع ہی سے غلامی پیدا ہوئی تہی اصلیت شروع غلامی کی صرف یہی پائی جاتی ہے کہ وحشی قومون نے اپنے قیدیون کو بجاے مار ڈالنے کے غلامی کی حالت مین رکہنا زیادہ مفید سمجھا اور اِس سبب سے دو طریق غلامی کے رائج ہوئے ایک وہ جو لڑائی مین لوگ قیدی ہوتے تھے اور یہ طریقہ طریق جایز اور بے عیب اور گویا قانوناً جایز سمجھا جاتا تھا اور تمام قومون نے اپنی تہذیب و شایستگی کے زمانہ مین بہی اوسکو صحیح سمجھا تہا دوسرے وہ قیدی جو دغا و فریب سے یا دزدی سے قید کیئے جاتے تہے اور اونکے ساتہہ بہی ویسا ہی طریقہ برتا جاتا تہا جیسا کہ جایز غلامون کے ساتہہ اُسکے بعد رفتہ رفتہ اور متعدد طریقے غلامی کے مختلف قومون مین پیدا ہوتے گئے۔

تمام مشرقی قومین جنکا حال ہمکو معلوم ہے غلام رکہتی تہین یہودیون کے ہان غلامی قانوناً جایز تہی ایرانی بہی بموجب اپنے قانون کے غلام رکہتے تہے اُنکے ہان صرف دوسری ہی قوم کے لوگون کو غلام بنانے کی اجازت نہ تہی بلکہ اپنی قوم کے لوگون کو بہی غلام بناتے تھے اُنکے ہان دستور تہا کہ مفلس مقروض اپنے تئین بطور غلام کے بیچڈالتا تہا جو بطور غلام کے رہتے تہے البتہ بہ نسبت غیر قوم کے غلامونکے انکی نسبت قانون فی الجملہ نرم تہا سات برس بعد ہمقوم غلام آزاد ہوجاتے تھے اور ہر پچاسوین برس عام طور پر ہمقوم غلام آزاد کیے جاتے تھے۔

یونانیون مین بہی غلامی کی رسم جاری تہی وہان ایک قوم وہان کے قدیم باشندون کی نسل سے تہی جو اپنے آقا کی زمین کاشت کرکر اوسکو لگان دیتی تہی اور لڑائی کے وقت اپنے آقا

کے ساتھہ ہوتی تھی - ایک قسم غلامون کی یونان مین ایسی تھی کہ وہ یونان سے باہر دوسرے
ملک مین فروخت نہین ہوسکتی تھی اور نہ اپنے عیال واطفال سے جدا رکھی جاتی تھی بلکہ کسیقدر
جائداد پیدا کرنے کے بھی قابل سمجھی جاتی تھی اور وحشی غلام جو بذریعہ خرید حاصل ہوتے تھے
وہ تو مثل اور جائداد کے تھے کہ جب اور جہان چاہو بیچڈالو اُن سے محنت مزدوری کروائی جاتی
تھی کانین کھدوائی جاتی تھین اور اونکی اجرت اور منفعت اُنکے آقا لیتے تھے اون غلامونکی
جو اولاد ہوتی تھی وہ بھی غلام ہوتی تھی تھریشیا کے لوگون کی ایسی بدبختی تھی کہ وہ خود اپنی
اولاد کو بیچتے تھے ایتھنز مین غلامون کی حالت اور ملکون سے اچھی تھی ڈیماستھنیز کا قول ہے
کہ بمقابلہ اور ملکونکی آزادیون کے ایتھنز کی غلامی کی حالت اچھی ہے -

رومیون مین بھی غلامی تھی مگر اونکی سمجھہ سب سے عمدہ تھی رومی مقنن سمجھتے تھے کہ خدا تعالی
نے سب کو آزاد بنایا ہے اور غلامی قانون خالق کے برخلاف ہے مگر صرف ملکی قانون کے
مطابق وہ غلامی کو جایز رکھتے تھے اور اسلیئے اون لوگون کو جو لڑائی مین قید ہوتے تھے اور اُن آزاد
شخصون کو جو خود اپنے آپکو بیچ ڈالتی تھے غلام سمجھتے تھے آقا کا اختیار غلام کو سزا دینے یا قتل کرنے کا
نامحدود تھا ضعیف و ناکارہ غلام ٹایبر کے جزیرہ مین فاقہ کشی کرتے کرتے مرجانے کے لیے چھوڑ دیے
جاتے تھے سلطنت کے قوانین نے اِن بیرحمیون کی کسیقدر روک تھام کی تھی یہ قانون تھا کہ
اگر کوئی آقا اپنے غلام کو بلا سبب قتل کر ڈالے تو اُسکے ساتھہ اس طرح پر پیش آیا جاوے کہ گویا
اُسنے دوسرے شخص کے غلام کو مار ڈالا ہے اگر کوئی آقا اپنے غلام پر بہت سخت بے رحمیان
کیا کرتا تھا تو آقا اس بات پر مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ اُسکو بیچ ڈالے گلاڈیس کے قانون کے

مطابق غلام کا مارڈالنا بمنزلہ قتل کے متصور ہوتا تھا غلام جب بیچے جاتے تھے تو مان باپ لڑکے بہائی بہن جدا نہ کیئے جاتے تھے غلامون کو شادی کرنے کا اختیار نہ تہا اور اونکے اور اونکی اولاد مین کوئی قانونی رشتہ نہ سمجھا جاتا تہا بہاگے ہوئے غلام کو پناہ دینا جرم تھا اُنکے آزاد کرنے کے بہی بہت سے طریقے تھے جو از روے قانون کے معین اور محدود کیئے گئے تھے۔

رومیون کے ہان ابتدا مین غلام بہت کم تھے لیکن رفتہ رفتہ اونکی بہت کثرت ہوگئی یہانتک کہ کل کاشتکاری غلامون کے ذریعہ سے ہوتی تہی سلطنت جمہوری کے زمانہ مین جو روم مین تہی ذی مقدور لوگ نہایت کثرت سے غلام رکہتے تھے اور جسقدر زیادہ غلام ہون اُسیقدر شان و شوکت زیادہ متصور ہوتی تہی ایک شخص کے پاس دو سو غلامون کا ہونا ایسی بات نہ تہی کہ لوگ اُسکو معمولی بات سے کچھہ زیادہ سمجہین۔

ابتدا مین غلام کوئی جائداد پیدا نہین کرسکتا تہا جو کچھہ وہ پیدا کرتا تہا سب کچھہ اُسکے آقا کی ملک ہوتا تہا لیکن جب غلام تجارت کے کامون مین مصروف ہونے لگے تو کچھہ حصّہ منافع مین سے اُنکا خاص سرمایہ سمجھا جاتا تہا اور بعضی دفعہ یہ شرط ہوتی تہی کہ جب وہ سرمایہ اسقدر روپیہ تک پہنچ جاویگا تو غلام آزاد ہو جاویگا۔

ہندؤن مین بہی دہرم شاستر کے بموجب غلامی جایز تہی اور مفصلہ ذیل صورتون مین ایک انسان دوسرے انسان کا غلام ہو جاتا تہا۔لڑائی مین قید ہونے سے۔خود اپنے تئین کسی کا غلام بعوض روپیہ کے یا قحط سالی مین بعوض نان و نفقہ دینے کے یا اور کسی سبب سے

بنا دینے سے - بعوض زر قرضہ یا کسی جرم کی سزا مین غلام ہو جانے سے - مان باپ کا اپنی اولاد کو بیچ دینے سے - اولاد غلامون کی بھی غلام ہوتی تھی - غلامون کا بیع اور ہبہ کے ذریعہ سے انتقال ہوتا تھا اور روز انتقال سے منتقل الیہ کی غلامی مین آجاتا تھا -

دہرم شاستر کی رو سے غلام مثل مویشی کے اپنے آقا کی ملکیت ہوتا ہے اور اوسکو حقیر نام یعنی دوپائی مویشی دیا گیا ہے دہرم شاستر مین کوئی حکم غلام کی نسبت ایسا نہین ہے جسکے ذریعہ سے وہ بیرحم آقا کے تشدد و بدسلوکی سے محفوظ رہے اور نہ اُسمین آقا کے اختیار کی جو اُسکو غلام پر ہو کچھہ تصریح ہے -

کوئی حق ملکیت دہرم شاستر کی رو سے غلام کو حاصل نہین ہے اُسکا مال مکسوبہ بھی اُسکا حق نہین ہے دہرم شاستر مین بجز آقا کی خوشی کے اور کوئی ایسا طریقہ نہین ہے جسکے ذریعہ سے غلام کو آزادی حاصل ہو سکے اِلّا اگر اُسنے آقا کی جان بچائی ہو تو وہ اپنی اور اپنے بیٹے کی آزادی کی درخواست کرنے کا استحقاق رکھتا ہے اگر آقا سے لونڈی کے اولاد پیدا ہو اور کوئی صحیح النسب اولاد نہو تو دونون آزاد ہو جاتے ہین یا جو سبب غلامی کا ہے وہ نہ رہے تو غلام آزاد ہوتا ہے -

ایک دوسری قسم غلامون کی دہرم شاستر کے بموجب عبید الارض ہین یعنی غلام جو کاشت اراضی سے تعلق حق موروثی کار کہتے ہین اس قسم کے غلامون سے احکام جائداد غیر منقولہ کے متعلق ہین یعنی اُن غلامون پر جو کاشتکاری کے کام کے لئے ہون باپ اور بیٹے کو یکسان اختیار حاصل ہے -

مذہب اسلام کے پیروؤن کا بلا شبہہ حق تہا کہ وہ غلامی کا نام نشان دنیا مین باقی نرکہتے اور غلامون کی آزادی کا فرمان جیسا کہ اصول مذہب اسلام سے پایا جاتا ہے دنیا مین جاری کرتے مگر افسوس ہے کہ وہ سب سے زیادہ اندہیرے مین پڑے اور باوجودیکہ اس زمانہ مین تمام ملک روشن ہو گئے ہین مگر اسلامی عملداریان اب تک اُسی تاریکی اور اندہیرے مین ہین۔

اگرچہ عیسائی مذہب نے کچہہ بہلائی غلامون کے حق مین نہین کی تہی مگر بلاشبہہ عیسائیون نے اُنکے حال پر رحم کیا اور یہ نیکی اور بلند نامی اُنہون ہی نے حاصل کی جسٹنین نے غلامون کے رفتہ رفتہ آزاد ہو جانے مین بڑی کوشش کی عیسائیون ہی نے اُن آقاؤن کو جو اپنے غلامون کو بے اطلاع حاکم مار ڈالتے تہے ملعون قرار دیا مگر اُس زمانہ مین یہ آفت رک نہ سکی اور وحشی حملہ کرنے والے بہت سے غلام اپنے ساتہہ لائے جو اکثر سلیونین قیدی تہے اور جس سے انگریزی لفظ سلیو یعنی غلام نکلا ہے تہوڑے زمانہ بعد تمام یورپ مین ایک قسم کی غلامی مروج تہی جو سرف کے نام سے کہلاتی تہی سلیو اور سرف مین یہ فرق تہا کہ سلیو کو آقا فروخت بہی کر سکتا تہا مگر سرف سے صرف معین کام لینے کا حق رکہتا تہا۔

جب کہ نئی دنیا یعنی امریکا دریافت ہوئی تو عیسائی قومون مین غلامی کے معاملہ کی بڑی گرم بازاری ہوئی امریکا کے قدیم باشندے کمزور تہے اور جن مشکل اور محنت کے کامون کی وہان حاجت تہی اُسکے قابل نہ تہے اسلیئے پورچگیز والون نے جنکے قبضہ مین بہت بڑا حصّہ افریقہ کا تہا وہان سے حبشیون کو لیجانا شروع کیا لاس کیسس صاحب بشپ چیاپا کے

نے امریکا کے باشندون کو لائق محنت کا نون کے کہودنے کے نہ دیکہکر کنگ چارلس بادشاہ
انگلنڈ سے درخواست کی کہ اُنکے بدلے حبشی غلام کام کرنے کو دیے جاوین کیونکہ وہ مضبوط
اور توانا ہین چنانچہ اُس بادشاہ نے ۱۵۱۷ء مین حبشی غلامون کے لائے جانے کا حکم
دیا انگریزون مین سب سے پہلے جسنے غلامون کی تجارت شروع کی وہ سرجان ہاکنس تھے
جنکا نام غلامی کے ساتہہ ہمیشہ یاد کیا جاویگا مگر تہوڑے ہی عرصہ مین اور بہت سے لوگ اُنکے
ساتہہ غلامون کی تجارت مین شریک ہو گئے انگلستان نے ۱۶۸۰ء سے لغایت ۱۷۰۰ء
کے تین لاکہہ غلام افریقہ سے حاصل کئے اور اوسکے بعد لغایت ۱۷۸۶ء صرف جمایکہ مین
چھہ لاکہہ دس ہزار غلام بہیجے تجارت غلامون کی ایسی بیرحمی سے ہوتی تہی جسکا حال سنکر
تعجب آتا ہے جہاز مین نہایت بے احتیاطی سے مثل بکریون اور بہیڑون کے بہرے جاتی
تھے اور امریکا پہنچنے کے بعد بہی کچہہ اونکی حفاظت نہوتی تہی مگر جہان انگریزون کی عملداری تہی
وہان اون غلامون کی حالت کسیقدر بہتر تہی اونکی فریادرسی کے لیے عدالتین مقرر تہین عورتون
کو کوڑے مارنے کی بالکل ممانعت تہی مگر یہ بات پوچہنے کے قابل ہے کہ جس زمانہ
مین امریکا مین جہان انگریزی عملداری تہی قوانین مذکورہ بالا غلامون کی نسبت جاری تھے
اوس زمانہ مین انگلنڈ مین نسبت غلامی کے کیا قانون تہا۔ اُسی زمانہ یعنی ۱۷۸۲ء مین مقدمہ
غلامی مسمی سومرسٹ حبشی جو لندن مین چلا آیا تہا پیش ہوا اُسمین یہ تجویز ہوئی کہ انگریزی زمین
پر قدم رکہنے کے ساتہہ ہی غلام آزاد ہو جاتا ہے گو کہ بعد واپس جانے اوس غلام کے غلامی کے
ملک مین اُسکا آقا پہر اُسپر دعویٰ کر سکتا ہے۔

ولایت مین ایک میرے انگریزدوست نے مجھسے کہا کہ صرف ہماری قوم ہی کو آزادی کا
فخر نہین ہے بلکہ ہماری زمین کو بھی یہ افتخار ہے اسلیئے کہ جو شخص ہماری زمین پر قدم رکھتا ہے
گو وہ کسی کا غلام ہی کیون نہو اُسیوقت سے آزاد ہے اُسکے اس کہنے نے میرے دل پر
نہایت اثر کیا اور مین نے کہا کہ بلاشبہہ تمکو اور تمہاری زمین کو یہ بڑی عزت ہے جو خدا نے دی -
اُسی زمانہ مین رحیم اور نیک دل اور انسان کی بھلائی چاہنے والے لوگون کے دل
مین خیال آیا کہ غلامون کی تجارت کی موقوفی پر کوشش کرنی چاہیے چنانچہ ۱۷۸۷ء مین ایک
سوسئیٹی واسطے موقوفی غلامون کی تجارت کے لندن مین قایم ہوئی اُسکے ابتدائی ممبر
ڈبلیوڈلون صاحب اور طامس کلرکسن صاحب اور گرنیول شارپ صاحب تھے جنکی نیک نامی
ہمیشہ یادگار رہیگی اس معاملہ مین سب سے زیادہ پُرجوش اور نہایت مستعدی سے راے
دینے والے اور گفتگو کرنے والے ولیم ولبرفورس صاحب تھے جنکی تائید ولیم پٹ وزیر سلطنت
کی جانب سے ہمیشہ ہوتی تھی غرضکہ شدہ شدہ ان انسان کی بھلائی چاہنے والون کی بدولت
فروری ۱۷۸۸ء مین سلطنت انگلشیہ نے حکم دیا کہ بذریعہ کمیٹی پریوی کونسل نسبت تجارت غلامون
کے تحقیقات کی جاوے اور ایک قانون بنایا گیا جس سے جہازمین بے انتہا غلامونکے
بھر لینے کی کچھہ اصلاح ہوئی بڑی بدقسمتی یہ ہوئی کہ ولبرفورس صاحب نے جو مسودہ قانون کا اس
مطلب سے بنایا تھا کہ آئندہ سے تجارت غلامون کی موقوف ہو وہ مسودہ ۱۷۹۱ء مین گم ہوگیا -
اسی اثنا مین انگریزون نے دچ پر فتح پائی اور غلامون کی تجارت نے پھر افزایش پکڑی مگر ۱۸۰۵ء
مین کونسل سے ایک حکم مشعر امتناع تجارت اون مفتوحہ نوآبادیون مین جاری ہوا اور پھر ۱۸۰۶ء

مین ایک قانون بنایا گیا کہ انگریزی رعایا کسی طرح غلامون کی تجارت مین شریک نہو اور اُسی سال مسٹر فاکس صاحب نے ایک رزولیوشن ہوس آف کامنز مین پیش کیا اور وہ جاری بہی ہوگیا کہ آئندہ سے کلیۃً غلامون کی تجارت موقوف ہو لارڈ گرینول صاحب کی تحریک سے ہوس آف لارڈز نے اُس رزولیوشن کو منظور کیا اور انگلنڈ نے اس فیاضانہ اور رحیمانہ بلکہ انسانیت کے کام مین بلند نامی حاصل کی۔

اُسکے بعد دوسرے ہی سال مین یعنی سنہ ۱۸۰۷ء مین لارڈ ہاک صاحب نے جو بعد کو ارل گرے ہوئے ایک مسودہ قانون ہوس آف کامنز مین پیش کیا کہ یکم جنوری سنہ ۱۸۰۸ء کے بعد غلامون کی تجارت عموماً اور قطعاً موقوف ہو دونون ہوس یعنی ہوس آف کامنز اور ہوس آف لارڈز نے اس قانون کو پسند کیا اور پچیسوین مارچ سنہ ۱۸۰۷ء کو اوس قانون کی نسبت شاہی منظوری حاصل ہوئی۔

لیکن تعجب کی بات ہے کہ جس ٹکڑے زمین پر ایسے فیاض اور عالی ہمت لوگ رہتے تھے جنہون نے اس رسم بد کی موقوفی پر بے انتہا کوششین کین وہان کمینہ طبیعت کے لوگ بہی موجود تھے اور اونہون نے غلامون کی تجارت کو نچھوڑا اور اسپین اور پورچگیز کے جہنڈون کی آڑ مین اُنکی تجارت کرتے تھے اور بہر کثرت سے غلام جہازون مین بہرنے لگے اور جب کوئی جہاز اونکی تلاشی کو جاتا تو حبشی غلامون کو جہاز پر سے دریا مین پھینک دیتے تھے اور جو جرمانہ کہ اوس قانون مین غلامونکی خرید فروخت کرنے پر تہا وہ اس رسم بد کے بند کرنے کو کافی نہ تہا اسلیے فیاض دل اور انسان دوست بلکہ انسانیت مجسم مسٹر بروہم صاحب نے سنہ ۱۸۱۱ء مین ایک مسودہ

قانون پیش کیا جو بالاتفاق سب کے منظور ہوگیا اور جسمین یہ بات قرار پائی کہ تجارت غلامون کی
جرم کبیرہ ہے جسکی سزا چودہ برس کی قید معہ جلاوطنی یا تین برس سے پانچ برس تک
کی قید معہ مشقت شاقہ دی جاویگی -

سنہ ۱۸۲۴ء مین ایک اور ایکٹ جاری ہوا جسمین غلامون کی تجارت جرم بحری ڈکیتی قرار پایا
جو نہایت سنگین جرم ہے اور پھر سنہ ۱۸۳۷ء مین اُسکی ترمیم ایک ضابطہ فوجداری کے نفاذ سے
ہوئی اور تجارت غلامی کی سزا حبس دوام معہ جلاوطنی قرار دی گئی -

ان بڑی کوششون کے بعد انگریزون کی عملداری مین سے غلامون کی تجارت اُٹھہ گئی
اور اوسی کے ساتھہ امریکا کے یونیٹڈ اسٹیٹ سے بھی موقوف ہوئی اور رفتہ رفتہ جنوبی امریکا کی
جمہوری سلطنت مقام ونزویلہ وچلی وبونس ایرز اور سویڈن اور ڈنمارک اور ہالنڈ سے بھی موقوف
ہوئی انگریزون کی اس فیاضی کو دیکھہ کر یوروپ کی اور سلطنتون کو بھی اس بدتجارت کے اُٹھادینے
کی ترغیب ہوئی اور اُسکے لیے قانون بنائے گئے اور عہدنامے کیے گئے چنانچہ سنہ ۱۸۱۵ء
و سنہ ۱۸۱۷ء مین پورچگیز اور اسپین کی سلطنت نے بھی اسپر اپنی رضامندی ظاہر کی اور سنہ ۱۸۲۶ء
مین بریزل نے قبول کیا کہ بعد سنہ ۱۸۳۰ء کے اگر غلامون کی تجارت اُس ملک مین ہو تو ڈکیتی بحری
کا جرم سمجھا جاوے اور سنہ ۱۸۳۱ء و سنہ ۱۸۳۳ء مین جو عہدنامہ فرانس سے ہوا اور جسکو قریباً کل
یوروپ کی بحری سلطنتون نے منظور کرلیا اُس سے استحقاق سمندر مین جہازون کی تلاشی
کا واسطے بند کرنے غلامی کی تجارت کے حاصل ہوا اور پھر کنٹیویل عہدنامہ کے مطابق جو سنہ ۱۸۴۱ء
مین ہوا اُس عہدنامہ کو یوروپ کی پانچ اعلیٰ سلطنتون مین وسعت دی گئی پھر اشبرٹن کے

عہدنامہ سے جو ۱۸۴۲ء مین یونیٹڈ اسٹیٹ سے ہوا کچھہ فوج مشترکہ افریقہ کے کنارے پر
واسطے موقوفی تجارت غلامون کے قایم ہوئی پہر ۱۸۴۵ء مین فوج مشترکہ انگلستان اور فرانس
کو استحقاق تلاشی غلامان حاصل ہوا۔

فیاض اور عالی حوصلہ اور نیک دل انگریزون کو یہ خیال بہی تہا کہ موجودہ غلام بہی آزاد
کیے جاوین اس بات کے لیے سوسیٹیان بہی بنین اور ہوس آف کامنز مین بحث بہی ہوا کی آخر کار
۱۸۳۳ء مین مسٹر اسٹینلی صاحب نے جو اُس زمانہ مین نوآبادیون کے وزیر تھے غلامون کی
آزادی کے لیے قانون کا مسودہ پیش کیا اور ہوس آف کامنز اور ہوس آف لارڈ مین منظور ہوا
اور ۲۸ اگست ۱۸۳۳ء کو بادشاہی منظوری حاصل ہوئی اور بیس کرور پونڈ یعنی دو پدم روپیہ
غلامون کے مالکون کو بطور معاوضہ نقصان دیا گیا مگر خیال کرنا چاہیے کہ یہ روپیہ کہان سے
آیا تہا یہ روپیہ اوسی ملک کی رعایا نے دیا تہا جس ملک کو ہم کہتے ہین کہ تہذیب و شایستگی مین
اپنا نظیر نہین رکہتا ۱۸۴۸ء مین فرنچ نے بہی اپنے حبشی غلامون کو آزاد کر دیا اور ۱۸۶۳ء مین
ڈچ کے غلام آزاد ہوئے اور شمالی اور جنوبی امیریکا مین جو لڑائی غلامون کی آزادی کے لیے ہوئی
وہ ابہی تک دنیا کی آنکھون سے محو نہین ہوئی ہے۔

انگریزون کی کوششین جو غلامی کے بند کرنے مین ہوئین اُنکے ہم دل سے ثناخوان
ہین اور اس بات کو بہی قبول کرتے ہین کہ ہندوستان مین بہی انگلش گورنمنٹ نے غلامون
کی تجارت بالکل موقوف کر دی اور بردہ فروشی بہی بند ہوگئی مگر ہم دل سے گورنمنٹ کی کارروائی
کے جو ہندوستان مین غلامی کی نسبت ہوئی ہے ثناخوان نہین ہین ہمکو ظنِ غالب ہے کہ

ہندوستان مین درمیان ہندوستانی عملداریون کے بردہ فروشی جاری ہی اور گورنمنٹ کچھہ کافی
تدبیر اُسکے لیے نہین کرتی بعضی دفعہ ہمکو خود انگریزی عملداری مین بردہ فروشی ہونے یا لونڈی
اور غلام لانے کا شبہہ پیدا ہوتا ہے جبکہ ہم کسبیون کے ہان نئی نئی نوچیون کا اور ہیجڑون
کے ہان نئے نئے چیلون کا اور نوابون کے ہان نئے نئے خواجہ سراؤن کا آنا سنتے ہین
ہم دل سے کہتے ہین کہ اِن سب باتون کا گناہ اَب تک انگریزی گورنمنٹ کے سر پر ہے
موجودہ قانون ان امورات کے تدارک کے لیے کافی نہین ہین مگر امید ہے کہ کسی دن یہہ
رسم بد ہندوستان سے بالکل موقوف ہوگی -

یہ سب تو ہمنے کہا مگر ہمکو دیکھنا چاہیئے کہ مسلمان گورنمنٹون نے اس باب مین کیا عزت کمائی
ہے ہماری راے یہ ہے کہ اِس معاملہ مین دین و دنیا دونون کا خسران مسلمان گورنمنٹون کو
نصیب ہے اَب بجز مسلمان گورنمنٹون کے اور کہین غلامون کی تجارت جاری نہین ہے ہمنے
جو دین و دنیا دونون کا خسران مسلمان گورنمنٹون کی نسبت منسوب کیا اسکی وجہ یہ ہے کہ مذہب
اسلام کے مطابق غلامون کی تجارت اور بردہ فروشی جایز نہین ہے ایک تو یہ گناہ ہے اور
دوسرا گناہ عظیم یہ ہے کہ غیر قومین اسلام پر طعنہ مارتی ہین اور حقارت کی نظر سے دیکھتی ہین
کیونکہ وہ اِن مسلمان گورنمنٹون کے افعال سے یہ غلط نتیجہ نکالتی ہین کہ مسلمانی مذہب مین
یہ باتین جایز ہین سلطان روم نے درباب بند کرنے تجارت غلامون کے کوشش کی ہے اور
جہان تک کہ اُنکی عملداری یورپ کے ٹکڑے مین ہے وہان کسی قدر وہ کوشش موثر بھی ہوئی
ہے مگر اُسکے سوا کچھہ کارگر نہین ہوئی کیا افسوس اور شرمندگی کی بات ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ

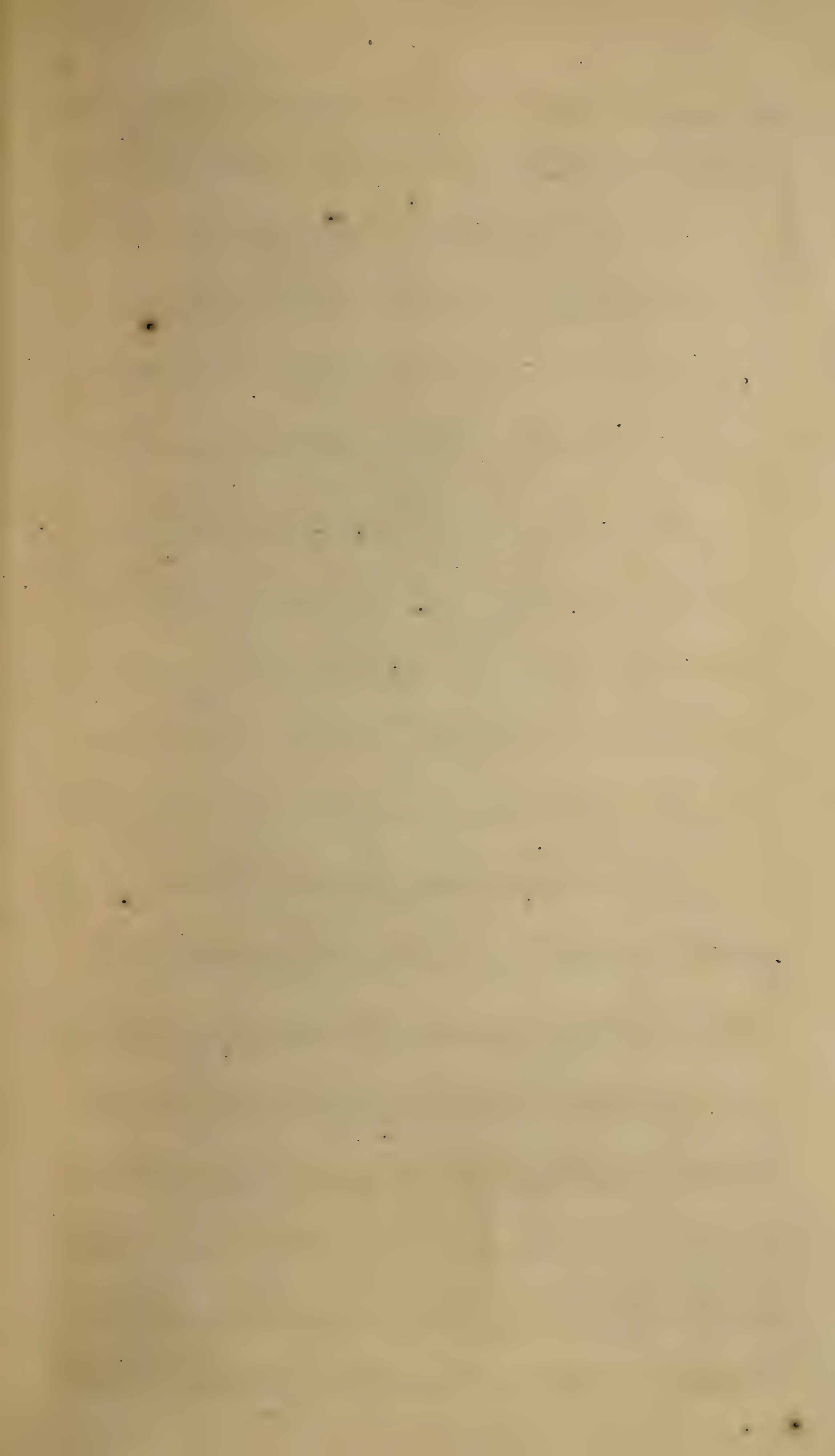
عرب مین گاے بیل کی مانند نہایت بے رحمی سے لونڈی غلام بازار مین بکتے ہین دیکو غلط
اوہام مذہبی مین پڑنا اور بیجا رسم کی تقلید کرنا انسان کو ایسا اندہا کر دیتا ہے کہ سلطان سے ایسی
رسم قبیح کا جسکے ناجایز اور خلاف شرع ہونے پر علما اور قضات پایہ تخت نے فتوی بہی دیا ہے
کچہہ انتظام نہین ہو سکتا اور اس فعل ناشائستہ سے دنیا مین جو ذلت اور حقارت اور وحشی
اور نصف وحشی کا لقب ہے وہ تو خود ہی ظاہر ہے پس مسلمان گورنمنٹون کو اس فعل کے سبب
ہماری ملامت کرنا اور خسر الدنیا والاخرۃ کہنا کچہہ خلاف نہین ہے —

مگر مصر کا حال سُنکر ہمارا دل تہوڑا سا خوش ہوتا ہے ولیم ہورڈ رسل صاحب جو نہایت نامی
گرامی ہین اپنے روزنامچہ مین اسمعیل پاشا خدیو مصر کی بڑی تعریف کرتے ہین اور لکہتے ہین
کہ اُسنے اِس نیکی کے حاصل کرنے اور رسم بد کے موقوف کرنے مین بڑی کوشش کی ہے
اور کسیقدر کامیاب بہی ہوا ہے اگر یہ بات سچ ہے تو ہم بہی دل سے اسمعیل پاشا کی خیر مناتے
ہین اور دعا دیتے ہین اور شکر کرتے ہین مگر ہمنے جو ٹہنڈے دل سے یہ دعا دی اُسکا سبب
یہ ہے کہ ہمنے خود مصر مین دیکہا ہے کہ حبشی غلام خواجہ سرا نہایت کثرت سے ہین اور خود اسمعیل
پاشا کے محل مین موجود ہین پس یہ کیا خدا کی دوہری لعنت یعنی ایک غلامی اور دوسرے خوجہ کرنا
مصر والون کی سیاہ روئی اور پورے وحشی ہونے کے لیے کم ہے افسوس کہ ان ناخدا ترس
مسلمانون نے اپنے افعال قبیحہ سے کیسے روشن مذہب اسلام کو بدنام کیا ہے اور دھبّہ
لگایا ہے سبحان اللہ جو فعل مبغوض رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تہا اُسی قسم کے لوگ یعنی خواجہ سرا
روضہ متبرکہ رسالت مآب علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر اور خانہ کعبہ پر متعین کیے گئے ہین

اور یہ ہیئے کے چھوٹے مسلمان اوسکو باعث افتخار جانتے ہین اور اوسکے مخالف کو لامذہب یا کرسٹان بتاتے ہین فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اگرچہ مسٹر رسل صاحب کی کتاب متعلق غلامی مصر پڑہ کر ہمارا دل خوش ہوا مگر جس لفظ نے ہمارے دل کو نہایت رنجیدہ کیا اُسکا بیان کرنا بہی ہمکو ضرور ہے اور وہ یہ ہے کہ جہان اُنہون نے اسمعیل پاشا کے اس نیک کام کی تعریف لکہی ہے وہان یہ بہی لکہا ہے کہ اُسنے برخلاف اپنے مذہب وایمان کے یہ نیک کام کیا ہے اس تحریر پر ہم کچہہ مسٹر رسل صاحب سے ناراض نہین ہوئے اُنہون نے ٹہیک لکہا ہے مگر اُن کافر مسلمانون سے ناراض ہوئے جنہون نے اپنے افعال ناشائستہ کو ایسے طور پر رواج دیا ہے جسکے سبب غیر قومین اُن افعال کو مذہبی اور ایمانی افعال سمجہتی ہین اور مذہب اسلام کو حقارت سے دیکہتی ہین اور سمجہتی ہین کہ تہذیب اور شائستگی اور انسانیت مذہب اسلام کے ساتہہ جمع نہین ہوسکتی پس ہمنے یہ مضمون اسلیے اختیار کیا ہے تاکہ ہم دکہائین کہ مذہب اسلام نے غلامون اور غلامی کی نسبت کیا کیا ہے اور کسطرح رحم اور انسانیت اور تہذیب کو اعلیٰ درجہ تک پہنچایا ہے چنانچہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم دوسرے آرٹکل مین جو غلامی پر لکہینگے اُسمین مذہب اسلام کے مطابق مضمون غلامی پر بحث کرینگے اور اسلام کی روشنی (مگر نہ زید وعمرو کی) دنیا کی آنکہہ مین دکہاوینگے۔ من او را دوست میدارم و دیگران زید وعمرو را۔





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابطال غلامی

تبریۃ الاسلام عن شین الامۃ والغلام

دیباچہ

خدا نے انسان کو ایک ایسی ہستی بنایا ہے جسکی فطرت مین آزادی اور خود مختاری رکھی ہے اُسکو ذی عقل اور ذی شعور پیدا کیا ہے اوسکو تمام قوی ظاہری و باطنی عطا کیے ہین اُنکے استعمال کی اُسکو قدرت بخشی ہے ہر کام کے شروع کرنے کی سمجھ اور اُسکے انجام کی سوجھ اُسکو دی ہے تاکہ ہر کام کا آغاز و انجام خود سوچ لے اوسکو ایسی فطرت پر بنایا ہے کہ وہ خود اپنے لیے تمام چیزون کے مہیا کرنے کا حاجتمند ہے خود خدا نے فرمایا ہے کہ انسان کے لیے بجز اُسکے جسکی وہ خود کوشش کرتا ہے کچھ نہین ہے

لیس للانسان الا ما سعی

پس یہ تمام حالتین اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ اس پتلے کے صانع کی مرضی یہی تھی کہ یہ پتلا خود اپنا آپ مالک ہے

غلامی اون تمام چیزون کی یا یون کہو کہ صانع کی مرضی کے برخلاف ہے اور اسیلئے
خدا کی مرضی کے مطابق نہین ہوسکتی حقیقت مین غلامی سے زیادہ کوئی چیز فطرتی نیکی
کے (جو اصلی منبع تمام نیکیون کا ہے) برعکس اور مخالف نہین ہے، غلامی بے انتہا بدیون
کی جڑ اور تمام بداخلاقیون کی مان اور کلیتہً اخلاق حمیدہ کی دشمن ہے کیا پاک پروردگار ایسی
ناپاک چیز کو انسان کے حق مین جائز کرتا؟ کیا خدا تعالےٰ اِن تمام صفات کو جو اُسنے
انسان مین پیدا کی ہین غلامی کی حالت سے برباد کرنا پسند کرتا؟ یہ تمام لطیف قوی جو خدا
نے انسان مین اسی لیے پیدا کئے ہین کہ خدا کے لیے کام مین آوین دوسرون کے
تصرف مین جانے پر راضی ہوتا؟ جب کہ خدا خود الہام کرچکا ہے کہ تمام مرد میرے غلام
ہین اور تمام عورتین میری لونڈیان ہین | کلکم عبید اللہ وکل نساءکم اماء اللہ | تو کیا
وہ اپنا شریک پیدا کرکر خوش ہوتا۔

لا واللہ یا اللہ انت وحدک لا شریک لک

آزادی جو ہر ایک انسان کا قدرتی حق ہے غلامی ٹھیک ٹھیک اُسکو برباد کرنے والی
ہے، قدرتی حقوق کا برباد کرنا اصلی ظلم اور ٹھیٹ ناانصافی ہے، پس انسان ایسی خطاؤن
کا خطاوار ہوسکتا ہے کیونکہ وہ ناقابل سہو وخطا نہین ہے مگر خدا ایسے قصور کا تقصیروار
نہین ہوسکتا وہ تمام خطاؤن سے پاک اور تمام تقصیرون سے مُبرا ہے۔
یہ سمجھنا کہ اگر غلام آرام و آسایش سے رکھے جاوین اور رحم و محبت سے پرورش کئے جاوین
تو کوئی بُرائی نہین ہے محض غلطی اور سر تا سر دہوکا ہے، غلامی فی نفسہ ایک قدرتی گناہ ہے،

اور اونکو بدسلوکی سے رکہنا دوسرا گناہ ہے پس کوئی چیز قدرتی گناہ سے زیادہ خوفناک نہین ہے۔

غلامی تمام اخلاق انسانی کو خراب کرنے والی ہے غلامون کے حالات اور اونکی عقل اور عادات انسانی حالت سے تنزل کرکر حیوانی حالت مین آجاتے ہین اور جو لوگ غلام بناتے ہین وہ جبراً اور ناانصافی سے انسان کو جو اشرف المخلوقات ہے تنزل کی حالت مین ڈالتے ہین، غلامی کی حالت مین انسان کے تمام قدرتی قوی جنکو خدا نے وسیلہ ترقی بنایا ہے معطل و بیکار ہوجاتے ہین اور اونکی حالت ہرطرح پر اونکی ترقی کی جنکی ترقی کرنا قدرت کے قانون بنانے والے قادر مطلق کی مرضی ہے مانع ہوتی ہے۔

محنت و مشقّت اُٹھانے کی قوت جو خدا نے انسان مین اس مراد سے پیدا کی ہے کہ انسان اپنی ترقی اور بہلائی کے لیے صرف کرے غلامون مین بالکل معدوم ہوتی ہے کیونکہ اونکی کوئی محنت اونکے لیے نہین ہے۔

محبت و الفت جو انسان کی زندگی کی جان ہے اور جسپر دین و دنیا دونون کی بہلائی منحصر ہے غلامی کی حالت مین بالکل مردہ ہوجاتی ہی جو لطف اور اُنس و محبت ازدواج سے پیدا ہوتا ہے وہ غلامون کو حاصل نہین ہوتا اُنکا ازدواج وحشی جانورون کے ازدواج سے کچھہ زیادہ رتبہ نہین رکہتا اولاد کی محبت اور اونکی پرورش کا جوش جتنا کہ جانورون مین ہے غلامون مین اتنا بہی نہین ہوتا غلامون مین ولولہ ہمدردی کا کسی سے یہان تک کہ اپنی اولاد سے بہی مطلق نہین ہوتا بیوفا ہونا اوسکی ایک مشہور صفت ہوجاتی ہے۔

مالکیت کی جو ایک قدرتی خوشی ہے وہ غلاموں مین بالکل معدوم ہوتی ہے کیونکہ وہ کسی چیز کے یہانتک کہ خود اپنے آپ کے بہی مالک نہین ہوتے اور یہ حالت ادنی سے ادنی جاندار سے بہی جسکو خدا نے پیدا کیا ہے نہایت کمینہ اور بدتر حالت ہے -

چونکہ غلام بجز روٹی کہانے اور کپڑا پہننے کے اور کوئی حق دنیا مین اپنے لیے نہین رکہتے اس لیے وہ اون تمام حقوق سے جو خدا نے ایک انسان کے دوسرے پر پیدا کیے ہین ناواقف رہتے ہین اور اس لیے کچہہ اونکی قدر نہین جانتے اور گناہ اور دوسرون کی حق تلفی اور طرح طرح کے جرایم دینی و دنیوی کے مجمع بن جاتے ہین اور اپنے نفس کو کسی طرح ضبط مین نہین رکہہ سکتے -

نہایت سچ کہا ہے جسنے کہا ہی کہ غلام زمانہ موجود کی مخلوق ہے کیونکہ اوسکی حالت قابل ترقی کے نہین ہے زمانہ آیندہ مین بہ نسبت زمانہ موجود کے کوئی بہتری اوسکے لیے نہین ہے زمانہ آیندہ اونکے لیے درحقیقت تکرار زمانہ گذشتہ کی ہے اونکو قواے انسانی مین سے بجز بہوک اور غصہ کے اور کچہہ نصیب نہین ہوتا ہی اور ہمیشہ بندی مین حیوان مطلق سے کچہہ بہی زیادہ نہین -

جو قوت کہ خدا تعالی نے انسان کو اپنی خواہشون کو اعتدال مین رکہنے کے لیے بخشی ہے وہ غلامی کی حالت سے زایل ہو جاتی ہے اور اسلیے غلام نہایت کمینہ خواہشون اور خوشیون کے بالکلیہ مغلوب ہو جاتے ہین اور نفس امارہ کے روکنے کی باگ اون کے قابو مین نہین رہتی -

نہایت سچا قول ہے کہ غلامی کی حالت غلامون کے خیالات اور اخلاق کو خراب اور ابتر کر دیتی ہے وہ اپنی پیدایش سے ظلم و بے انصافی کے مظلوم رہتے ہین اور اس لیے انصاف اور انسانیت کے حقوق کو بہت کم جانتے ہین، اونکا مدرسہ بے ایمانی اور فساد ہے اونکے تمام حقوق ضایع ہو جاتی ہین اور اس لیے دوسرون کے استحقاق کو توڑنا اور ضایع کرنا گویا اُنکی جبلت ہو جاتی ہے اور اسی سبب سے چوری جھوٹ بولنا اُنکا روز مرہ کا کام ہوتا ہے اور اوسکی بُرائی اور گنہگاری اونکو سمجھانا امکان سے خارج ہوتا ہے بس اونکی حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ گویا اونکے تمام قوی عقلی اور اخلاقی سب ضایع ہو گئے ہین۔

غلامون کی حالت کی خرابی اُنکی جسمانی حالت کی خرابی سے کچھہ زیادہ تعلق نہین رکھتی بلکہ وہ خرابی زیادہ تر روح سے علاقہ رکھتی ہے انسان کی روح جہانتک کہ خراب برباد ہو سکتی ہے غلامی اوسکے خراب اور برباد کرنے کو کافی ہے، غلام کو اس بات کا مطلق خیال نہین آتا کہ مین کیا ہون اور مجھے کیا ہونا چاہیئے مجھہ مین کیا کیا قوتین ہین اور اونکو کسطرح اور کس درجہ تک ترقی دینا چاہیئے۔

غلامی صرف غلامون ہی کے اخلاق کو خراب نہین کرتی بلکہ اونکے آقاؤن کے اور جو لوگ غلام کرنے سے تعلق رکھتے ہین اونکے اخلاق کو بھی وحشی درندون کی مانند کر دیتی ہے آہ اُس بے رحم سنگدل پر جو بچون کو اونکی ماؤن کی آغوش محبت سے جدا کرتا ہے اور ایک بے رحم خریدار کے ہاتھہ بیچتا ہے اون بچون کے مان باپ کی لاعلاج اور نہ صبر آنے والی بیقراری اور اون معصوم بچون کی بیکسی پر غور کرنا چاہیئے، مان باپ بھائی بہن

کی صورتین اونکی آنکھون مین پہرتی ہین پر دکہائی نہین دیتین مان کی چہاتی سے چمٹنے کا شعلہ اوس معصوم سینہ مین بہڑکتا ہے پر ٹہنڈا نہین ہوتا آنکھون پر بس چلتا ہے سو روتا ہے مگر وہ بیرحم سنگدل آقا رونے بہی نہین دیتا رحم کی امید پر ہر ایک کا مُنہہ تکتا ہے اور سیلی جفا کہا کر آنکھین نیچی کر لیتا ہے پس یہ تمام حالتین وحشی درندے جانورون سے کچھہ کم نہین ہین۔

دشمنون کے یا کافرون کے ساتہہ لڑائی کی قیدی عورتون اور بچون اور مردون کا غلام بنانا اِن بدیون مین سے کسی بدی کو کم نہین کرتا لڑنا یا کافر ہونا اوس قدرتی حق یعنی آزادی کو زایل نہین کرسکتا اور نہ اون بُرائیون کو کہو سکتا ہے جو غلامی سے پیدا ہو سکتی ہین فرض کرو کہ لڑنے والے قصوروار ہون مگر عورتون کا کیا قصور ہے شاید اونکا یہ قصور ہو کہ وہ کافر ہین مگر معصوم بچون کا کیا قصور ہے؟

جو امور کہ لونڈیون اور قیدی عورتون اور بے گناہ اہلِ عصمت کے ساتہہ جایز سمجھے جاتے ہین کیا وہ حقیقت مین نیک ہو سکتے ہین؟ کیا وہ باتین حرکات بہایم سے کچھہ زیادہ رتبہ رکہتی ہین؟ کیا وہ کسی مذہب کے سچے ہونے اور خدا کے دیئے ہونے پر دلیل ہو سکتی ہین؟ وہ دنیا کی آنکھہ مین اوس مذہب اور اہل مذہب کی نیکی بٹھا سکتی ہین؟ فرحاشا وکلا بلکہ ایک لمحہ کے لیے بہی یہ بات نہین مانی جا سکتی کہ سچا مذہب جو خدا کی طرف سے اوترا ہو اوس مین ایسے امور جایز ہون پس نہایت افسوس ہے کہ اِن باتون کو سونچا سمجھا نہ جاوے۔

یہودی مذہب نے غلامی کے قانون کو جائز سمجھا اور عیسیٰ مسیح نے اوسکی نسبت کچھہ نہین کہا مگر محمد الرسول اللہ صلعم نے جو کچھہ اوسکی نسبت کہا اوسکو کسی نے نہین سمجھا۔

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید مین انسان پر بعض قدرتی احسان بیان کرنے مین یون فرمایا

الم نجعل لہ عینین و لسانا و شفتین و هدیناه النجدین فلا اقتحم العقبة وما ادراک ما العقبة فک رقبة	کہ کیا ہمنے اوسکو دو آنکھین نہین دین اور ایک زبان اور دو ہونٹ اور کیا نہین بتا دیئے ہمنے اوسکو دو گھاٹیون کے رستے

پہر وہ نہین پہلانگ جاتا گھاٹی کو تو جانتا ہے کہ وہ کیا گھاٹی ہے وہ غلام کا آزاد کرنا ہی۔

پیغمبر صاحب نے کھلم کھلا فرمادیا کہ ”اللہ صاحب نے زمین کے پردہ پر کوئی چیز غلام آزاد

ما خلق اللہ شیئا علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق۔	کرنے سے زیادہ پیاری پیدا نہین کی“۔

لڑائی کے قیدیون کی نسبت خدا نے صاف فرمادیا کہ لڑائی کے بعد احسان کرکر

فاما منا بعد واما فداء	یا فدیہ لیکر اونکو چھوڑ دو طایف کی لڑائی مین

پیغمبر خدا صلعم نے منادی کرادی کہ جتنے غلام ہمارے پاس چلے آوین وہ سب آزاد ہین مگر با این ہمہ مسلمانون کی یہہ بدبختی تہی کہ اونکے عالمون نے اپنی قدیم رسم کی غفلت مین اسپر خیال نہین کیا اور صرف لڑائی کے قیدیون کا لونڈی و غلام بنانا جائز سمجھا مگر ہم صرف خدا اور خدا کے رسول کے حکم کی اطاعت کرینگے اور کسی مولوی ملا مجتہد فقیہ کی تقلید سے غلطی مین نہ پڑینگے بلکہ جہان تک ممکن ہی اس مسئلہ کی خوب تحقیق کرینگے واللہ ولی التوفیق

باب اوّل

اِس بات کے بیان مین کہ قبل اسلام کے بھی کفار و مشرکین عرب مین غلامی کا عام رواج تھا اور متعدد طرح سے لونڈی اور غلام بنائے جاتے تھے

عرب مین قبل اسلام غلامی کا عام رواج تھا اور جسقدر احکام متعلق غلامون کے اسوقت ہمارے ہان کی کتب فقہہ مین مندرج ہین وہ سب زمانہ جاہلیت مین بھی جاری تھے وہ بیع بھی ہوتے تھے ورثہ مین بھی آتے تھے آزاد بھی کیے جاتے تھے مکاتب و مدبر بھی ہوتے تھے لونڈیان مثل جوروؤن کے کام مین آتی تہین غرضکہ جو کچھہ اب جائز سمجھا جاتا ہے وہ سب زمانہ جاہلیت مین بھی ہوتا تھا۔

غلامون کے تمام رسم و رواج کا جو زمانہ جاہلیت مین تہین اس جگہہ بیان کرنا ہمارا مقصد نہین ہے مگر ہم صرف اسقدر بیان کرینگے کہ زمانۂ جاہلیت مین کس کس صورت سے انسان لونڈی و غلام بنائے جاتے تھے چنانچہ اوسکی یہ تفصیل ہے۔

اوّل وہ لوگ جو اپنے تئین آپ بیچڈالتے تھے - یہ رسم غالباً یہودیون سے جو عرب مین رہتے تھے جاری ہوئی تہی - یہودی اس طرح غلامی کو جائز سمجھتے تھے صرف اتنا فرق

تہا کہ اپنے ہمقوم کی حقارت اُورقوم کے غلامون کیسی نکرتے تہے اور ایک خاص تہوہار مین
جو یوبلی کا سال کہلاتا تہا اس قسم کے غلام آزاد ہو جاتے تہے۔

توریت مقدس سفر لویان باب بست وپنجم آیت ۳۹ لغایت ۴۲ مین یہ لکہا ہے ۔ اگر
برادرت نزد تو فقیر شدہ بتو فروختہ شود بندگی بندگان را باو مگذار ۔ با تو مثل مزدور یا چون مہمان
باشد و ترا تا سال یوبلی خدمت نماید انگاہ از نزد تو بیرون رود و اولادش ہمراہش تا
بقبیلہ خود برگردد و ہم بملک آبای خود رجعت نماید ۔ زیرا کہ بندگان منند وایشان را از
زمین مصر بیرون آوردم مثل فروش بندگان فروختہ نشود ۔ باوے بجفا حکمرانی منما واز
خدا سے خود بترس ۔

دوم ۔ وہ صغیر السن لڑکے ولڑکیان جو اونکے مان باپ سے خرید لی جاتی تہین ۔
یہ طریقہ بہی غالباً یہودیون سے جاری ہوا تہا ۔

توریت مقدس سفر لویان باب بست وپنجم آیت ۴۴ لغایت ۴۶ مین لکہا ہے ۔
بندگان وکنیز گانے کہ ازان تواند از طوائفی کہ در اطراف شمایند از یشان بندگان وکنیز گان را
بخرید وہم از پسران مسافران غریبی کہ با شمایند از ایشان وہم از قبیلہ ہاے ایشان کہ با شما
بودہ در زمین شما تولید یافتہ اند بخرید تا براے شما مملوک باشند وایشان را براے پسران شما
بعد از شما مملوک سازند تا آنکہ ملک موروثی باشند وایشان را ابداً بندہ سازید اما برادران
شما پسران اسرائیل بایکدیگر بجفا حکمرانی نمایند ۔

سوم ۔ وہ صغیر السن لڑکے ولڑکیان جو کسی ملک سے بہگا کر یا جبراً کر لے آتے تہے ۔

چہارم - وہ جنکو بزبردستی ڈاکہ زنی یا رہزنی کے طور سے پکڑ لاتے تھے -

پنجم - دشمن کے ملک کا وہ آدمی جو لڑائی کے زمانہ مین بلا امان خفیہ چلا آتا تھا اور گرفتار ہوجاتا تھا -

ششم - وہ مرد و عورت و بچے جو لڑائی مین قید ہوتے تھے ایسی عورتون کے ساتھہ مشرکین عرب بمجرد اُنکے گرفتار کرنے کے مباشرت کو جائز اور درست سمجھتے تھے چنانچہ اِس وحشیانہ اور ناپاک حرکت کو فرزدق شاعر نے زمانہ جاہلیت کا اسطرح پر فخریہ بیان کیا ہے -

وذات حليل انكحتها رماحنا	حلال لمن يبني بها لم تطلق

بلاشبہہ ان تمام وحشیانہ رسمون کو سُنکر جو قبل اسلام نسبت غلامی کے عرب مین جاری تھین انسان کے دل پر نہایت سخت اثر ہوتا ہے اور اسبات کی تلاش پر رغبت کرتا ہے کہ کوئی ایسا زمانہ بھی گذرا ہے جسمین ایسی بےرحمیون کے معدوم کرنے پر کوشش کی گئی ہو اور انسانیت نے اپنے درجہ کمال پر ظہور کیا ہو پس اب ہم اوسی زمانہ کی تلاش پر متوجہ ہوتے ہین -

باب دوم

اس بات کے بیان مین کہ لونڈیون اور غلامونکی نسبت اور غلامی کی رسم کی نسبت جو زمانہ جاہلیت مین تھی اسلام نے کیا کیا

اسلام کے شروع ہوتے ہی زمانہ جاہلیت کی تمام رسمین موقوف نہین ہوگئی تھین

بلکہ زمانہ اسلام مین بہی زمانہ جاہلیت کی بہت سی رسمون پر جب تک کہ اونکے برخلاف
کوئی حکم نہین آیا عمل درآمد رہا مثلاً متعہ کی رسم، شراب خواری، احرام کی حالت مین گہرون کے
دروازون سے گہرون مین نہ آنا، برہنہ ہوکر طواف خانہ کعبہ کرنا، دو بہنون سے ایک ساتہہ
شادی کرنا، باپ کی جورو کو اپنی جورو بنالینا، متبنی کی جورو کو بعد طلاق بہی محرمات مین سے
جاننا، یہ تمام جاہلیت کی رسمین ایسی تہین کہ زمانہ اسلام مین بہی جب تک امتناع نہین
آیا ان پر عمل ہوتا رہا اسیطرح غلامی کی رسم پر بہی جب تک آیت حریت نازل نہین ہوئی
کچہہ تہوڑا سا عمل درآمد ہوا مگر اوسکے بعد ہرگز نہین ہوا اور اسی لیے ہم کہتے ہین کہ صرف
اسلام ہی ایسا کامل دین ہے جسنے غلامی کو دنیا سے معدوم کرنا چاہا ہے -

اسمین کچہہ شک نہین کہ قبل نزول آیت حریت جو غلام موجود تہے اونکو اسلام نے
دفعتاً آزاد نہین کیا اور نہ اونکے اون تعلقات کو توڑا جو بموجب رسم زمانہ جاہلیت اونمین تہے
بلکہ آیندہ کی غلامی کو معدوم کیا اور موجودہ غلامون کے لیے بہت سی تدبیرین اونکے
رفتہ رفتہ آزاد ہوجانے کی کین، جو لوگ اصول انتظام مدن سے واقف ہین وہ خوب
جانتے ہین کہ کسی ملک کے اور خصوصاً عرب کیسے ملک کے جسمین لونڈیون و غلامون کے
تعلقات اونکے آقاؤن سے ایک عجیب ہی قسم کے ور نہایت پیچ در پیچ تہے تمام لونڈیون
اور غلامون کا دفعتاً آزاد کردینا کیسا مشکل اور کسقدر مختلف قسم کی خرابیون اور دقتون بلکہ
انواع اقسام کے گناہون کا مورث ہوتا اس لیے دفعتاً اونکا آزاد کرنا غیر ممکن عادی تہا
پس اسلام نے عین رحمت اور حکمت کی جو اونکو دفعتاً آزاد نہین کیا بلکہ اونکے رفتہ رفتہ

آزاد ہونے کی اور آیندہ کی مسدودی کی تدبیر کی۔

بارہ سو برس بعد اس واقعہ کے بڑے بڑے مدبرون نے جو غلامی کے معدوم ہونے مین کوشش کین وہ بھی اس سے زیادہ کچھہ نکر سکے کہ آیندہ کی غلامی کو بند کیا اور موجودہ غلامون کے رفتہ رفتہ آزاد ہونے کی تدبیر کی البتہ اونکی تدبیرون مین اور بانی اسلام کی تدبیرون مین اتنا فرق تہا کہ اونکی تدبیرین زیادہ تر مادی چیزون سے علاقہ رکہتی تہین اور بانی اسلام کی تدبیرین زیادہ تر روحانی چیزون سے متعلق تہین۔

اوسنے غلامون کے مالکون کو وحی کی رو سے سمجہایا کہ "غلامون کے آزاد کرنے سے زیادہ کوئی پیاری چیز اللہ کے نزدیک نہین ہے"۔

اوسنے بعض گناہون کے کفارہ مین بردہ آزاد کرنے کا حکم دیا۔

صاف یہ حکم دیا کہ اگر غلام کما کر اپنی قیمت ادا کردینی چاہین تو اقرارنامہ لیکر اونکو چہوڑ دو۔

ایسے غلامون کو جنکے مالکون نے قیمت لیکر آزاد کرنے کا وعدہ کیا ہے خیرات دینے اور چندہ دینے پر رغبت دلائی۔

بیت المال مین سے مکاتب غلامون کی آزادی کے لیے روپیہ دینا تجویز کیا۔

بعض حالتین ایسی مقرر کین کہ اوسمین لونڈیان ازخود بلا آزاد کیے آزاد ہوجاوین۔

ایسے معاہدہ یا اقرار کو جسمین ذرا سا بھی اشتباہ معاہدہ یا اقرار آزادی کا ہو بمنزلہ معاہدہ واقرار کامل آزادی کے قرار دیا۔

موجودہ غلامون کی ترقی حالت کے لیے بھی نہایت سنجیدہ احکام صادر فرمائے۔ غلامون

کے مالکون کو مناسب سے زیادہ خدمت لینے سے منع کیا۔ یہ حکم دیا کہ وہ لونڈی غلام کہکر نہ پکارے جاوین۔ اونکو مثل اپنے کہلایا پہنایا جاوے۔ اونکو اونکے رشتہ دارون سے جدا نہ کیا جاوے۔ یہ احکام ایسے سنجیدہ اور رحم کے بہرے ہوئے تھے جن سے غلامون کی حالت کو بہت ترقی ہوئی تھی بلکہ وہ غلامی کی حالت سے بہائی بندی کی حالت پر پہنچ گئے تھے۔ پس کوئی تدبیر اور کوئی حکیم اور کوئی انسان کا بہلائی چاہنے والا اونکے ساتھ اس سے زیادہ نہین کرسکتا تھا جو کہ اسلام نے اُنکے ساتھ کیا۔

مگر قرآن مجید مین جو متعدد جگہہ لونڈیون و غلامون کا ذکر آیا ہے اور بعضی جگہہ اون کی نسبت کچھہ احکام بہی بیان ہوئی ہین اوس سے لوگ متعجب ہونگے کہ اگر غلامی معدوم ہوگئی تہی تو وہ احکام قرآن مجید مین کیون آئے تھے۔

اسی چیز نے بڑے بڑے عالمون کو دہوکہ دیا ہے اور غلطی مین ڈالا ہے مگر سمجھہ لینا چاہیئے کہ وہ تمام احکام اونہین موجودہ لونڈیون و غلامون کی نسبت ہین جو بموجب رسم جاہلیت اور قبل نزول آیت حریت کے غلام ہو چکے تھے اور جنکو اسلام نے بہی آزاد نہین کیا تھا چنانچہ اون تمام آیتون مین جنمین لونڈی و غلام کا ذکر ہے ایک بہی ایسا لفظ نہین ہے جو آیندہ کی غلامی پر جسکو ہم بلفظ رقیت مستقبلہ تعبیر کرینگے دلالت کرتا ہو۔

اِس مقام پر ہم اپنے اس بیان کے اثبات کے لیے قرآن مجید کی اون تمام آیات کو نقل کرتے ہین جنمین کوئی ایسا لفظ آیا ہے جو غلامی پر دلالت کرتا ہے اور تمام دنیا پر اپنے اس دعوے کی تصدیق ظاہر کرتے ہین کہ اونمین ایک لفظ بہی ایسا نہین ہے جو رقیت مستقبلہ پر

دلالت کرتا ہو۔

لفظ ما ملکت

یہ لفظ قرآن مجید کی پندرہ آیتون مین آیا ہے اول تو یہ لفظ خود ہی صیغہ ماضی کا ہے جو ملکیت مستقبلہ پر دلالت نہین کرتا اور قطع نظر اسکے اون آیتون کے معانی بھی کسیطرح رقیت مستقبلہ پر اشارہ نہین کرتے۔

آیت اوّل۔ سورہ نسار مین اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ''اگر متعدد جوروئین کرنے مین

فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم۔ ۴۔ ۳۔

تمکو اسبات کا ڈر ہو کہ برابر نہ رکھہ سکو گے تو ایک ہی عورت سے یا اوس سے جسکے مالک تمہارے ہاتھہ ہو چکے ہین نکاح کرو''۔

آیت دوم۔ اِسی سورہ مین اللہ صاحب نے دوسری جگہہ فرمایا کہ ''تم پر وہ رشتہ دار

والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتاب اللہ علیکم واحل لکم ما وراء ذالکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین۔

عورتین جنکا بیان ہوا اور آزاد عورتین حرام کی گئی ہین مگر وہ جو تمہارے ہاتون کی ملک ہو چکی ہین خدا نے یہ حکم تمپر لکھدیا ہے اور ان کے سوا جتنی ہین وہ تمہارے لیے حلال کی گئی ہین اسطرح پر کہ تم اپنے مال کے (یعنی مہر کے) بدلے نکاح کرنا چاہو پاکدامنی رکھنے کو نہ مستی نکالنے کو''۔

اس آیت مین جو لفظ محصنات کا ہے اوسکے معنی اکثر مفسرون نے شوہر والی عورتین

لیے ہین اور ما ملکت ایمانکم کے لفظ سے یہ مراد لی ہے کہ وہ عورتین لڑائی مین قید ہوائی ہون اور اونکے کافر شوہر دار الکفر مین ہون اور اِس گھڑی ہوئی تقریر سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ لڑائی مین جو عورتین شوہر والی یا بے شوہر والی پکڑی جاوین وہ لونڈیان ہین اور اون سے بہایم کی مانند مباشرت کرنی درست ہے ۔ چنانچہ تفسیر کشاف مین لکھا ہے

والمحصنات ۔ وهن ذوات الازواج لانهن احصن فروجهن بالتزويج فهن محصنات ومحصنات ۔ الا ما ملكت ايمانكم ۔ يريد ما ملكت ايمانهم من اللاتي سبين ولهن ازواج في دار الكفر فهن حلال لغزاة المسلمين وان كن محصنات ۔

کہ محصنات شوہر والی عورتین ہین اس لیے کہ اونہون نے بیاہ کر کر اپنی شرمگاہ کو محفوظ کر لیا ہے پس وہ محفوظ کرنے والی اور محفوظ کی گئی ہین اور ہاتھون کے مالک ہو چکنے سے یہ مراد ہے کہ وہ عورتین لڑائی مین بندی ہو کر اونکے ہاتھ آئی ہون بس وہ عورتین مسلمان غازیون کے لیے حلال ہین اور اگرچہ وہ شوہر والی ہون نعوذ باللہ ۔

مگر جس شخص کو خدا نے ضلالت تقلید سے بچایا ہو گا اور خدا کے کلام کو اُس ادب سے جسکا وہ مستحق ہے دیکھے گا تو یقین کرے گا کہ اِس آیت کی یہ مراد نہین ہے نہ اسمین لڑائی کے قیدیون کا کچھ ذکر ہے اور نہ ان لفظون کے یہ معنی ہین ۔

تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ قرآن مجید مین احصان کا لفظ چار معنون مین آیا ہے ۔ اول معنی حریت یعنی آزادی جیسے کہ خدا تعالیٰ نے سورہ نور مین فرمایا ہے کہ جو لوگ بدکاری کی تہمت

والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعة شھداء فاجلدوھم ثمانین جلدة۔

محصنات یعنی آزاد عورتون پر لگاوین اور پھر چار گواہ نہ لاسکین تو اونکو اسّی درے مارو اور اسیطرح سورہ نساء مین فرمایا کہ پھر

جب وہ یعنی لونڈیان شوہردار ہوجاوین اور پھر بدکاری کرین تو اونپر بہ نسبت محصنات یعنی

فاذا احصن فان اتین بفاحشة فعلیھن نصف ما علی المحصنات من العذاب یعنی الحرائر۔

آزاد عورتون کے آدھا عذاب ہے اور تفسیر کبیر مین بھی محصنات کے معنی الحرائر یعنی آزاد عورتین لکھے ہین۔ اور اسی جگھہ خدا

تعالےٰ نے فرمایا ہی کہ جو کوئی تم مین سے محصنات یعنی آزاد عورتون سے نکاح کرنے

ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات ۔ یعنی الحرائر

کی وسعت نرکھتا ہو اس جگھہ بھی تفسیر کبیر مین محصنات کے معنی الحرائر یعنی آزاد عورتونکے لکھے ہین۔

دوم ۔ بمعنی پاکدامنی جیسے کہ خدا تعالیٰ نے اسی سورہ مین فرمایا ہے کہ محصنین یعنی

محصنین غیر مسافحین ۔ اور محصنات غیر مسافحات۔

پاکدامنی رکھنے کو نہ مستی نکالنے کو اور لونڈیون کی نسبت بھی فرمایا ہے کہ محصنات یعنی

پاکدامنی رکھنے والیان نہ مستی نکالنے والیان ۔ اور اسیطرح سورہ انبیا مین حضرت مریم کی نسبت فرمایا والتی احصنت فرجھا ۔ اے اعفة ۔ اور جسنے پاکدامنی سے رکھا اپنی شرمگاہ کو۔ احصنت کا لفظ جو اس آیت مین ہے اوسکے معنی تفسیر کبیر مین عفت

یعنی پاکدامنی کے لکھے ہین۔

سوم۔بمعنی اسلام۔ ہم ابہی سورہ نسار کی ایک آیت لکھہ چکے ہین جسمین لفظ احصن کا ہے تفسیر کبیر مین اسکے معنی لکھے ہین "احصن" اے اسلمن۔یعنی جب لونڈیان مسلمان ہوجاوین اور پہر بدکاری کرین تو اونپر بہ نسبت آزاد عورتون کے آدہا عذاب ہے۔

علماء حنفیہ اور دیگر علماء کو جو اس جگہہ اُحصن کے معنی اسلمن کے لینے پڑے اسکا یہ سبب ہے کہ اگر یہ معنی نہ لین تو اونکا ایک دوسرا مسئلہ رجم محصنات کا جڑ پیڑ سے ہل کر گر پڑتا ہے اس لیے اونہون نے احصن کے اسلمن معنی بنائے مگر ہم ان معنون کو تسلیم نہین کرتے۔

چہارم۔بمعنی شوہر دار۔پس جو لوگ کہ والمحصنات من النساء سے شوہر دار عورتین مراد لیتے ہین اونکے پاس اوسکی کیا سند ہے اسلیے کہ لفظ متعدد المعنی سے ایک معین معنی ایک مسئلہ عظیمہ کے اخذ کرنے کو مقرر کرنے کے لیے کوئی دلیل عقلی یا نقلی چاہیئے سو یہان بجز اپنے قیاس سے ایک بات کہدینے کے نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ نقلی۔

خود اِس آیت سے ثابت ہے کہ یہان محصنات سے آزاد عورتین مراد ہین کیونکہ یہی لفظ کئی جگہہ اِس مقام پر آیا ہے اور سب جگہہ آزاد عورتین ہی اوس سے مراد لی گئی ہین۔

تفسیر کبیر مین بہی اس بات کو تسلیم کیا ہے اور قبول کیا ہے کہ جسطرح اور جگہہ اس لفظ کے معنی آزاد عورتون کے ہین اسیطرح اس جگہہ بہی اس لفظ کے معنی آزاد عورتونکے ہین چنانچہ اوسمین لکھا ہے کہ اِس جگہہ محصنات سے | اِن المراد ههنا بالمحصنات الحرائر

والدليل عليه قوله تعالى بعد هذه الآية ومن لم يستطع منكم طولا ان ينكح المحصنات المومنات فمن ما ملكت ايمانكم ذكرها هنا المحصنات ثم قال بعده ومن لم يستطع منكم طولا ان ينكح المحصنات كان المراد بالمحصنات ههنا ماهو المراد هناك ثم المراد من المحصنات هناك الحرائر فكذا ههنا۔

آزاد عورتین مراد ہین اور خود خدا تعالیٰ نے جو اس آیت کے بعد فرمایا ہے اوسکی دلیل ہے اور وہ فرمانا یہ ہے کہ جو کوئی تم مین سے بخوبی مقدور نہ رکھتا ہو کہ محصنات یعنی مسلمان آزاد عورتون سے نکاح کرے تو اون سے کرلے جو تمہارے ہاتھون کی ملک ہوچکی ہین خدا تعالیٰ نے پہلی دفعہ محصنات کا لفظ فرمایا پہر دوسری دفعہ

بھی وہی لفظ محصنات کا فرمایا تو جو مراد محصنات کے لفظ سے اس جگہہ ہوگی وہی اوس جگہہ ہوگی پہر اس جگہہ تو محصنات سے آزاد عورتین مراد ہین پہر اوس جگہہ بہی وہی مراد ہین۔

اور اِلاّ ماملکت ایمانکم جو اس آیت مین آیا اوس سے لونڈیون ہی کے معنی لینے ضروری نہین ہین اسلیے کہ نکاح کے سبب جو ملکیت ہوجاتی ہے اوسپر بہی ماملکت ایمانکم کا اطلاق ہوتا ہے اور جو عدد ازواج کے خدا نے ہمارے لیے جائز کردیے ہین اوپر بھی ملکیت کا اطلاق ہوتا ہے چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ "اس آیت مین جو لفظ فی قوله الاماملکت ایمانکم اور جہان الاماملکت ایمانکم آیا ہے اوسکے معنی یہ ہین۔ پہلے یہہ

الاول المراد منه العدد الذی جعله الله ملکا لکم وهو الاربع فصار

کہ اوس سے مراد وہ تعداد ہے جو اللہ نے ہماری ملک کردی ہی یعنی چار آزاد عورتون تک

التقدیر حرمت علیکم الحرایر الا العدد الذی جعله الله ملکا لکم وهو الاربع والثانی الحرایر محرمات علیکم الا ما اثبت الله لکم ملکا علیهن وذلک عند حضور الولی والشهود وسایر الشرایط المعتبرة فی الشریعة فهذا الاول فی تفسیر قوله الا ما ملکت ایمانکم وهو المختار ویدل علیه قوله تعالی والذین هم لفروجهم حافظون الا علی ازواجهم او ما ملکت ایمانهم جعل الله ملک الیمین عبارة عن ثبوت الملک فیها فوجب ان یکون ههنا مفسرا بذلک لان تفسیر کلام الله بکلام الله اقرب الطرق الی الصدق والصواب

تو اب آیت کے معنی یہ ہوئے کہ تمپر آزاد عورتین حرام ہوئین مگر اوتنی جتنی کہ خدا نے تمہاری ملک کردی ہین یعنی چار دوسرے یہ کہ آزاد عورتین تمپر حرام ہین مگر وہ جنہین اللہ تعالی نے تمہاری ملکیت مقرر کردی ہے اور یہ ملکیت جب ہوتی ہے جب ولی موجود ہو اور گواہ حاضر ہون اور تمام شرطین جو شریعت مین نکاح کے لیے مقرر ہین وہ سب پوری ہون پس یہی ٹھیک تفسیر ہے خدا کے کلام الا ما ملکت ایمانکم کی اور اسیکو عالمون نے اختیار کیا ہے اور اسکی صحت پر قرآن مجید کی دوسری آیت بھی دلالت کرتی ہے - سورہ مومنون مین خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان اپنے عضو شہوت کی نگہبانی کرتے ہین بجز اپنی جوروؤن کے یا اونکے جنکے مالک اونکے ہاتھہ ہو چکے ہین - اس آیت مین اللہ صاحب نے ہاتھہ کی ملک سے مسلمانونکی ملکیت کا اون مین ثابت ہونا مراد لیا ہے پس واجب ہے کہ اوس آیت مین بھی یہی مراد لی جاوے اسلیے کہ تفسیر قرآن مجید کی ایک آیت کی قرآن مجید کی دوسری آیت سے

نہایت ٹھیک رستہ سچائی اور درستی پر چلنے کا ہے۔

علاوہ اسکے اگر ماملکت ایمانکم سے لونڈیان ہی مرادلیجاوین تو بھی آیت کے معنی یہ ہونگے کہ تمپر آزاد عورتین حرام ہوئی ہین مگر وہ عورتین جو پہلے آزاد تھین مگر اب تمہاری لونڈیان ہوچکی ہین۔

اگر انسان کو ضلالت تقلید مین خدا تعالی نہ ڈالے اور اوسکے دلکو اوس سچائی اور نور حقیقی سے جو مذہب اسلام مین ہے روشن کرے تو اس آیت کا مطلب سمجھنے مین کچھہ بھی دقت نہین ہے۔ اس جگہہ خدا تعالی نے جو عورتین اور رشتہ دار عورتین حرام ہین اور جو حلال ہین اونکا بیان فرمایا ہے مگر قبل نزول اس آیت کے اسکا کچھہ لحاظ نہ تھا خدا تعالی نے جو کچھہ کہ قبل اس آیت کے ہوچکا تھا اوسکے جایز رکھنے کو یہ فرمایا کہ جو آزاد عورتین تمہاری ملک ہوچکی ہین یعنی اوس زمانہ کی رسم بموجب تصرف مین آچکی ہین وہ حرام نہین ہین پس اس سے کوئی حکم رقیت مستقبلہ کا نہین نکل سکتا۔

اسکی نظیر اسی سورۃ مین اور اسی جگہہ موجود ہے کہ اہل عرب اپنے باپ کی جورو کو جورو بنانے مین کچھہ قباحت نہین سمجھتے تھے جب اوسکی نہی آئی تو خدا نے فرمادیا کہ اس سے پہلے جو ہوچکا وہ ہوچکا چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے "مت نکاح کرو اون عورتون سے جن سے

ولا تنکحوا ما نکح اباءکم من النساء الا ما قد سلف	تمہارے باپون نے نکاح کیا ہے مگر جو کچھہ کہ پہلے ہوچکا" یعنی وہ اس امتناع مین داخل نہین ہے۔

آیت سوم۔ اللہ صاحب نے سورہ نساء مین فرمایا ہے اور جو کوئی تم مین سے بخوبی

ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المومنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المومنات۔

مقدور نہ رکھتا ہو کہ مسلمان آزاد عورتون سے نکاح کرے تو جو عورتین تمہارے ہاتھون کی ملکیت ہو چکی ہین اونین سے جو مسلمان چھوکریان ہین اون سے نکاح کرے۔

آیت چہارم۔ اللہ تعالیٰ نے اسی سورۃ مین دوسری جگہہ فرمایا ہے کہ "اللہ کی عبادت

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا و بالوالدین احسانا وبذی القربی والیتمیٰ والمساکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل و ما ملکت ایمانکم۔

کرو اور اوسکے ساتھہ کسی چیز کو شریک مت کرو اور مان باپ کے ساتھہ سلوک کرو اور قرابت مندون اور یتیمون اور غریبون اور قرابت مند ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور اپنے پاس کے بیٹھنے والے کے ساتھہ اور اونکے ساتھہ جو تمہارے ہاتھونکی ملک ہو چکی ہین۔

آیت پنجم۔ اللہ صاحب نے سورۃ نحل مین فرمایا ہے کہ اللہ نے تم مین سے کسی کو کسی

واللہ فضل بعضکم علی بعض فی الرزق فما الذین فضلوا برادی رزقہم علی ما ملکت ایمانہم فہم فیہ سواء

پر رزق کی فراخی مین زیادتی دی ہے پس جنکو زیادتی دی ہے وہ اپنا رزق اونکو بھی دین جنکے مالک اونکے ہاتھہ ہو چکے ہین تاکہ رزق مین وہ برابر رہین۔

آیت ششم و ہفتم- یہ آیت سورہ مومنون مین بہی ہے اور سورہ معارج مین بہی ہے

والذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین	اِسمین اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان اپنے عضو شہوت کی نگہبانی کرتے ہین مگر اپنی جوروؤن کے ساتہہ یا اونکے

ساتہہ جنکے مالک اونکے ہاتہہ ہو چکے ہین تو اون پر کچہہ ملامت نہین -

آیت ہشتم- اللہ صاحب نے سورہ نور مین فرمایا ہے کہ "عورتون کو اپنا سینہ جو اونکی

اونسائہن او ما ملکت ایمانہن	بدن کی زیبائش ہے سب لوگون سے سوا

بعض کے ڈھکا رکہنا چاہیئے اور جن لوگون سے چہپا رکہنا ضرور نہین ہے اون مین سے یہ لوگ ہین جنکا اِس مقام پر بیان ہے یعنی آپس کی عورتین یا وہ جنکے مالک اون کے ہاتہہ ہو چکے ہین-

آیت نہم- اسی سورہ مین دوسری جگہہ یہ آیت ہے کہ جو لوگ اون لوگون مین سے

والذین یبتغون الکتاب مما ملکت ایمانکم فکاتبوہم ان علمتم فیہم خیرا	جو تمہارے ہاتہون کی ملک ہو چکے ہین خط آزادی چاہین تو اون کو لکہدو اگر جانو اوسمین بہتری -

آیت دہم- اسی سورۃ مین اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ "اے مسلمانون تین وقت

یا ایہا الذین آمنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم	ہین جنکا بیان اِس آیت مین ہے تمہارے پاس انکو بہی اجازت لیکر آنا چاہیئے جنکے

مالک تمہارے ہاتھہ ہو چکے ہین -

آیت یازدہم - اللہ صاحب نے سورہ روم مین تمثیلاً فرمایا ہے کہ تمکو تمہارے ہی حال

ضرب لکم مثلا من انفسکم هل لکم من ما ملکت ایمانکم من شرکاء فیما رزقناکم -

سے مثال دی کہ جو کچھہ خدا نے تمکو دیا ہے کیا اوسمین ان لوگون مین سے کوئی جنکے مالک تمہارے ہاتھہ ہو چکے ہین تمہارے شریکون مین ہے -

آیت دوازدہم - اللہ صاحب نے سورہ احزاب مین فرمایا ہے کہ اے نبی ہمنے حلال

یا ایها النبی انا احللنا لك ازواجك اللاتی اتیت اجورهن وما ملکت یمینك مما افاء الله علیك -

کین تیرے لیے تیری جوروین جنکا مہر تو دے چکا ہے اور جو تیرے ہاتھون کی ملک ہو چکی ہین اون مین سے جنکو اللہ نے تجھکو دیا ہے -

یہ وہ آیت ہے جسمین احکام ازدواج مطہرات مذکور ہین اور اوسکے بعد کی آیت مین آنحضرت صلعم کو اسکے بعد اور کسی عورت سے ازدواج کرنے سے امتناع آیا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم کے ازدواج کے کوئی احکام خاص نہین تھے بلکہ جسطرح کہ عرب مین ازدواج کا دستور تھا اوسیطرح پر ازدواج ہوا تھا - البتہ متبنی کی زوجہ کے بعد طلاق حرام نہونے کی نسبت احکام صادر ہوئے تھے سو وہ بھی جناب پیغمبر خدا صلعم کے ساتھہ مخصوص نہین ہین بلکہ حکم مذکورہ تمام مسلمانون کے لیے ہے مگر اس آیت مین

خدای تعالی نے اون تمام ازدواجون کو جو ہو چکے تھے حلال و پاک قرار دیا اور ازدواج آیندہ سے منع فرمایا چنانچہ اسی سورۃ مین فرمایا ہے

ولا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج ولو اعجبک حسنھن۔

اور نہین حلال ہین تجھکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جورون کے بدلے اور جورو ئین کرے اگرچہ اونکا حسن تجھکو اچھا لگتا ہو۔

قبل نزول اس آیت کے مقوقس مصر کے بادشاہ نے دو لونڈیان ایک ماریہ قبطیہ اور دوسری سیرین بطور تحفہ کے بہیجی تہین اون مین سے ماریہ قبطیہ بموجب رسم عرب کے حضرت کے تصرف مین تہین۔ اسطرح پر تحفہ آنے کو عربی زبان مین (فئ) کہتے ہین اس آیت مین خدا تعالی نے فرمایا کہ ما ملکت یمینک مما افاء اللّٰہ علیک تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس تصرف کو بہی خدا نے درست رکھا مگر اوسکے بعد مطلقاً ازدواج کو منع کر دیا پس اس آیت سے بہی کسیطرح رقیت مستقبلہ کا ثبوت نہین ہوتا۔

بعضے لوگ افاء کے معنی غنیمت یعنی لڑائی کی لوٹ کے کہتے ہین اور اوسپر یہ دلیل لاتے ہین کہ لڑائی مین لوٹ کے وقت جو عورتین ہاتھہ آوین وہ لونڈیان ہو جاتی ہین مگر یہ دلیل اونکی دو وجہ سے غلط ہے اول اسلیے کہ لڑائی کے قیدیون کی نسبت خاص حکم آچکا ہے کہ وہ احسان کر کر یا فدیہ لیکر چہوڑ دیے جاوین دوسرے اسلیے کہ (افاء) کے معنی لڑائی کی لوٹ کے نہین ہین بلکہ کافر بغیر لڑائی کے جو کچھہ دین وہ فیئ ہے

الفئی ما حصل للمسلمین من اموال الکفار من غیر حرب ولا جهاد واصله الرجوع

چنانچہ بحار الانوار مین لکھا ہے کہ "فئی وہ چیز ہے جو کافرون کے مال مین سے

بغیر لڑائی کے اور بغیر جہاد کے مسلمانون کے ہاتہہ آوے" البتہ کبھی کبھی مجازاً غنیمت کے مال پر بہی (فئی) کا اطلاق ہو جاتا ہے مگر جبکہ اصلی معنی بالکل صحیح و درست اور مطابق واقع کے ہون تو مجازی معنی اختیار کرنے کی کوئی وجہ نہین ہے۔

علاوہ اسکے تمام آیت مین اون موجودہ عورتون کی نسبت احکام ہین جو آنحضرت صلعم کے پاس موجود تہین اور (ملکت) اور (افاء) دونون ماضی کے صیغے ہین پہر اون سے رقیت مستقبلہ پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہے۔

آیت سیزدہم۔ اللہ تعالی سورہ احزاب مین فرماتا ہے کہ "ہمکو معلوم ہے جو کچہہ مقرر

قد علمنا ما فرضنا علیہم فی ازواجہم وما ملکت ایمانہم۔

کردیا ہے ہمنے مسلمانون پر اون کی جوروؤن کے باب مین اور اونکے باب مین جن کے مالک اونکے ہاتہہ ہو چکے ہین"۔

آیت چہاردہم۔ اسی صورت مین خدا تعالی نے فرمایا "نہین حلال ہین تجھکو عورتین اس

لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج ولو اعجبک حسنھن الا ما ملکت یمینک۔

کے بعد اور نہ یہ کہ اون جوروون کے بدلے اور جوروئین کرے اگرچہ اونکا حسن تجھکو اچہا لگتا ہو مگر وہ جنکے مالک تیرے ہاتہہ ہو چکے ہین۔

یہ آیت اور اسکے پہلے کی آیت جسمین تحدید ازواج ہی دونون کا مطلب واحد ہے
اس آیت کی ابتدا مین مطلقاً عورتون کے حلال ہونے سے منع فرمایا تھا مگر الا ما ملکت کہنے سے
وہ عورتین مستثنی ہو گئین جنکا بیان پہلی آیت مین ہوا اسلیے کہ ما ملکت یمینک اوس ملکیت
کو بھی شامل ہے جو بسبب نکاح یا مما افاء اللہ علیک کے حاصل ہوئی ہو پس آیت کے
معنی یہ ہوئے کہ "نہین حلال ہین تجھکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جورؤون کے

لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بهن من ازواج ولو اعجبك حسنهن الا ازواجك اللاتی آتیت اجورهن وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک۔

بدلے اور جورؤیین کرے اگرچہ اون کا حسن تجھکو اچھا لگتا ہو مگر تیری وہ جورؤیین جنکا مہر تو دے چکا ہے اور جو تیرے ہاتھون کی ملک ہو چکی ہین اون مین سے جنکو اللہ نے تجھکو دیا ہے" پس اس آیت مین
بھی کوئی ایسا لفظ نہین ہے جو رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتا ہو۔

آیت پانزدہم۔ اللہ صاحب نے اسی سورہ مین فرمایا ہے کہ "عورتون کو اپنی عورتون کے

ولا نسائهن ولا ما ملکت ایمانهن

اور جنکے مالک اونکے ہاتھ ہو چکے ہین سامنے آنا گناہ نہین۔

یہ بات صحیح ہے کہ قرآن مجید مین بہت سے افعال صیغہ ماضی سے بیان ہوئے ہین
حالانکہ جو احکام اون کی نسبت ہین وہ زمانہ مستقبل کو بھی شامل ہین مگر افعال انسانی دو
قسم کے ہین ایک وہ کہ جنکا تحقق اور وقوع دونون ایک ساتھ ہین مثلاً قتل کہ جب وہ

واقع ہوگا اوس کا تحقق بہی ہوگا پس ایسے افعال جو صیغہ ماضی سے بیان ہون اونکے احکام مستقبل کو بہی شامل ہین کیونکہ اونکا تحقق نفس وقوع فعل پر منحصر ہے مگر دوسری قسم کے افعال یعنی وہ جنکا تحقق حکمی ہے تو اونکا تحقق بغیر موجود ہونے حکم کے نہین ہوتا رقیت ایک حکمی شے ہے تو جب تک حکم رقیت موجود نہو تحقق رقیت کسی فعل انسانی سے نہین ہوسکتا اور حکم رقیت قرآن مجید مین موجود نہین ہے پس جو الفاظ متضمن معنی رقیت بصیغہ ماضی بیان ہوئے ہین وہ رقیت مستقبلہ پر حاوی نہین ہوسکتے ۔

لفظ رقبہ

یہ لفظ چار جگہہ قرآن مجید مین آیا ہے چنانچہ اُن آیتون کو جنمین یہ لفظ ہے ہم اس جگہہ لکہتے ہین تاکہ معلوم ہوکہ اون آیتون سے کسی طرح حکم رقیت مستقبلہ مستنبط نہین ہوتا ۔

آیت اوّل ۔ اللہ تعالی سورہ نساء مین فرماتا ہے کہ " مسلمان کو نہین چاہیئے کہ مسلمان

وما کان لمومن ان یقتل مومنا الا خطاء ومن قتل مومنا خطاء فتحریر رقبة مومنة ودیة مسلمة الی اهله الا ان یصدقوا فان کان من قوم عدو لکم وهو مومن فتحریر رقبة مومنة وان کان من قوم بینکم وبینهم میثاق فدیة مسلمة الی اهله

کو مارڈالے مگر یہ کہ انجانی سے مار دیا ہو اور جس شخص نے کہ انجانی سے کسی مسلمان کو مارڈالا ہو تو گلو خلاصی کرے ایک مسلمان کی یعنی ایک بردہ آزاد کرے اور خون بہا دے اوسکے وارثون کو مگر یہ کہ وہ معاف کردین پہر اگر وہ تمہارے دشمن کی قوم مین سے تہا اور وہ مسلمان تہا تو آزاد کرے

وتحریر رقبة مومنة فمن لم یجد فصیام شهرین متتابعین توبة من الله وکان الله علیما حکیما۔

مسلمان بردہ اور اگر ایسی قوم مین سے تہا جن مین تم سے اور اون سے عہد ہے تو خون بہا دے اوسکے وارثون کو اور آزاد کرے مسلمان بردہ اور جسکو مسلمان بردہ نہ ملے تو دو مہینے برابر روزے رکھے تاکہ اللہ اوسکو معاف کرے"۔

آیت دوم۔ اللہ صاحب نے سورۂ مائدہ مین فرمایا کہ "اللہ تعالے تمکو نہین پکڑتا

لا یواخذکم الله باللغو فی ایمانکم ولکن یواخذکم بما عقدتم الایمان فکفارته اطعام عشرة مساکین من اوسط ما تطعمون اهلیکم او کسوتهم او تحریر رقبة فمن لم یجد فصیام ثلثة ایام۔

تمہاری بیفائدہ قسمون پر مگر پکڑتا ہے اوسپر جسپر تمنے مضبوطی سے قسم کہائی تہی پہر اسکا کفارہ دس محتاجون کو متوسط درجہ کا کھانا کہلانا جیسا کہ تم اپنے گہر والون کو کھلاتے ہو یا اونکو کپڑا پہنانا یا مسلمان بردہ آزاد کرنا ہے اور اگر نہ ملے تو تین دن روزے رکہنے ہین۔

آیت سوم۔ اللہ صاحب نے سورہ مجادلہ مین فرمایا ہے کہ "جو کوئی تم سے اپنی جوروؤن

والذین یظاهرون من نسائهم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبة من قبل ان یتماسا ذلکم توعظون به

مین سے کسیکو مان کہہ بیٹھے اور پہر جو بات کہی تہی اوس سے پہرنا چاہے تو آزاد کرے ایک بردہ اپنی جورو کو چہونے سے پہلے

واللہ بما تعملون خبیر فمن لم یجد فصیام شہرین متتابعین من قبل ان یتماسا فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکینا۔	اس سے تمکو نصیحت ہوگی اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو پہر جسکو نہ ملے تو دو مہینے برابر روزے رکھے اپنی جورو کے چہونے سے پہلے اور جو نکر سکے تو ساٹہہ محتاجون کو کہانا کہلا دے"۔

آیت چہارم۔ اللہ صاحب سورہ بلد مین فرماتا ہے کہ آزاد کرنا بردہ کا بڑی گھاٹی کا

فک رقبۃ	پہلانگنا ہے۔

ان تمام احکام مین جو غلام نہ ملنے کی حالت مین اور دوسری قسم کے کفارون کا ذکر آیا ہے اِس سے رقیت مستقبلہ کے معدوم ہونے پر اشارۃ نکلسکتا ہے فتدبر۔

لفظ الرقاب

یہ لفظ قرآن مجید مین دو جگہہ بمعنی عبد آیا ہے مگر کوئی لفظ بہی اون آیتون کا جنمین یہ لفظ ہے رقیت مستقبلہ پر دلالت نہین کرتا۔

آیت اوّل۔ سورہ بقر مین اللہ صاحب نے ان باتون کو جو اس آیت مین بیان ہوئی

والسائلین وفی الرقاب۔	ہین نیکیان گنا ہی اور اونہین کے ساتہہ

مسافرون اور سائلون کو خیرات دینا اور بردہ آزاد کرنے مین روپیہ خرچ کرنا نیک کام فرمایا ہے۔

آیت دوم۔ سورہ توبہ مین اللہ صاحب نے زکوۃ کے روپیہ کا خرچ بتلایا ہے کہ کہان

انما الصدقات للفقراء والمساکین و	کہان خرچ ہوگا اوسی کے ساتہہ بتلایا کہ

العاملين عليها والمؤلفة قلوبهم و في الرقاب -	بردہ آزاد کرنے مین بہی خرچ کیا جاویگا -

لفظ عبد

یہ لفظ معنی غلام تین چار جگہہ قرآن مجید مین آیا ہے اور اوس سے بہی رقیت مستقبلہ پر استدلال نہین ہوسکتا -

آیت اوّل - یعنی اللہ صاحب نے مسلمان عورتون کو مشرکین سے شادی کرنے کو

ولعبد مومن خیر من مشرک ولو اعجبکم	منع کیا ہے اور بطور تاکید کے یہ فرمایا کہ مسلمان غلام بہی ایک مشرک سے اچھا ہے

اگرچہ وہ مشرک تمکو اچھا معلوم ہوتا ہو -

آیت دوم - عرب مین بزمانہ جاہلیت یہ دستور تہا کہ ایک قوم دوسری قوم پر کسی

الحر بالحر والعبد بالعبد -	سبب سے اپنے تئین بڑا قرار دیتی تہی اور

بڑائی کے سبب سے یہ ہوتا تہا کہ اگر بڑی قوم مین کا غلام مارا جاتا تو اوسکے بدلے مین دوسری قوم کے حر یعنی آزاد کو مار ڈالتے تہے اور اگر عورت ماری جاتی تہی تو اوسکے بدلے مرد کو مارتے تہے اور اگر ایک مرد مارا جاتا تہا تو اوسکے بدلے دو مرد مارتے تہے جب وہ لوگ مسلمان ہوگئے اور اوسکا جھگڑا رسول خدا صلعم کے سامنے ہوا تو قرآن مجید مین یہ حکم نازل ہوا کہ اللہ تعالے نے تمپر قصاص فرض کیا ہے اگر آزاد مرد مرد کو مارے تو وہی مارا جاوے اگر غلام غلام کو مارے تو غلام ہی مارا جاوے اگر عورت عورت کو مارے تو وہی عورت

ماری جاوے۔

آیت سوم۔ اللہ صاحب نے سورہ نحل میں بت پرستوں کے سمجھانے کو ایک غلام

ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا لایقدر علی شئ۔ | کی مثال دی جو دوسرے کا مال ہے اور کسی چیز پر کچھہ اختیار نہیں رکھتا۔

لفظ امۃ

قرآن مجید میں دو جگہہ یہ لفظ ہے اور کسی جگہہ سے بھی رقیت مستقبلہ کا حکم نہیں پایا جاتا۔

آیت اوّل۔ سورہ بقر میں اللہ صاحب نے مسلمانوں کو مشرک عورتوں سے بیاہ کرنے

ولامۃ مومنۃ خیر من مشرکۃ ولو اعجبتکم۔ | کو منع فرمایا اور تاکیداً یہ ارشاد کیا کہ ایک مسلمان لونڈی مشرک عورت سے اچھی ہے اگرچہ وہ مشرک عورت تمکو اچھی لگتی ہو۔

آیت دوم۔ اللہ صاحب نے سورہ نور میں فرمایا ہے کہ "نکاح کرو مسلمان رانڈوں کا

وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم۔ | اور نیک چلن اپنے غلاموں اور لونڈیوں کا"

لفظ فتیات

یہ لفظ بھی قرآن مجید میں دو جگہہ بمعنی لونڈیوں کے آیا ہے مگر ایک جگہہ بھی ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جو رقیت مستقبلہ پر اشارہ کرتا ہو۔

آیت اول۔ سورۂ نسار کی آیت ہے جو ذیل لفظ ما ملکت مین بیان ہو چکی۔

آیت دوم۔ اللہ صاحب نے سورہ نور مین فرمایا ہے کہ اپنی چھوکریون پر بدکاری کے لیے

ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیوۃ الدنیا۔

جبر نہ کرو دنیا کی زندگی کا سامان بہم پہنچانے کے لیے جبکہ وہ چاہتی ہین پاک دامن رہنا۔

لفظ افاء

یہ لفظ تین جگہہ قرآن مجید مین آیا ہے مگر صرف آیت سورہ احزاب ہماری بحث سے متعلق تھی جس سے ہم بہ ذیل لفظ ما ملکت بخوبی بحث کر چکے۔

لفظ غلام وجاریہ

یہ لفظ قرآن مجید مین تو نہین آئے مگر حدیث مین آئے ہین چنانچہ وہ حدیث لکھی جاتی ہے۔

ابوہریرہ نے لکھا کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ کوئی تم مین سے یون

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقولن احدکم عبدی وامتی کلکم عبید اللہ وکل نسائکم اماء اللہ ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتای وفتاتی ولا یقل العبد ربی

نہ کہوے کہ میرا غلام اور میری لونڈی تم سب خدا کے غلام ہو اور سب تمہاری عورتین خدا کی لونڈیان ہین مگر یون کہو کہ میرا لونڈا اور میری لونڈیہ اور میرا چھوکرا اور میری چھوکری اور غلام بھی تمکو ربی نہ کہی بلکہ

ولکن لیقل سیدی وفی روایة لیقل سیدی ومولای وفی روایة لا یقل العبد لسیدہ مولای فان مولاکم اللہ رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ۔

میرے آقا یا میرے مالک کہوے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ میرے مالک بہی نہ کہوے کیونکہ تم سب کا مالک اللہ ہے یہ حدیث مسلم مین ہے اور مشکوٰۃ مین بہی اوسکو نقل کیا ہے۔

باب سویم

علماء اسلام نے سبب طاری ہونے رقیت کا صرف غلبہ و استیلاء قرار دیا ہے

یہ مسئلہ کہ تمام انسان دراصل حر یعنی آزاد ہین علماء اسلام بہی تسلیم کرتے ہین اور قاعدہ کلیہ الحر معصوم بنفسہ کو تسلیم کرتے ہین اور اسی سبب سے ابتداءً طاری ہونا رقیت کا کسی انسان پر بذریعہ بیع وہ قبول نہین کرتے چنانچہ اونکا قول ہے کہ "اگر کوئی ذمی یا حربی دارالاسلام مین اپنے آپ کو یا اپنی اولاد کو بیچے تو وہ بیع جایز نہین اور جو لوگ بیچے گئے ہین وہ لونڈی و غلام نہین ہین"۔

اسیطرح اونکا یہ بہی قول ہے کہ اگر حربی اپنے آپ کو یا اپنی اولاد کو دارالحرب مین بیچے تو وہ بیع بہی جایز نہین اور جب تک کہ وہ لوگ جو بیع ہوئے ہین دارالحرب مین ہین بالاتفاق جملہ ائمہ کے وہ لونڈی و غلام نہین ہین۔ لیکن اگر وہ دارالحرب سے دارالاسلام مین

نکال لائے جاوین تو اس بات مین کہ بعد نکال لانے کے وہ لونڈی و غلام ہوجاتے ہین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ بسبب حصول غلبہ مالا لونڈی و غلام ہوجاتے ہین اور اکثر کا یہ قول ہے کہ نہین ہوتے۔

اکثر علماء اسلام اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہین کہ اگر کوئی شخص دار الحرب مین سے بغیر لڑائی و غلبہ کے دغا و فریب سے یا دہوکہ دیکر کافرون کو یا اونکی اولاد کو پکڑ لاوے تو وہ لونڈی غلام نہین ہوتے او بعض کہتے ہین کہ بسبب حصول غلبہ و استیلاء کے مالا لونڈی و غلام ہوجاتے ہین۔

مگر چار صورتین ہین جنمین بالاتفاق مسلمان عالمون کا فتویٰ ہے کہ اون صورتون مین کافر لونڈی و غلام ہوجاتے ہین اور اوسکے بعد بذریعہ بیع و ہبہ وارث و وصیت کے منتقل ہوتے ہین اور وہ چار صورتین یہ ہین۔

اوّل۔ وہ حربی کافر مرد اور عورت اور معصوم بچے جو جہاد مین قید ہون اور دار الحرب سے دار الاسلام مین لے آئے جاوین۔

دوم۔ دار الحرب مین سے مسلمان بزبردستی کافرون کو یا اونکی عورتون او بچون کو پکڑ لاوین۔

سوم۔ کافر بادشاہ کسی مسلمان کو بطور نذر یا ہدیہ کے یا جزیہ و خراج کے کافرون کو یا اونکے بچون کو بھیجے۔

چہارم۔ کوئی حربی دار الاسلام مین بغیر امان کے آجاوے اور پکڑا جاوے۔

چنانچہ یہ تمام صورتین اہل سنت وجماعت کی کتب فقہ مین مندرج ہین جنکو بجنسہ اس مقام پر ہم نقل کرتے ہین۔

روایت اول۔ فتاواے قاضی خان مین لکھا ہے کہ حربی کا اپنے تئین یا اپنے بیٹے

ان الحربی اذا باع اباه او ابنه لایجوز فان اخرجه المشتری الی دار الاسلام ملکه ان لم یکن بیننا امان۔

کو بیچنا جائز نہین ہے پھر اگر خریدار اوسکو دارالاسلام مین نکال لاوے تو اوسکا مالک ہوجاتا ہے بشرطیکہ مسلمانون مین اور اون حربیون مین امن سے رہنے کا قرار نہو۔

روایت دوم۔ قاضی خان مین یہ بھی لکھا ہے کہ تمام روایتین اسبات مین متفق ہین

واتفقت الروایات علی انه لایجوز بیعه فی دار الاسلام ومتی لم یجز البیع فی دار الحرب علی قول العامة فان اخرجه المشتری الی دار الاسلام اختلف المشائخ رحمهم الله فیه قال بعضهم یملکه لان البیع وان بطل فمتی اخرجه جبرا ملکه بالقهر المبتداء وقال بعضهم یکون حرا لان البایع لایملك التصرف فیه لا بیعا ولا وطیا فلا یملك

کہ دارالاسلام مین اونکی بیع جائز نہین ہے اور جبکہ عام علماء کے قول کے مطابق دارالحرب مین اونکی بیع ناجائز ہے پھر اگر خریدار اونکو دارالاسلام مین نکال لاوے تو اسپر بڑے بڑے عالمون نے خدا اونکو بخشے اختلاف کیا ہے بعضے کہتے ہین کہ وہ اونکا مالک ہوجاتا ہی کیونکہ اگرچہ اونکی بیع باطل تھی مگر جبکہ مشتری زبردستی سے اونکو نکال لایا تو بسبب غلبہ کے جو

المشتری وقال بعضهم ان کان البایع
یری جواز هذا البیع یملکه المشتری
بالاخراج الی دار الاسلام اخرجه طایعا
اومکرها وان کان البایع لایری جواز هذا
البیع فان اخرجه المشتری کرها یملکه
وان جاء به طایعا لایملکه۔

اوسنے کیا اونکا مالک ہوگیا اور بعضے
کہتے ہین کہ جنکو خریدا ہے وہ غلام نہین
ہوتے بلکہ آزاد رہتے ہین کیونکہ بایع
اونمین کسی طرح کا تصرف بذریعہ بیع یا بابت
کے نہین کرسکتا تہا تو بس مشتری بہی
مالک نہوا اور بعضے کہتے ہین کہ اگر بایع
اونکی بیع کو جائز سمجہتا ہے تو مشتری اونکا مالک ہوجاتا ہے بشرطیکہ اونکو دار الاسلام مین
زبردستی سے خواہ رضامندی سے لے آوے اور اگر بایع اونکی بیع کو جائز نہین سمجہتا تو
اگر مشتری اونکو جبراً دار الاسلام مین نکال لایا ہے تو تو اونکا مالک ہوجاویگا اور اگر رضامندی
سے لایا ہے تو نہین ہونے کا۔

روایت سوم۔ حموی شرح اشباہ مین لکہا ہے کہ حربی اور ذمی دونون اپنی اولاد کو

الحربی والذمی لایملک بیع ولده فی
دار الاسلام فاذا باع فی دار الحرب ان
اخرجه منه کرها یتملك وان اخرج
المشتری باختیاره فالاحتیاط النکاح۔

دار الاسلام مین نہین بیچ سکتے جبکہ اونہون
نے دار الحرب مین بیچا ہو تو اگر مشتری
اونکو زبردستی سے دار الاسلام مین نکال
لاوے تو مالک ہوجاتا ہے اور اگر وہ
جسکو خریدا ہے خود دار الاسلام مین چلی آوے تو اوس سے نکاح کرلینا احتیاط کی بات ہے

روایت چہارم۔ خزانة الروایات مین لکہا ہے کہ ایک مسلمان دار الحرب مین امان مانگ کر

مسلم دخل دار الحرب بامان فاشتری من احدهم ابنه او اخاه فالصحیح انه لا یجوز البیع لکنهم اذا دانوا بجواز هذا البیع ملکه بالقهر لا بالشراء۔

گیا پہر اوسنے وہان کسی سے اپنا بیٹا یا اپنا بہائی مول لیا تو ٹہیک مسئلہ تو یہ ہے کہ وہ بیع جائز نہین لیکن جبکہ وہان کے لوگون نے اوس بیع کو جائز سمجہا تو مشتری بسبب غلبہ کے مالک ہوا نہ بسبب مول لینے کے۔

روایت پنجم۔ ہدایہ مین لکہا ہے کہ حربی ہمارے مالک نہین ہوتے نہ ہمارے اون

ولا یملک علینا اهل الحرب مدبرنا وامهات اولادنا ومکاتبنا واحرارنا ونملک علیهم جمیع ذلک لان السبب انما یفید الحکم فی محله والمحل المال المباح والحر معصوم بنفسه وکذا من سواه لانه تثبت الحریة فیه من وجه بخلاف ارقائهم لان الشرع اسقط عصمتهم جزاء علی جنایتهم وجعلهم ارقاء ولا جنایة من هولاء۔

غلامونکے جو ہمارے بعد آزاد ہوجاوینگے اور نہ ہماری صاحب اولاد لونڈیونکے اور نہ اون غلامونکی جنکو ہمنے خط آزادی لکہہ دیا ہے اور نہ ہمارے آزاد لوگون کے مگر ہم حربیون کی اون سب چیزون کے مالک ہوجاتے ہین اسلیے کہ سبب یعنی غلبہ جبکہ ایسی جگہہ ہو جہان ہوسکتا ہے تو جو نتیجہ غلبہ سے ہوتا ہے وہ حاصل ہوجاتا ہے اور جس جگہہ غلبہ ہوسکتا ہے وہ ایسا مال ہے جسپر غلبہ کرنا مباح ہو اور آزاد لوگ بذات خود محفوظ ہین اور اسیطرح وہ بہی جنہین کسیطرح سے بہی آزادی موجود ہوتی ہے برخلاف کفار کے بردون

کے اسلیے کہ شرع نے اونکی محفوظیت بسبب اونکے گناہ کے توڑ دی ہے اور اونکو بردہ کر دیا ہے اور ہمارے لوگونمین جنکا اوپر ذکر ہوا اس قسم کا گناہ نہین ہے۔

روایت ششم۔ ہدایہ مین لکھا ہے کہ غلبہ متحقق نہین ہوتا جب تک کہ اونکو دار الاسلام

الاستیلاء لایتحقق الا بالاحراز بالدار لانہ عبارۃ عن الاقتدار علی المحل حالا ومالا

مین نہ پکڑ لاوین اسلیے کہ غلبہ سے مراد قابو پانا ہے مباح چیز پر بالفعل اور آخر کار تک۔

روایت ہفتم۔ بحر الرائق مین لکھا ہے کہ حاوی مین یہ بات لکھی ہے کہ ملک کیا چیز

وفی الحاوی الملک الاختصاص الحاجز وانہ حکم الاستیلاء لانہ یثبت الملک فیہ خالیا عن الملک والخالی عن الملک ہو المباح والاستیلاء لاغیر ہو طریق الملک فی جمیع الاموال لان الاصل الاباحۃ فیہا والبیع والہبۃ ونحوہما ینقل الملک الحاصل بالاستیلاء الیہ فمن شرط البیع الملک حالۃ البیع حتی لم یصح فی مباح قبل الاستیلاء لخلو المحل عن

ہے ایک خصوصیت ہے جو غیر کو اوس مین تصرف کی مانع ہے اور وہ خصوصیت غلبہ کا اثر ہے اسلیے کہ جو چیز کسی کی ملک نہو اوسپر غلبہ کے سبب سے ملکیت ثابت ہو جاتی ہے اور جو چیز کہ کسی کی ملک نہو وہ مباح ہے اور تمام چیزون مین صرف غلبہ ہی وہ طریق ہے جس سے ملکیت ہو جاتی ہے نہ اور کوئی اسلیے کہ اباحت تمام چیزون مین اصل ہے۔ اور بیع اور ہبہ اور مانند اونکے جو معاہدے ہین

الملك وقته وبالارث والوصية تحصل الخلافة حتى كانه هو لا الانتقال حتى لا يكون للوارث الرد بالعيب دون المشتري فالاسباب ثلاثة مثبت للملك وهو الاستيلاء وناقل للملك وهو البيع ونحوه وخلافة وهو الارث والوصية۔

اور ان سے وہ ملکیت جو بسبب غلبہ کے حاصل ہوتی ہے منتقل الیہ کے پاس منتقل ہو جاتی ہے پس بیع کی شرط سے یہ بات ہے کہ جو چیز بیچی گئی ہے وہ بروقت بیع کے بایع کی ملکیت ہو یہان تک کہ اگر کوئی شخص مباح چیز کو اوسپر غلبہ کرنے سے پہلے بیچ ڈالے تو وہ بیع جایز نہوگی اسلیے کہ وہ مباح چیز اوسوقت تک کسی کی ملک نہ تھی۔ اور وراثت اور وصیت سے پہلے مالک کی جانشینی حاصل ہوتی ہے گویا یہ وہی پہلی ملک ہے نہ انتقال اور اسلیے وارث بسبب عیب کے مال پھیر نہین سکتا مگر مشتری پھیر سکتا ہے پس تین سبب ملکیت کے ہوئے ایک وہ جو ملکیت ثابت کرتا ہے وہ تو غلبہ ہے اور ایک وہ جو ملکیت منتقل کر دیتا ہے اور وہ بیع ہے اور مثل اوسکے اور ایک وہ جو مالک کا جانشین کر دیتا ہے اور وہ وراثت اور وصیت ہے۔

روایت ہشتم۔ درمختار مین لکہا ہے کہ اگر مستامن دار الحرب سے کوئی چیز دار الاسلام

فلو اخرج الینا شیئا ملکه ملکا حراما للغدر فیتصدق به بخلاف الاسیر فیباح تعرضه وان اطلقوا طوعا لانه

مین نکال لاوے تو حرام مال کی مانند اوسکا مالک ہوگا کیونکہ اوسنے غدر کیا ہے پس چاہیے کہ اوس مال کو غریبونکو دیدے

غیر مستامن فھو کاللص فانہ یجوز لہ اخذ المال وقتل النفس۔

برخلاف اوس شخص کے جسکو حربی قید کر کرلے گئے ہون پس اوسکو تعرض کرنا درست ہے اگرچہ حربیون نے اوسکو اپنی خوشی چھوڑ ہی دیا ہو کیونکہ جو شخص قید ہو گیا وہ مستامن نہین ہے بلکہ وہ چور کی مانند ہے اور اسلیے اوسکو جائز ہے مال کا لینا اور جان کا مارنا

روایت نہم۔ ذخیرۃ الروایات مین لکھا ہے کہ عیون مین لکھا ہے کہ اہل حرب کے بادشاہون

اھدی ملک من ملوک اھل الحرب الی رجل من المسلمین ھدیۃ من احرارھم او من بعض اھلہ فان لم یکن بین المھدی والمھدی قرابۃ کانوا ممالیک للمھدی الیہ وان کان المھدی ذا رحم محرم من المھدی او امۃ قد ولدت لہ لم یصر ملکا المھدی الیہ۔

مین سے کسی بادشاہ نے ایک مسلمان کو آزاد حربی یا کوئی اپنا رشتہ مند بطور تحفہ کے بہیجا پس اگر اون لوگون مین جو بطور تحفہ کے بہیجے گئے ہین اور اوسمین جسکو تحفہ بہیجا کچھہ رشتہ داری نہین ہے تو وہ اوسکے مملوک ہو جاتے ہین اور اگر وہ شخص جو بہیجا گیا ہے اوسکا رشتہ مند قریب ہو یا اوسی کی صاحب اولاد لونڈی ہو تو جسکو تحفہ بہیجا گیا ہے اوسکی ملک نہین ہوتی۔

روایت دہم۔ سراجیہ مین لکھا ہے کہ ایک حربی دارالاسلام مین بغیر امان مانگے چلا آیا

حربی دخل الینا بغیر امان فاخذہ رجل منا فھو فیٔ لعامۃ المسلمین و

پہر اوسکو ایک مسلمان نے پکڑ لیا تو وہ بطور غنیمت تمام مسلمانون کا مال ہو جاتا ہے

قال ابو یوسف و محمد ھو للذی اخذہ۔	اور امام ابو یوسف اور امام محمد کی یہہ راے ہے کہ وہ اوسی کا مال ہے جسنے اوسکو پکڑا۔

اِن تمام روایتون سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگلے عالمون نے نصرف غلبہ اور استیلا کو سبب رقیت قرار دیا ہے - ایک مدت ہوئی کہ بعض لوگون نے استفتاء کیا تھا کہ انسان کس چیز سے غلام و لونڈی ہوتا ہے اور کون سا آدمی ہے کہ غلام اور لونڈی ہو سکتا ہے اوسکا جواب مولوی وجیہہ الدین صاحب سہارنپوری نے لکھا تھا اور جناب مولوی محمد اسحٰق صاحب نے اوس سے اتفاق کیا تھا اور بعد کو مفتی محمد اکرام الدین خان صاحب اور مولوی کریم اللہ صاحب اور مفتی سید رحمت علیخان عرف مفتی میر لال صاحب اور جناب حضرت شاہ احمید سعید صاحب اور مولوی حاجی قاسم صاحب اور مولوی عبد الخالق صاحب اور جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب اور مولوی حبیب اللہ صاحب اور جناب مولوی محمد صدر الدین خان صاحب نے بہی اوسپر اپنی اپنی مہرین ثبت فرمائی تہین اوسمین بہی یہ لکھا ہے کہ سبب غلام و کنیزک ہونے کا ابتدا رغلبہ ہے حالا و مالا یعنی بالفعل اور آئیندہ کو نہ غیر اسکا بیع وغیرہ اسلیے کہ سبب اور پیدا کرنے والا ملک کا ہر چیز مین غلبہ ہے نہ غیر اسکا اور محل اُسکا مال مباح ہے نہ غیر اسکا اور آدمی مین مال مباح فقط حربی ہے اور معنی غلبہ کے قدرت اور قابو پانا ہے ایک چیز پر بالفعل اور آئیندہ کو بہی یعنی اسطرح اوسکی بناہ

مین آیا کہ کوئی اوسے چہٹا نہین سکتا اور غالب حربی پر جو کوئی ہو مسلمان ہو یا کافر ذمی ہو یا حربی مالک اوسکا ہوجاتا ہے انتہی" مگر اب ہمکو دیکہنا چاہیئے کہ غلبہ و استیلار کو جو سبب رقیت اور حربی کو مال مباح ٹھہرایا ہے آیا اوسکے لیے کوئی نص صریح قرآن وحدیث مین موجود ہے یا نہین اسکا جواب صاف ہے کہ کوئی نہین البتہ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اگلے عالمون نے اپنے ذہن مین قیدیان جہاد کو لونڈی وغلام سمجہہ کر اور صرف اپنی رائے سے اور نہ کسی نص سے اونکی رقیت کی وجہہ غلبہ و استیلار قرار دی اور جہان کہین اونہون نے ذرا بہی غلبہ و استیلار کسی قسم کا پایا وہان رقیت کو جاری کردیا مسلمانون کا حربیون کو زبردستی پکڑ لانا یا حربیون کا بطور نذر کے بہیجنا یا حربیونکا دارالاسلام مین پکڑا جانا سب کو جہاد کے غلبہ و استیلار پر قیاس کرلیا۔

کیسے تعجب کی بات ہے کہ اگلے علمار نے حربیون کی اولاد کا دارالحرب مین خریدنا بشرطیکہ وہ لوگ اونکا بیچنا جائز سمجہتے ہون اسلیے جائز قرار دیا ہے کہ اوسمین بہی غلبہ و استیلار کی صورت ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ جب اہل حرب جواز بیع کے معتقد ہوئے تو بعد بیع وہ اوسکو پہیر نہین سکتے پس بہ سبب خریدنے کے مسلمان کو حربی پر غلبہ و استیلار متحقق ہوگیا۔ نعوذ باللہ من ہذہ الاباطیل۔

اب ہمارے علمار نے اس غلبہ و استیلار کو جو اپنی طبیعت کا ٹھہرایا ہوا اصول تہا یہان تک وسعت دی کہ غلبہ و استیلار کرنے والے پر مسلمان ہونے کی بہی شرط ساقط کردی اور لکہہ دیا کہ اگر کافر کافر کو بہی بغلبہ و استیلار پکڑ لے تو وہ بہی اسکا غلام ہوجاویگا چنانچہ

ہدایہ شریف مین لکھا ہے کہ جب کفار ترک کفار روم پر غالب ہوجاوین اور بندی پکڑ لین

واذا غلب الترک علی الروم فسبوہم واخذوا اموالہم ملکوہا لان الاستیلاء قد تحقق فی مال مباح وھو السبب

اور مال لے لین تو اوسکے مالک ہوجاتے ہین کیونکہ استیلار یعنی غلبہ متحقق ہوگیا مباح مال مین اور وہی سبب ملک ہے۔

بااین ہمہ اب تک فضل الٰہی سے کسی بزرگ نے یہ نہین فرمایا کہ حربیون کو مال مباح کسی اصول پر قرار دیا آیا قرآن مجید مین یا حدیث نبوی مین یہ حکم آیا ہے یا حضرت جبرئیل اون بزرگون پر وحی لائے تھے البتہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ لڑائی مین لوٹ کا مال اللہ تعالیٰ نے ہمکو مباح کیا ہے اور یہ نہایت عمدہ اور بہت ہی خوب اصول ہے مگر مال مین انسانکو داخل نہین فرمایا غالباً ہمارے علمار نے قیاس سے انسان کو بھی مال سمجھا ہے۔

بہرحال جو ہو اتنی بات ضرور تسلیم کرنی چاہیئے کہ غلامی ایک مسئلہ ہے جسکو علمار اسلام نے نکالا ہے یا اختیار کیا ہے مگر اوسکو ایک مسئلہ شرعی منزل من اللہ کہنا کیسا جھوٹ اور اسلام پر کتنا بڑا اتہام کرنا ہے۔

اِن تمام حالات سے اور تمام فقہی روایتون سے جو مذکور ہوئین یہ بات ثابت ہوگئی کہ فقہاے اسلام نے جو غلبہ و استیلار کو سبب رقیت قرار دیا ہے اوسکی اصل جہاد کے قیدیون کو لونڈی و غلام بنانے پر مبنی ہے پس اب ہمکو اسبات پر بحث کرنی چاہیئے کہ جہاد کے قیدیون کا لونڈی و غلام بنانا جائز ہے یا نہین کیونکہ اگر اون قیدیونکا لونڈی

وغلام بنانا ناجائز ثابت ہوجاویگا تو یہ اصول رقیت باطل ہوجاویگا اور سب کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ اسلام مین کوئی شخص اور کسی حالت مین لونڈی وغلام نہین ہوسکتا پس اب ہم امر مذکورہ کی بحث پر متوجہ ہوتے ہین - واللہ المستعان -



باب چہارم

اسبات کے بیان مین کہ قیدیان جہاد کے لونڈی وغلام بنانے کا کوئی حکم قرآن مجید یا حدیث صحیح مین نہین ہے

کوئی شخص نہین کہہ سکتا کہ قرآن یا حدیث مین کسی جگہہ یہ حکم ہے کہ جو لوگ جہاد مین پکڑے جاتے ہین وہ لونڈی وغلام ہوجاتے ہین مگر اگلے عالمون نے قرآن مجید سے اِس مسئلہ کے استنباط پر کوشش کی ہے چنانچہ اوسکو اس مقام پر لکھتے ہین اور جو غلطیان اوس استنباط مین ہین اونکو بھی بیان کرتے ہین -

استنباط اوّل - وہ کہتے ہین کہ بہت سی جگہہ قرآن مجید مین اور احادیث صحیح مین لونڈیون اور غلامون کا ذکر آیا ہے اور بہت سے احکام اونکی نسبت بیان ہوئے ہین اور اس سے پایا جاتا ہے کہ اسلام مین بھی لونڈی وغلام کا ہونا جائز رکھا گیا ہے -

مگر یہ دلیل رقیت مستقبلہ سے متعلق نہین ہوسکتی اسلیے کہ ہم یہ بات ثابت کر آئے ہین کہ قبل نزول آیت حریت کے جسقدر لونڈی وغلام موجود تھے اون سب کو اسلام نے

بطور لونڈی و غلام تسلیم کیا تہا اور اونہین کی آزادی اور آرام و آسایش کے لیے احکام صادر کیے تھے اور اون احکام مین کوئی لفظ بہی ایسا نہین ہے جو رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتا ہو۔

استنباط دوم۔ اللہ تعالی نے سورہ برات مین نسبت اون مشرکین عرب کے جنہون نے اپنے تمام عہد توڑ دیے تھے اور دغا و بدعہدی کر کر لڑائی شروع کر دی تہی یہ فرمایا کہ جب

فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم وخذوہم واحصروہم واقعدوا لہم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فخلوا سبیلہم ان اللہ غفور رحیم ۔

وہ مہینے جنمین لڑائی منع ہے گذر جاوین تو مشرکون کو مارو جہان پاؤ اور اونکو پکڑو اور اونکو گہیر و اور ہر جگہہ اونکی گہات مین بیٹھو پہر اگر وہ توبہ کرین اور نماز پڑہین اور زکواۃ دین تو اونکا راستہ چہوڑ دو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ملا احمد جونپوری نے جو عالمگیر کے عہد مین تھے اس آیت کا نام آیت استرقاق رکہا ہے اور علماء اسلام کی بڑی دوڑ اثبات رقیت پر یہ آیت ہے مگر کوئی شخص بہی جسکے دل کی آنکھین ضلالت تقلید سے اندہی نہین ہوئی ہین نہین کہہ سکتا کہ اس آیت سے رقیت ثابت ہوتی ہے۔ اس آیت مین یا حکم قتل کرنے یعنی لڑنے کا ہے یا قید کرنے کا یا کافرون کے رستون کے روکنے کا ہے تاکہ وہ مسلمانون پر فوج نہ لا سکین یا شب خون یا اور کسی قسم کی لوٹ مار نکر سکین اور اون قیدیون کو غلام و لونڈی بنانے کا

کہین ذکر بھی نہین ہے - تعجب یہ ہے کہ مفسرین نے بھی اور خود ملا احمد جونپوری نے بھی اس آیت کی تفسیر مین استراق کا کچھ ذکر نہین کیا چنانچہ اس مقام پر متعدد تفسیرون سے اس آیت کی تفسیر نقل کیجاتی ہے -

تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے کہ خذ وھم کا لفظ جو اس آیت مین ہے اوسکے معنی یہ ہین کہ اونکو پکڑ لو اسلیے کہ اخیذ کے معنی پکڑے ہوئے کے ہین اور واحصر وھم کے معنی یہ ہین کہ اونکو روکھو اور کافرون کے اور مکہ معظمہ کے درمیان مین رکاوٹ ہوجاؤ اور واقعد وھم کل مرصد کے یہ معنی ہین کہ اونکے رستے روک لو تاکہ وہ ملکو نمین نہ پہیل سکین -

وخذ وھم - واسروھم - والاخیذ - الاسیر - واحصروھم - واحبسوھم وحیلوا بینھم وبین المسجد الحرام واقعدوا لھم کل مرصد - کل ممر لئیلا یتبسطوا فی البلاد -

تفسیر مدارک مین بھی خذ وھم کے معنی پکڑ لینے کے لکھے ہین اور لکھا ہے کہ اخذ کے معنی ہین پکڑنے کے اور احصروھم کے معنی ہین کہ اونکو قید کرلو اور اونکو ملکو نمین تصرف مت کرنے دو اور واقعدوا لھم کل مرصد کے یہ معنی ہین کہ اونکے تمام رستے گھیر لو جہان سے وہ جانا چاہین -

وخذوھم - واسروھم والاخذ الاسر واحصروھم - قیدوھم وامنعوھم من التصرف فی البلاد واقعدوا لھم کل مرصد کل ممر ومجتاز ترصدونھم به -

تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ وخذ وھم کے معنی ہین کہ اونکو پکڑ لو اور احصروھم

وخذوهم - واسروهم - واحصروهم
ای احبسوهم قال ابن عباس یرید
ان تحصنوا فاحصروهم ای منعوهم
من الخروج وقیل امنعوهم من
دخول مکة والتصرف فی بلاد الاسلام
واقعدوا لهم کل مرصد ای علی کل
طریق والمرصد الموضع الذی یرقب
فیه العدو من رصدت الشئ ارصده
اذا ترقبه یرید کونوا لهم رصدا
لتاخذوهم من ای جهة توجهوا او
قیل اقعدوا لهم بطریق مکة حتی
لا یدخلوها۔

کے معنی ہین اونکو روک لو حضرت ابن
عباس کہتے ہین کہ مطلب یہ ہے کہ اگر قلعہ مین
پناہ لین تو اونکو گہیر لو اور نکلنے مت دو
اور بعضون نے کہا ہے کہ اسکا مطلب یہ ہے
کہ اونکو مکہ مین مت آنے دو اور مسلمانون
کے شہرون پر دخل و تصرف مت کرنے دو
اور واقعدوا لهم کل مرصد کے
یہ معنی ہین کہ ہر رستہ پر اونکی گہات مین
بیٹھو کیونکہ مرصد اوس جگہہ کو کہتے ہین
جہان دشمن کے ملنے کی امید ہو چنانچہ
عربی زبان کا ایسا ہی محاورہ ہی مطلب یہ
ہے کہ اونکی تاک مین رہو تاکہ جسطرف
وہ متوجہ ہون اونکو پکڑ لو اور بعضون نے کہا ہے کہ مطلب صرف اتنا ہے کہ مکہ کے رستہ
مین اونکی گہات مین بیٹھے رہو تاکہ وہ مکہ مین نہ آسکین۔

تفسیر کشاف مین لکھا ہے کہ خذوهم کے معنی یہ ہین کہ اونکو پکڑ لو اسلیے کہ اخیذ اسیر

وخذوهم - واسروهم والاخیذ الاسیر
واحصروهم - وقیدوهم وامنعوهم

کو کہتے ہین جو پکڑا گیا ہو اور واحصروهم
کے معنی ہین کہ اونکو قید کر لو اور اون کو

من التصرف في البلاد وعن ابن عباس
حصرهم ان تحال بينهم وبين المسجد
الحرام كل مرصد وكل ممر مجتاز
ترصدونهم به -

شہرون پر تصرف مت کرنے دو اور
ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ کہتے
تھے کہ حصرھم سے یہ مطلب ہے کہ
ان مین اور مکہ مین روک کردی جاوے
ہر مرصد یعنی ہر رستہ پر جہان سے وہ وہان جایا جاتا ہے

تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ اونکو پکڑ لو گرفتار کر کر کیونکہ اخیذ کے معنی ہین گرفتار ہوئے

قوله واخذوهم - اي بالاسر
والاخيذ الاسير - وقوله واحصروهم
معنى الحصر المنع من الخروج من
محيط قال ابن عباس يريد ان تحصنوا
فاحصروهم وقال الفراء حصرهم ان
يمنعوا من البيت الحرام قوله تعالى و
اقعدوا لهم كل مرصد والمرصد
الموضع الذي يرقب فيه العدو من
قولهم رصدت فلانا فارصده اذا ترقبته
قال المفسرون المعنى اقعدوا لهم على كل
طريق ياخذون فيه الى البيت او الى

کے اور حصر کے معنی ہین گھیرے سے
نہ نکلنے دینے کے ابن عباس کہتے
ہین کہ اس سے مطلب یہ ہے کہ اگر
وہ قلعہ مین پناہ لیوین تو اونکو گھیر لو اور فرا کا
قول ہے کہ گھیرنے سے یہ مطلب ہے کہ اونکو مکہ مین مت
آنے دو اور مرصد اوس جگہہ کو کہتے ہین
جہان دشمن کے ملنے کی توقع ہو چنانچہ
زبان عرب کا ایسا ہی محاورہ ہے مفسرون
کا قول ہے کہ معنی یہ ہین کہ جس رستہ
سے وہ مکہ کو یا چراگاہ کو یا تجارت کو جانا
چاہین اونکی کمین گاہ مین بیٹھو - اخفش کا

الصحراء او الی التجارة قال الاخفش فی
الکلام محذوف والتقدیر واقعدوا
لهم علی کل مرصد ثم قال تعالی
فان تابوا واقاموا الصلوٰة واتوا الزکوٰة
فخلوا سبیلهم۔

قول ہے کہ اس عبارت کے معنی یہ ہین
کہ ہر رستہ پر اونکی کمین گاہ مین بیٹھو اسکے
بعد خدا نے فرمایا کہ جب وہ توبہ کرین اور
نماز پڑہین اور زکوٰۃ دین تو اونکا رستہ
چھوڑدو۔

ملا احمد صاحب تفسیر احمدی مین لکھتے ہین کہ معنی آیت کے یہ ہین کہ جب وہ مہینے

معنی الایته اذا انسلخ الاشهر الحرام
التی ابیح فیها للناکثین ان یسیحوا
فاقتلوا المشرکین الذین نقضوکم
فظاهروا علیهم حیث وجدتموهم
من حل او حرم وخذوهم ای اسروهم
واحصروهم ای قیدوهم وامنعوهم
من التصرف فی البلاد واقعدوا لهم
کل مرصد ای کل ممر ومجتاز
ترصدونهم فان تابوا عن الکفر و
اقاموا الصلوٰة واتوا الزکوٰة فخلوا
سبیلهم ای فاطلقوا عنهم الاسر

جن مین لڑائی منع ہے اور جنمین عہد
توڑنے والون کو مارنا منع نہین ہے
گذر جاوین تو اون مشرکون کو جنہون نے
تمہاری تقصیر کی ہے اور تمپر غلبہ کیا ہے
قتل کرو جہان اونکو پاؤ مکہ کے باہر
یا مکہ کے اندر اور اونکو پکڑو یعنی گرفتار
کرو اور اونکو گہیرو یعنی اونکو قید کرو اور
شہرون پر تصرف کرنے مت دو اور
ہر جگہ اونکی گہات مین بیٹھو یعنی ہر رستہ
پر جدہر وہ جانا چاہین پہر جب وہ کفر سے
توبہ کرین اور نماز پڑہنے لگین اور زکوٰۃ

فاعفوا عنہم ولاتتعرضوا لهم ان الله غفور الرحیم -

دیوین تو اونکا رستہ چہوڑدو یعنی اونکی قید چہوڑدو اور اون سے ہاتہہ روک لو

اور اون سے کسی طرح کا تعرض مت کرو بیشک اللہ ہی بخشنے والا مہربان -

اِن تمام تفسیرون سے جو ہمنے بیان کین بخوبی ظاہر ہے کہ اس آیت کے کسی لفظ سے بہی غلامی کے جواز پر استدلال نہین ہوسکتا -

استنباط سوم - قوله تعالی والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم الخ -

استنباط چہارم - قوله تعالی وما ملکت یمینک مما افاء الله علیک -

اِن دونون آیتون کا بیان ہم دوسرے باب مین بہ تحت بیان لفظ ما ملکت بخوبی کر چکے ہین اور بخوبی ثابت کردیا ہے کہ اِن آیتون سے استرقاق پر استدلال کرنا محض غلطی ہے -

استنباط پنجم - بخاری و مسلم مین یہ حدیث ہے کہ رسول خدا صلعم سے اوس شہر

سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم عن اهل الدار یبیتون من المشرکین فیصاب من نسائهم وذراریهم قال هم منهم وفی روایة هم من ابائهم -

کے مشرکون کی نسبت پوچہا گیا جن پر شبخون مارا جاوے اور اوسمین اونکی عورتون اور بچون کو نقصان پہونچے تو حضرت نے فرمایا وہ بہی اونہی مین سے ہین اور ایک

روایت مین ہے کہ یہ فرمایا کہ وہ بہی اپنے باپون مین سے ہین -

طیبی نے اِس حدیث کی شرح مین یہ لکہا ہے کہ رسول خدا صلعم نے جو یہ فرمایا کہ

قوله هم منهم اى النساء والصبيان من الرجال
قال القاضى اراد به تجويز سبيهم واسترقاقهم كما لو
اتوا اهلها نهارا وحاربوهم جهارا او ان من
قتل منهم فى ظلمة اتفاقا من غير قصد
وتوجه الى قتله فهذا لا حرج فى قتله
لانهم ايضا كفار وانما يجب التحرز
عن قتلهم حيث تيسر ذلك حتى لو
تترسوا ابنائهم وذراريهم لم يبال
بهم -

وہ بہی اونہی مین سے ہین اسکا مطلب
یہ ہے کہ عورتین اور بچے بہی مردون ہی
مین سے ہین اور قاضی صاحب نے فرمایا
کہ اس سے مطلب پکڑ لینا اور اون کا
لونڈی و غلام بنا لینا ہے اسیطرح جسطرح
کہ دن کو کہلم کہلا جا کر اون سے لڑتے
یا یہ مطلب ہے کہ اگر اون مین کی کوئی عورت
یا اون مین کا کوئی بچہ اندہیرے مین اتفاق
سے بغیر قصد و ارادہ کے مارا جاوے
تو اوسکے خون کا کچہہ مواخذہ نہین اور اوسکے مار ڈالنے مین کچہہ گناہ نہین کیونکہ وہ
بہی کافر ہین اور اونکے مارنے سے بچنا اوسی وقت تک واجب ہے جب تک کہ بچنا ممکن
ہو مگر جبکہ وہ اپنے لڑکون کو اور اپنے بچون کو سپر بنا لین تو اونکی کچہہ پرواہ
نہ کی جاویگی -

استنباط ششم - ترمذی اور ابو داؤد مین یہ حدیث سمرہ بیٹے جندب سے بیان

عن سمرة بن جندب عن النبى صلى الله
عليه وسلم قال اقتلوا شيوخ المشركين
واستحيوا شرخهم اى صبيانهم -

ہوئی ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ
بڑی عمر کے مشرکون کو مار ڈالو اور اونکے
پٹہون یعنی بچون کو زندہ رکہو -

ملا علی قاری صاحب مرقاۃ مین اسکی شرح اسطرح پر ارقام فرماتے ہین کہ حدیث مین

قوله شرخهم ای صبيانهم تفسير من الصحابي او احد الرواة ويؤيده ما في النهاية الشرخ الصغار الذين لم يدركوا وانما تفسير الاحياء بالاسترقاق فتوسع ومجاز وذلك لان الغرض من استبقائهم احياء استرقاقهم و استخدامهم -

جو لفظ شرخهم کے معنی اونکے بچون کے بیان کیے ہین یا تو یہ معنی کسی صحابی کے بیان کیے ہوئے ہین یا حدیث کے کسی راوی کے اور نہایہ مین جو یہ لکھا ہے کہ شرخ اون چھوٹی عمر والون کو کہتے ہین جو بالغ نہوئے ہون اُس سے اون معنون کی تائید ہوتی ہے

مگر بچّون کے زندہ رکہنے سے اونکا لونڈی وغلام بنا لینا مراد لینی لفظ احیاء کے معنی مین توسع اور مجاز ہے کیونکہ اسصورت مین اونکے زندہ رکہنے سے گویا اونکی خدمت اور رقیت کا زندہ رکہنا یعنی باقی رکہنا مراد ہے -

اِن دونون استنباطون کی نسبت ہمکو زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہین ہے اس لیے کہ ہر کوئی نفس حدیث سے جان سکتا ہے کہ اوسکو رقیت سے کچھہ علاقہ نہین ہے اور جسطرح پر بعض نے اوس سے استنباط کیا ہے خود علماء نے اوسکو ٹھیک نہین سمجھا

استنباط ہفتم - بہت بڑا استدلال علماء اسلام کا جواز استرقاق پر فعل جناب رسول خدا صلعم ہے اگر یہ ہو تو امنا وصدقنا ہمارے سر آنکھون پر مگر ہمکو اسبات سے کہ جناب رسولخدا صلعم نے ایسا کیا انکار ہے -

اِس استدلال کی صحت یا غلطی تین امر کی بحث پر منحصر ہے اول اسپر کہ قرآن مجید مین جہاد کے قیدیون کے لونڈی وغلام نہ بنانے کا کوئی حکم ہے یا نہیں کیونکہ اگر ہو تو اوسکے برخلاف فعل رسول مقبول کیونکر ہوا ہوگا - دوسرے اسپر کہ اگر کوئی ایسا حکم قرآن مجید مین موجود ہو تو اسبات کو دیکھنا ضرور پڑیگا کہ اوسکے بعد فعل رسول خدا صلعم کا کیا ہوا ہے کیونکہ یہی فعل منشاء استنباط مسئلہ شرعی ہوگا نہ اور کوئی - تیسرے اسپر کہ اگر کسی وقت کوئی فعل رسول خدا صلعم کا برخلاف اوس حکم کے ہوا ہے تو وہ قبل اوسکے ہوا ہے یا بعد اوسکے کیونکہ اگر اوسکا وقوع قبل اوسکے ثابت ہو تو وہ فعل منشاء استنباط کسی مسئلہ شرعی کا نہین ہو سکتا پس اگر یہ تینون امر ہمارے ادعا کے مطابق تحقیق ہو جاوین تو یہ استنباط علماء اسلام کا بالکل غلط ہو جاوے گا اور ہماری فقہہ کے فتاوی اور تمام کتابین بہت ہلکی ہو جاوینگی اسلیے کہ اونمین بہت سے بابون کی جو غلامی سے متعلق ہین ضرورت نہین رہنے کی چنانچہ ہم اِن تین مطلبون کو تین جدا جدا بابون مین بیان کرتے ہین



باب پنجم

اسبات کے بیان مین کہ قرآن مجید مین جہاد کے قیدیونکے لونڈی و غلام نہ بنانے کا حکم موجود ہے جسکو ہم آیت حریت کہتے ہین

قال اللہ تبارک وتعالی - فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا

اثخنتموهم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء۔

اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ جب تم مقابل ہو کافرون سے تو اونکی گردنین کاٹو جبکہ تم اون پر اچھی طرح سے غالب ہو جاؤ تو اونکو قید کر لو پھر قید کرنے کے بعد یا تو اونپر احسان رکھکر یا اون سے فدیہ یعنی چھڑائی لیکر چھوڑ دو۔

یہ آیت قرآن مجید کے چھبیسوین سیپارہ اور سورہ محمد مین موجود ہے اسمین خداتعالی نے لڑائی کے بعد قیدیون کے چھوڑ دینے کا صاف حکم دیا ہے اور لفظ اما اور انما کا حصر کے لیئے آتا ہے یعنی عربی زبان کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی حکم اسطرح پر دیا جاوے کہ یہ کرو یا یہ کرو تو اون دونون مین سے ایک کا کرنا ضرور ہوتا ہے اور اوسکے سوا کسی اور بات کے کرنے کا اختیار نہین رہتا پس اس آیت کے نازل ہونے کے بعد کوئی قیدی نہ قتل ہو سکتا ہے نہ لونڈی و غلام بنایا جا سکتا ہے اور بجز اسکے کہ منا یا فداء چھوڑ دیا جاوے اور کچھہ اوسکے ساتھہ نہین ہو سکتا۔

علماء اسلام نے بھی اس آیت کی تفسیر مین یہی معنی تسلیم کیے ہین چنانچہ چند تفسیرون سے اس مقام پر بطور سند کے مضمون اور عبارت لکھی جاتی ہے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ ان معنون سے کوئی انکار نہین کر سکتا۔

تفسیر مدارک اور تفسیر کشاف مین لکھا ہے کہ اونکو چھوڑ دو احسان رکھہ کر قید کرنے کے بعد یا چھوڑ دو فدیہ لیکر لفظ منا اور فداء مفعول ہین جنکے فعل تمنون اور تفدون ہے بیان

فاما منا بعد ای بعد ان تاسروهم واما فداء۔ منا وفداء منصوبان بفعلیهما مضمرین

وهی فاما تمنون منا واما تفدون فداءً والمعنی التخییر بعد الاسر بین ان تمنوا علیه فتطلقوهم وبین ان تفادوهم

محذوف ہین اور معنی یہ ہین کہ قید کرنے کے بعد اونپر احسان رکہنے مین اور چہوڑ دینے مین اور فدیہ لینے مین اختیار ہے۔

تفسیر معالم التنزیل مین لکہا ہے کہ قید کرنے کے بعد احسان رکہکر یا فدیہ لیکر چہوڑ دینا

فاما منا بعد واما فداء بعد ان تاسروهم فاما ان تمنوا علیهم منا باطلاقهم من غیر عوض واما ان تفادوهم۔

ہے پس اگر تم اُن پر احسان رکہو تو احسان ہے بغیر بدلے کے اونکو چہوڑنا اور یا اون سے فدیہ لیلو۔

تفسیر بیضاوی مین لکہا ہے کہ احسان رکہنے یا فدیہ لینے کے معنی یہ ہین کہ یا تو

فاما منا بعد واما فداء ای فاما تمنون منا او تفدون فداء والمراد التخییر بعد الاسر بین المن والاطلاق وبین اخذ الفداء۔

تم اونپر احسان رکہو یا فدیہ لیلو غرضکہ قید کرنے کے بعد احسان رکہکر چہوڑ دینے اور فدیہ لیکر چہوڑ دینے مین اختیار ہے۔

تفسیر کبیر مین لکہا ہے کہ منا وفداء مصدر ہین اونکے فعل تمنون اور تفدون

منا وفداء منصوبان لکونهما مصدرین تقدیرہ فاما تمنون منا واما تفدون فداء وتقدیم المن علی الفداء اشارة الی ترجیح حرمة النفس علی طلب المال

اِس جگہہ محذوف ہین معنی یہ ہین کہ یا تو تم اون پر احسان کرو یا فدیہ لیلو اور احسان کرنے کو جو فدیہ لینے سے پہلے بیان کیا اس سے اسبات پر اشارہ ہے کہ بہ نسبت مال

والفداء یجوز ان یکون ما لا و ان یکون
غیرہ من الاساری او شرطا یشترط علیہم
او علیہ وحدہ۔

مانگنے کے انسان کی بزرگی زیادہ ہی اور فدیہ
مال بھی ہوسکتا ہی اور اُسکی سوا قیدی بھی فدیہ مین
دیجا سکتے ہین اور صرف کوئی شرط قبول

کر لینی بھی فدیہ ہوتا ہے بہر وہ شرط اون کافرون نے قبول کی ہو یا صرف اوسی قیدی
نے جسکو چھوڑا جاتا ہے قبول کی ہو۔

زمانہ جاہلیت اور نیز کسیقدر ابتداے زمانہ اسلام اور قبل نزول اس آیت کے قیدیون
کو مار ڈالنے یا لونڈی و غلام بنا لینے یا احسان رکھکر یا فدیہ لیکر چھوڑ دینے کا رواج تھا
اور کوئی حکم نازل نہین ہوا تھا اس آیت مین قیدیون کی نسبت حکم نازل ہوا جسمین بجز
من و فداء کے اور کوئی حکم نہین ہے اور اسلیے قتل و استرقاق جایز نرہا۔

اس آیت پر جو ایک نص صریح ناقابل التاویل ہے علماء اسلام نے متعدد طرح سے
بحث کی ہے چنانچہ ہم اون تمام بحثون کو معہ اون کی تردید کے اس مقام پر لکھتے ہین۔

بحث اوّل

متعلق زمانہ نزول آیت

یہ آیت سورہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مین ہے اور ہم دعوے کرتے ہین کہ سورہ محمدؐ
مکّہ مین بزمانہ فتح مکّہ یعنی ۸ سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہے اور اس دعوے کے ثبوت پر
تین قطعی دلیلین ہین۔

اوّل یہ کہ۔ تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے کہ بعض علماء کا قول ہے کہ سورہ محمد (صلعم) مکہ مین نازل ہوئی ہے۔

دوسرے یہ کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ یہ آیت بعد جنگ بدر نازل ہوئی ہے چنانچہ تفسیر کبیر مین تحت آیہ کریمہ ماکان للنبی ان یکون لہ اسری۔ یہ قول ابن عباس کا مندرج ہے کہ " یہ حکم جو آیت ماکان للنبی مین ہے بدر کی لڑائی کے دن تھا کیونکہ اوس زمانہ مین مسلمان تھوڑے تھے مگر جب مسلمان بہت ہو گئے اور بخوبی اونکو غلبہ ہو گیا تو اوسکے بعد اللہ تعالے نے قیدیون کے حق مین یہ حکم نازل کیا کہ جب خوب لڑائی مین گھمسان کر چکو تو اونکو قید کر لو اور پھر قید کرنے کے بعد اونکو احسان رکھکر یا فدیہ لیکر چھوڑ دو جب تک کہ لڑائی ہتیار رکھدے یعنی موقوف ہو جاوے"۔

قال ابن عباس ھذا الحکم انما کان یوم بدر لان المسلمین کانوا قلیلین فلما کثروا وقوی سلطانہم انزل اللہ بعد ذلک فی الاساری حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارھا۔

تیسرے یہ کہ علماء حنفیہ جو کہتے ہین کہ یہ آیت بدر کی لڑائی مین اوتری تھی اوسکی غلطی کالشمس فی نصف النہار روشن ہے اسلیے کہ پیغمبر خدا صلعم نے قیدیان بدر کو جو فدیہ لیکر چھوڑا تھا صحابہ سے صلاح و مشورہ کر کر چھوڑا تھا اگر اونکی نسبت وحی آچکی ہوتی تو صحابہ سے مشورہ کیون کرتے علاوہ اسکے بدر کے قیدیون کو فدیہ لیکر چھوڑنے مین خدا تعالے

کی بڑی خفگی ہوئی تھی اگر یہ آیت یعنی فدیہ لیکر چھوڑنے کا حکم بدر کے قیدیون کی نسبت نازل ہو چکا ہوتا تو خدا کی اسقدر خفگی کیون ہوتی چنانچہ یہ مطلب مفصلہ ذیل حدیثون مین مندرج ہے۔

صحیح مسلم مین یہ حدیث موجود ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ جب جنگ بدر مین قیدی

قال ابن عباس فلما اسروا الاسارى قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لابى بكر ما ترون فى هؤلاء الاسارى فقال ابو بكر يا نبى الله هم بنو العم والعشيرة ارى ان تاخذ منهم فدية فتكون لنا قوة على الكفار فعسى الله ان يهديهم للاسلام فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ترى يا ابن الخطاب قال قلت لا والله يا رسول الله ما ارى الذى راى ابو بكر ولكنى ارى ان تمكنا فنضرب اعناقهم فتمكن عليا من عقيل فيضرب عنقه وتمكنى من فلان نسيبا لعمر فاضرب عنقه فان هؤلاء

پکڑے تو رسول خدا صلعم نے حضرت ابوبکر سے پوچھا کہ ان قیدیون کی نسبت تمہاری کیا راے ہے حضرت ابوبکر نے کہا کہ اے پیغمبر خدا یہ لوگ چچا کے بیٹے اور کنبہ کے ہین مین سمجھتا ہون کہ ان سے فدیہ لے لیا جاوے کہ اوسکے سبب سے ہمکو کافرون پر قوت بھی ہوگی اور شاید اللہ تعالے اونکو مسلمان بھی کردے اوسکے بعد رسول خدا صلعم نے حضرت عمر سے پوچھا کہ تمہاری کیا راے ہے حضرت عمر نے کہا کہ مین نے عرض کیا کہ خدا کی قسم میری تو راے نہین ہے جو ابوبکر کی راے ہے بلکہ میری تو یہ راے ہے کہ اگر آپ اجازت

أيمة الكفر وصناديدها فهوى رسول
الله صلى الله عليه وسلم ما قال ابوبكر
ولم يهو ما قلت فلما كان من الغد
جئت فاذا رسول الله صلى عليه وسلم
وابوبكر قاعدين وهما يبكيان فقلت يا
رسول الله اخبرني من اى شي تبكى انت
وصاحبك فان وجدت بكاء بكيت
وان لم اجد بكاء تباكيت لبكائكما فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم ابكى
الذى عرض على اصحابك من اخذهم
الفداء- لقد عرض على عذابهم ادنى
من هذه الشجرة شجرة قريبة من نبي
الله صلى الله عليه وسلم فانزل الله عزوجل
ماكان لنبى ان يكون له اسرى
حتى يثخن فى الارض الى قوله فكلوا مما
غنمتم حلالا طيبا فاحل الله الغنيمة
لهم-

دین تو وہ اونکی گردن مارین پس علیؑ کو
اجازت دیجیے کہ وہ عقیل کی گردن مارے
اور مجھکو اجازت دیجیے کہ مین فلان شخص
کی جو حضرت عمر کا ہم جدی تھا گردن ماردون
کیونکہ یہ لوگ کفر کے پیشوا اور اوسکے
سردار ہین - مگر جو کچھہ کہ ابوبکر نے کہا تھا
اوسکو رسول خدا صلعم نے پسند نہین کیا اُسکے
دوسرے دن حضرت عمر آئے رسول خدا
صلعم اور ابوبکر دونون بیٹھے رو رہے
تھے حضرت عمر نے کہا کہ یارسول اللہ مجھہ
سے تو فرمائیے کہ کس بات سے آپ
اور آپ کے دوست ابوبکر رو رہے ہین تاکہ
اگر مجھکو رونا آوے تو مین بھی روؤن اور
اگر رونا نہ آوے تو آپ دونون صاحبون
کے رونے پر بسورون ہی رسول خدا صلعم
نے فرمایا کہ مین اوس بات پر روتا ہون
جو تیرے دوست نے مجھہ سے کہی

قیدیون سے فدیہ لینے مین مجھکو اونکا عذاب اس درخت سے بھی زیادہ قریب دیکھا گیا اوسکے بعد خداتعالی نے یہ آیت نازل کی کہ نبی کو لایق نہین ہے کہ وہ قیدی بناوے جب تک گھمسان نہ کرے زمین پر اور اس آیت کا اخیر یہ ہے کہ جو کچھہ لوٹ مین آیا ہے اُسکو کھاؤ وہ حلال طیب ہے پس خداتعالی نے لوٹ کے مال کو حلال کر دیا ہے۔

تفسیر کبیر مین روایت لکھی ہے کہ جب پیغمبر صلعم نے صحابہ کی صلاح سے جنگ بدر کے قیدیون سے فدیہ لے لیا تو آیت ماکان للنبی نازل ہوئی اوسکے بعد حضرت عمر رسول خدا صلعم پاس گئے کیا دیکھتے ہین کہ جناب رسول مقبول اور ابوبکر دونون رو رہے ہین حضرت عمر نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھکو بھی بتلایئے کہ آپ کیون رو رہے ہین اگر مجھکو بھی رونا آوے تو مین بھی روؤن ورنہ بسورون ہی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مین تیرے دوستون پر بدر کے قیدیون سے فدیہ لینے پر روتا ہون مجھکو اونکا عذاب اِس درخت سے بھی زیادہ قریب دکھایا گیا اور اگر آسمان سے عذاب اوترتا تو بجز عمر اور سعد بن معاذ

وروی انھم لما اخذوا الفداء نزلت هذه الآية (ماكان للنبي الخ) فدخل عمر على رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا هو وابوبكر يبكيان فقال يا رسول الله اخبرني فان وجدت بكاء بكيت وان لم اجد تباكيت فقال ابكي على اصحابك في اخذهم الفداء ولقد عرض علي عذابهم ادنى من هذه الشجرة قريبة منه ولو نزل عذاب من السماء لما نجا منه غير عمر وسعد بن معاذ۔

کے اوس عذاب سے کوئی نہ بچتا۔

بحث دوم

متعلق معنی حصر

امام ابو حنیفہ صاحب تو قیدیون کا چھوڑنا کسی طرح پر جایز نہین سمجھتے مگر امام شافعی صاحب اور امام احمد حنبل صاحب فرماتے ہین کہ قیدیون کا قتل کرنا بھی جایز ہے اور لونڈی وغلام بنانا بھی جایز ہے اور احسان رکھکر اور فدیہ لیکر چھوڑ دینا بھی جایز ہے چنانچہ تفسیر احمدی مین لکھا ہے کہ شافعی اور احمد ابن حنبل کہتے ہین کہ امام مختار ہے چاہے قیدیون کو قتل کرے چاہے لونڈی وغلام بنائے چاہے احسان رکھکر چھوڑ دے چاہے فدیہ مین مال لیکر یا مسلمان قیدیون کے بدلے چھوڑ دے۔ اور تفسیر معالم التنزیل مین

ثم الشافعی واحمد ابن حنبل یقولان ان الامام مخیر بین القتل والاسترقاق والمن بالاطلاق والفداء بالمال او باساری المسلمین۔

لکھا ہے کہ اور لوگون کی یہ راے ہے کہ آیت منا و فدا محکم ہے اور جو مرد عاقل وبالغ کافرون کی طرف کے قید مین پڑین اون کی نسبت امام کو اختیار ہے چاہے قتل کرے چاہے اونپر احسان کرکے بغیر کچھ لیے چھوڑ دے چاہے فدیہ مین مال لیکر یا مسلمان قیدیون کے بدلے

وذهب اخرون ان الایة محکمة والامام بالخیار فی الرجال العاقلین من الکفار اذا وقعوا فی الاسر بین ان یقتلهم او یمن علیهم فیطلقهم بلا عوض او یفادیهم بمال او باساری

المسلمین ۔ والیه ذهب عمر وبه قال الحسن ۔ والعطاء واکثر الصحابة والعلماء وهو قول الثوری والشافعی والحمد واسحاق قال ابن عباس لما کثر المسلمون واشتد سلطانهم انزل الله عز وجل فی الاساری فاما منا بعد واما فداء وهذا هو الاصح والاختیار لانه عمل به رسول الله صلعم والخلفاء بعده ۔

مین چھوڑ دے (شکر خدا کا کہ اس روایت مین لونڈی وغلام بنانا نہین لکھا) اور اسی بات کو پسند کیا ہے عمر نے اور یہی بات کہی ہے حسن نے اور عطا نے اور بہت سے صحابیون اور عالمون نے اور یہی قول ہے ثوری کا اور شافعی کا اور احمد اور اسحاق کا ۔ ابن عباس کا قول ہے کہ جب مسلمان بہت ہو گئے اور اونکا خوب غلبہ ہو گیا تو اللہ عز وجل نے قیدیون کے معاملہ مین یہ آیت اوتاری کہ قید کرنے کے بعد یا تو اون پر احسان رکھکر یا کچھہ چھوڑائی لیکر چھوڑ دو سب سے زیادہ صحیح یہی بات ہے اور اختیار کرنے کے لایق ہے اسلیے کہ رسول صلعم نے اور اونکے بعد صحابہ نے اسی پر عمل کیا ہے جو کہ اس آیت مین استرقاق کا کچھہ ذکر نہین ہے اِس لیے ہم اسپر زیادہ بحث نہین کرتے ۔

جن بزرگون نے قیدیون کی نسبت چارون امر یعنی قتل اور استرقاق اور من اور فدا ر جایز قرار دیے اونہون نے یہ دیکھہ لیا کہ تمام غزوات مین کیا کیا واقع ہوا اور اوس سب کو اونہون نے جایز قرار دیا مگر غور صرف اسپر کرنا تھا کہ جب قیدیون کی نسبت خاص حکم آچکا اوسکے بعد کیا کیا ہوا اور یہ بات بخوبی ثابت ہوگی کہ اوسکے بعد بجز من و فداء

سے اور کچھہ نہین ہوا بہر حال منشا ان اختلافات کا کچھہ ہی ہو جبکہ مابعد کے عالمون نے ایمہ مین یہ اختلاف دیکھا تو اپنے اپنے مذہب کی طرفداری سے آیہ کریمہ اما منا بعد و اما فداء مین جو صریح حصر ہے اوسپر کج بحثی شروع کی اور کہا کہ اس سے حصر ہی

اما و انما للحصر و حالھم بعد الاسر غیر منحصر فی الامرین بل یجوز القتل و الاسترقاق و المن و الفداء- نقول ھذا ارشاد بذکر العام الجایز فی سایر الاجناس و الاسترقاق غیر جایز فی اسراء العرب لان النبی صلعم کان معھم فلم یذکر الاسترقاق و اما القتل فلان الظاھر فی الثخن الازمان و لان القتل ذکرہ بقولہ فضرب الرقاب فلم یبق الا الامران -

مراد نہین ہے چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ اما اور انما تو حصر کے لیے آتے ہین اور کافرون کی نسبت اونکے قید ہونیکے بعد تو صرف یہی دو باتین یعنی من و فدا نہین ہوتین بلکہ ان کا قتل اور اون کو لونڈی و غلام بنالینا بہی اور من و فدا بہی جایز ہے (یعنی اونکے عالمون اور مجتہدون کی راے مین) تو ہم یون کہینگے کہ اس آیت مین وہی باتین بیان ہوئی ہین جو تمام لوگون سے متعلق تہین اور عرب کی

قوم کو لونڈی و غلام بنانا جایز نہ تہا (واضح ہو کہ یہ بیان بالکل غلط ہے) اسلیے کہ پیغمبر خدا صلعم اونکے ساتہہ تہے اسلیے اس آیت مین لونڈی و غلام بنانے کا ذکر نہین کیا اور قتل کرنے کا اسلیے ذکر نہین کیا کہ اوسکے لیے کچھہ زمانہ چاہیے اور اسلیے بہی نہین ذکر کیا کہ خود اس آیت مین گردن مارنے کا ذکر آچکا ہے پس اب بجز دو باتون یعنی من و فدا

کے اور کچھ ذکر کرنے کے لایق باقی نہین رہا تھا۔

جو لغویت کہ اس تقریر کی ہے وہ خود اوس سے ظاہر ہے اول تو یہہ کہنا غلط ہے
کہ قوم عرب کا استرقاق ناجایز تھا اور بالفرض اگر کوئی قوم حکم استرقاق سے مستثنیٰ تھی تو اُسکو مستثنیٰ کرنا
تھا نہ یہ کہ اُس حکم کو بیان ہی کو متروک کیا جاتا اور از زمان کے سبب سے حکم قتل کا بیان نہ کرنا یا
جو حکم قتل عین لڑائی مین ہے اوسکو بعد لڑائی کے قیدیون کی نسبت منسوب کرنا ایسی
لغو باتین ہین کہ کوئی اوس پر التفات نہین کر سکتا پس اس آیت سے بہ نص صریح ثابت ہے
کہ قیدیون کی نسبت جو حکم ہے وہ دو ہی باتون یعنی من و فدا مین منحصر ہے اور اسلیے
نہ وہ بعد قید ہونے کے قتل ہو سکتے ہین نہ لونڈی غلام بن سکتے ہین۔

بحث سوم

نسبت معنی من و فدا

من کے معنی قیدیون کو اوپر احسان رکھکر اور فدا کے معنی کچھہ لیکر چھوڑ دینے کے
ہین اور یہ ایسے معنی ہین کہ کوئی بھی اس سے انکار نہین کر سکتا تفسیر احمدی مین لکھا ہے

المن ان یترک الاسیر الکافر من
غیر ان یوخذ منہ شی والفداء ان
یترک ویاخذ منہ مالا او اسیرا مسلما

کہ من کے معنی قیدی کافر کو بغیر کچھہ لیے
چھوڑنے کے ہین اور فدا کے معنی کچھہ
مال لیکر یا مسلمان قیدی کے بدلے مین کافر
قیدی کو چھوڑ دینے کے ہین۔

مگر بعض صاحبون نے اسمین بھی بحث کی ہے چنانچہ تفسیر احمدی مین لکھا ہے کہ مجاہد

ونقل عنه (اى عن مجاهد) انه يجوز ان يكون المراد بالمن بترك القتل واختيار الاسترقاق او بالتخلية وقبول الجزية وبالفداء الفدا باسارى المسلمين لا بالمال ويكون عاما باقيا وهذا رواية الطحاوى عن ابى حنيفه وهو قولهما۔

سے یہ بھی بیان ہوا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ احسان کرنے سے یہ مراد ہو کہ اون کو غلام بنا کر جان سے نہ مارنے کا اونپر احسان رکھا جاوے یا اون سے جزیہ لینا قبول کر کر اونکی جان چھوڑ دینے کا احسان رکھا جاوے اور بدلے مین چھوڑنے سے یہ مراد ہو کہ مسلمان قیدیون کے بدلے مین چھوڑا جاوے نہ مال کے بدلے مین اور اس صورت مین یہ آیت بدستور عام اور بحال رہیگی یہ روایت طحاوی نے امام ابوحنیفہ سے نقل کی ہے اور صاحبین کا بھی یہی قول ہے۔

ویجوز ان یراد بالمن ان یمن علیهم بترك القتل ویسترقوا او یمن علیهم فیخلوا لقبولهم الجزیة وکونهم من اهل الذمة وبالفداء ان یفادی باساراهم اساری المشرکین فقد رواه الطحاوی مذهبا عن ابی حنیفة

تفسیر کشاف اور تفسیر مدارک مین لکھا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ احسان رکھنے سے یہ مطلب ہو کہ اونکو غلام بنا لیا جاوے یہ احسان رکھکر کہ اونکو نہین مارڈالا یا جزیہ قبول کرنے اور ذمیون کی طرح رہنے پر احسان رکھکر اونکی جان چھوڑ دی اور فدیہ لینے سے یہ مطلب ہو کہ مشرکین نے جو قید کیے ہون وہ اون قیدیون کے

والمشہور انه لا یری فداهم لا بمال ولا بغیرہ خیفة ان یعودوا با لمسلمین۔

بدلے مین چہٹانے طحاوی کہتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کا یہ بہی ایک مذہب تہا مگر مشہور مذہب اونکا یہ ہے کہ وہ نہ مال لیکر اور نہ اور کسیطرح پر قیدیون کا چہوڑنا جائز سمجہتے تہے اور ڈرتے تہے کہ وہ پہر مسلمانون سے لڑنے کو نہ چڑہ آئین۔

یہ تمام تاویلین بلکہ تحریفین صحیح معنون کی غلط اور خیالی معنون کی طرف صرف ہٹ بات کی بیج اور مذہب کی طرفداری اور تقلید کی گمراہی کے سبب سے کی گئی ہین ورنہ جو معنی آیت کے ہین اور جو معنی لفظ من وفدا کے ہین وہ اظہر من الشمس ہین اور ان رکیک اور پوچ تاویلون کو ہر کوئی لغو اور مہمل جانتا ہے اور جو کہ خود اون تفسیرون مین اِن تاویلون کو نہایت ضعیف و نامعتبر کر کر لکہا ہے اسیلیے زیادہ بحث اسمین ضرور نہین۔

بحث چہارم

متعلق خاص ہونے اِس آیت کے

اکثر علماء حنفیہ کا قول ہے کہ یہ آیت قیدیان بدر سے مخصوص ہے اس قول کی غلطی فاحش بحث اوّل سے بخوبی ثابت ہوتی ہے اسیلیے کہ اوس بحث مین ہمنے ثابت کر دیا ہے کہ بدر کی لڑائی تک یہ آیت نازل ہی نہین ہوئی تہی۔

بحث پنجم

نسبت منسوخ ہونے اس آیت کے

کوئی امام اس آیت کے منسوخ ہونے کا قایل نہین ہے مگر علماء حنفیہ کہتے ہین کہ

حضرت امام ابو حنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے (معلوم نہین کہ صحیح ہے یا اُنپر اتہام ہے) اور اسیلیے ٹھیک برخلاف اس آیت کے حضرت امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ قرار دیا جاتا ہے کہ قیدیون پر نہ من ہو سکتا ہے اور نہ اُن سے فدیہ لیا جا سکتا ہے اور بجز اسکے کہ وہ مار ڈالے جاوین یا لونڈی و غلام بنا لیے جاوین اور کچھہ چارہ نہین چنانچہ تفسیر

وعندنا (ای عند الحنفیة) حکمهم (ای حکم الاساری) القتل والاسترقاق فقط والمن والفداء المذکوران فی هذه الآیة منسوخان بآیة القتل والاسترقاق المذکورین فی براة لانها من اخر ما نزل او مخصوصتان بکفار بدر ویؤیده ما روی عن مجاهد لیس الیوم من ولا فداء وهو المذهب الصحیح عن ابی حنیفة رح۔

مدارک اور تفسیر احمدی مین لکھا ہے کہ "ہم حنفیون کے نزدیک قیدیون کے لیے صرف قتل کرنے یا لونڈی و غلام بنالینے کا حکم ہے اور احسان رکھکر یا کچھہ لیکر چھوڑنا جنکا اس آیت مین ذکر ہے یہ دونون حکم منسوخ ہوگئے ہین اوس آیت سے جسمین قتل اور لونڈی اور غلام بنانے کا حکم ہے اور جنکا ذکر سورہ برات مین آیا ہے اسلیے کہ وہ اون مین سے ہے جو اخیر کو نازل ہوئی ہین یا یہ آیت کفار بدر کے ساتھہ مخصوص ہے اور اوسکی تائید اوس روایت سے بھی ہوتی ہے جو مجاہد سے بیان ہوئی ہے کہ اب من و فداء نہین ہے اور یہی صحیح مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے۔

اس مقام پر اتنی بات یاد رکھنی چاہیے کہ اس بیان مین علمانے دو غلطیان کی ہین اوّل

یہ کہ سورہ برات کی آیت مین جو عنقریب بیان ہوگی استرقاق کا مطلق ذکر نہین ہے
پس اوسکا آیت استرقاق نام رکھنا محض غلط ہے دوسرے یہ کہ آیت قتل کو یا سورہ برات
کو جو آخر ما نزل کہا ہے یہ بھی غلط ہے علمار کا قول ہے کہ سورہ برات یک لخت پوری
اُتری ہے اوسکے بعد کوئی پوری سورۃ نہین اُتری پس جتنی سورتین کہ پوری پوری اُتری
ہین اونمین اخیر سورۃ البتہ اخیر ہے لا آخر ما نزل نہین ہے فتدبر۔

غرضکہ جسطرح اِن دو تفسیرون مین علمار حنفیہ کا مذہب نقل کیا ہے اسیطرح تفسیر کشاف
مین بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی پوچھے کہ مشرکین کے قیدیون کا کیا حکم ہے تو ہم کہینگے کہ امام

فان قلت کیف حکم الاسارے المشرکین قلت اما عند ابیحنیفه و اصحابه فاحد الامرین اما قتلهم و اما استرقاقهم ایهما رای الامام ویقولون فی المن والفداء انسا هو الاسلام او ضرب العنق۔

ابو حنیفہ اور اونکے پیرورون کے نزدیک تو دو کامون مین سے ایک کرنا ہے یا اونکو قتل کرنا ہے یا اونکو لونڈی و غلام بنا لینا ہے دونون مین سے جونسی بات امام مناسب سمجھے اور من و فداء کے باب مین حنفی کہتے ہین کہ بس یا اسلام قبول کرنا ہے یا گردن مارنی ہے۔

تفسیر بیضاوی مین بھی حنفیون کا یہی مذہب لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک

منسوخ (ای هذه الآیة) عند ابیحنیفه رح او مخصوص بحرب بدر

آیت من و فدا منسوخ ہے یا جنگ بدر کے قیدیون سے مخصوص ہے کیونکہ

فانهم قالوا بتعين القتل والاسترقاق	حنفی صرف قیدیونکے قتل کرنے یا لونڈی وغلام بنا لینے کے قایل ہین-

غرضکہ ان روایتون سے حنفیون کا مذہب یہ معلوم ہوا کہ وہ آیت منًا وفدا کو منسوخ بتاتے ہین پس اس امر پر بحث کرنے کے لیے اولاً اون آیات کو جنکو ناسخ قرار دیا ہے یا جنکا ناسخ قرار دینا ممکن ہے اس مقام پر نقل کرتے ہین اور پہر جدا جدا ہر ہر آیت سے بحث کرتے ہین کہ اون سے آیت منًا وفدا کا منسوخ ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہین-

اول آیت سورہ انفال- خدا تعالے نے پیغمبر صاحب سے فرماتا ہے کہ جن سے تو نے

الذین عاھدت منھم ثم ینقضون عھدھم فی کل مرة وھم لا یتقون فاما تثقفنھم فی الحرب فشرد بھم من خلفھم لعلھم یذکرون-	عہد کیا ہے پہر وہ ہر دفعہ اپنا عہد توڑتے ہین اور عہد توڑنے سے پرہیز نہین کرتے پہر اگر تو اون کو لڑائی مین پاوے تو اون لوگون تک کو جو اونکے پیچھے ہین تتر بتر کر دے شاید کہ وہ عبرت پکڑین-

دوم آیت سورہ براۃ- جن مشرکین عرب نے عہد شکنی کی تہی اونکی نسبت خدا تعالی نے

فاذا انسلخ الاشھر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوا لھم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزکوة فخلوا سبیلھم	اپنے نبی سے فرمایا کہ جب وہ مہینے جن مین لڑائی منع ہے گذر جاوین تو مشرکون کو مارو جہان پاؤ اور اون کو پکڑو اور گھیرو اور بیٹھو اونکی گھات مین ہر گھات کی جگہہ

ان اللہ غفور رحیم -	مین پہر اگر وہ کفر سے توبہ کرین اور نماز

پڑہین اور زکوۃ دین تو اونکا رستہ چہوڑ دو بیشک اللہ ہے بخشنے والا مہربان -

سویم آیت سورہ بقر - اللہ صاحب نے فرمایا کہ جو لوگ تمسے لڑتے ہین تم بہی اون سے

وقاتلوهم فی سبیل الله الذین	خدا کی راہ مین لڑو اور زیادتی مت کرو
یقاتلونکم ولا تعتدوا ان الله لا یحب	بیشک اللہ زیادتی کرنے والون کو دوست
المعتدین واقتلوهم حیث ثقفتموهم	نہین رکھتا اور قتل کرو اونکو جس جگہہ پاؤ
واخرجوهم من حیث اخرجوکم والفتنة	اور نکالو اونکو جہان سے اونہون نے
اشد من القتل ولا تقاتلوهم	تمکو نکالا اور فساد کرنا قتل کرنے سے بہی
عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم	زیادہ سخت ہے اور اون سے کعبہ کے پاس
فیه فان قاتلوکم فاقتلوهم کذلك	مت لڑو جب تک کہ وہ تمسے وہان نہ لڑین
جزاء الکافرین -	پہر اگر وہ تمسے لڑین تو اونکو مارو یہی سزا ہے
	کافرون کی -

چہارم آیت سورہ نساء - اللہ صاحب فرماتا ہے کہ کافر یہ چاہتے ہین کہ اگر تم بہی ویسے

ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون	ہی کافر ہو جاوٴ جیسے وہ کافر ہین تو سب برابر
سواء فلا تتخذوا منهم اولیاء حتی	ہو جاوین سو تم اونمین سے کسی کو اپنا دوست
یهاجروا فی سبیل الله فان تولوا فخذوهم	مت سمجہو جب تک کہ وہ خدا کی راہ مین ہجرت
واقتلوهم حیث وجدتموهم ولا تتخذوا	کر کر نہ چلے آوین پہر اگر وہ نہ مانین تو اونکو

منہم ولیا ولا نصیرا۔

پکڑو اور اونکو قتل کرو جہان پاؤ اور مت سمجھو اون مین سے کسیکو دوست اور مددگار۔

پنجم آیت سورہ نسار۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب تم پاؤ گے اور لوگونکو جو چاہتے ہین

ستجدون اخرین یریدون ان یامنواکم ویامنوا قومھم کلما ردوا الی الفتنۃ ارکسوافیھا فان لم یعتزلوکم ویلقوا الیکم السلم ویکفوا ایدیھم فخذوھم واقتلوا ھم حیث ثقفتموھم واولئکم جعلنا لکم علیھم سلطانا مبینا۔

کہ تم سے بہی امن مین رہین اور اپنی قوم سے بہی امن مین رہین جب اوکسائے جاتے ہین فساد کرنے کو تو اوس مین پلٹ پڑتے ہین پہر اگر وہ تمہارے ساتھ فساد کرنے سے کنارہ کش نہون اور تم سے صلح کا پیغام نہ کرین اور اپنا ہاتہہ نہ روکین تو اونکو پکڑو اور اونکو قتل کرو جہان پاؤ اور ہمنے تمکو اونپر بتادی دلیل روشن۔

یہ وہ آیتین ہین جن سے کہا جاتا ہے کہ آیت منًّا وفدًا منسوخ ہو گئی اِن آیتون مین مشرکین کے قتل کرنے کا حکم ہے پس اگر فرض کیا جاوے کہ یہ آیتین آیت منًّا وفدًا کی ناسخ ہین تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ قیدیون کا چھوڑنا جایز نہین بلکہ قتل کرنا چاہیئے مگر اونکا لونڈی وغلام بنانا ثابت نہوگا اور ہمکو اسی مین بحث ہے کہ لونڈی وغلام بنانا جایز نہین مگر ہم صرف اسی پر اکتفا نکرینگے بلکہ ثابت کردینگے کہ اِن آیتون سے آیت منًّا وفدًا کا منسوخ قرار دینا صحیح نہین ہے۔

آیت سورہ انفال کی یہود بنی قریظہ کے حق مین نازل ہوئی تھی جنسے ۵ہجری کی
مین لڑائی ہوئی تھی۔ تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے کہ جنکے لیے آیت سورہ انفال نازل

وهم یهود بنی قریظة عاهدهم رسول الله صلی الله وسلم ان لا یمالئو علیه فاعانوا المشرکین بالسلاح و قالوا انسینا ثم عاهدهم فنکثوا ومالئوهم علیه یوم الخندق۔

ہوئی وہ یہود بنی قریظہ ہین اون سے رسول خدا صلی اللہ وسلم نے عہد کیا تہا کہ اونکے برخلاف اونکے دشمنون سے مل نہ جاوین پہر اونہون نے مشرکین کو ہتیار دیے اور مشرکین کی مدد کی اور کہنے لگے
کہ ہم بھول گئے اسپر دوبارہ اون سے عہد کیا پہر اونہون نے اوس عہد کو توڑ ڈالا اور جنگ
خندق مین مشرکین سے مل گئے۔

اور تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ وہ لوگ بنی قریظہ ہین اونہون نے

قال ابن عباس هم قریظة فانهم نقضوا عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ومالئوا علیه المشرکین بالسلاح فی یوم بدر ثم قالوا اخطانا فعاهدهم مرة اخری فنقضوا ایضا یوم الخندق۔

جو عہد کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تہا اوسکو توڑ دیا اور بدر کی لڑائی مین آپ کے برخلاف مشرکین کو ہتیار دیے اور مدد کی پہر کہنے لگے کہ ہمسے خطا ہوئی پہر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
اون سے دوسری دفعہ عہد کیا اور خندق کی لڑائی مین اوسکو بہی اونہون نے توڑ دیا۔
پس جبکہ یہ آیت قبل نازل ہونے آیت من فدا کے نازل ہو چکی تہی تو اوسکی ناسخ

کیونکر ہو سکتی ہے۔

علاوہ اسکے کوئی لفظ بھی آیت عن فدا آ کو منسوخ کرنے والا نہین لفظ فشرد بھم من خلفھم۔ کسیطرح اساری کے قتل پر اور آیت من و فدا کے منسوخ ہونے پر دلالت نہین کرتا۔

تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ لفظ شرد کا مصدر تشرید ہے اوسکے معنی بدحواس کرکر پراگندہ

التشرید عبارۃ عن التفریق مع الاضطراب یقال شرد یشرد شرودا وشردۃ وتشریدا۔

کر دینے کے ہین اور عربی زبان کے محاورہ مین اسیطرح اوسکا استعمال ہوتا ہے۔

تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے کہ تشرید کے معنی بدحواس کرکر تتر بتر کر دینے کے ہین

التشرید تفریق علی اضطراب و قری شرذ بالذال المعجمۃ کانہ مقلوب شذر۔

اور بعضون نے لفظ شرد کو جو بے نقطہ والی دال سے ہے شرذ نقطہ والی ذال سے پڑھا ہی گویا کہ شرذ لفظ شذر کا اُلٹا ہوا ہے۔

تفسیر کشاف مین لکھا ہے کہ ابن مسعود فشرذ نقطہ والی ذال سے پڑھتے تھے جسکے

وقراء ابن مسعود فشرذ بالذال المعجمۃ بمعنی ففرق وکانہ مقلوب شذر من قولھم ذھبوا شذر مذر ومنہ الشذر الملتقط من المعدن لتفرقہ۔

معنی یہ ہین کہ پراگندہ کر دے گویا کہ لفظ شذر کا اولٹا ہوا ہے جیسے کہ عرب کے لوگ کہتے ہین کہ وہ لوگ متفرق متفرق ہو کر گئے اور کان سے نکالی ہوئی چیز کو بھی شذر

کہتے ہین کیونکہ وہ بہی کان سے علیحدہ ہوجاتی ہے۔

تفسیر مدارک مین لکہا ہے کہ زجاج کا قول ہے کہ فشرد بھم کے یہ معنی ہین کہ اونکے ساتھہ وہ کام کر جس سے اونکا گروہ متفرق ہوجاوے اور جنہون نے وہ کام کیا ہے وہ تنہا رہجاوین۔

فشرد بھم قال الزجاج افعل بھم ما تفرق جمعھم و تفرد بہ من بعد ابھم

اس لفظ کی اصلیت تحقیق کرنے کے بعد تفسیر کبیر مین لکہا ہے کہ آیت کے معنی یہ ہین کہ اگر لڑائی مین ان کافرون پر جنہون نے عہد شکنی کی ہے تو فتح باوے تو اونکے ساتھہ اسطرح پیش آ کہ جو لوگ اونکی پیچہے لگو ہین وہ سب ڈر کر متفرق ہوجاوین عطا رکا یہ قول ہے کہ اس سے مراد تہی کہ انہین قتل عام کردو اور بعضون نی کہا مراد یہ تہی کہ اونکو اس قسم کی سزا یا ذلت دو کہ اونکے بعد جنکو عہد توڑنے کا خیال ہو سب متفرق ہوجاوین اور اسبات کا کہ شاید اوسکو یاد رکہین یہ مطلب ہے کہ شاید وہ لوگ جو اونکے سوا ہین اس سزا یا ذلت کو یاد رکہین اور یہ بات اونکو عہد توڑنے سے روکے۔

فمعنی الآیۃ انک ان ظفرت فی الحرب بھولاء الکفار الذین ینقضون العھد فافعل بھم فعلا یفرق بھم من خلفھم۔ قال عطاء تثخن فیھم القتل حتی یخاف غیرھم وقیل نکل بھم تنکیلا یشرد غیرھم من ناقضی العھد لعلھم یذکرون ذلک النکال فیمنعھم ذلک عن نقض العھد۔

تفسیر کشاف مین بہی اس آیت کا یہی مطلب لکہا ہی کہ فشرد بهم من خلفهم کے یہ معنی

فشرد بهم من خلفهم ففرق عن محاربتك ومناصبتك بقتلهم شر قتلة والنكاية فيهم من ورائهم من الكفرة حتى لا يجسر عليك احد بعدهم اعتبارا بهم واتعاظا بحالهم۔

هین کہ لڑنے سے اور بُری طرح قتل کرنے سے اور اونمین ذلت وخواری ڈالنے سے باقی کافرون کو جو اونکے سوا هین پراگندہ کردے تاکہ اوسکے بعد پہر کوئی اون کا حال دیکہکر تجہپر جرأت نکر سکے اور اونکے حال سے نصیحت پکڑے۔

تفسیر معالم التنزیل مین بہی یہی مطلب لکہا ہے کہ فشرد بهم من خلفهم کا مطلب

فشرد بهم من خلفهم قال ابن عباس فنكل بهم من ورائهم و قال السعيد ابن جبير وانذر بهم من خلفهم واصل التشريد التفريق والتهديد معناه فرق بهم جمع كل ناقض للعهد اى افعل بهولاء الذين نقضوا عهدك وجاوا لحربك فعلا من القتل والتنكيل يفرق منك و يخاف من خلفهم من اهل مكة واليمن۔

ابن عباس نے یہ کہا ہے کہ عہد توڑنے والون کے بعد جو لوگ هین اونکو بہی ذلیل کردے اور سعید ابن جبیر کا قول ہے کہ جن لوگون نے ابہی عہد نہین توڑا اونکو ڈراوے تشرید کے معنی اصل مین متفرق کردینے اور تنبیہ کرنے کے هین پس معنی یہ ہوئے کہ تمام لوگون کو جو عہد توڑنے کا خیال رکہتے هین متفرق اور پریشان کردے اور جن لوگون نے عہد توڑا ہی اور لڑنے کو آئے هین اون کے ساتہ

قتل کرنے یا ذلیل و خوار کرنے سے اسطرح پر پیش آ کہ جو لوگ عہد توڑنے مین اُنکے پیچھے ہین یعنی اہل مکّہ و اہل یمن وہ بھی پریشان ہوجاوین اور ڈر جاوین۔

پس ان تمام تفسیرون سے ظاہر ہے کہ اس آیت مین کوئی صاف حکم قیدیون کے قتل کرنے کا نہین ہے بلکہ جو کافر عہد شکنی کر کے لڑنے کو آمادہ ہوئے اون کے ساتھ اسطرح پر پیش آنا فرمایا ہے جس سے اورون کو عبرت ہوجاوے پس جبکہ اِس آیت مین قتل کی تصریح نہین ہے اور نہ قیدیون کا ذکر ہے تو اوس سے نص صریح آیت منّ و فدا کی جو بالتخصیص قیدیون کیلیے ہے کیونکر منسوخ ہوسکتی ہے۔

یہود بنی قریظہ نے خود اپنے تئین اس شرط پر سپرد کیا تھا کہ جو سزا عہد شکنی اور لڑنے کی اونکی نسبت سعد ابن معاذ تجویز کرے وہ اونکو دی جاوے اور رسول خدا صلعم نے اس بات کو قبول کرلیا تھا اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود رسول خدا صلعم نے اِس آیت سے یہ خیال نہین فرمایا تھا کہ خواہ نخواہ اونکے قتل ہی کا حکم ہے اسمین کچھہ شک نہین کہ وہ قتل ہوئے مگر نہ کسی حکم منصوص اِس آیت سے بلکہ سعد ابن معاذ کی پنچایت سے چنانچہ حدیث بخاری مین یہ واقعہ مذکور ہے کہ ابن سعید خدری نے روایت کی کہ

قال لما نزلت بنو قریظة علی حکم سعد ابن معاذ بعث رسول اللہ صلعم و کان قریبا منہ فجاء علی حمار فلما دنا قال رسول اللہ صلعم قوموا الی	جب یہود بنی قریظہ نے سعد ابن معاذ کی پنچایت پر اپنے تئین سپرد کردیا تو رسول خدا صلعم نے سعد ابن معاذ کو جو وہان سے پاس ایک جگہہ مین تھے بلایا وہ گدھے

سید کم فجاء فجلس الی رسول اللہ صلعم فقال لہ ان ھولاء نزلوا علی حکمک قال فانی احکم ان تقتل المقاتلۃ وان تسبی الذریۃ قال لقد حکمت فیہم بحکم الملک۔

پر سوار ہو کر آئے جب کہ وہ قریب پہنچے تو آنحضرت نے لوگون سے کہا کہ اپنے سردار کے لیئے کہڑے ہو جاؤ پہر سعد ابن معاذ آئے اور پیغمبر خدا صلعم کے پاس بیٹھے آپنے اون سے فرمایا کہ ان لوگون نے تمہاری پنچایت پر اپنے تئین سپرد کر دیا ہے سعد ابن معاذ نے کہا کہ مین یہ حکم دیتا ہون کہ جو لوگ انمین لڑنے والے ہین وہ تو قتل کر دیے جاوین اور اونکے بچے قیدی بنا لیے جاوین آپنے فرمایا کہ تمنے ان لوگون کے حق مین بادشاہ کا سا حکم دیا۔

اِس تمام واقعہ سے جو اس حدیث مین مذکور ہے بخوبی ظاہر ہے کہ بنی قریظہ کے قتل کا کوئی حکم منصوص نہ تہا۔ مگر بعض اکابر یہ بحث کرینگے کہ اس حدیث کے اخیر مین جو لفظ بحکم الملک ہے اوسمین یہ بہی روایت ہے کہ وہ لفظ بحکم الملک ہے لام کے زبر سے بمعنی فرشتہ کے اور ایک روایت مین صاف ہے بحکم اللہ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکے قتل کا اور اونکے بچّون کو قیدی یا لونڈی و غلام بنا لینے کا خدا کا حکم تہا مگر یہ بحث بیجا ہے اِسلیے کہ ہرگاہ خود وہ آیت موجود ہے اور اوسمین قتل کا کوئی حکم موجود نہین ہے تو اختلاف روایت پر استدلال نہین ہو سکتا معہذا لام کا زبر پڑہنا صرف شبہہ تجنیس خطی ہے اور روایت بخاری کی اسمین زیادہ اعتبار کے لایق ہے اور جس روایت مین لفظ اللہ کا ہے وہ صرف راوی کی سمجھہ ہے کہ لفظ ملک بکسر لام سے وہ

خدا سمجھا اور مطابق اپنی سمجھہ کے بجاے لفظ ملک بکسر لام کے لفظ اللہ کہدیا۔

علاوہ اسکے سیرۃ شامی مین لکھا ہے کہ منجملہ اساری بنی قریظہ کے زبیر ابن باتا بھی تھا اوسنے ایام جاہلیت مین ثابت ابن قیس ابن شمات پر ایک احسان کیا تھا ثابت نے بعوض اوس احسان کے اوسکی جان بچانی چاہی اور رسول خدا صلعم سے شفاعت کی اور آنحضرت نے اوسکا قتل معاف کیا گو کہ بعد کو وہ اپنی خوشی سے خود مارا گیا لیکن سفارش سے اوسکا خون معاف کرنا اسبات کی دلیل ہے کہ خداتعالی کی طرف سے اونکے قتل کا حکم نہ تھا بلکہ صرف سعد ابن معاذ کی تجویز تھی۔

بہرحال یہود بنی قریظہ کسی طرح پر قتل ہوئے ہون ہمکو صرف یہ بحث ہی کہ اس آیت سے آیت منّ و فدا کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے یا نہین سو یہ بات علانیہ ثابت ہو گئی کہ کسیطرح اوسکا منسوخ ہونا لازم نہین آتا۔

آیت سورہ توبہ قبل فتح مکّہ نازل ہوئی تھی تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ محمد

قال محمد ابن اسحاق ومجاهد وغيرهما نزلت في اهل مكة وذلك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم عاهد قريشا عام الحديبية على ان يضعوا الحرب عشر سنين يامن فيها الناس ودخلت خزاعة في عهد رسول الله صلعم ودخل

ابن اسحاق اور مجاہد دونون نے کہا ہے کہ یہ آیت مکّہ والون کے حق مین نازل ہوئی ہے اور یہ بات اسطرح پر ہے کہ رسول خدا صلعم نے حدیبیہ کی لڑائی مین قریش سے معاہدہ کیا تھا کہ دس برس تک لڑائی تھم جاوے کہ اوسمین لوگ

بنو بکر فی عهد قریش ثم عدت بنو بکر علی خزاعة فقاتلت منها و اعانهم قریش بالسلاح فلما ظاهر بنو بکر و قریش علی خزاعة و نقضوا عهدهم خرج عمر بن سالم الخزاعی حتی وقف علی رسول اللہ صلعم فقال

ان قریشا اخلفوک الموعدا
ونقضوا میثاقک الموکدا
هموا بیوتا بالهجیر هجدا
وقتلونا رکعا و سجدا

فقال رسول اللہ صلعم لا نصرت ان لم انصرکم وتجهز الی مکة سنة ثمان من الهجرة ففتح مکة -

امن سے رہین اور بنی خزاعہ رسول خدا صلعم کے معاہدہ مین شامل تھے اور بنو بکر قریش کے معاہدہ مین شامل تھے پہر بنو بکر نے بنو خزاعہ پر زیادتی کی اور اونکو قتل کیا اور قریش نے ہتیار دیکر اونکی مدد کی پس جبکہ بنو بکر اور قریش بنی خزاعہ پر غالب ہو گئے اور اونہون نے عہد توڑ ڈالا تو عمر ابن سالم خزاعی وہان سے چلا اور رسول خدا صلعم پاس آیا اور سامنے کہڑے ہو کر اشعار پڑہے اور اپنا حال بیان کیا اون ہی شعرون مین سے یہ دو شعر ہین جنکا مضمون یہ ہے کہ قریش نی بدعہدی کی اور مستحکم عہد کو توڑ دیا اور ہجیر مین ہمارے گہرون کو لوٹ لیا اور ہمکو رکوع کرتے ہین اور سجدہ کرتے ہین یعنی نماز پڑہتے مین مار ڈالا رسول خدا صلعم نے یہ حال سُنکر فرمایا کہ اگر ہم تمہاری مدد نہ کرین تو ہمنے کچھہ مدد ہی نہین کی چنانچہ ۸ سنہ ہجری مین مکّہ والون سے لڑائی کا سامان کیا اور مکّہ کو فتح کر لیا -

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت قبل فتح مکّہ نازل ہوئی تہی اور ہمنے

اور ثابت کیا ہے کہ آیت منزوفہ بالا بعد فتح مکہ نازل ہوئی ہے پس یہ آیت اوس کی ناسخ نہین ہو سکتی۔

بعض مکابر یہ بات کہین گے کہ سورہ برائت کے بعد کوئی سورۃ نازل نہین ہوئی اور اسلیے سورہ محمد صلعم کا جسمین آیت منزوفہ بالا ہی سورہ برات کے بعد نازل ہونا صحیح نہین ہے مگر یہ کہنا بالکل غلط ہے ایک حدیث مین ذکر آیا ہے کہ سورہ برات اون سورتون کی اخیر سورۃ ہی جو پوری ایک دفعہ اُتری ہین مگر اسکو بہی علماء نی تسلیم نہین کیا اور اس حدیث مین شبہہ کیا ہی چنانچہ ہم اپنے اس قول کی تصدیق کے لیے اوس حدیث کو معہ عالمون کی تشکیک کے اس مقام پر نقل کرتے ہین بخاری مین لکھا ہے کہ برار نے کہا کہ اخیر پوری سورۃ جو نازل ہوئی ہے وہ سورہ برات ہے، اور جس سورۃ کا خاتمہ اخیر کو نازل ہوا ہی وہ سورہ نسار ہے۔ قسطلانی نے کہا کہ یہ تو بڑی مشکل کی بات ہے اسلیے کہ سورۃ برات تہوڑی تہوڑی ہو کر اُتری ہے تو اس حدیث کا مطلب سورہ برات کی بعض

فی البخاری عن البرا قال اخر سورۃ نزلت کاملۃ سورۃ براۃ واخر سورۃ نزلت خاتمۃ سورۃ النساء ویستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم فی الکلالہ ۔ فی القسطلانی استشکل ھذا من حیث انہ نزلت شیئاً فشیئاً فالمراد بعضھا اومعظمھا والا ففیھا ایات کثیرۃ نزلت قبل سنۃ وفاۃ النبویۃ ۔

آیتون کا یا بڑی بڑی آیتون کے اُترنے کا ہوگا کیونکہ سورہ برات مین بہت آیتین ہین جو سال وفات نبوی مین نازل ہوئی ہین۔

اب ہم اس بحث سے بھی قطع نظر کرتے ہین اور اسبات پر غور کرتے ہین کہ آیت سورہ برات سے آیت من وفدا منسوخ ہو بھی سکتی ہے یا نہین اور کہتے ہین کہ منسوخ نہین ہو سکتی۔

آیت سورہ برات مین دو جملے ہین جنسے آیت من وفدا کے منسوخ ہونے پر استدلال ہو سکتا ہے اوّل فاقتلوا المشرکین اور دوسرا حیث وجدتموھم مگر ان سے استدلال محض غلط ہے۔

اول جملہ فاقتلوا المشرکین مین جو المشرکین کا لفظ ہے اوسکا الف لام استغراق کا تو ہو نہین سکتا کیونکہ اگر استغراق کا ہو تو معنی یہ ہونگے کہ تمام مشرکون کو مار ڈالو اول تو یہ ایسا حکم ہوگا جو طاقت انسانی بلکہ عادت الٰہی سے بھی خارج ہے دوسرے تمام احکام جزیہ لینے کے اور صلح کرنے کے بالکل باطل ہو جاوینگے پس ضرور ہے کہ الف لام عہدی ہے پس اس آیت سے نص صریح آیت من وفدا کے منسوخ قرار دینے کو ضرور ہے کہ کسی نص صریح قرآنی سے یہ بات ثابت کی جاوے کہ المشرکین مین اساری مشرکین بھی داخل ہین اور یہ ثابت نہین تو دعوی نسخ باطل ہے۔

دوسرے جملہ حیث وجدتموھم کو اساری سے کچھہ تعلق نہین ہے زمانہ قدیم سے کعبہ کے اندر قتل وخونریزی منع تھی مگر جب مکّہ پر چڑہائی ہوئی تو یہ آیت نازل ہوئی کہ مشرک جہان ملین یعنی حرم کے اندر یا حرم کے باہر اونکو مارو پس اس جملہ کو قیدیون کے قتل سے اور منسوخ ہونے آیت من وفدا سے کچھہ تعلق نہین ہے تمام تفسیرون مین بھی اس

فاقتلوا المشركين الناكثين حيث وجدتموهم من حل وحرم

جملہ کے یہی معنی لکھے ہین چنانچہ تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے کہ عہد توڑنے والے مشرکین کو مارو جہان پاؤ کعبہ کے اندر یا کعبہ کے باہر۔

تفسیر مدارک مین لکھا ہے کہ اون مشرکون کو جنہون نے تمہارا عہد توڑ ڈالا اور تم

فاقتلوا المشركين الذين نقضواكم و ظاهروا عليكم حيث وجدتموهم من حل وحرم۔

سے لڑائی ٹھانی مارو جہان پاؤ کعبہ کے اندر یا کعبہ کے باہر۔

تفسیر احمدی مین لکھا ہے کہ جن مشرکون نے تمہاری نافرمانی کی ہے اور تم سے لڑائی

فاقتلوا المشركين الذين عصوكم فظاهروا عليكم حيث وجدتموهم من حل وحرم۔

ٹھانی ہے اونکو مارو جہان پاؤ کعبہ کے اندر یا کعبہ کے باہر۔

تفسیر کشاف مین لکھا ہے کہ مشرکون کو مارو یعنی اونکو جنہون نے تم سے عہد شکنی کی

فاقتلوا المشركين يعني الذين نقضواكم وظاهروا عليكم حيث وجدتموهم من حل وحرم۔

ہے اور تمسے لڑائی ٹھانی ہے جہان پاؤ کعبہ کے اندر یا کعبہ کے باہر۔

تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ کافرون کو مارو جہان پاؤ کعبہ کے اندر یا کعبہ کے

فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم في

باهر۔

حل او حرم۔

معہذا ان تمام آیتون مین جو مشرکین کے قتل کا حکم ہے وہ عین لڑائی کی حالت مین ہے اس سے اور آیت منّا وفدا سے جو بعد ختم ہونے لڑائی کے اون لوگون سے علاقہ رکھتی ہے جو قید ہو گئے ہین اور لڑنے پر قادر نہین ہین کیا تعلق ہے احکام حالات مختلفہ ایک دوسرے کے ناسخ نہین ہو سکتے۔

آیت سورہ بقر بھی صلح حدیبیہ مین جو سنہ ۶ ہجری مین ہوئی تھی قبل نزول آیت منّا وفدا نازل ہوئی تھی اور اسلیے اوسکی ناسخ نہین ہو سکتی۔ تفسیر معالم التنزیل مین ابن عباس سے روایت لکھی ہے کہ یہ آیت حدیبیہ کی صلح مین نازل ہوئی ہے بات یہ ہوئی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم معہ اپنے اصحابون کے جو چودہ سو تھے عمرہ کے لیے تشریف فرما ہوئے جبکہ حدیبیہ مین پہنچے تو مشرکین نے مکہ مین آنے سے روکا اوسوقت اسبات پر صلح ہوئی کہ اب کے برس تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پھر جاوین اور اگلے برس اونکے لیے تین دن تک مکہ خالی کر دینگے تاکہ وہ

عن ابن عباس نزلت هذه الاية في صلح الحديبية وذلك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج مع اصحابه للعمرة وكانوا الفا واربع مائة فساروا حتى نزلوا الحديبية فصدهم المشركون عن البيت الحرام فصالحهم على ان يرجع عامة ذلك على ان يخلوا له مكة عام قابل ثلثة ايام فيطوف بالبيت فلما كان العام القابلة تجهز به رسول الله واصحابه لعمرة

القضاء وخافوا ان لا تفی قریش بما قالوا وان یصدوهم عن البیت الحرام وکرہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتالهم فی الشهر الحرام وفی الحرم فانزل اللہ تعالی وقاتلوهم فی سبیل اللہ یعنی محرمین الذین یقاتلوکم یعنی قریشا ولا تعتدوا فتبدوا بالقتال فی الحرم محرمین ان اللہ لا یحب المعتدین

خانہ کعبہ کا طواف کرین جب اگلا برس آیا تو رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ قضا کے لیے سامان درست کیا اور اسبات کا خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ قریش اپنا اقرار پورا نکرین اور جو کہا ہے وہ نکوین اور مکّہ مین جانے سے روکین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اون مہینون مین جنمین لڑائی منع تھی اور نیز مکّہ مین لڑنا بُرا جانتے تھے پس خداتعالی نے یہ آیت نازل کی کہ خدا کی راہ مین یعنی احرام باندہے ہوئے اون لوگون سے لڑو جو تم سے لڑین یعنی قریش سے اور تم زیادتی مت کرو کہ تم ہی حرم مین پہلے سے لڑائی شروع کردو بیشک زیادتی کرنے والونکو اللہ دوست نہین رکھتا۔

قطع نظر اس بات سے کہ یہ آیت قبل آیت منزوفدا کے نازل ہوئی تھی اسبات پر بہی غور کرنا چاہیے کہ اس آیت سے آیت منزوفدا منسوخ بہی ہوسکتی ہے یا نہین سو ظاہر ہے کہ کسیطرح منسوخ نہین ہوسکتی اسلیے کہ اس آیت مین جو حکم ہے وہ خاص اون اہلِ مکّہ کے لیے ہے جو بر خلاف عہد کے لڑنے پر طیار ہون تمام مشرکین سے متعلق نہین ہے پس قیدی جو بعد قید کے لڑنے پر قادر نہین رہتے اِس حکم مین داخل نہین ہوسکتے۔

بعض مکابر کیا عجب ہے کہ لفظ حیث ثقفتموهم سے آیت منزوفدا کے منسوخ ہونیکے

امکان پر استدلال کرین (اگرچہ آج تک کسی عالم نے جنکے وہ مقلد ہین استدلال نہین

حیث ثقفتموهم وجدتموهم فی حل او حرم۔

کیا (اسلیے کہ گو تفسیر کشاف مین لکھا ہے کہ حیث ثقفتموهم کے وہی معنی ہین

جو حیث وجدتموهم کے ہین یعنی اونکو مارو جہان پاؤ کعبہ کے اندر یا کعبہ کے باہر لیکن

اور تفسیرون مین اسکے معنی ایسے لکھے ہین جنسے قیدیون کا قتل کرنا بھی پایا جاتا ہے

چنانچہ تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ اخیر آیت سے کہ اونکو مارو جہان پاؤ پہلی آیت

واقتلوهم حیث ثقفتموهم نسخت الآیة الاولی بهذه الآیة واصل الثقافة الحذق والبصر بالامر ومعناه اقتلوهم حیث ابصرتم مقاتلتهم وتمکنتم من قتلهم

یعنی یہ کہ انہین کو مارو جو لڑین منسوخ ہوگئی (سبحان اللہ کیا عمدہ مذہب ہے جسمین آیت کا شروع آیت کے اخیر سے منسوخ ہوجاتا ہے کلام الٰہی کا ہے کو ہوا ہنسی ٹھٹھا ہوگیا) ثقافة کے معنی کسی چیز کو بغور

دیکھنے کے ہین پس معنی یہ ہوئے کہ کافرون کے لڑنے والون کو جہان دیکھو اور اونکے

قتل پر قابو پاؤ مار ڈالو۔

اور تفسیر مدارک مین لکھا ہے کہ اونکو مارو جہان پاؤ ثقف کے لفظ کے معنی پکڑ کر اور

غلبہ کرکر پانے کے ہین اور آیت مین جو یہ حکم ہے کہ اونکو نکالو جہان سے اونہون نے تمکو

واقتلوهم حیث ثقفتموهم وجدتموهم والثقف الوجود علی وجه الاخذ والغلبة

نکالا ہے اوس سے مراد مکہ ہے اس آیت مین خدا تعالیٰ نے مسلمانون سے مکہ کے

واخرجوهم من حيث اخرجوكم اى من مكة وعدهم الله تعالى فتح مكة بهذه الاية وقد فعل رسول الله عليه وسلم بمن لم يسلم منهم يوم الفتح ۔	فتح ہونے کا وعدہ فرمایا اور جب مکہ فتح ہوا تو پیغمبر خدا صلعم نے اونکے ساتھہ جو مسلمان ہوئے ایسا ہی کیا جیسا کہ اس آیت مین لکھا ہے ۔ پس ان دونون تفسیرون

سے قیدیون کا قتل کرنا جایز پایا جاتا ہے اور جب وہ جایز ٹھہرا تو آیت منا وفدا کا منسوخ ہونا لازم آگیا ۔

مگر یہ تمام تقریر محض غلط اور بالکل دہوکا ہے ۔ اگر فرض کیا جاوے کہ اس آیت مین قیدیونکے ہی قتل کا حکم ہی تو ہرگاہ یہ آیت قبل آیت منا وفدا نازل ہوئی ہے اور آیت منا وفدا اوسکے بعد تو آیت منا وفدا اسکی ناسخ ٹھہرے گی نہ یہ آیت ۔ علاوہ اسکے کیسا تعجب ہے کہ تفسیر کو جو قول مفسر یا راے مفسر سے زیادہ رتبہ نہین رکھتی نص صریح قرآنی کا جسکے کلام آلہی ہونے مین کچھہ شبہہ نہین ہے ناسخ قرار دیا جاوے ۔ قطع نظر ان سب باتون کے جو تفسیر آیت کی صاحب معالم التنزیل نے کی ہے اوس سے تو قیدیون کا قتل کرنا پایا نہین جاتا کیونکہ وہ یہ کہتا ہے کہ شروع آیت مین یہ حکم تہا کہ جو لڑین اون ہی کو مارو تو اس حکم سے یہ لازم آتا تہا کہ جب تک کوئی مشرک پہلے وار نکرلے اوسوقت تک اوسکو نہ مارو اخیر آیت سے یہ حکم منسوخ ہوگیا اور یہ حکم ہوا کہ اونکے لڑنے والون کو جہان دیکہو مار ڈالو اونکے پہلے وار کرنے کے منتظر نہ ہو پس قیدی اس تفسیر سے بہی خارج ہین اسلیے کہ قید ہونیکے بعد اونمین لڑنے اور مقاتلہ کرنے کی طاقت نہین رہتی اور اسلیے وہ مقاتلتہم کے لفظ مین داخل نہین رہتے ۔

صاحب تفسیر مدارک نے جو معنی ثقف کے گھڑے ہین اول تو وہ قابل تسلیم نہین کیونکہ ثقف کے معنی پکڑکر اور غلبہ کرکر پانے کے جواوسنے بیان کیے ہین جن سے قیدی پن نکلتا ہے اوسکی کوئی سند نہین ہے معہذا وہ صاف صاف قیدیون پر دلالت بھی نہین کرتے کیونکہ مقاتلین کی نسبت بھی صادق آسکتے ہین۔ قطع نظر ان سب باتون کے اگر بالکل تقریر مخالفین تسلیم کرلی جاوے تو جو حکم اس آیت مین ہو وہ مخصوص اہل مکہ سے ہوگا جنکی نسبت متعدد احکام مخصوصہ صادر ہوئے تھے اور اسلیے عمومیت آیت مَن وفدا کا مخصص ہوگا نہ مبطل اسلیے کہ آیت منّ و فدا عام ہے اور احکام عام کے برخلاف جو کوئی حکم خاص صادر ہوتا ہے تو وہ حکم خاص اوس حکم کا مخصص ہوتا ہے یا وہ حکم خاص اوس حکم عام سے مستثنیٰ سمجھا جاتا ہے نہ اوس حکم عام کا مبطل کیونکہ وہ حکم عام اپنے باقی افراد کے لیے بدستور نافذ و بحال رہتا ہے پس نتیجہ مخالفین کی تقریر کو تسلیم کرنے کے بعد بھی یہ نکلیگا کہ تمام قیدیون کو سواے قیدیان مشرکین مکّہ کے یا احسان رکھکر یا فدیہ لیکر چھوڑ دو اور ہمارا مطلب بھی اسیقدر ہے۔

اب باقی رہ گئین سورہ نسار کی آیتین وہ بھی قبل فتح مکہ یعنی قبل نزول آیت منّ و فدا نازل ہوئی ہین اور اسلیے اوسکی ناسخ نہین ہوسکتین۔ علاوہ اسکے ان آیتون مین بھی وہی لفظ حیث وجدتموھم ہے جسکی نسبت ہم اوپر بحث کر آئے ہین کہ قیدیون سے متعلق نہین ہے اور اسلیے آیت منّ و فدا کا ناسخ نہین ہوسکتا اور جو کہ علما حنفیہ مین سے بھی کسی عالم نے ان آیتون کو ناسخ آیت منّ و فدا نہین کہا ہے اسلیے ہمکو بھی اور زیادہ بحث کرنیکی

کچھہ ضرورت نہین ہے۔

اب ہم آیت منّاً و فداءً کے غیر منسوخ ہونے کو ثابت کرنے کے لیے اور اسبات کے ثابت کرنے کے لیے کہ قیدیون کے ساتھہ بجز منّ یا فدا کے اور کچھہ نہین ہو سکتا ایسی دلیل بیان کرنے پر متوجہ ہوتے ہین جسمین کسیکو گفتگو کا محل نرہیگا اور وہ یہ ہے کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسول خدا صلعم نے نہ کسی قیدی کو قتل کیا نہ کسی کو لونڈی و غلام بنایا بلکہ سب کو بلا استثناے احدی احسان رکھکر یا فدیہ لیکر چھوڑ دیا اور اس سے ثابت ہوا کہ آیت منّاً و فداءً منسوخ نہین ہوئی اور قیدیون کا لونڈی و غلام بنانا جایز نہین رہا چنانچہ ان جملہ امور کو باب آیندہ مین بیان کرتے ہین واللہ المستعان۔

باب ششم

اسبات کے بیان مین کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسولخدا صلعم نے کسی قیدی کو لونڈی و غلام نہین بنایا

اگرچہ عرب مین زمانہ جاہلیت سے لڑائی کے قیدیون کو قتل کرنے اور لونڈی و غلام بنا لینے اور فدیہ لیکر اور احسان رکھکر چھوڑ دینے کا رواج تھا اور جب تک کہ اسلام مین کوئی حکم نسبت قیدیون کے نہین آیا ایسا ہی ہوتا رہا لیکن بعد نزول آیت منّاً و فداءً کے (جسمین قیدیون کی بابت احکام ہین) جسقدر غزوات ہوئے کسی غزوہ کے قیدی

لونڈی و غلام نہین بنائے گئے بلکہ احسان رکھکر یا فدیہ لیکر چھوڑ دیے گئے اور اوسکے برخلاف رسول خدا صلعم نے کبھی نہین کیا یہانتک کہ اس دنیا سے رحلت فرمائی وھذا ما یدور علیہ رحی الاسلام وھذا ھو مذھب الاسلام اور یہی ہے مسئلہ مذہب اسلام کا اب ہم اپنے اس کلام کے اثبات کو اُن غزوات کے قیدیون کا جو بعد نزول آیت من و فدا ہوئے تھے ذکر کرتے ہین۔

اول اساری بطن مکہ۔ اُنہین دنون مین جبکہ مکہ فتح ہوا اَسّی آدمی جو جبل تنعیم سے لڑنے کو اُترے تھے قید ہوئے اور جناب رسولخدا صلعم نے احسان رکھکر سب کو چھوڑ دیا۔

خود خدا تعالی نے قرآن مجید مین اسکا ذکر فرمایا ہے کہ وہ خدا ہے جسنے روکے ہاتھ

وھو الذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم ببطن مکۃ من بعد ان اظفرکم علیھم۔	کافرون کے تم سے اور تمہارے ہاتھ اون سے مکہ کے بیچ مین بعد اسکے کہ فتح مند کیا تمکو اونپر۔

صحیح مسلم کی حدیث مین بھی اسکا ذکر ہے اور انس سے روایت کی ہے کہ اَسّی آدمی مکہ

عن انس ان ثمانین رجلا من اھل مکۃ ھبطوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جبل التنعیم متسلحین یریدون غرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخذھم سلما فاستحیاھم وفی روایۃ	والون مین رسول خدا صلعم سے لڑنے کو جبل تنعیم سے اُترے پھر اونکو پکڑ لیا اسطرح پر کہ اونہون نے اپنے تئین سپرد کر دیا پھر اونکو زندہ رہنے دیا یعنی قتل نہین کیا اور ایک روایت مین ہے کہ اونکو چھوڑ دیا پس یہ آیت

فاعتقهم فانزل الله تعالى وهو الذی کف ایدیهم عنکم وایدیکم عنهم ببطن مکة من بعد ان اظفرکم علیهم ۔

اُتری که وه خدا ہے جسنے روکے ہاتهه کافرون کے تم سے اور تمهارے ہاتهه اون سے مکّه کے بیچ مین بعد اسکے که فتحمند کیا تمکو اون پر ۔

تمام علماء اور مفسرین اور اہل سیر اسبات کے قایل ہین که یه لشکر کشی بعد فتح مکّه ہوئی اور خود قرآن مجید کی آیت سے بهی یہی ثابت ہوتا ہے مگر بعض بغور روایتون مین ہے که یه واقعه حدیبیه مین قبل فتح مکّه ہوا تها لیکن جبکه سب لوگ اوس روایت کو مردود جانتے ہین تو اوسپر زیاده بحث کرنے کی ضرورت نہین ۔

دوم اساری غزوه بنی خذیمه ۔ کرمانی کہتا ہے که یه ایک قبیله ہے عبد قیس کا اور سیوطی

قال الکرمانی هے قبیلة من عبد القیس قال السیوطی فی التوشیح کان البعث الیهم فی شوال عقیب الفتح ۔

نے توشیح مین کہا ہے که اونپر لشکر کشی شوال کے مہینے مین مکّه فتح ہونے کے بعد ہوئی تهی ۔

مواہب لدنیه مین لکها ہے که خالد ابن ولید تهوڑا سا لشکر لیکر بنی خذیمه پر جو عبد قیس کے

ثم سریة خالد بن الولید الی بنی خزیمة قبیلة من عبد القیس اسفل مکة علی لیلة بناحیة یلملم فی شوال سنه ثمان وهو یوم الغمیصا بعثه علیه السلام

قبیله مین سے ہے مکّه کے اُتر ایک رات کی راه پر یلملم کی طرف شوال سنه ۸ ہجری مین غیصا کے دن روانه ہوئے اون کو رسول خدا صلعم نے عزی توڑ کر پهر آنیکے

لما رجع منهدم العزى وهو صلعم مقيم بمكة ـ	بعد بھیجا تھا اور خود رسول خدا صلعم مکہ مین مقیم تھے ـ

اِس غزوہ کی جو حدیث بخاری مین ہے اوسکو ہم تو اپنے استنباط کے موافق سمجھتے ہین اور شاید ہمارے مخالف اوسکو اپنے مفید سمجھین اسلیے اوسکو لکھکر اپنے استنباط کا اثبات اور مخالفین کے استدلال کی تردید کرتے ہین اور وہ حدیث یہ ہے کہ سالم نے روایت کی کہ اوسکے باپ نے کہا کہ پیغمبر خدا صلعم نے خالد ابن ولید کو لشکر دیکر بنی خزیمہ پر بھیجا خالد نے اونکو کہا کہ تم

عن سالم عن ابیہ قال بعث النبی صلعم خالد بن الولید الی بنی خزیمۃ فدعاھم الی الاسلام فلم یحسنوا ان یقولوا اسلمنا فجعل یقولون صبانا صبانا فجعل خالد یقتل و یاسر و دفع الی کل رجل منا اسیرہ حتی اذا کان یوم امر خالد ان یقتل کل رجل منا اسیرہ فقلت واللہ لا اقتل اسیری و لا یقتل رجل من اصحابی اسیرہ حتی قدمنا الی النبی صلعم فذکرنا لہ فرفع النبی صلعم یدہ فقال اللھم انی ابراء الیک مما	مسلمان ہوجاؤ تو اون سے اسلمنا کا لفظ تو اچھی طرح ادا نہو سکا صبانا صبانا کہنے لگے ـ پس خالد نے اونکو قتل کرنا شروع کیا اور ہر ایک کا قیدی اوسیکے سپرد کردیا جب دوسرا دن ہوا تو خالد نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے قیدی کو مار ڈالے پس سالم کے باپ نے کہا کہ خدا کی قسم مین تو اپنا قیدی نہین مارنے کا اور نہ میری ساتھیون مین سے کوئی اپنے قیدی کو مار یگا جبکہ ہم رسول خدا صلعم پاس آئے تو ہمنے ان سب باتون کا ذکر کیا یہ سنکر پیغمبر خدا صلعم نے اپنے

صنع خالد مرتین ۔	ہاتھ اوٹھائے اور دو دفعہ کہا کہ بار خدایا

جو کچھ خالد نے کیا ہے مین اپنی برائت تیرے سامنے اوس سے ظاہر کرتا ہون ۔

ہمارے مخالف تو اس حدیث سے یہ استدلال کرینگے کہ اس غزوہ مین جو بعد فتح مکّہ ہوا خالد نے قیدیون کو قتل کیا اور اونکے قتل کا حکم دیا پس معلوم ہوتا ہے کہ آیت منًّا وفداءً منسوخ ہو چکی تھی یا اوس سے صرف منًّا وفداءً مین حصر مقصود نہ تھا ۔

مگر یہ دلیل دو وجہ سے غلط ہے اول تو خالد کا فعل ناسخ آیت قرآنی نہین ہو سکتا دوسرے اور بہت سے اصحابون کا جو خالد کے ساتھ تھے قیدیون کے قتل سے انکار کرنا اسبات کی دلیل ہے کہ وہ نزول آیت منًّا وفداءً سے واقف تھے اور کیا عجب ہے کہ اُسوقت تک حضرت خالد واقف نہو ہون اسلیے کہ ابھی آیت کو نازل ہوئے صرف کئی دن ہوئے تھے اور خالد بن ولید اون دنون مین لڑائیون مین مصروف تھے ۔

یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ جن لوگون نے قیدیون کے قتل سے انکار کیا اونکو صبانا کے لفظ سے اسبات کا شبہہ ہوا تھا کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے کیونکہ اگر وہ اونکو مسلمان سمجھتے تو قید ہی کاہے کو کرتے ۔

کیا لطیفہ ہے کہ خالد سے اس غزوہ مین دو قصور ہوئے تھے ایک یہ کہ صبانا کے لفظ سے جو مقصد اون لوگون کا تھا وہ نہ سمجھے دوسرے یہ کہ قیدیون کے قتل کا حکم دیا تھا اسی لیے دو دفعہ رسول خدا صلعم نے خدا کے سامنے اپنی صفائی خالد کے کام سے عرض کی ۔

غرضکہ یہ واقعہ اِس وجہ سے کہ خلاف مرضی رسولخدا صلعم کے ہوا اور آنحضرت نے اپنی ناراضی

اوس سے ظاہر کی ہمارے استنباط کا مثبت اور ممد و معاون ہے اور ہمارے مخالفون کے مفید نہین -

سوم اساری ہوازن - ہوازن کے قیدیون کو رسول خدا صلعم نے احسان رکہکر اور جو لوگ احسانا چہوڑنا نہ چاہتے تھے اونکو اونکا فدیہ دیکر چہوڑ دیا اور اس سے ثابت ہوگیا کہ غازیون کا جنہون نے کافرون کو قید کیا ہو بجز فدیہ لینے کے اور کچہہ حق قیدیون پر نہین ہے -

اسارا ے ہوازن کا ذرا لمبا قصہ ہے چند حدیثون مین بہی وہ قصہ مذکور ہے اور سیر کی کتابون مین بہی اوسکی روایتین ہین اور اون مین بہت باتین ہمارے استنباط کی معاون ہین اور بعض الفاظ ایسے ہین جنکو ہمارے مخالف اپنے مفید سمجھتے ہونگے اس لیے اولاً اون تمام حدیثون اور روایتون کو بجنسہ لکہتے ہین اور پہر اون سے جو کچہہ استنباط ہوتا ہے اوسکو بیان کرتے ہین -

سیرت ہشامی مین لکہا ہے کہ تمام قیدی اور مال جو حنین کی لڑائی مین ہاتہہ آیا تہا

ثم جمعت الی رسول اللہ صلعم سبایا حنین و اموالہا وکان علی المغانم مسعود بن عمرو الغفاری وامر رسول اللہ صلعم بالسبایا والاموال الی الجعرانة فحبست بہا۔	رسول خدا صلعم پاس جمع کیا گیا اور غنیمت پر مسعود بن عمرو الغفاری متعین تھے اور رسول خدا صلعم نے تمام قیدیون کو اور مال کو جعرانہ مین لیجانے کا حکم دیا اور وہین وہ رکھے گئے -

اور سیرت محمدی مین لکہا ہے کہ رسول خدا صلعم نے قیدیون کے اور لوٹ کے مال

وامر رسول اللہ بجمع السبی والغنایم
فجمع ذلک کلہ وحدروہ الی الجعرانۃ
فوقف بہا الی ان انصرف رسول اللہ
من الطایف وکان السبی ستۃ
الاف راس + + + + + + +
اخرج البخاری فی تاریخہ والبغوی
عن ھزیل ابن ورقاء وقال فی
الاصابۃ اسنادہ حسن ان رسول
اللہ صلعم امرہ ان یحبس السبایا و
الاموال یوم حنین بالجعرانۃ حتی
یقدم علیہ والجعرانۃ بسکون العین و
تخفیف الراء + + + + + + +
واخرج ابن عساکر فی تاریخہ عن
ابن المسیب ان رسول اللہ صلعم سبی
یوم حنین ستۃ الاف من غلام و
امراۃ -

جمع کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ سب جمع کیے گیے اور
جعرانہ مین بہیجدیے گیے اور رسولخدا صلعم کے طایف
سے مراجعت فرمانے تک وہین رہے اور
قیدی چہہ ہزار آدمی تھے اور بخاری نے
اپنی تاریخ مین اور بغوی نے ہزیل ابن
ورقاء سے یہ روایت کی ہے اور اصابہ
مین لکہا ہے کہ اسکی سند اچہی ہے کہ
رسول خدا صلعم نے اپنے تشریف لانے
تک قیدیون کے اور مال کے جعرانہ مین
رہنے دینے کا حکم دیا تہا - اور ابن عساکر
نے اپنی تاریخ مین مسیب سے یہ روایت کی
ہے کہ رسول خدا صلعم نے حنین کی لڑائی
مین چہہ ہزار لڑکے اور عورتین قید کی
تہین -

بخاری مین اسی واقعہ کی بابت یہ حدیث ہے کہ جب ہوزان کے لوگ مسلمان ہوکر

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قام
حين جاءه وفد هوازن مسلمين فسألوه
ان يرد اليهم اموالهم وسبيهم فقال
لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم
معي من ترون واحب الحديث الى
اصدقه فاختاروا احدى الطائفتين
اما السبي واما المال وقد كنت استانيت
بكم وكان انظرهم رسول الله صلى
الله عليه وسلم بضع عشرة ليلة حين قفل
من الطائف فلما تبين لهم ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم غير راد اليهم الا
احدى الطائفتين قالوا فانا نختار سبينا
فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم في
المسلمين فاثنى على الله بما هو اهله ثم
قال اما بعد فان اخوانكم قد جاؤنا تائبين
واني قد رايت ان ارد اليهم سبيهم
فمن احب منكم ان يطيب ذلك فليفعله

آئے اور رسول خدا صلعم سے سوال کیا
کہ اون کا مال اور اونکے قیدی اونکو پھیر
دیے جاوین تو رسول خدا صلعم کھڑے
ہوئے اور اون سے فرمایا کہ مین پسند
کرتا ہون جو تم چاہتے ہو مگر ٹھیک بات
کہدینی مجھے پسند ہے تم دونون مین سے
ایک چیز اختیار کر لو یا تو قیدی ہی لے لو
یا مال ہی لے لو مین بیشک تمسے انس
رکھتا ہون رسول خدا صلعم نے طایف
سے پھر کر دس سے بھی زیادہ رات تک
ان لوگون کے آنے کا انتظار کیا تھا
غرضکہ جب اون لوگون کو معلوم ہو گیا کہ
رسول خدا صلعم دونون چیزین نہین پھیرینگے
بلکہ اون مین سے ایک دینگے تو اونہون
نے کہا کہ ہم قیدیون کو چاہتے ہین پس
رسول خدا صلعم مسلمانون کے بیچ مین کھڑے
ہوئے اور خدا کی تعریف کی جسکا وہ مستحق

ومن احب منكم ان يكون على حظه حتى نعطيه اياه من اول ما يفي الله علينا فليفعل فقال الناس قد طيبنا ذلك يا رسول الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا لا ندري من اذن منكم في ذلك ممن لم ياذن فارجعوا حتى يرفع الينا عرفاؤكم امركم فرجع الناس فكلمهم عرفاؤهم ثم رجعوا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبروه انهم قد طيبوا و اذنوا هذا الذي بلغني عن سبي هوازن -

ہے پہر خدا کی تعریف کے بعد فرمایا کہ یہ تمہارے بھائی توبہ کرکر آئے ہین اور مین چاہتا ہون کہ اونکے قیدی اونکو پہیر دون پس جس کسی کو یہ بات اچھی لگے وہ کرے اور جو شخص چاہے کہ اپنا حصہ نچھوڑے تو وہ ویسا کرے یہان تک کہ دیا جاویگا اوسکا حق اوس مال سے جو سب سے اول خدا ہمکو دیگا لوگون نے عرض کیا کہ ہم آپ ہی کی بات کو پسند کرتے ہین رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ ہم نہین جانتے کہ کس نے ہم مین سے ایک بات کی اجازت دی اور کس نے نہین دی تم جاؤ تاکہ تمہارے مکھیا یہ بات آنکر کہین سب لوگ گئے اور اپنے اپنے سرگروہون سے کہا پہر وہ لوگ رسول خدا صلعم پاس آئے اور اطلاع کی کہ سب لوگ پسند کرتے ہین اور اجازت دیتے ہین یہ قصہ ہوازن کا ہے جسکی اطلاع ہمکو ہوئی ہے -

سیرت ہشامی مین اس قصہ کو اسطرح پر لکہا ہے کہ بارادہ جہاد تشریف لیگئے رسول اللہ

ثم خرج رسول الله صلعم حين انصرف عن الطايف على دحنا حتى

صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ مراجعت فرمائی آپ نے طایف سے اوپر دحنا کے یہان تک

نزل الجعرانة فيمن معه من الناس
ومعه من هوازن سبي كثير وقد
قال له رجل من اصحابه يوم ظعن ثقيف
يا رسول الله ادع عليهم فقال رسول
الله صلعم اللهم اهد ثقيفا وائت بهم
ثم اتاه وفد هوازن بالجعرانة
وكان مع رسول الله صلعم من سبي
هوازن ستة آلاف من الذراري
والنساء ومن الابل والاشياء مما
لا يدري ما عدته قال ابن اسحاق
فحدثني عمرو بن شعيب عن ابيه عن
جده عبد الله بن عمرو ان وفد هوازن
اتوا رسول الله صلعم وقد اسلموا فقالوا
يا رسول الله قد اصابنا من البلاء ما لم
يخف عليك فامنن علينا من الله عليك
قال ابن اسحق فحدثني عمرو بن شعيب عن
ابيه عن جده عبد الله بن عمرو قال

کہ پہونچے آپ جعرانہ مین معہ اپنے ہمراہیون
کے اور آپ کے ساتھہ قوم ہوازن کے
بہت سے قیدی تھے اور جب آپ نے
بنی ثقیف سے لڑنے کے لیے سفر کیا
تو اس سفر مین آپ کے صحابہ مین سے
کسی نے کہا تہا کہ یا رسول اللہ آپ اس
قوم کے لیے بد دعا فرمائیے چنانچہ
آنحضرت نے فرمایا تہا کہ اے اللہ ہدایت
کر قوم ثقیف کو اور مطیع کر دے اسکو چنانچہ
آیا ایک گروہ ہوازن کا مقام جعرانہ مین
اور آنحضرت کے ساتھہ قوم ہوازن کے
قیدیون مین سے چھہ ہزار بچے اور عورتین
تہین اور اونٹ اور اور چیزین اسقدر
تہین جنکی کچھہ شمار نہ تہی کہا اسحاق نے
پہر بیان کیا مجھہ سے عمرو بن شعیب نے اپنے
باپ سے سنکر اور اوسکے باپ نے اپنے
باپ سے سنکر جسکا نام عبد اللہ بن عمرو تہا یہ

فقال رسول الله صلعم ابناء کم ونساء
کم احب الیکم ام اموالکم فقالوا یا
رسول الله خیرتنا بین اموالنا واحسابنا
بل ترد الینا نساءنا وابناءنا فهو احب
الینا فقال لهم اما ما کان لی ولبنی
عبد المطلب فهو لکم واذا ما انا صلیت
الظهر بالناس فقوموا فقولوا انا
نستشفع برسول الله الی المسلمین وبالمسلمین
الی رسول الله فی ابنائنا ونساءنا
فساعطیکم عند ذلک واسال لکم - فلما صلے
رسول الله صلعم بالناس الظهر قاموا
فتکلموا بالذی امرهم به فقال رسول
الله صلعم اما ما کان لی ولبنی
عبد المطلب فهو لکم فقال المهاجرون
ما کان لنا فهو لرسول الله صلعم فقال
الاقرع بن حابس اما انا وبنو تمیم فلا -
قال عیینة بن حصن واما انا وبنو فزارة فلا -

کہ گروہ ہوازن کا آیا رسولخدا کے پاس اور
سب نے اسلام قبول کر لیا تھا اور کہا اوس
گروہ نے کہ یا رسول اللہ جو کچھہ ہمپر مصیبت
پڑی وہ آپ سے کیا پوشیدہ ہے پس آپ
ہمپر احسان کرین اللہ آپکو اوسکا عوض دے
کہا ابن اسحاق نے پس روایت کی مجھہ
سے عمر بن شعیب نے اور اوس سے اوسکے
باپ نے اور اوسکے باپ سے اوسکے دادا
نے جنکا نام عبد اللہ بن عمر تھا کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگون
سے آیا تمکو اپنی اولاد اور عورتین زیادہ
پیاری ہین یا مال زیادہ پیارا ہے پس
اونھون نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ مخیر
کر دیا آپ نے ہمکو ہمارے مال مین اور
ہمارے بچے اور عورتون مین پس آپ ہمکو ہماری
عورتین اور بچے ہی عنایت کیجیے کیونکہ
وہی ہمکو زیادہ پیارے ہین پس آپ نے

وقال عباس ابن مرداس اما انا وبنو
سليم فلا- قالت بنو سليم بلى ما كان
لنا فهو لرسول الله صلعم - قال يقول
عباس لبنى سليم وهنتمونى فقال
رسول الله صلعم اما من تمسك بحقه
من هذا السبى فله بكل ستة
فرايض من اول سبى اصيبه فردوا
الى الناس ابناءهم ونساءهم - قال بن
اسحق وحدثنى ابو وجزة يزيد ابن عبيد
السعدى ان رسول الله صلعم اعطى
على بن ابى طالب (رضه) جارية
يقال لها ريطة بنت هلال بن حيان
بن عميرة بن هلال بن ناصرة بن
قصيه بن نصر بن سعد بن بكر -
واعطى عثمان بن عفان جارية يقال لها
زينب بنت حيان بن عمرو بن حيان -
واعطى عمر بن الخطاب جارية فوهبها

ارشاد فرمایا کہ جو میرے اور اَور بنی مطلب کے
حصہ مین ہین وہ تو ہمنے تمکو عطا کین اور
اور باقی کی نسبت یہ بات ہے کہ جب مین
ظہر کی نماز جماعت سے ادا کرون اور سب
لوگ موجود ہون اوسوقت تم اسبات کی
التجا کرنا اور یہ کہنا کہ ہم شفیع لائے ہین اللہ
کے رسول کو مسلمانون کے پاس اور مسلمانون
کو اللہ کے رسول ص کے پاس بیچ چھوڑ دینے
اپنی عورتون اور اپنے بچونکے پس مین بھی تمکو
تمہاری عورتین دے دونگا اور اَورون سے
بھی تمہارے لیے سعی کرون گا اور کہہ سنکر
دلوا دونگا پس جب نماز پڑہی رسولخدا نے
جماعت سے ظہر کی تو کھڑے ہوئے وہ لوگ
اور جیسا آپ نے تلقین کر دیا تھا اوسیطرح
اونہون نے عرض کیا پس فرمایا آنحضرت نے
کہ جو میرے اور اَور بنی مطلب کے حصہ مین
ہین وہ مینے تمکو دین پس کہا مہاجرین نے

لعبد الله بن عمر ابنه - قال ابن اسحق
فحدثني نافع مولى عبد الله بن عمر
عن عبد الله ابن عمر قال بعثت بها
الى اخوانى من بنى جمح ليصلحوا
لى منها حتى اطوف بالبيت ثم آتيهم
وانا اريد ان اصيبها اذا رجعت اليها
قال فخرجت من المسجد حين فرغت فاذا
الناس يشتدون قلت ما شانكم قال
رد علينا رسول الله صلعم نساءنا وابناءنا
فقلت تلكم صاحبتكم فى بنى جمح
فاذهبوا فخذوها فذهبوا اليها
فاخذوها - قال ابن اسحق واما عيينة
بن حصن فاخذها عجوزا من عجايز
هوازن وقال حين اخذها ارى عجوزا
انى لاحسب لها فى الحى نسبا وعسى
ان يعظم فداها فلما رد رسول الله صلعم
السبايا بست فرايض ابى ان يردها فقال

کہ یا رسول اللہ جو ہمارے حصہ مین ہے
وہ بہی آپکا ہے پس کہا اقرع بن حابس نے
کہ یا رسول اللہ ہم اور بنو تمیم نہ دینگے اور
عیینہ بن حصن نے کہا کہ ہم اور بنی فزارہ
بہی نہ دینگے اور عباس ابن مرداس نے
کہا کہ ہم اور بنو سلیم بہی نہ دینگے مگر بنو سلیم
نے کہا کہ نہین جو ہمارا حصہ ہے اوسکے
مالک آنحضرت ہین کہا راوی نے کہ عباس
ابن مرداس بنی سلیم سے کہتا تہا کہ تمنے
میری بات کو پست کر دیا پس فرمایا رسولخدا
نے جس شخص نے ان قیدیون مین سے
اپنا حق لے لیا ہے اور وہ واپس کر دیگا
اسکو بدلے اوسکے حصہ کے چہہ چہہ
اونٹ اوس غنیمت مین سے دونگا جو سب
سے پہلے میرے ہاتہہ لگے گی پس پہیر دو
اون لوگون کے بچے اور عورتین - کہا
ابن اسحق نے اور روایت کی مجہہ سے ابو وجزہ

له زهير ابو صرد خذها عنك فوالله ما فوها ببارد ولا ثديها بناهد ولا بطنها بوالد ولا زوجها بواجد ولا درها بماكد فردها بست فرايض حين قال له زهير ما قال فزعموا ان عيينة لقى اقرع بن حابس فشكى اليه ذلك فقال انك والله ما اخذتها بيضاء عزيزة ولا نصفا وثيرة۔

یزید بن عبد السعدی نے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ کو ریطہ نام ایک لونڈی ہلال ابن حیان بن عمرہ بن ہلال بن ناصرہ بن قصیبہ بن نصر بن سعد بن بکر کی بیٹی عطا کی تہی اور حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ) کو زینب نام ایک لونڈی بنت حیان بن عمرو بن حیان کی بیٹی عطا فرمائی تہی اور

حضرت عمر ابن الخطاب کو ایک لونڈی عطا کی تہی اور اونہون نے اسکو اپنے بیٹے عبد اللہ ابن عمر کو بخش دیا تہا کہا ابن اسحاق نے پس روایت کی مجہہ سے نافع مولی عبد اللہ ابن عمر نے اور اونہون نے سنا تہا عبد اللہ ابن عمر سے کہ مینے اوس لونڈی کو اپنے بہائیون قوم بنی جمح کے پاس بہیجدیا تہا تاکہ وہ اوسکو رکہین یہانتک کہ مین طواف بیت سے فارغ ہو جاؤن اوسکے بعد اونکے پاس جاؤن اور میرا دل چاہتا تہا کہ جب مین واپس آؤن تو اوس لونڈی سے مصاحبت کرون کہا عبد اللہ ابن عمر نے جبکہ مین مسجد سے فارغ ہو کر نکلا تو لوگو جہمگٹ تہا مین نے پوچہا کہ کیا حال ہے کہو تو اونہون نے جواب دیا کہ ہمارے بچون اور عورتون کو رسول خدا نے چہوڑدیا پس مین نے کہا کہ ایک بیوی تمہاری بنی جمح مین ہے وہ بہی تم لیجاؤ پس وہ گئے اور اسکو بہی لے گئے کہا ابن اسحاق نے کہ عیینہ بن حصن نے

ایک بوڑہیا قوم ہوازن کی لی تہی اور جب اوسنے اس بوڑہیا کو لیا تہا تو یہ کہا تہا کہ یہ بوڑہیا
میری دانست مین قوم ہوازن مین سے کسی بڑے گہر کی ہے اور غالب ہے کہ مجھکو اسکے
عوض مین بہت کچہہ مال ہاتہہ آویگا پس جبکہ رسول خدا نے تمام قیدیون کو رہا کردیا اور لوگون
سے وعدہ کیا اونکے عوض مین چہہ چہہ اونٹون کا تو عیینہ نے انکار کیا کہ مین اس بوڑہیا
کو نہ دونگا پس زہیر ابوصرد نے کہا کہ نہ تو وہ چندان پاکیزہ دہن ہے اور نہ اوسکی چہاتیان
کچہہ اوبہری ہوئی ہین اور نہ وہ جننے کے لایق ہے اور نہ زوج اوسکا ایک ہے اور نہ اوس سے
کسی دائمی نفع کی توقع ہے پہر کیون نہین دیدیتا پس عیینہ نے ابوصرد کے اس کہنے
سننے سے دیدیا کہا پس گمان کیا اونہون نے یہ کہ عیینہ ملا اقرع بن حابس سے اور شکایت
کی اوس سے اسبات کی پس اوسنے کہا کہ واللہ نہین لیا تونے اوسکو کچہہ عاقلہ عزیزہ سمجھکر
اور نہ کچہہ کام خدمت کے لایق دیکہکر۔

ہمکو اپنے دعوی کے اثبات کے لیے بخاری کی حدیث پر استدلال ہے جس سے
قیدیون کا احسان رکہکر چہوڑنا ظاہر ہے اور اوس حدیث کے ان الفاظ سے کہ "من احب منکم
ان یکون علے حظہ حتی نعطیہ ایاہ من اول ما یفی اللہ علینا" بخوبی ثابت ہے کہ غازیون کا حق
اساری پر بجز فدیہ لینے کے اور کچہہ نہین ہے۔

سیرت ہشامی مین جو یہ لکہا ہے کہ بنوتمیم نے احسان رکہکر چہوڑنے سے انکار کیا اور رسولخدا
صلعم نے بطور حق قید کرنیوالے کے فی قیدی چہہ اونٹ فدیہ مین دلانے تجویز کیے اس سے
اور بہی ثابت ہوا کہ غازیون کا بجز فدیہ کے اور کچہہ حق نہ تہا۔

سیرت ہشامی کے اِن لفظون سے کہ عیینہ نے ایک بڑہیا کو اِس خیال سے پکڑا تہا کہ اوسکا فدیہ زیادہ ہوگا ظاہر ہوتا ہے کہ مجاہدین صحابہ جانتے تھے کہ اساری پر بجز فدیہ لینے کے اور کچھہ حق نہین ہے۔

گو سیرت ہشامی کو ہم اِس رتبہ کی کتاب نہین سمجھتے کہ اوسکی روایت بلا کسی موئد کے قابل اعتبار ہو مگر چونکہ بخاری کی مذکورۂ بالا حدیث سے اوسقدر مضمون کی تائید ہوتی ہے اسلیے ہمنے اوسپر بہروسا کیا ہے۔

مگر ہمارے مخالف سیرت ہشامی کی روایت پر استدلال کرکر ہمسے مکابرہ کرینگے کہ جب خود رسول خدا صلعم نے قبل واپس دینے اساری کے چند لڑکیان علی وعثمان وعمر کو بخشدی تہین اور حضرت عمر نے منجملہ اونکے ایک اپنے بیٹے کو ہبہ کردی تہی اور وہ اوسکے ساتہہ مباشرت کرنے کو طیار ہو گئے تھے تو اس سے صاف اسارے کے استرقاق کا جواز پایا جاتا ہے۔

مگر اِسکے جواب مین اوّل تو ہم یہ کہینگے کہ سیرت ہشامی اور اوسکے راوی نامعتمد ہین اور اسلیے سیرت ہشامی کی وہ روایت جسکی موئد کوئی صحیح روایت نہین ہے قابل اعتماد کے نہین ہے دوسرے یہ کہ سیرت ہشامی مین جو لفظ اعطی کا لکھا ہے اور جو قصہ بداخلاقی اور صفت بہیمیہ کا عبداللہ ابن عمر کی نسبت منسوب کیا ہے محض کذب اور جہوٹ ہے رسولخدا صلعم نے کسی کو کوئی لڑکی بخشی نہین تہی بلکہ خود حضرت عمر نے گرفتار کیا تہا اور اوسکی سند کے لیے ہم حدیث بخاری کی اپنے پاس موجود رکھتے ہین۔

چنانچہ بخاری مین نافع سے یہ روایت ہے، کہ عمر بن خطاب نے رسول خدا صلعم سے کہا کہ

فی البخاری عن نافع ان عمر بن الخطاب قال یا رسول اللہ انہ کان علی اعتکاف یوم فی الجاھلیۃ فامرہ ان یفی بہ قال واصاب عمر جاریتین من سبی حنین فوضعھما فی بعض بیوت مکۃ قال فمن رسول اللہ صلعم علی سبی حنین فجعلوا یسعون فی السکک فقال عمر یا عبد اللہ انظر ما ھذا فقال من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی السبی قال اذھب فارسل الجاریتین الخ

زمانہ جاہلیت مین ایک دن کا اعتکاف مینے مانا تہا وہ مجھہ پر ہے آپ نے فرمایا کہ اوسکو اوتار دو اور نافع نے یہہ بھی کہا کہ حضرت عمر کے ہاتھہ دو لڑکیان آئی تہین حنین کے قیدیون مین سے یعنی جو لوگ حنین مین قیدی ہوئے تھے اون مین دو لڑکیان وہ تہین جنکو حضرت عمر نے پکڑا تہا اور اونکو مکہ کے گھرون مین سے کسی گھر مین رکھہ دیا تہا نافع نے کہا کہ جب پیغمبر خدا صلعم نے حنین کے قیدیون کو احسان رکھکر چھوڑا تو وہ بازار مین چلنے پہرنے لگے تب عمر نے کہا کہ اے عبد اللہ دیکھہ تو یہ کیا ہے تب عبد اللہ نے کہا کہ رسول خدا صلعم نے قیدیون کو احسان رکھکر چھوڑ دیا عمر نے کہا کہ جا اُن لڑکیون کو بھی چھوڑ دے۔ پس اس حدیث مین نہ پیغمبر خدا صلعم کا اون لڑکیون کو بخشدینا مذکور ہے اور نہ اوس اتہام کا ذکر ہے جو ابن اسحاق نے حضرت عبد اللہ ابن عمر پر کیا ہے۔

قطع نظر اسکے اگر الفاظ سیرت ہشامی ہی کو تسلیم کر لیا جاوے تو بھی استرقاق ثابت نہین

ہوتا اعطی کا لفظ استرقاق پر دلالت نہین کرتا اور جاریہ کا لفظ لونڈی اور آزاد لڑکی دونون پر اطلاق ہوتا ہے اور جس جاریہ کی نسبت عبد اللہ ابن عمر پر اتہام کیا گیا اگر وہ لونڈی تھی جیسے کہ طرز کلام ہشامی سے بوجہ ذکر کرنے نسب دو جاریون کے اور نہ ذکر کرنے نسب اس جاریہ سے پایا جاتا ہے تو مابعد آیت حریت کے استرقاق پر کچھہ بھی استدلال نہین ہوسکتا

چہارم اساری ثقیف۔ ثقیف کے قیدیون کو بھی رسول خدا صلعم نے فدیہ لیکر چھوڑ دیا چنانچہ صحیح مسلم مین ہے کہ عمران ابن حصین نے کہا کہ بنی ثقیف اور بنی عقیل دونون آپسمین بھائی

عن عمران ابن حصين قال كان ثقيف حليفا لبني عقيل فاسرت ثقيف رجلين من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم واسر اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا من بني عقيل فاوثقوه فطرحوه في الحرة فمر به رسول الله صلى الله عليه وسلم فناداه يا محمد يا محمد فيما اخذت قال بجريرة حلفاءكم ثقيف فتركه ومضى فناداه يا محمد يا محمد فرحمه رسول الله صلى الله عليه وسلم فرجع قال ما شانك

بھائی بن گئے تھے بنی ثقیف نے رسولخدا صلعم کے اصحابون مین سے دو شخصون کو قید کر لیا تھا اور رسولخدا صلعم کے اصحاب نے بنی عقیل کے ایک شخص کو قید کر لیا اور اوسکو باندہکر دہوپ مین ڈال دیا جبکہ رسولخدا صلعم اوسکے پاس سے گذرے تو اُس نے پکارا اے محمد اے محمد مجھکو کس وجہ سے پکڑا ہے آپنے فرمایا کہ تمہارے بنے ہوے بھائیون ثقیف کے گناہ مین یہ فرمایا اور اوسکو بدستور بندہا ہوا چھوڑکر تشریف لیچلے وہ پھر پکارا اے محمد اے محمد رسولخدا صلعم کو اوسپر

فقال انی مسلم فقال لو قلتها وانت تملک امرک افلحت کل الفلاح قال ففداہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالرجلین اللذین اسرتہما ثقیف ۔	رحم آیا اور آپ پہر کر آئے اور پوچہا کہ تیرا کیا حال ہے اوسنے کہا کہ مین مسلمان ہون آپ نے فرمایا کہ اگر تو اوسوقت کہتا جب کہ تو اپنے اختیار مین تہا تو بہت سی بہلائیان

پاتا عمران ابن حصین نے کہا کہ بعد اسکے رسول خدا صلعم نے اون دو قیدیونکے فدیہ مین جنکو بنی ثقیف نے قید کیا تہا چہوڑ دیا ۔

یہ نہ سمجہنا چاہیئے کہ اِس شخص کو بوجہ مسلمان ہوجانے کے چہوڑ دیا تہا اسلیے کہ وہ مسلمان

فقیل انما ردہ صلعم الی دار الحرب بعد اظہار کلمۃ الاسلام لانہ قد علم انہ غیر صادق فہذا خاصۃ بہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔	نہین ہوا تہا جہوٹ موٹ کہتا تہا کہ مین مسلمان ہون چنانچہ مرقاۃ مین لکہا ہے کہ اوس شخص کو رسول خدا صلعم نے بعد اسکے کہ اوسنے مسلمان ہونے کا اقرار کیا اسلیے

دار الحرب مین بہیجدیا کہ آپ جانتے تہے کہ وہ سچا نہین ہے پس یہ بات رسولخدا صلعم ہی کے لیے خاص ہے ۔

پنجم اسارے بنی تمیم ۔ بخاری نے ترجمۃ الباب مین لکہا ہے کہ ابن اسحاق نے کہا ہی کہ

قال ابن اسحاق غزوۃ عیینۃ بن حصین بن حذیفۃ بن بدر بنی العنبر من بنی تمیم بعثہ النبی	ذکر ہے غزوہ عیینہ بن حصین بن حذیفہ بن بدر کا بنی العنبر پر جو بنی تمیم سے ہے رسول خدا صلعم نے اون لوگون پر اون کو

صلی اللہ علیه وسلم الیهم فاغار واصاب منهم ناسا وسبی منهم نساء۔

بہیجا تہا اونہون نے وہان لوٹا اور آدمیونکو مارا اور عورتون کو قیدی بنالائے۔

بعد اسکے بخاری نے یہ حدیث لکہی ہے کہ ابوہریرہ نے کہا کہ مین ہمیشہ بنی تمیم کو دوست

عن ابی هریرة قال لا ازال احب بنی تمیم بعد ثلث سمعته من رسول الله صلی الله علیه وسلم یقولها فیه - هم اشد امتی علی الدجال وکانت فیهم منهم سبیة عند عایشة فقال اعتقیها فانها من ولد اسمعیل وجاءت صدقاتهم فقال هذه صدقات قوم او قومی -

رکہتا ہون جب سے کہ اونکی نسبت تین باتین رسول خدا صلعم سے سنی ہین آپ اونکے حق مین فرماتے تہے کہ میری تمام امت سے زیادہ سخت ہونگے دجال پر اور اون ہی لوگون مین ایک عورت حضرت عائشہ پاس بندی مین تہی تو آپ نے فرمایا کہ اوسکو چہوڑ دے کیونکہ وہ اسمعیل کی اولاد مین سے ہی اور اُنکے پاس سے جب صدقات آئے

تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک قوم کے صدقات ہین یا فرمایا کہ میری قوم کے صدقات ہین۔

یہ تینون باتین جو حضرت ابوہریرہ نے فرمائین یہ اوسوقت کے واقعات نہین ہین جسوقت کہ اونہون نے اونکو فرمایا تہا بلکہ پچہلی باتون کو جو مختلف اوقات مین کہی گئی تہین اونکو اوسوقت بیان کیا تہا پس اِس حدیث سے یہ نہ سمجہنا چاہیئے کہ غزوہ بنی تمیم کے بعد کوئی عورت حضرت عائشہ پاس بطور لونڈی کے تہی اور اوسکے آزاد کرنے کا رسول خدا صلعم نے حکم دیا تہا بلکہ جب غزوہ بنی تمیم کے قیدی پکڑے آئے اونہی مین سے ایک عورت حضرت

عائشہ پاس تہی جسکو بلا فدیہ بسبب اولاد ابراہیم ہونے کے چہوڑ دینے کو فرمایا تہا کیونکہ تمام قیدی بنی تمیم کے بلا فدیہ احسان رکہکر اوسیوقت چہوڑ دیے گئے تھے چنانچہ مواہب لدینہ مین بالتفصیل لکہا ہے کہ رسولخدا صلعم نے عیینہ ابن حصین فزاری کو بنی تمیم پر سقیا کے

فی المواھب - وبعث عیینة ابن حصین الفزاری الی بنے تمیم بالسقیا وھی ارض بنے تمیم فی المحرم سنہ تسع وکان خمسین فارسا من العرب لیس فیھم مھاجری ولا انصاری فکان یسیر اللیل ویکمن النھار فھجم علیھم فی صحراء فدخلوا وسرحوا مواشیھم فلما راوا الجمع ولوا فاخذ وا منھم احد عشر رجلا ووجدوا فی المحلة احدے عشرة امرأة وثلاثین صبیا فقدم منھم عشرة من رؤسائھم منھم عطارد والزبرقان وقیس ابن عاصم والاقرع ابن حابس فجاؤا الی باب النبی صلعم فنادوا یا محمد اخرج الینا فخرج صلعم واقام بلال الصلوٰة و تعلقوا برسول اللہ صلعم یکلمونہ فوقف معھم ثم مضی فصلے الظھر ثم جلس فی صحن المسجد فقدموا عطارد ابن حاجب فتکلم وخطب فامر رسول اللہ صلعم ثابت ابن قیس بن شماس فاجابھم ونزل فیھم ان الذین ینادونک من وراء الحجرات الایة ورد علیھم صلعم الاسری والسبی

مقام پر جو بنی تمیم کا ضلع ہے محرم سنہ ۹ ہجری مین بہیجا اور اوسکے ساتہ پچاس سوار عرب کے تھے اور اون مین کوئی مہاجرین اور انصار مین سے نہ تہا پس وہ رات کو چلتے تھے اور دن کو گہات مین بیٹہتے تھے پس ایک جنگل مین بنی تمیم پر ٹوٹ پڑے اور گہسکر اونکے مویشی کو گہیر لیا جب اونہون نے آدمیون کے غول کو دیکہا تو وہ بہاگ گئے دس آدمی اون مین سے پکڑے گئے اور اوس جگہہ گیارہ عورتین اور تیس بچے ملے اوسکے بعد اون مین کے دس سردار جنمین عطارد اور زبرقان اور قیس ابن عاصم اور اقرع بن حابس بہی تہا مدینہ مین آئے اور پیغمبر خدا صلعم کے دروازہ کے پاس جاکر پکارنے لگے

کہ اے محمد ہمارے پاس باہر آؤ آپ اندر سے باہر تشریف لائے اتنے مین بلال نے ظہر کی نماز کی اذان دی اور اون لوگون نے رسولخدا صلعم کے دامن کو پکڑ لیا اور بات چیت کرنے لگے آپ نے تہوڑی دیر توقف کیا پہر چلے گئے اور ظہر کی نماز پڑہی پہر مسجد کے صحن مین بیٹھے اون لوگون نے عطارد ابن حاجب کو پیش کیا اوسنے بات چیت کی اور خطبہ پڑہا پہر رسول خدا صلعم نے ثابت بن قیس بن شماس کو اونکا جواب دینے کو حکم دیا اور اونہون نے اوسکا جواب دیا اون ہی لوگون کی نسبت یہ آیت نازل ہوئی کہ جو لوگ تجھکو مکان کے دروازہ کے باہر سے پکارتے ہین الخ اور رسولخدا صلعم نے اونکے قیدی مرد اور قیدی عورتین و بچے سب پہیر دیئے۔

سبی اور سبایا کا لفظ عام ہے اون پر بہی اطلاق کیا جاتا ہے جو قیدی لونڈی و غلام بنا لیے گئے ہون اور اون پر بہی بولا جاتا ہے جو قید ہوئے ہون اصل مین وہ لفظ لڑائی مین جو لوگ پکڑے جاوین اونکے لیے موضوع ہوا ہے مگر چونکہ عرب مین ہمیشہ لڑائی کے قیدی لونڈی و غلام بنا لیے جاتے تھے اسلیے سبی سے لڑائی مین پکڑے ہوے لونڈی و غلام مراد ہونے لگے مگر وہ مطلق لڑائی کے قیدیون کی نسبت بہی مستعمل ہین۔

عتق کا لفظ صرف غلام ہی کے آزاد کرنے پر نہین بولا جاتا بلکہ نہایت عام معنون مین اور قیدیونکے چہوڑ دینے مین بہی مستعمل ہے پس حدیث مذکورہ بالا مین جو لفظ اعتقہا ہے اوس سے یہ سمجھنا کہ وہ عورت لونڈی تہی ایک بہت بڑی فاحش غلطی ہے۔

کشف الغمہ عن جمیع الامہ کی کتاب السیر مین حضرت ابوہریرہ سے ایک حدیث

عن ابی ھریرۃ قال کان علی عایشۃ رضی اللہ تعالی عنھا عتق رقبۃ فجاء سبی من بنی تمیم فقال النبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم اعتقی من ھؤلاء الخ	منقول ہے کہ حضرت عایشہ پر ایک بردہ آزاد کرنا تہا جب بنی تمیم کے قیدی آئے تو رسولخداصلعم نے فرمایا کہ ان مین سے آزاد کرو دے ۔

یہ حدیث محض بے جوڑ اور خلاف اصول اور محض نامعتبر ہے اگر ایسی لغویات پر مسائل مذہب اسلام کی بنیاد ہو تو خدا حافظ ہے ۔

ایک متعصب مکابر ہمارے اس بیان پر جو اسباب مین کیا گیا ہے یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ بعد فتح مکہ جسقدر غزوات مین قیدی ہوئے اور جنکا ذکر ہمنے اسباب مین کیا وہ سب اہل عرب تھے اور اہل عرب کا لونڈی وغلام بنانا جائز نہ تہا اسلیے وہ چھوڑے گئے نہ اس وجہ سے کہ آیۃ منوفدا نازل ہوچکی تہی ۔

مگر اسکا جواب ہم یہ دیتے ہین کہ عرب مین زمانہ جاہلیت اہل عرب کا لونڈی وغلام بنانا بالکل رائج تہا اور ابتداے زمانہ اسلام مین بہی جبکہ قیدیون کے باب مین کوئی حکم نہین آیا تہا اور رسم ورواج عرب کے موافق کام ہوتا تہا قوم عرب کا لونڈی وغلام بنانا ناجائز نہین سمجھا جاتا تہا اور تمام علماء بالاتفاق اسبات کے مقر ہین کہ قوم عرب کا لونڈی و غلام بنانا ناجائز نہ تہا پس اس سے بخوبی ظاہر ہوا کہ ان غزوات مین جسقدر قیدی

مناوفداء چھوڑے گئے وہ اسی وجہ سے چھوڑے گئے کہ قیدیون کی نسبت آیت من و فدا نازل ہو چکی تھی اور اوسکی تعمیل فرض تھی۔

واسطے ثبوت اسباب کے کہ قبل نزول آیت من و فدا قوم عرب کا لونڈی و غلام بنانا ناجائز نہیں سمجھا جاتا تھا دو حدیثین اور قول علماء متقدمین ذیل مین لکھا جاتا ہے۔ بخاری نے

باب غزوة بني المصطلق من خزاعة وهي غزوة المريسيع قال ابن اسحق و ذلك سنة ست وقال موسى بن عقبة سنة اربع وقال نعمان بن راشد عن الزهري كان حديث الافك في غزوة المريسيع۔

اپنی صحیح مین ایک باب مین لکھا ہے کہ یہ باب ہی غزوہ بنی المصطلق کا جو خزاعہ کی شاخ ہے اور اسی کا نام غزوہ مریسیع ہے ابن اسحق نے کہا کہ یہ غزوہ سنہ ۶ مین ہوا تھا اور موسی بن عقبہ کا قول ہے کہ سنہ ۴ ہجری مین ہوا تھا اور نعمان بن راشد نے زہری سے روایت کی ہے کہ اسی غزوہ مریسیع مین لوگون نے حضرت عایشہ پر اتہام کیا تھا۔

ابی محیریز نے کہا کہ مین مسجد نبوی مین گیا وہان ابو سعید خدری کو بیٹھا ہوا دیکھا پھر مین نے

عن ابي محيريز قال دخلت المسجد فرايت ابا سعيد الخدري فجلست اليه فسألته عن العزل قال ابو سعيد خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة بني المصطلق فاصبنا سبيا من

عزل کی نسبت اون سے پوچھا اونہون نے کہا کہ ہم ایک دفعہ رسول خدا صلعم کے ساتھ بنی المصطلق کی لڑائی مین گئے تو عرب کے قیدی عورتون مین سے ایک قیدی عورت میرے ہاتھ لگی اور ہم عورتون کے ہاتھ انکی

سبى العرب فاشتهينا النساء واشتدت
علينا العزبة واحببنا العزل فاردنا ان
نعزل وقلنا نعزل ورسول الله صلى الله
عليه وسلم بين اظهرنا قبل ان نسئله
فسألناه عن ذلك فقال ما لكم ان تفعلوا ما
من نسمة كائنة الى يوم القيمة وهى
كائنة -

خواہشمند تھے کہ عورتون کے پاس نجانا
ہمپر بہت سخت تہا اور عزل کرنا ہم چاہتے
تاکہ کسیکو حمل نرہے پس ہمنے عزل کا ارادہ
کیا پہر ہمنے کہا کہ باوجود موجود ہونے رسول
خدا صلعم کے اونکے بغیر پوچھے ہم یہ کام
کرین پہر ہمنے اِس باب مین آنحضرت سے
پوچہا آپنے فرمایا تمکو کیا ہوا ہے جو ایسا
کرتے ہو جو جان کہ قیامت تک پیدا ہونیوالی ہے وہ پیدا ہوگی -

صحیح مسلم مین یہ حدیث ہو کہ ابن عون نے کہا کہ مین نے نافع کو لکھکر پوچہا کہ قبل شروع
کرنے لڑائی کے کافرون کو مسلمان ہونے کا پیغام دینے کے باب مین کیا حکم ہے

عن ابن عون قال كتبت الى نافع اسئله
عن الدعاء قبل القتال فكتب الى انما
كان ذلك فى اول الاسلام قد
اغار رسول الله صلعم على بنى المصطلق
وهم غارون وانعامهم تسقى
على الماء فقتل مقاتلتهم وسبا سبيهم
واصاب يومئذ قال يحيى احسبه قال

اونہون نے مجھکو لکھا کہ یہ بات ابتداے
اسلام مین تہی رسول خدا صلعم نے بنی المصطلق
پر حملہ کیا اور اونکے مویشی پانی پیتے تھے
پہر قتل کیا اونمین سے لڑنے والون کو اور
قید کیا اون مین سے قیدیون کو اور یحیی نے
کہا کہ مین خیال کرتا ہون کہ سلیم نے جویریہ
کہا یا البتہ بنت الحارث کہا کہ اسی دن ہاتھ

جويرية او البتة بنت الحارث وفى رواية قال جويرية بنت الحارث و لم يشك۔

آئی تھی اور ایک روایت مین ہے کہ اوس نے جویریہ بنت الحارث کا نام لیا بغیر کسی شک کے۔

نواوی نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہے کہ اس حدیث سے عرب کی قوم کا لونڈی

قال النواوی فی شرحه۔ وفی هذا الحديث جواز استرقاق العرب لان بنی المصطلق عرب من خزاعة وهذا قول الشافعی فی الجديد۔ وهو الصحيح وبه قال مالك وجمهور اصحابه وابو حنيفة والاوزاعی وجمهور العلماء وقال جماعة من العلماء لا يسترقون وهذا قول الشافعی فی القديم۔

وغلام بنانے کا جواز نکلتا ہے کیونکہ بنی مصطلق قوم عرب بنی خزاعہ کی شاخ ہین اور امام شافعی صاحب بہی اخیر کو اسی بات کے قایل ہوئے ہین اور یہی بات صحیح بہی ہے اور امام مالک اور تمام اونکے شاگرد اور امام ابو حنیفہ اور اوزاعی اور تمام علما اسی بات کے قایل ہین اور ایک گروہ علما کا یہ قول ہے کہ وہ لونڈی وغلام نہین ہوسکتے اور یہ قول ابتدا مین امام شافعی صاحب کا تہا۔

پس ان حدیثون اور اقوال علما سے ظاہر ہے کہ قبل نزول آیت منا و فداء کے قوم عرب کو لونڈی وغلام بنانا رایج تہا پس بعد نزول اس آیت کے جو پیغمبر خدا صلعم نے سب کو احسان رکہہ کر یا فدیہ لیکر چہوڑ دیا تو اوسکا سبب یہ نہ تہا کہ وہ لوگ قوم عرب سے تھے بلکہ

اسی آیت کے حکم کے مطابق چہوڑا تہا۔

تمام کام جو رسول خدا صلعم نے کیئے اور تمام احکام جو رسول مقبول نے صادر فرمائے سب کا منشا غلامون کی آزادی اور غلامی کا معدوم کرنا تہا یہان تک کہ غزوہ طایف مین عام منادی کردی تہی کہ جو غلام نکلکر ہمارے پاس چلا آوے گا وہ آزاد ہے چنانچہ مواہب لدنیہ مین لکہا ہے کہ رسولخدا صلعم کے منادی کرنے والون نے منادی کی کہ جو غلام قلعہ مین سے نکلکر ہمارے پاس چلا آوے گا وہ آزاد ہے۔

ثم نادی منادیہ علیہ الصلواة والسلام ای عبد نزل من الحصن خرج الینا فھو حر۔

پس جو کہ غلامونکو ایسی عام منادی سے آزاد کرتا تہا وہ آزادون کے غلام بنانے پر کبہی راضی نہ تہا۔ صلے اللہ علیہ وعلی من اتبعہ وسلک طریقہ وسلم۔ مگر افسوس ہے کہ قدیم رسم ورواج کے اُنس نے جو انسان کو غفلت مین ڈالتا ہے ہمارے بزرگون کو اس طرف غور کرنے سے غافل کردیا مگر اب ہمکو اوس سے غفلت کرنی نہین چاہیئے اور تفرد کا ڈر اور اوسکا خوف بالکل نکال دینا چاہیئے اسلیئے کہ بڑے بزرگ کا قول ہے کہ "راہ طلب مین تفرد ہی دلیل صدق طلب ہے" وتوکل علی اللہ وھو نعم الوکیل۔

باب ہفتم

اون حدیثون اور روایتون کے بیان مین جنسے لونڈی وغلام بنانیکا فعل رسولخدا صلعم کی نسبت منسوب کیا جاتا ہی

تمام علمار اسلام کوئی حکم رسول خدا صلعم کا نسبت جواز استرقاق کے بیان نہین کرسکتے

اور جب اوسکے بیان سے عاجز ہوتے ہین تو کہتے ہین کہ فعل رسولخدا صلعم ہمارے لیے حجت ہے اسبات کو ہم بھی تسلیم کرتے ہین اور فعل رسولخدا صلعم کو مثل آپکے قول کے سر پر اور آنکھون پر رکھتے ہین مگر فعل کی تفتیش پر اوسوقت متوجہ ہوتے ہین جبکہ قول یا حکم موجود نہو اور اس باب مین حکم قرآنی فاما منا بعد واما فداء موجود ہے جسمین کچھہ شبہہ نہین علاوہ اسکے جو کام رسولخدا صلعم نے کیے یا آپ کے سامنے ہوئے اور اخیر زمانہ نبوی تک نہ اوسکے مخالف کوئی حکم آیا اور نہ اوسکے برخلاف کوئی کام ہوا وہی کام کسی مسئلہ شرعی کی بنیاد ہو سکتے ہین اس معاملہ مین جسمین ہم بحث کر رہے ہین ہمنے نص صریح قرآنی کو سند پکڑا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ اوسکے بعد فعل رسول خدا صلعم ہمیشہ اوسی آیت کے مطابق رہا ہے اور کبھی اوسکے برخلاف نہین ہوا تو ہمکو اوس حکم کے ماقبل کے فعل رسولخدا صلعم کی تفتیش کرنے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ اوس حکم سے ماقبل کا فعل کیسا ہی ہو ہر مسئلہ شرعی کی بنیاد اوسی حکم صریح پر یا اوس فعل پر جو مابعد اوسکے ہوا ہے قایم ہوگی اور یہ اصول کچھہ ہمارا مقرر کیا ہوا نہین ہے بلکہ تمام اہل اسلام اور علماء دین اور آئمہ مجتہدین کا اصول ہے لیکن با این ہمہ ہم اون حدیثون اور روایتون کا بھی ذکر کرینگے جنسے لونڈی و غلام بنانے کا فعل جناب رسولخدا صلعم کی نسبت قبل نزول آیت اما منا بعد واما فدا کے منسوب کیا جاتا ہے اور جو لطیف لطیف نکتے اونمین ہین اونکو بھی بغیر بیان کیے نہین چھوڑینگے۔

روایات متعلق غزوہ یہود بنی قریظہ

سب سے بڑا واقعہ جس سے اساری کو لونڈی و غلام بنانا فعل رسولخدا صلعم کا کہا جاتا ہے

وہ غزوہ بنی قریظہ ہے مگر یہ غزوہ قبل فتح مکہ و قبل نزول آیت حریت واقع ہوا ہے۔
بلاشبہہ یہ حدیث جو بخاری و مسلم مین ہے کہ ابن عمر نے کہا کہ بنی نضیر اور بنی قریظہ دونون
سے لڑائی ہوئی بنی نضیر کو رسول خدا صلعم نے جلاوطن کر دیا اور بنی قریظہ کو احسان کہکر

عن ابن عمر قال حاربت النضير و
قريظة فاجلا بني النضير واقر قريظة و
من عليهم حتى حاربت قريظة فقتل
رجالهم وقسم نساءهم واولادهم
واموالهم بين المسلمين الا بعضهم
لحقوا بالنبي صلى الله عليه وسلم
فامنهم واسلموا واجلا يهود المدينة
كلهم بني قينقاع وهم رهط عبد الله
بن سلام ويهود بني حارثة و
كل يهود بالمدينة۔

بسا رکھا یہانتک کہ بنی قریظہ نے پھر
لڑائی کی تب اونکے مردون کو مار ڈالا
اور اونکی عورتین اور بچے اور مال مسلمانون
مین بانٹ دیا مگر بعض لوگ جو رسول خدا
صلعم پاس چلے آئے تھے وہ امن سے
رہے اور مسلمان ہو گئے اور مدینہ کے
تمام یہودی بنی قینقاع جو عبد اللہ ابن سلام
کی قوم سے تھے اور یہود بنی حارثہ اور تمام
مدینہ کے یہودیون کو جلاوطن کر دیا۔

اس حدیث سے البتہ اساری کا لونڈی و غلام بنانا پایا جاتا ہے اور سیرت ہشامی مین
جو اسقدر روایت اور زاید لکھی ہے کہ رسول خدا صلعم نے سعد بن زید انصاری اخا بنی عبد الاشہل

ثم بعث رسول الله صلعم سعد بن
زيد الانصاري اخا بني عبد الاشهل

کو بنی قریظہ کے قیدیون مین سے کچھہ
قیدیون کے ساتھہ نجد کو بھیجا اور اون

بسبایا من سبایا بنو قریظه الی نجد فابتاع لهم بهم خیلا وسلاحا۔

قیدیون کے بدلے گھوڑے اور ہتیار خریدے گئے اگر صحیح ہوتو اون قیدیون کو لونڈی وغلام تصور کرنے کی اور بہی زیادہ وضاحت ہو جاتی ہے مگر اس روایت سے ہمارا کچھہ ہرج نہین ہے اسلیے کہ آیت منّ و فدا کے نازل ہونے سے قبل کا یہ واقعہ ہے اور نکتہ باریک اسمین یہ ہے کہ جو کچھہ معاملہ اساری بنی قریظہ کے ساتھہ کیا گیا وہ خدا کے حکم بموجب نہین کیا گیا تہا بلکہ موافق رسم وعادت عرب کے جو اوس زمانہ مین تہی سعد ابن معاذ حکم قرار دیے گئے تھے اور یہ ٹھہرا تہا کہ نسبت بنی قریظہ کے جو لڑائی مین قید نہین ہوئے تھے بلکہ خود اونہون نے اپنے تئین سپرد کر دیا تہا جو فیصلہ سعد ابن معاذ کردین اور جو حکم وہ دین وہ کیا جاوے پس جو کچھہ اونکے ساتھہ ہوا وہ حکم سعد ابن معاذ کا تہا نہ حکم خدا کا چنانچہ اس حدیث کو معہ بحث متعلق اوسکے ہم اوپر بیان کر چکے ہین۔

روایات متعلق غزوہ بنی فرازہ

صحیح مسلم مین یہ حدیث ہے کہ ایاس ابن سلمہ نے کہا کہ میرے باپ نے مجھسے یہ بات

قال (ای ایاس ابن سلمة) حدثنی ابی قال غزونا فزارة وعلینا ابوبکر امره رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علینا فلما کان بیننا وبین الماء ساعة امرنا ابوبکر فعرسنا ثم شن الغارة

کہی کہ ہم بنی فرازہ سے لڑنے کو چلے اور رسول خدا صلعم نے ابوبکر کو ہمپر سردار کیا تہا پس جبکہ رہا ہمسے اور پانی سے تہوڑا فاصلہ حکم دیا ہمکو ابوبکر نے ٹھہر جانے کا پس ٹھہرے ہم رات کو اور پہر متفرق

فورد الماء فقتل من قتل عليه وسبا ونظر
الى عنق من الناس فيهم الذراري
فخشيت ان يسبقوني الى الجبل فرميت
بسهم بينهم وبين الجبل فلما راوا السهم
وقفوا فجئت بهم اسوقهم وفيهم امراة
من بني فزارة عليها قشع من آدم
قال القشع النطع معها ابنة لها من
احسن العرب فسقتهم حتى اتيت بهم
ابابكر فنفلني ابوبكر ابنتها فقدمنا المدينة
وما كشفت لها ثوبا فلقيني رسول الله
صلى الله عليه وسلم في السوق فقال
يا سلمة هب لي المراة فقلت يا رسول
الله لقد اعجبتني وما كشفت لها ثوبا
ثم لقيني رسول الله صلى الله عليه
وسلم من الغد في السوق فقال يا سلمة
هب لي المراة لله ابوك فقلت هي لك
يا رسول الله فوالله ما كشفت لها

کیا چار طرف سے اور پانی پر آگئے پس جو
مقابل ہوا اوسکو قتل کر ڈالا اور کچھ
لوگون کو قید کیا اور ایک جماعت مین نے
دیکھی کہ اسمین بچے اور عورتین تھین پس
مجھکو اندیشہ ہوا کہ یہ بچکر پہاڑ پر نہ چڑھ جاوین
چنانچہ مین نے ایک تیر پھینکا کہ وہ اونکے
اور پہاڑ کے درمیان مین گرا جب اونہون
نے تیر دیکھا تو وہ کھڑے ہو گئے اسی
عرصہ مین مین نے اون کو جالیا اور اون کو
اس طرف پھیرا اور اوس جماعت مین
ایک عورت قوم بنی فزارہ سے تھی اور وہ
ایک چادر چمڑے کی اوڑھے تھی اور
اوسکے ساتھ ایک اوسکی بیٹی تھی نہایت
خوبصورت پس سب کو گھیر کر مین حضرت
ابوبکر کے پاس لے آیا حضرت ابوبکر نے
اوس لڑکی کو مجھے دیدیا اوسکے بعد ہم سب
مدینہ منورہ کو چلے آئے اور مین نے اوس

ثوبا فبعث بها رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الی اهل مکة ففدا بها ناسا من المسلمین۔	لڑکی کا کپڑا تک نہین کہولا تہا (کپڑا نہ کہولنا اشارہ ہے جماع نکرنے کی طرف) اتفاقاً مدینہ کے بازار مین مجہکو حضرت رسولخدا

صلعم سے ملے اور ارشاد فرمایا کہ اے سلمہ وہ عورت تو مجہکو بخشدے پس مین نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ عورت تو مجہکو نہایت پیاری لگتی ہے حالانکہ مین نے ابہی تک اُسکا کپڑا ابہی نہین کہولا پہر دوبارہ ملے مجہکو رسولخدا صلعم دوسرے دن بازار ہی مین اور پہر فرمایا کہ اے سلمہ بخشدے تو مجہکو وہ عورت تو مین نے جواب دیا کہ لے لین آپ یا رسول اللہ اور قسم ہے خدا کی کہ مین نے ابہی تک اوسکا کپڑا ابہی نہین کہولا پس آنحضرت نے اوسے لیکر مکہ کو بہیجدیا اور اہلِ مکہ نے اوسکے عوض مین بہت سے مسلمانون کو جو کفار کی قید مین تہے چہوڑدیا۔

اِس حدیث سے بہی بلاشبہہ مطلع ہونا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اسبات سے کہ اسارئ بنی فرازہ لونڈی وغلام بنائے گئے ثابت ہوتا ہے مگر خود اس حدیث سے ظاہر ہے کہ یہ واقعہ فتح مکہ وقبل نزول آیت حریت واقع ہوا تہا اور اسیلیے ہمارے استنباط مین کچہہ نقصان نہین ڈالتا۔

روایات متعلق غزوہ بنی المصطلق

یہ غزوہ بہی ۵ سنہ یا ۶ سنہ ہجری مین قبل فتح مکہ وقبل نزول آیت منّاً وفداءً ہوا تہا اور اسیلیے جو کچہہ کہ اس غزوہ مین ہوا ہو ہمارے استدلال کا ناقض نہین ہو سکتا معہذا زیادہ

تفصیل اس غزوہ کے اساری کی ہمکو نہین ملی اور جسقدر ملی ہے اوسکو ہم جویریہ کے حال کے ساتھہ بیان کرینگے جو منجملہ سبایاے غزوہ ہذا سے تصور ہوئی ہین اور اوسی کے ساتھہ اون تمام اختلافات روایات کو بہی جو اس معاملہ مین ہین اور نہایت تعجب انگیز ہین بیان کرینگے

ذکر آنحضرت صلعم کی سراری کا

مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم کی چار حرمین تہین ماریہ قبطیہ بیٹی شمعون کی اوسکو مقوقس مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ نے بطور تحفہ کے آنحضرت صلعم کو بہیجا تہا اور اوسکے ساتھہ سیرین اوسکی بہن بہی بہیجی تہی آنحضرت صلعم نے سیرین کو حسان ابن ثابت کو دیدیا تہا اور اوسی سے عبد الرحمن ابن حسان پیدا ہوئے تہے اور ماریہ حضرت ابراہیم بیٹے پیغمبر خدا صلعم کی ماں ہین حضرت عمر کی خلافت مین ۱۶ سنہ ہجری مین اون کا انتقال ہوا اور بقیع مین مدفون ہوئین — اور ریحانہ بنت شمعون تہین بنی قریظہ مین کی اور بعضون نے کہا کہ بنی نضیر مین کی

قال صاحب المواهب - واما سراريه فقيل انهن اربعة مارية القبطية بنت شمعون بفتح الشين المهملة اهداها له المقوقس القبطي صاحب مصر والاسكندرية واهدى معها اختها سيرين بكسر السين المهملة وسكون المثناة التحتانية وكسر الراء وبالنون اخرها ووهب صلعم سيرين لحسان بن ثابت وهي ام عبد الرحمن ابن حسان — ومارية هي ام ابراهيم ابن النبي صلعم وماتت مارية في خلافة عمر رضي الله عنه سنة ست عشرة ودفنت بالبقيع —

وريحانة بنت شمعون من بني قريظة وقيل من بني النضير والاول اظهر وماتت قبل وفاته عليه السلام مرجعه من حجة الوداع سنة عشر ودفنت بالبقيع وكان عليها السلام وطيها بملك اليمين وقيل اعتقها وتزوجها ولم يذكر ابن الاثير غيره — والاخرى وهبتها زينب بنت جحش — الرابعة اصابها في بعض السبي -

اور پہلی بات ٹھیک ہے اونکا انتقال قبل وفات پیغمبر خدا صلعم کے ہوگیا جبکہ آپ سنہ ۱۰ ہجری مین حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے اور پیغمبر خدا صلعم بطور حرم کے اونکو تصرف مین لائے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ اونکو آزاد کردیا تھا اور پھر اون سے نکاح کیا تھا اور ابن اثیر نے اسکے سوا اور کوئی روایت نہین لکھی — اور ایک اور تھین جنکو زینب بنت جحش نے ہبہ کیا تھا

اور چوتھی بھی تھین جو کسی لڑائی کے قیدیون مین سے آپ کے ہاتھ آئی تھین -

اب ہم ان چارون کا جنکو رسولخدا صلعم کی حرمین بیان کیا گیا ہے جدا جدا حال لکھتے ہین - ماریہ قبطیہ کے بطور تحفہ آنے مین اور نیز رسولخدا صلعم کے تصرف مین آنے مین اور اون سے حضرت ابراہیم کے پیدا ہونے مین کچھ شبہہ نہین ہے مگر شبہہ اسبات مین ہے کہ آنحضرت صلعم کا اونکو تصرف مین لانا جواز استرقاق کی دلیل ہوسکتی ہے یا نہین ہم کہتے ہین کہ نہین ہوسکتی اسلیے کہ قرآن مجید یا حدیث نبوی مین تو حکم و علت اور سبب طاری ہونے رقیت کا کسی جگہہ مذکور نہین ہے اور ہمکو قرآن مجید سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بعد شروع زمانہ اسلام بھی جب تک احکام ازدواج نازل نہین ہوئے تھے تمام ازدواج موافق رسم

عرب کے جو اوس زمانہ مین جاری تھے ہوتے تھے نہ اون رشتون کا جو بعد کو حرام ہوئے خیال تہا اور نہ اوس تعداد کا جو بعد کو قرار پائی اور نہ اوس شرط اہم عدل کا جو تعدد ازواج کے لیے مقرر ہوئی جس سے حقیقتاً معدومیت تعدد ازواج لازم آتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم کی نسبت بھی کوئی احکام خاص اسباب مین نہ تھے اسلیے ازدواج اور نیز سراری کا تصرف موافق اُسی رسم عرب کے ہوا تہا جو محض بے عیب و بے گناہ تھا بعد اسکے رسول خدا صلعم کی نسبت درباب ازدواج احکام صادر ہوئے اور وہ حکم یہ تھے کہ جسقدر ازواج و سراری تمہارے تصرف مین آچکین اونکو تو ہم حلال رکھتے ہین مگر اب کوئی عورت مت کرو پس اس حکم سے صاف پایا جاتا ہے کہ واقعات سابق سب بموجب رسم مروجہ عرب ہوئے تھے چنانچہ وہ آیتین جن پر ہمنے استدلال کیا یہ ہین -

اللہ تعالیٰ سورہ احزاب مین فرماتا ہے کہ اے نبی ہمنے حلال کین تیرے لیے تیری

قولہ تعالی یا ایھا النبی انا احللنا لک ازواجک اللاتی اتیت اجورھن وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک -	جورو ئین جنکا مہر تو دے چکا ہے اور جو تیرے ہاتھون کی ملک ہو چکی ہین اون مین سے جنکو اللہ تعالیٰ نے تجھکو دیا ہے - اور یہ

بی بی جنکی نسبت خدا نے فرمایا وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک صرف حضرت ماریہ قبطیہ ہین -

اللہ تعالیٰ نے اسی سورہ مین اوس پہلی آیت کے بعد اپنے نبی کو یہ حکم دیا کہ نہین حلال

قولہ تعالی - ولا یحل لک النساء من بعد	ہین تجھکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ ان جورو ون

ولا ان تبدل بهن من ازواج ولو اعجبك حسنہن الا ما ملکت یمینک۔	کے بدلے اور جورو ئین کرے اگرچہ اون کا حسن تجھکو اچھا لگتا ہو۔

اس آیت مین جو لفظ النسار کا تہا جسکے معنی عورتون کے ہین ایسا عام تہا جس سے ما ملکت یمینک سے بہی حکم امتناعی متعلق ہوتا تہا اسلیے خدا تعالیٰ نے اوسکو مستثنیٰ فرمایا اور وہ جو مستثنیٰ ہوئین صرف حضرت ماریہ قبطیہ تہین۔

اب کہ ان آیتون سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ واقعات موافق رسم زمانہ عرب ہوے تھے اور بعد وقوع بالتخصیص جایز رکھے گئے تھے اسلیے آیندہ کے استرقاق کی دلیل نہین ہو سکتے خصوصاً جب کہ غلبہ و استیلا جو نذر و ہدیہ مین بہی محقق ہوتا ہے باعث رقیت نہین ریحانہ کا یہ حال ہے کہ وہ یہودیٔ قریظہ مین کی ایک عورت تہین اور قبل نزول آیت منزوفدا کے تمام سبایا سے بنی قریظہ لونڈی و غلام بنا لیے گئے تھے جسکا حال ہم اوپر بیان کر چکے اور یہ بہی بیان کر چکے کہ دلیل استرقاق نہین ہو سکتا اور نیز قبل نزول آیت حریت تہا معہذا ہمکو اسبات سے کہ وہ بطور حرم تصرف رسول خدا صلعم مین آئی تہین یا آزاد کرنے کے بعد اون سے نکاح کیا تہا بالکل انکار ہے۔ کسی معتبر حدیث مین انمین سے کسی بات کا ذکر نہین ہے بلکہ سیرت ہشامی مین جو روایت مندرج ہے اُس سے ان دونون باتون کا غلط ہونا پایا جاتا ہے

قال وکان رسول اللہ صلعم قد اصطفی لنفسہ ریحانۃ بنت عمرو بن خنافہ احدی نساء بنی عمرو بن قریظۃ فکانت عندہ	چنانچہ اسمین لکھا ہے کہ رسول خدا صلعم نے اسارے بنی قریظہ سے ریحانہ بنت عمرو ابن جنافہ کو جو ایک عورت بنی عمرو بن قریظہ مین

رسول اللہ صلعم حتی توفی عنہا وھی فی ملکہ و
قد کان رسول اللہ صلعم عرض علیہا ان یتزوجہا
ویضرب علیہا الحجاب فقالت یا رسول اللہ بل تترکنی
فی ملکک فھو اخف علی وعلیک فترکہا

سے تہین اپنے لیے چن لیا تہا (قیدی
اوس لڑائی کے تقسیم ہوئے تھے شاید
آپ نے اونکو چن لیا ہو) پس وہ رسول خدا
صلعم کے پاس رہین یہانتک کہ حضرت

نے اونکو چہوڑکر انتقال فرمایا اور وہ حضرت ہی کی ملک مین تہین اور رسول خدا صلعم نے ریحانہ
سے یہ بات کہی تہی کہ مین تم سے نکاح کراون اور پردے مین بٹھاؤن ریحانہ نے کہا کہ
نہین یا رسول اللہ مجھکو یون ہی اپنی لونڈی رہنے دو کہ یہ بات مجھہ پر بھی آسان ہے اور
آپ پر بھی آسان ہے پس رسول خدا صلعم نے اونکو اوسی طرح چہوڑ دیا۔

اب ہم پوچھتے ہین کہ اگر رسول خدا صلعم اونکو اپنے تصرف مین لا ہی چکے تھے تو اون سے
پیغام نکاح کرنے اور اونکے انکار کرنے کی کچھہ وجہ معقول نہ تہی پس اسی روایت سے ظاہر
ہوتا ہے کہ اون پر رسول خدا صلعم نے کچھہ تصرف نہین کیا تہا مورخین نے اپنی بدطینتی
پر قیاس کرکر صرف اس بدگمانی سے کہ جب رسول خدا صلعم نے اونکو بطور لونڈی کے رکھا
تہا تو ضرور تصرف بہی کیا ہوگا یہ بات لکھدی "وطیہا بملک الیمین" حالانکہ اسکا
کچھہ ثبوت نہین۔ واہ کیا معتقدین رسول کے ہین کہ جو برائیان اونمین ہین وہ سب پیغمبر
کی نسبت بہی قیاس کرتے ہین اور جب ہم اون سے مخالفت کرتے ہین اور کہتے ہین
کہ ایسی بدگمانی پیغمبر سے مت کرو تو ہمارے زمانہ کی لنبی ڈاڑہی اور اونچے پیجامہ والے
ہمکو غیر مقلد ایمہ اربع اور کافر اور ملحد بتاتے ہین اور ہم اپنی اس فکر کو اونکے ایمان سے بہت اچہا

سمجھتے ہین ۔ لوکان الکفر حب النبی محمد فانی اشہد باللہ انی کافر ۔

تیسری بے نام حرم جسکی نسبت لکھا ہے کہ وہبت زینب بنت جحش اسکا کچھہ پتہ نہین ہے نہ نام ونشان ہے نہ کچھہ ثبوت ہے اور یہ عام قاعدہ مقلدین کا ہے کہ بے دہڑک اور بلا سند جو بات چاہتے ہین رسول کی طرف منسوب کردیتے ہین اور جو اتہام چاہتے ہین آنحضرت صلعم پر لگادیتے ہین گو یہ اتہام عمداً ہو اور اسلیئے جہنم مین نجائین مگر اسمین کچھہ ثواب بھی نہین پانے کے ۔

چوتھی بے نام حرم کا بھی یہی حال ہے جسکی نسبت لکھا ہے کہ "اصابہا فی بعض السبئے" اگرچہ اس فرضی حرم کا بھی کہین پتہ نہ ملتا تہا مگر ہمنے اسبات کا کھوج لگایا کہ رسول خدا صلعم کی جناب پر ان اتہام کرنے والون کو موقع اتہام کیونکر ہاتھہ آیا بہت غور کرنے کے بعد غزوہ بنی فرازہ کا حال ہمکو ملا جسمین ایک خوبصورت لڑکی بنی فرازہ کی قبل نزول آیت حریت سلمہ کے ہاتھہ آئی تہی اور جناب رسول خدا صلعم نے باصرار اوسکو سلمہ سے مانگ لیا تھا ان بے ادب مقلدین نے اوس کو بھی حرم آنحضرت صلعم مین خیال کرلیا حالانکہ آنحضرت صلعم نے اوسکو لیکر مکہ مین اوسکے کنبہ کے پاس بہیجدیا تہا اور اوسکے بدلے مسلمان قیدی چہوڑا لیے تھے چنانچہ اس واقعہ کی حدیث صحیح مسلم سے ہم ابھی لکھہ چکے ہین ۔

ذکر آنحضرت صلعم کی بعض ازواج مطہرات کا

حضرت جویریہ بنت الحارث آنحضرت صلعم کی ازواج مطہرات مین سے ہین اونکا بھی

کچھہ ذکر اس مقام پر لکھنا ضرور ہے - اونکے ازدواج کی نسبت اسقدر مختلف روایتین ہین
کہ اونکو دیکھکر تعجب معلوم ہوتا ہے صحیح مسلم کی حدیث مین ہے کہ اونکو بنی مصطلق کے غزوہ
مین جناب رسولخدا صلعم نے بطور لونڈی کے قیدی کیا - پہر ایک روایت مین آیا ہے کہ رسولخدا
صلعم نے فدیہ لیکر اونکو چہوڑ دیا پہر وہ مسلمان ہوگئین اور رسول خدا صلعم نے اون سے نکاح کیا
ایک روایت مین ہے کہ ثابت ابن قیس کی قید مین پڑین اور اونہون نے لونڈی بنایا پہر
رسول خدا صلعم نے اونکو ثابت سے مول لیا پہر آزاد کیا پہر نکاح کیا - ایک روایت مین ہے
کہ ثابت نے اونکو مکاتب کیا وہ رسولخدا صلعم پاس گئین اور مدد چاہی آنحضرت نے کتابت
کو ادا کیا اور نکاح کرلیا چنانچہ یہ سب پریشان روایتین اس مقام پر لکھی جاتی ہین -

یہ حدیث بہی صحیح مسلم مین ہے کہ حملہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر قوم بنی مصطلق

قد اغار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بنی المصطلق وھم غارون وانعامھم تسقی علی الماء فقتل مقاتلتھم وسبا سبیھم واصاب یومئذ قال احسبہ جویریۃ او البتۃ ابنت الحارث وفی روایۃ جویریۃ بنت الحارث ولم یشک -	کے اوس حالت مین کہ وہ متفرق تھے اور اونکے جانور وغیرہ پانی پیتے تھے پس قتل کیا آپ نے مقاتلہ کرنے والون کو اور قید کیا قیدیون کو اور اوسی روز ہاتھہ آئی کہا راوی نے گمان کرتا ہون مین کہ کہا جویریہ یا کہا یقیناً بنت حارث اور ایک روایت مین کہا جویریہ بیٹی بنت حارث اور اسمین کچھہ شبہہ نہین کیا -

اور سیرت ہشامی مین یہ روایت لکھی ہے کہ ابن ہشام سے روایت ہے کہ جب آنحضرت

قال ابن هشام ويقال لما انصرف رسول الله صلعم من غزوة بني المصطلق ومعه جويرية بنت الحارث فكان بذات الجيش دفع جويرية الى رجل من الانصار وديعة وامره بالاحتفاظ بها وقدم رسول الله صلعم المدينة فاقبل ابوها الحارث بن ابي ضرار بفداء ابنته فلما كان بالعقيق نظر الى الابل الذي جاء بها للفداء فرغب في بعيرين منها فغيبهما في شعب من شعاب العقيق ثم اتى النبي صلعم فقال يا محمد اصبتم ابنتي وهذا فداءها فقال رسول الله صلعم فاين البعيران اللذان غيبت بالعقيق في شعب كذا وكذا فقال الحارث اشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله فوالله ما

بنی المصطلق کے غزوہ سے لوٹے تو آپ کے ساتھہ جویریہ بنت الحارث بھی تھین پس لشکر مین ایک انصاری شخص کے پاس بطور امانت اوس جویریہ کو بھیجدیا اور اوسکی حفاظت کی تاکید کی اور آنحضرت مدینہ منورہ کو تشریف لے آئے پس اُس جویریہ کا باپ حارث بن ضرار اپنی بیٹی کا فدیہ لیکر آیا پس جبکہ عقیق کے قریب آیا تو جو اونٹ فدیہ کے لیے لایا تھا اون مین سے دو اونٹون کو اوسنے چھپا آیا اور آنحضرت کے پاس آکر کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ہاتھہ میری بیٹی لگ گئی پس یہ اونٹ اوسکے بدلے کے ہین آنحضرت نے فرمایا کہ وہ دونون اونٹ کہان ہین جنکو تو عقیق کی کہائیون مین چھپا آیا ہے اور آنحضرت نے ٹھیک ٹھیک

اصلع علی ذلک الا اللہ فاسلم الحارث واسلم معه ابنان له وناس من قومه و ارسل الی البعیرین فجاء بهما فدفع الابل الی النبی صلعم ودفعت الیه ابنته جویریه فاسلمت وحسن اسلامها وخطبها رسول اللہ صلعم الی ابیها فزوجه ایاها و اصدقها اربعمائة درهم وکانت قبل رسول اللہ صلعم عند ابن عم لها یقال له عبد اللہ۔

اون کا پتا دیا اوسوقت حارث نے کہا اشهد ان لا اله الا اللہ وانک رسول اللہ قسم اللہ کی نہین اطلاع دی تجهکو اونٹون کے حال کی مگر خدای پاک نے پس حارث مسلمان ہوا اور اوسکے ساتہہ اوسکے دو بیٹے مسلمان ہوئے اور بہت سے آدمی اوسکی قوم کے مسلمان ہوئے اور ایک آدمی کو بہیجکر اوسنے وہ دونون اونٹ منگالیے اور آنحضرت کو دیدیے آنحضرت نے اوسکی بیٹی اوسکے حوالہ کی جسکا نام جویریہ تہا پس وہ مسلمان ہوگئی اور بہت نیکی مسلمان ہوئی پس آنحضرت نے اوسکو نکاح کا پیام دیا پس اوسکے باپ نے اوسکا نکاح آنحضرت کے ساتہہ کردیا اور چارسو درہم اوسکا مہر ہوا اور آنحضرت کے نکاح سے پہلے بہی جویریہ اپنے چچا کے بیٹے عبد اللہ کے نکاح مین تہی۔

یہی قصہ بعینہ استیعاب مین بہ تحت بیان حال حارث بن ابی ضرار پدر جویریہ کے لکہا ہے اور بہ تحت بیان حال عبد اللہ بن حارث کے بہی یہی قصہ ہے مگر کچہہ خفیف سا اختلاف ہے مگر خود جویریہ کی نسبت جو روایتین ہین وہ کیسی مختلف ہین سیرت ہشامی مین لکہا ہے کہ

قال ابن هشام ویقال اشتراها رسول اللہ من ثابت ابن قیس فاعتقها

یہ بات کہی گئی ہے کہ رسولخدا صلعم نے اون کو ثابت بن قیس سے مول لیا پہر آزاد

وتزوجها واصدقها اربعمایة درهم

کر دیا اور اون سے نکاح کیا اور چار سو درہم
اونکا مہر باندہا۔

اور استیعاب مین اور ہی کچھ لکھا ہے اوسکا مختصر سیرت ہشامی مین بہی موجود ہے مگر اس
مقام پر ہم استیعاب کی روایت جو مفصل
ہے لکہتے ہین استیعاب مین یہ حال
جویریہ بی بی رسول خدا کے لکہا ہے کہ
آنحضرت نے اونکو یوم مریسیع ۵ سنہ ہجری
مین اور بعض نے کہا ہے کہ ۶ سنہ ہجری
مین قید کیا تہا مگر اسمین کسی کا اختلاف
نہین ہے کہ یہ اسی غزوہ مین ہاتہہ لگی تہی
اور اس سے پہلے یہ سافع ابن صفوان کے
نکاح مین تہی اور ثابت بن قیس بن شماس
اور اوسکے چچا کے بیٹے کے حصہ مین آئی
تہی اور اوسنے اوسکو مکاتب کر دیا تہا اور یہ
جویریہ ایک خوبصورت عورت تہی حضرت
عائشہ نے فرمایا ہے کہ جویریہ ایسی عورت
تہی کہ اسمین ایک قسم کی ملاحت اور

فی الاستیعاب فی ترجمة جویریة زوج
النبی صلعم - سباها رسول الله صلعم
یوم المریسیع فی سنة خمس وقیل فی سنة
ست ولم یختلفوا انها اصابها فی تلک
الغزوة وکانت قبله تحت سافع بن
صفوان المصطلقی وکانت قد وقعت
فی سهم ثابت بن قیس بن شماس وابن
عم له وکاتبه علی نفسها وکانت امرأة
جمیلة قالت عایشة کانت جویریة علیها
حلاوة وملاحة ولا یکاد یریها احد
الا وقعت بنفسه قالت فاتت رسول الله
تستعینه علی کتابتها قالت فوالله ما هو الا
ان رایتها علی باب الحجرة فکرهتها وعرفت
انه سیری منها مثل الذی رایت فقالت

يا رسول الله انا جويرية بنت الحارث
بن ابي ضرار سيد قومه وقد اصابني
من الامر ما لم يخف عليك فوقعت في
السهم لثابت ولابن عم له فكاتبته
على نفسي وجئتك استعينك فقال لها
هل لك في خير من ذلك قالت وما هو
يا رسول الله قال اقضي كتابك واتزوجك
قالت نعم قال قد فعلت وخرج الخبر الى
الناس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
تزوج جويرية بنت الحارث فقال
الناس صهر رسول الله صلعم فارسلوا
ما في ايديهم من سبايا بني المصطلق
قالت عايشة فلا نعلم امراة كانت اعظم
بركة على قومها منها وكان اسمها برة
فغير رسول الله صلعم اسمها وسماها
جويرية وتوفيت في ربيع الاول سنة
ست وخمسين -

حلاوت دونون باتین تهین اور جو شخص اسکو
دیکهتا تها اوسکے دل مین وه کهب جاتی تهی پس
وه آنحضرت کے پاس اسلیے آئی که آپ
اوسکی خلاصی مین کچهه اعانت فرماوین حضرت
عایشه فرماتی هین که وه آنحضرت کے حجره
کے دروازه پر جا کهڑی هوئی پس مجهکو
ناگوار گذرا اور مین نے جان لیا که جو بات
آنمین مین نے دیکهی هے وهی وه دیکهینگے پس اوس جویریه
نے کها یا رسول الله مین جویریه بنت حارث هون اور
حارث سید القوم هے اور جو کچهه میری نصیب مین لکها تها وه
آپکو معلوم هی هے اب مین ثابت بن قیس اور اوسکے چچازاد
بهائی کے حصه مین آئی هون پس اوسنے
مجهکو مکاتب کر دیا هے اسلیے مین آپ کی
خدمت مین آئی هون که آپ میری خلاصی
مین معاونت فرماوین آنحضرت نے فرمایا که
اگر تجهکو اس سے بهتر بات نصیب هو تو تو
راضی هے اوسنے کها که وه کیا هے

آنحضرت نے کہا کہ مین تیرے بدلے کا روپیہ دیکر تجھکو چھٹا لون اور تجھہ سے نکاح کرلون اوسنے کہا کہ مجھے منظور ہے پس اسیوقت یہ خبر لوگون مین مشہور ہوگئی کہ آنحضرت نے جویریہ بنت حارث سے نکاح کرلیا پس بعض لوگون نے کہا کہ آنحضرت نے صہر کیا یعنی قبیلہ بنی المصطلق سے خویشی کی ہے پس جس کسی کے پاس قوم بنی المصطلق کے قیدی تھے سب نے چھوڑ دیے حضرت عایشہ فرماتی ہین کہ پہر مینے کوئی عورت جویریہ سے بڑہکر بابرکت اوسکی قوم کی ندیکہی اور اسکا نام برہ تہا پس آنحضرت نے اوسکو بدلکر جویریہ رکھدیا اور اوسنے ۵۶ سنہ مین ربیع الاول کے مہینے مین وفات پائی۔

پس یہ تمام روایتین جوایسی مختلف ہین اور بعض بے سند ہین اور بعض ایسی بے ادبی کی باتین آنحضرت صلعم کی نسبت منسوب کی ہین جیسے کہ خود اون راویون کی طینت تہی تو بجز اون لوگون کے جنکی آنکہین ظلمت تقلید سے کسی چیز کو نہین دیکہتین اور کون سچا مسلمان جو درحقیقت رسول صلعم کی محبت کو تمام چیزون سے اور زید وعمرو کی محبت سے زیادہ عزیز سمجہتا ہو اوسکو تسلیم کرے گا اور کیونکر ان واقعات مشتبہہ کو فعل رسول خدا صلعم قرار دیکر اوسپر ایک مسئلہ عظیم الشان معرکۃ الآرا کی بنیاد قایم کرے گا بااین ہمہ ہم کہتے ہین کہ وہ جو کچھہ ہوا قبل نزول آیت منزوف لا ہوا اور اسلیے وہ واقعات کسی طرح پر ہوے ہون بنیاد مسئلہ استرقاق نہین ہوسکتے۔

حضرت صفیہ بنت حی ابن اخطب الیہودی اکثر روایتون مین ہے کہ حضرت صفیہ خیبر کی لڑائی مین پکڑی گئین اور بطور لونڈی کے دحیہ کلبی کے حصۃ مین آئین اون سے

مول لیکر رسولخدا صلعم نے اون سے نکاح کیا چنانچہ مواہب اور اور کتابون مین بھی اسیطرح لکھا

صفیة بنت حی ابن اخطب الیھودی وقعت فی سھم دحیة بن خلیفة الکلبی فاشتراھا رسول اللہ صلعم بارؤس اختلف فی عددھا واعتقھا وتزوجھا وذلک سنة سبع۔

ہے اور مواہب کی عبارت یہ ہی کہ صفیہ بنت حی ابن اخطب یہودی دحیہ بن خلیفة الکلبی کے حصہ مین آئی تھین مگر اونکو آنحضرت نے بدلے باروس کے جسکے عدد مین اختلاف ہے خرید لیا اور آزاد کر کے نکاح کر لیا اور یہ ۷ھ مین ہوا۔

اور سیر ہشامی مین جو روایت ہے اوسمین اختلاف ہے اوس سے دحیہ سے خرید کرنا

وتزوج رسول اللہ صلعم صفیة بنت حی بن اخطب سباھا من خیبر فاصطفاھا لنفسہ واولم رسول اللہ صلعم ولیمة ما فیھا شحم ولا لحم وکان سویقا وتمرا۔

نہین معلوم ہوتا چنانچہ اوسکی عبارت یہ ہے کہ اور نکاح کیا آنحضرت نے صفیہ بنت حی بن اخطب سے اسکو آپ نے قید مین پکڑا تھا جنگ خیبر مین پس آنحضرت نے اُنکو خاص اپنے واسطے پسند کر لیا تھا اور آپ نے اسکا

ولیمہ کیا تھا جسمین نہ گوشت تھا نہ شحم تھی صرف ستو اور چھوہارے تھے۔

اور ابن شہاب کی روایت مین ہے کہ کانت مما افاء اللہ علیہ اور یہ روایت بالکل مخالف روایت خرید کی ہے مگر اس سب سے زیادہ بخاری کی حدیث ہے جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت صفیہ کو کسی نے لونڈی یا ما ملکت ایمانکم مین سمجھا ہے نہین دراصل

واقعہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اونکا شوہر کنانہ ابن الحقیق خیبر کی لڑائی مین مارا گیا وہ رانڈ رہگئین اون سے حضرت نے نکاح کرلیا راویون نے اونکو سہایا مین سمجھا اور اوسپر فرضی قصے بنا دیے چنانچہ وہ حدیث بخاری کی یہ ہے۔

حمید سے روایت ہے او نہون نے انس سے سُنا ہے کہ آنحضرت نے تین شب درمیان خیبر اور مدینہ کے قیام فرمایا اور وہین حضرت صفیہ سے صحبت کی اور اونکے ولیمہ کے واسطے خود مین نے ہی مسلمانون کو بلایا مگر اس ولیمہ مین روٹی یا گوشت کچھہ نہ تھا صرف یہ تھا کہ آنحضرت نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ تم دسترخوان بچھا دو او نہون نے دسترخوان بچھا دیا پس آپ نے اوس پر چھوہارے اور اقط (یہ ایک کھانا دہی سے عرب مین بنتا ہے) اور مسکہ رکھدیا پس مسلمانون نے کہا کہ آیا یہ آنحضرت کی بیوی ہین یا کوئی لونڈی ہین لوگون نے جواب دیا کہ اگر آنحضرت اونکو پردہ مین لیجاوین تو بیوی ہین نہین تو لونڈی ہین پس جب آپ نے

عن حمید انہ سمع انسا یقول اقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین خیبر والمدینۃ ثلثۃ لیال یبنی علیہ بصفیۃ فدعوت المسلمین الی ولیمتہ وما کان فیہا من خبز ولا لحم وما کان فیہا الا ان امر بلالا بالانطاع فبسطت فالقی علیہا التمر والاقط والسمن فقال المسلمون احدی امہات المومنین او ما ملکت یمینہ قالوا ان حجبہا فھی احدی امہات المومنین فان لم یحجبہا فھی مما ملکت یمینہ فلما ارتحل وطاء خلفہ ومد الحجاب۔

کوچ کیا تو صفیہ کو پس پشت بٹھا کر پردہ روک دیا۔

پس اِن مختلف روایتون سے یہ بات کہ درحقیقت کیا واقعہ پیش آیا اور فعل جناب رسول خدا صلعم کا کسطرح اور کس سبب سے واقع ہوا بخوبی ثابت و متحقق نہین ہوتا اور اسی لیے یہ واقعات کسی مسئلہ عظیمہ شرعیہ کی بنیاد نہین ہو سکتے معہذا اگر فرض کیا جاوے کہ یہ سب واقعات اسیطرح پر واقع ہوئے تھے اور استرقاق اساری عمل مین آیا تو بھی یہ سب واقعات ماقبل نزول آیت منّاً و فداءً کے ہین اور اسلیے بنیاد مسئلہ استرقاق اساری نہین ہو سکتے۔

روایات متفرقہ

بخاری و مسلم مین ابو ہریرہ سے یہ روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا صلعم کو واسطے

قال اھدی رجل لرسول اللہ صلعم غلاما یقال لہ مدعم یحط رحلا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اصابہ سہم عایر فقتلہ الخ	ایک غلام بطور ہدیہ بھیجا جسکا نام مدعم تھا پس ایک مرتبہ وہ آنحضرت کا اسباب وتارتا تھا کہ ناگاہ اسکو ایک مقام پر ایک تیر لگا اور اس سے وہ مر گیا۔

یہ حدیث ہمارے مدعا کے مخالف نہین ہے اسلیے کہ ابتداے اسلام مین جو لوگ غلام تھے وہ سب بطور غلام تسلیم کیے گئے تھے۔

خاتمہ
بعض شبہات کے جواب مین

اگرچہ ہماری اس تحریر سے بخوبی تشفی ہوتی ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے غلامی کو

مذہب اسلام سے معدوم کردیا تب بھی بلاشبہہ مسلمانونکے دل مین دو شبہے پیدا ہونگے
اول - یہ کہ بعد رسول خدا صلعم کے خلفاے راشدین رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین کے عہد
خلافت مین نسبت قیدیون کے کیا عملدرآمد رہا اور صحابہ اور تابعین کے زمانہ مین جسکی نسبت
رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم
کیا ہوا - دوم - یہ کہ تیرہوین صدی مین تمام اہل قبلہ اور اجماع امت کے برخلاف یہ مسئلہ
کیونکر تسلیم ہوسکتا ہے -

پہلے شبہہ کی تحقیق نہایت سچ اور بالکل صحیح اور مطابق واقع کے یہ ہے کہ خلفاے
راشدین کا انحصار صرف پانچ مین ہے - ابوبکر صدیق - عمر فاروق - عثمان غنی -
علی مرتضے - حسن مجتبے - خاتم الخلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین - اور انکا زمانہ
خلافت صرف تیس برس ہے اوسکے بعد زمانہ خلافت نہین ہے بلکہ عہد دولت ملوک
عضوض ہے الاماشاء اللہ غرضکہ اوس زمانہ کے بعد کسی شخص پر خلیفہ نبی اور جانشین پیغمبر
کا اطلاق نہین ہوسکتا البتہ بادشاہان اسلام تھے جنمین سے بہت سون نے ہزارون ظلم
اور ہزارون کام خلاف مذہب اسلام کیے اور بعضون نے کچھہ کم اور کسی نے بہت زیادہ انصاف
کیا اور احکام مذہب اسلام کی پیروی کی اور حتی المقدور اونکو بجالایا پس جسقدر ہمکو تفتیش ہے
وہ صرف اونہی پانچ خلیفون کے زمانہ کی ہے نہ اور کسی عہد کی -

مگر اوّلاً نہایت ٹھنڈے دل سے اور انصاف سے اور بیہودہ اور غلط مذہبی غلو کو ایک
لمحہ کے لیے چھوڑکر یہ بات سمجھنی چاہیئے کہ جناب رسول خدا صلعم کے یہ فرمانے سے کہ

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم یہ لازم نہین آتا کہ اوس زمانہ کے لوگ معصوم اور بشریت سے مبرا ہین بلکہ وہ سب انسان مگر ہمارے سردار اور پیشوا اور ہمارے سرتاج تھے اونکا قول و فعل ہمارے لیے ہدایت ہے مگر نہ اس وجہ سے کہ وہ خاص اونکا قول و فعل ہے بلکہ اس یقین یا حسن ظن سے کہ وہ قول و فعل رسول خدا صلعم کا قول و فعل ہے یا ہوگا پس تمام اقوال اور افعال صحابہ کو واجب العمل سمجھنے کے لیے یا ہمکو یقین کامل ہونا چاہیے کہ بلا شبہہ یہ قول و فعل رسول مقبول کا ہے یا اوسکے ایسا ہونے کا ہمکو حسن ظن ہونا چاہیئے اور حسن ظن اوسیوقت تک باقی رہتا ہے جبکہ برخلاف اوسکے کوئی ثبوت موجود نہین ہوتا الا جب خلاف اوسکے ثبوت موجود ہوا تو اوسیدم حسن ظن ساقط ہوگیا۔ اور یہ خیال کرنا کہ اگر ہم کسی صحابی کے قول و فعل کی نسبت یہ گمان کرین کہ مطابق قول و فعل رسول مقبول کے نہ تھا تو اون کی شان کے منقصت اور کمال بے ادبی اور ہمارے ایمان کے نقصان کی بات ہے ایک غلط اور بیجا غلو مذہبی ہے صحابہ ہزارون کام اپنی سمجھ اور اپنے اجتہاد سے کرتے تھے اور جب اوسکی غلطی ظاہر ہوتی تھی یا کسی دوسرے صحابی سے اوسکے برخلاف قول یا فعل رسول مقبول کا دریافت ہوتا تھا فی الفور اوس سے رجوع کرتے تھے بہت کثرت سے مسائل ہین کہ جنمین باہم صحابہ کے اختلاف رہا ہے اور اون دونون کا صحیح ہونا محال ہے کبھی کسی صحابی نے اپنے معصوم ہونے کا دعوی نہین کیا پس یہ تمام اوہام بیجا اور غلو مذہبی ہے جو خود ہمنے اپنے دل سے پیدا کیا ہے۔

صحابہ کی پیروی امور مذہبی مین ہم اپنی نجات کا باعث سمجھتے ہین مگر ہمارا فرض ہے کہ

اول ہم یہ بات دیکھین کہ رسول مقبول صلعم نے کیا فرمایا ہے جب آنحضرت کا قول نہ ملے
تو دیکھین کہ صحابہ کیا فرماتے ہین جب وہ نہ معلوم ہو تو دیکھین کہ تابعین کیا کہتے ہین پھر اونکی
صحت و غلطی کا امتحان کر کر اوسکو تسلیم کرین۔

بعینہ اسکی ایسی مثال ہے کہ ہمکو احکام مذہبی بجا لانے مین اول قرآن مجید پر عمل
کرنا چاہیئے پھر حدیث پر پھر قیاس منصوص العلت اور اجتہاد پر پھر جبکہ ہم اسا ہی کی نسبت
نص صریح قرآن مجید مین پاتے ہین اور مزید برآن ثابت ہوتا ہے کہ روز وفات
تک اوسی پر رسول خدا صلعم کا عمل رہا ہے تو اب ہمکو اسبات کی تفتیش کی کہ خلفاے
راشدین کے زمانہ مین کیا ہوا کچھہ حاجت نہین رہی کیونکہ اوس زمانہ مین کچھہ ہی ہوا اور کچھہ
ہی اوسکا سبب قرار دیا جاوے ہمکو تو اپنے محبوب رسول صلعم کی پیروی ضرور ہوگی اور
مسئلہ اسلام کا تو وہی قرار پاوے گا جو قرآن مجید مین ہے نہ اور کوئی۔

با این ہمہ ہم صحابہ کرام اور خلفاے خمسہ راشدین کے زمانہ کے حالات دریافت کرنے کے
نہایت آرزومند ہین اون حالات و واقعات سے ہمکو بڑی ہدایت ہوتی ہے اور جو مسئلہ
کہ ہمنے قرآن سے یا حدیث سے نکالا ہے اوسکے صحیح ہونے اور اوس استنباط کے درست
ہونے کے لیے کسوٹی ہوتے ہین جن سے ہماری سمجھہ کا کھوٹا کھرا ہونا پرکھا جاتا ہے مگر
مشکل ہے کہ جو مجاربات کہ خلفاے خمسہ راشدین کے وقت مین ہوئے اون پر لایق اعتماد
اور طمانیت کے اطلاع حاصل ہونے کو ہمارے پاس کوئی ذریعہ موجود نہین ہے کتب
احادیث مین وہ واقعات بہت کم ہین کتب سیر و تواریخ مین وہ پائے جاتے ہین مگر وہ الف لیلہ

وقصہ حاتم طائی سے کچھہ زیادہ رتبہ نہین رکھتین اس لیے کہ اپنے ثبوت کے لیے بالکل
محتاج دوسری سند یا دلیل یا کسی اور وجہ قابل اعتماد کی ہین پس اگر وہ روایتین اور کتابین
ہمارے مذہب کی بنیاد قرار پاوین اور اون پر مسائل مذاہب کا مدار ٹھہرے تو مسلمانی مذہب
تو لونڈون کا کھیل اور دیو پری کا قصہ ہوجاویگا نعوذ باللہ منہا ۔

علمار محدثین رحمہم اللہ اجمعین نے احادیث کے جمع کرنے اور اون کی صحت کی تنقیح مین
نہایت کوشش کی ہے اور سیر ہی حدیث کی کتابون کا یہانتک کہ بخاری و مسلم کا بہی یہ حال
ہے کہ بعد تنقیح کے بہی اونکی احادیث مندرجہ مفید ظن یا ظن غالب کی ہین تو واے بر حال
کتب سیر و تواریخ کے کہ اون سے تو بجز چند واقعات ناقابل الاشتباہ کے وقوع کی اطلاع
کے اور کوئی نتیجہ نہین نکلتا اگر اون کتابون کو ہم استنباط مسایل مذہبی مین دخل دین تو ہم
صاف صاف ہندوون کے مقلد ہونگے جنہون نے مہابہارت کو اپنے ہان کتب مقدسہ
مین داخل کرلیا ہے ۔

دوسرا شبہہ تو نہایت ہی لغو اور نالائق التفات ہی یہ مسئلہ ہے کہ اجماع امت سے
کوئی حکم شرعی قایم مثل حکم منزل من اللہ قایم ہوجاتا ہے غلط محض ہے لا تجتمع
امتی علے الضلالہ اور من شذ شذ فی النار کی صحت تسلیم کرنے کے بعد بہی کبہی انکا
یہ مطلب کہ خدا یا رسول اللہ صلعم نے جماعت کو دوسرا شارع یا موجد احکام مذہب بنایا تھا
یا اوسکو معصوم یا ناقابل سہو وخطا ٹھہرایا تہا نہ تہا اسکی بحث کے لیے ایک دوسرا رسالہ
چاہیے مگر اس مقام پر اسقدر لکہنا چاہیے کہ صحیح مسئلہ اسلام کا یہ ہے کہ جسطرح ایک

آدمی کا خطا مین پڑنا ممکن ہے اسی طرح ایک گروہ کا بلکہ ایک زمانہ کے لوگون کا خطا مین پڑنا ممکن ہے پس اجماع امت ہر ایک شخص پر جو اوس اجماع کو غلط یا غلط بنیاد پر سمجھتا ہو واجب العمل نہین ہے۔

غلامی پر جو اجماع امت ہوا ہے اَب اوسکی غلطی علانیہ ظاہر ہوتی ہے اول تو نص صریح قرآنی کے برخلاف ہے دوسرے اوس اجماع کا سبب کوئی حکم احکام مذہبی سے نہ تہا بلکہ ایک اتفاقیہ طبعی ایسا سبب تہا کہ نادانستہ اوس آیت سے غفلت ہوگئی چند روز اتفاقیہ غفلت رہی اوس زمانہ کے بعد کے لوگون نے اوس ذہول کو امر قصدی اور ارادی سمجھا اور اوس سے استنباط مسائل کیا اوسکے بعد ظلمت تقلید نے دنیا مین اندہیرا کر دیا اور سب اوسکی پیروی کرتے رہے اور از خود بلا قصد اجماع اوسپر اجتماع ہو گیا۔

تفصیل اسکی یہ ہے کہ عرب مین رواج لونڈی و غلام کا اور لڑائی کے قیدیون کو لونڈی و غلام بنانے کا ایسا قدیم چلا آتا تہا اور ایسا بے عیب سمجھا جاتا تہا کہ کسی کے دل مین اسکا خیال بہی نہ تہا کہ اوسکی موقوفی ہوگی اس خیال کو بعض واقعات ابتدائی زمانہ اسلام نے جن مین لڑائی کے قیدیون کو بطور رسم زمانہ قدیم لونڈی و غلام سمجھا اور نیز مذہب اسلام کے اون احکام نے جن سے وہ لونڈی و غلام جو قبل نزول آیت حریت لونڈی و غلام ہو چکے تہے بطور لونڈی و غلام کے تسلیم کیے گئے تہے اور متعدد احکام اونکی نسبت قرآن و حدیث مین موجود تہے اور بہی زیادہ مستحکم اور پختہ کر دیا تہا اخیر غزوات مین آیت حریت نازل ہوئی اوس آیت مین بہی قیدیون کی نسبت احکام محصورہ صادر ہوئے اور [illegible]

بنانا الفاظ صریح سے نہین بلکہ بوجہ حصر باطل کیا گیا بعد نزول اوس آیت کے جناب رسولخدا
صلعم نے اگرچہ تمام اساری پر منّ و فدا کیا الا جو کہ قبل نزول اس آیت کے بہی ایسا ہوتا تھا اس
سبب سے خیال حصر موجودہ آیت پر نہوا اور اوسکے بعد قلیل زمانہ مین رسول خدا صلعم نے
رحلت فرمائی صحابہ کے زمانہ مین اوسپر خیال نہونا بوجوہات مذکورہ بالا کچہہ تعجب کی بات
نہین ہے شراب کی حرمت نازل ہونے کے بعد کوئی نہین سمجہا تہا کہ شراب حرام ہو گئی
ہے یہانتک کہ تین دفعہ اوسکی حرمت نازل ہوئی بیع امہات اولاد ممنوع ہونے پر ابتدائے
عہد خلافت حضرت عمر تک بیع ہوتی رہی متعہ کے غیر ممنوع ہونے پر متعدد صحابہ بلکہ
حضرت علی مرتضےٰ کو بہی خیال نہ تہا علاوہ اسکے خلفائے راشدین کے زمانہ مین اس
خیال نہونے کا یہ بہی سبب ہوا کہ اونکے وقت مین اس مسئلہ پر بحث ہونے کا بہت کم
موقع ملا حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت مرتدین کے مطیع کرنے مین ختم ہو گئی اور حضرت
عمر اور حضرت عثمان کے زمانہ مین دارالخلافتہ سے بہت دور دور کے فاصلہ پر لڑائیان ہوئین
اور حضرت علی مرتضےٰ کی خلافت آپس کے جہگڑے مین انجام ہوئی اور حضرت امام حسن
علیہ السّلام کی خلافت تو آفتاب یوم باران کی مانند تہی اور یہ بڑے قوی اسباب تہے جنکے
سبب سے آیت منّ و فدا کا حصر خیال سے خارج رہا۔

اوس زمانہ کے بعد لوگون کی توجہہ اسبات پر زیادہ تر تہی کہ اوس زمانہ کے واقعات کو
جہانتک ہو سکے دلایل سے قوی کرین اس لیے غلامی کی نسبت آیات تلاش ہونے لگین
اور مجبوری آیت منّ و فدا کو منسوخ بتانے لگے بہرحال یہ جو کچہہ ہوا اوس کی نسبت

یہ بات تسلیم ہو سکتی ہے کہ اوس زمانہ کے لوگونکی غلامی کی نسبت یہ رای تھی مگر وہ راے مذہب اسلام کا مسئلہ اور حکم منزل من اللہ نہین قرار پا سکتا اور نہ اسلام پر اون لوگون کی راے سے کچھہ داغ لگ سکتا ہے۔

مگر یہ بات ظاہر ہے کہ یہ بحث جو ہمنے شروع کی ایک ایسی بحث ہے کہ ساڑھے بارہ سو برس کے درمیان مین شاید کسی نے نہین کی اور بلاشبہہ اسوقت ہمپر خرق اجماع اور تخلف اجماع امت کا الزام لگایا جاتا ہے مگر جو کہ مسلمانون کا مقرر کیا ہوا یہ ایک مسئلہ ہی کہ اجماع ثانی اجماع اول کو منسوخ کر دیتا ہے اور اجماع ثانی شروع ہونے کے لیے ضرور ہے کہ کوئی نہ کوئی شخص اجماع اول سے اختلاف کرے پس وہ شخص مین ہون اور کیا عجب ہے کہ اسپر اجماع ہو جاوے اور اجماع ثانی اجماع اول کو منسوخ کردے اور یہ جھوٹا داغ جو ہمنے اپنی غلطی سے اسلام کے خوبصورت چہرہ پر لگایا ہے ہمیشہ کے لیے مٹ جاوے۔

اے میرے بھائی مسلمانون یہ سب باتین جو اسوقت تمھارے دل مین ہین بسبب خیالات کے محدود ہونے کے ہین جو ہر ایک قوم اور ہر ایک مذہب مین بسبب محدود ہونے علم کے تھے مگر اب وہ زمانہ نہین رہا اور انسانکی ہر ایک چیز کو ترقی اور اوسکے خیالات کو وسعت ہوتی جاتی ہے پس وہ زمانہ کچھہ دور نہین ہے کہ جسطرح اب تم میری بات سے نفرت کرتے ہو اوسیطرح ان سب باتون کی دل سے تصدیق کرو اور اوس وقت تم کو اسلام کی حقیقت معلوم ہوگی اور جسقدر کہ اس وقت اوس کے بن سمجھے خوبی تمھارے دل مین ہے اوس سے ہزار درجہ زیادہ سچی اور دل کی تصدیق کی ہوئی خوبی تمھارے دل مین سما ئے گی اور اوسوقت

پکّے مسلمان ہو گے۔

اللھم ارزقنا حقیقة الاسلام وامتنا علیه آمین

بابِ ختمِ سیرُ



اشتہار

(فروخت کتب مطبوعہ)

یہ کتابین مندرجہ ذیل قیمت پر ہم سے درخواست کرنے پر ملسکتی ہین

۱- اعجاز التنزیل - مصنفہ وزیر الدولہ خلیفہ سید محمد حسنخان بہادر وزیر ریاست پٹیالہ - درباب اعجاز قرآن

۲- وقایع سیر و سیاحت ڈاکٹر برنیر فرانسیسی بابت عہد شاہجہان و عالمگیر ترجمہ از انگریزی باضافہ مفید حواشی مولفہ مشیر الدولہ خلیفہ سید محمد حسنخان بہادر فارن منسٹر ریاست پٹیالہ قیمت باختلاف کاغذ

۳- تاریخ پٹیالہ معہ ذکر دیگر راجگان پنجاب - مصنفہ وزیر الدولہ خلیفہ سید محمد حسن خان بہادر وزیر ریاست پٹیالہ

۴- نظم الممالک - ترجمہ اقوام المسالک خیر الدین پاشا وزیر ٹونس نے یورپ کی سیر و سیاحت کے بعد نہایت عمدہ تاریخ یورپ کی سلطنتون کی زبان عربی لکھی ہی جسکا نام "اقوام المسالک فی احوال الممالک" ہے اوسکا ترجمہ وزیر الدولہ خلیفہ سید محمد حسن خان بہادر کے حکم سے اردو مین ہوا جسکا نام "نظم الممالک" ہے - نہایت مفید کتاب ہے

۵- المامون - مصنفہ مولوی محمد شبلی نعمانی پروفیسر مدرسۃ العلوم علیگڈھ - طبع سوم
(یکمشت بیس جلد کے خریدار کو بیس روپیہ سیکڑے کے حساب سے کمیشن دیا جاوے گا)

۶- کتب خانہ اسکندریہ - مصنفہ مولانا مولوی محمد شبلی نعمانی پروفیسر مدرسۃ العلوم علیگڈھ جسمین ثابت کیا ہے کہ وہ کتب خانہ حضرت عمرؓ کی خلافت مین اونکے حکم سے نہین جلایا گیا

۷- مکاتبات امام غزالی - یہ نہایت عمدہ نایاب کتاب ہے جسمین امام غزالی کی تمام تحریرات و خطوط موسومہ بادشاہان و وزرا و علما مندرج ہین

محصول ڈاک و خرچ ویلیوپی ایبل پارسل ہر حالت مین بذمہ خریدار رہی -

علی گڈھ - ۲۱ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء

راقم سید احمد خان
لیفٹ آنریری سیکرٹری محمڈن اینگلو اورینٹل کالج ٹرسٹیز

تفسیر السموات

حررہ

المفتقر الی اللہ الصمد السید احمد

غفر اللہ لہ ولوالدیہ

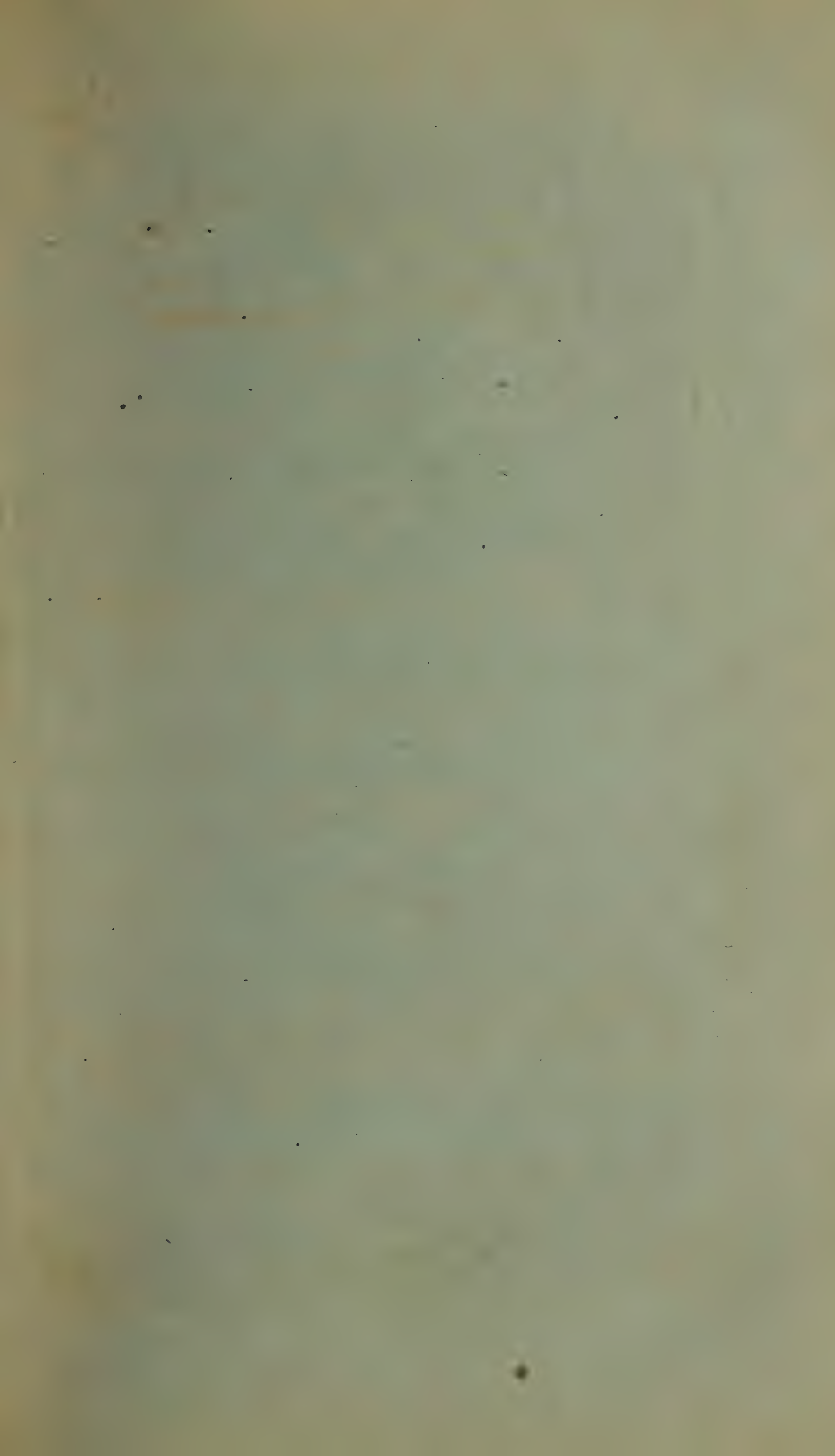
واحسن الیہما

والیہ

طبع فی المطبع المسمی بمفید عام الکائن فی آگرہ

بادارۃ المنشی محمد قادر علی خان صوفی سلمہ المنان

سنہ ۱۳۱۵ ھ



تفسير السموات

حرره

المفتقر الى الله الصمد السيد احمد
غفر الله له ولوالديه
واحسن اليهما
واليه

طبع في المطبع المسمى بمفيد عام الكائن في اكره

بادارة المنشي محمد قادر علي خان صوفي سلمه المنان

سنه ١٣١٥ ه



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمکو یہ بات معلوم نہین ہے کہ علمای اسلام نے کوئی خاص علم ہیئت ایسا مقرر کیا ہے جسکی بنا قرآن مجید یا حدیث پر ہو جہانتک ہمکو معلوم ہے وہ یہی ہے کہ جو علم ہیئت یونانی حکیمون نے اختیار کیا تہا وہی بعینہ بذریعہ ترجمون کے جو یونانی زبان سے عربی زبان مین ہوے ہم مسلمانون مین بہی پہیل گیا جب قرآن مجید کی تفسیرین لکہی گئین اور قرآن مجید کی کسی آیت مین کوئی ایسا مضمون آیا جو علم ہیئت سے علاقہ رکہتا تہا تو اُنہون نے اوسکی تفسیر اُسی یونانی علم ہیئت کے اصول پر کی یہان تک کہ قرآن مجید مین سات آسمانون کا ذکر تہا اور یونانی نو آسمان مانتے تہے تو علمای اسلام نے اُن سات آسمانون مین عرش اور کرسی کو ملا کر پورے نو کر دیے پس ہم سمجہتے ہین کہ علمای اسلام نے یونانی علم ہیئت کو تسلیم کیا اور اُسی کے اصول کو مذہبی کتابون اور قرآن مجید کی تفسیرون مین داخل

کر دیا رفتہ رفتہ وہ مذہب کے ساتھہ اور مسائل مذہبی مین ایسا مل جل گیا کہ یونانی علم ہیئت

سے انکار کرنا گویا مسائل ضروریہ مذہب سے انکار کرنا خیال مین سمجھا گیا پس جسقدر کہ ہمکو انکار

ہے اُنہی مسائل علم ہیئت یونانیہ سے ہے جنکو علماء اسلام نے مسائل مذہبی و تفسیر قرآن مجید

مین شامل کیا ہے۔

یونانی حکیم آسمانون کا ایک ایسا جسم مانتے ہین جو نہایت مضبوط و سخت ہے اور وہ ایک

مکان کو گھیرے ہوے ہے اور وہ مثل کرہ کے گول اور اندر سے خالی ہے جیسے انڈے

کا چھلکا اور دنیا کے چارون طرف کو گھیرے ہوے ہے اور تمام دنیا اُن کے اندر ایسی ہے

جیسے کے انڈے کے چھلکے مین اُسکے اندر کی زردی و سفیدی۔

وہ کہتے ہین کہ بیچون بیچ مین زمین اسیطرح پر ہے جیسے کہ انڈے مین انڈے کی زردی اُسکے

اوپر پانی ہے مگر جس طرح کہ بعضی دفعہ انڈا او بالتے ہین اُسکی زردی ایک طرف کو ہو جاتی ہے

اور سفیدی سے باہر نکل آتی ہے اسیطرح زمین بھی بیچ مین سے ٹل گئی ہے اور پانی کے

ایک طرف نکل آئی ہے جسکے اوپر ربع مسکون یعنی دنیا ہے[1] پھر وہ کہتے ہین کہ پانی پر ہوا ہے

اور ہوا پر کرۂ آتش ہے اور کرۂ آتش پر اول آسمان ہے جس مین چاند ہے پھر دوسرا آسمان

ہے جس مین عطارد ہے پھر تیسرا آسمان ہے جس مین زہرا ہے پھر چوتھا آسمان ہے جسمین

آفتاب ہے پھر پانچوان آسمان ہے جسمین مریخ ہے پھر چھٹا آسمان ہے جسمین مشتری ہے پھر

ساتوان آسمان ہے جس مین زحل ہے پھر آٹھوان آسمان ہے جس مین یہ لاکھون ثوابت

---

[1] یونانیون کو اس بات کی خبر نہ تھی کہ اس دنیا کے نیچے دوسری دنیا آباد ہے اگر اسکی خبر ہوتی تو ایسا خیال نہ کرتے ۱۲

جڑے ہوے ہین یہہ نوان فلک الافلاک ہے جو سب کو محیط ہے ؛

وہ یہہ بھی کہتے ہین کہ فلک الافلاک کے اوپر کچھہ نہین ہے یعنی فلک الافلاک کے اوپر
مکان کا اطلاق نہین ہے اور اسی سبب سے وہ نہین بتاتے کہ فلک الافلاک کی سطح محدب
کسکی مماس ہے یعنی اوسکے اوپر کیا ہے مگر یہہ کہتے ہین کہ اُسکی سطح مقعر فلک نہم کی سطح محدب
کی مماس ہے اور اسیطرح تمام آسمانون کی سطح مقعر اُسکے نیچے کے آسمان کی سطح محدب سے
مماس ہے اور اسی لیئے وہ قائل ہین کہ زمین سے فلک الافلاک تک کہین خلا نہین ہے۔

وہ اسکے بہی قائل ہین کہ تمام آسمان معہ کواکب کے جو اُن مین جڑے ہوے ہین زمین
کے گرد پہرتے ہین اور زمین اُن مین مثل مرکز کے ہے کرہ مین انہی اُصولون کو علمای اسلام
نے بہی اختیار کیا ہے اور انہین اصول پر قرآن مجید کے مفسرون نے قرآن کی تفسیر کی گو کہ
بعض بعض باتون مین کچہہ اختلاف بہی کیا ہو مگر نظام یہی تسلیم کیا ہے اس تحریر کے ساتہہ جو ایک
پرچہ شامل ہے اسمین جو شکل نمبر اول کی مندرج ہی اُس سے بخوبی تصویر آسمانون اور ستارون کی
سمجہہ مین آسکتی ہے جس طرح پر کہ یونانی حکیمون نے مقرر کی ہے ؛

اب ہم یہ دعوی کرتے ہین کہ جس طرح پر یونانی حکیمون نے آسمانون کا مجسم ہونا تسلیم
کیا ہے اور اونکو مع کواکب مین کے گرد پہرنا مانا ہے یہہ بالکل غلط اور خلاف واقع ہے اور
علمای اسلام نے بڑی غلطی کی ہے جو انہین اصولون کو اپنے مذہبی مسائل مین ملا دیا ہے
اور قرآن مجید کی آیتون کی تفسیر اُسی یونانی علم ہیئت کے مطابق کی ہے کیونکہ وہ بناے
فاسد علی الفاسد ہے ؛

شکل اول

نظام عالم مطابق قیاس یونانیوں کے



ہمکو شاہدہ سے بذریعۂ دوربین کے (جو ہمارے نزدیک اور ہر ایک انسان کے نزدیک جو ذرا بہی واقفیت اور عقل رکہتا ہے دلیل قطعی ہے) برخلاف اُسکے ثابت ہوا ہے جو آسمانون اور کواکب نظام یونانی حکیمون نے قرار دیا ہے اور جسکی تفصیل ذیل مین مندرج ہے۔

اول ۔ ان سات سیارون کے سوا جنکو ہر کوئی دیکہتا اور جانتا ہے اور جن کے لیئے یونانیون نے سات آسمان مثل انڈے کے چہلکے کے قرار دیے تہے اور بہی سیارے بذریعۂ دوربین کے دکہائی دیے ہین جو اب تعداد مین دس یا گیارہ شمار ہوے ہین پس یونانیون نے جو سات آسمان سات ستارون کے لیے قرار دیے تہے وہ بالکل غلط ہو گئے اور علمای اسلام نے جو لفظ سبع سموات کی تفسیر مین وہی یونانی حکیمون کے سات آسمان سمجہے تہے یقینی اُن علما نے غلطی کی تہی کیونکہ کلام الہٰی کبہی خلاف واقع نہین ہو سکتا پس اس سے ثابت ہے کہ سبع سموات سے یہ مطلب نہین ہے جو علمای اسلام نے تفسیرون مین قرار دیا ہے ۔

دوم ۔ مشتری کے گرد چار چاند اور زحل کے گرد سات چاند اور جرجیس کے گرد جو نیا سیارہ دکہائی دیا ہے چہہ چاند دوربین کے ذریعہ سے دکہائی دیے ہین اور وہ اپنے اپنے سیارہ یعنی مشتری و زحل و جرجیس کے گرد پہرتے ہین اور ہم اُنکی گردش کو اپنی آنکہہ سے بذریعہ دوربین کے دیکہتے ہین پس اگر آسمان ایسے ہی مجسم ہوتے جیسے کہ یونانی حکیم قرار دیتے ہین اور جیسا کہ علمای اسلام نے غلطی سے قرار دیا ہے تو اُن چاندون کا گرد اُن ستارون کے پہرنا ممکن نہ تہا ۔

فرض کرو کہ ایک کوٹہری ہے اور غول کبوترون کا اوسکے اوپر سے اندر گہستا ہے

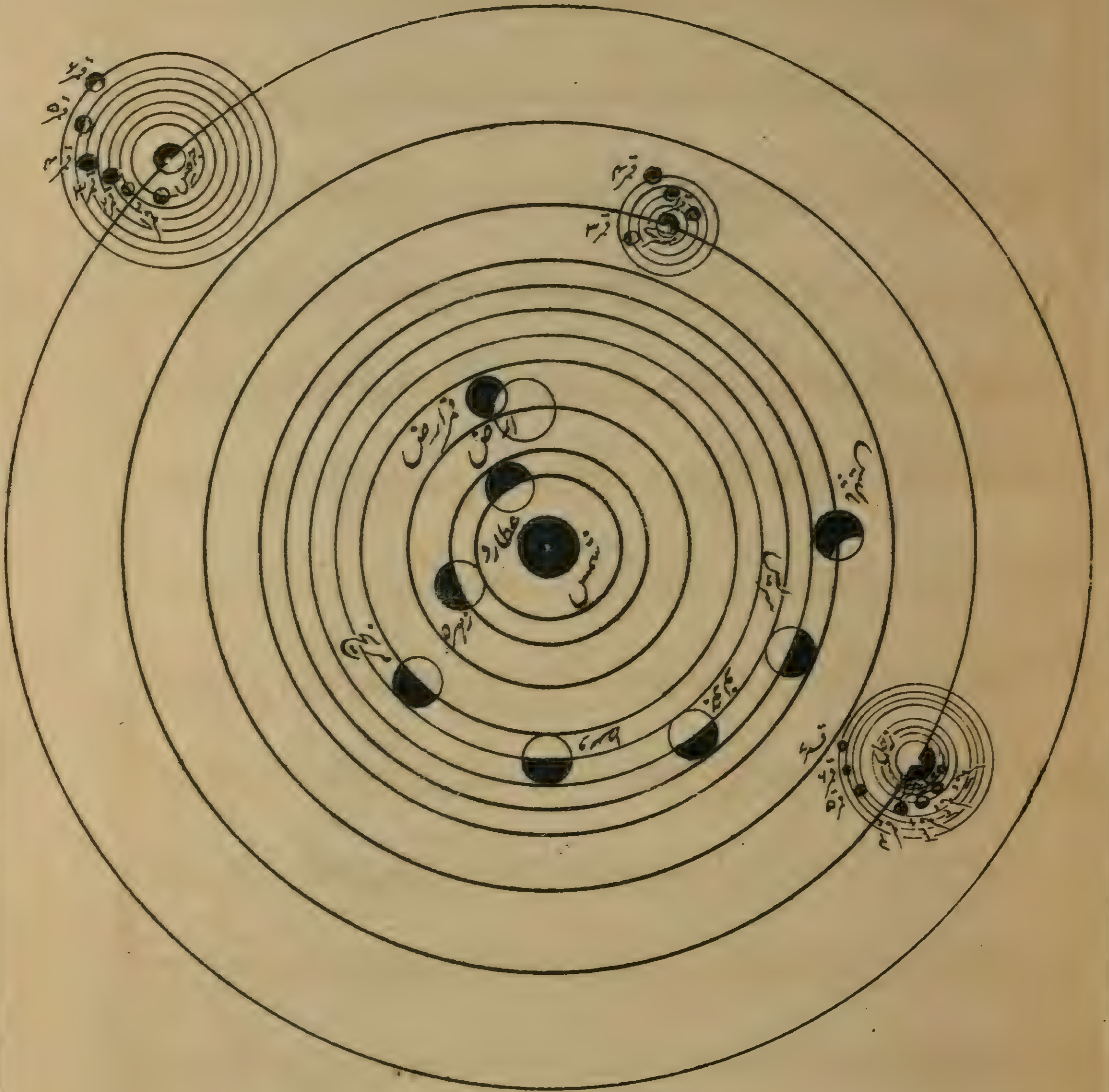
اور دروازہ سے نکلتا ہے تو ہر شخص یقین کریگا کہ اوس کوٹھری پر چھت نہین ہے یا کبوترون
کے گھسنے کے بقدر کھلی ہوی ہے یا وہ چھت ایسی ہے کہ کبوترون کے جانے آنے کو
مانع نہین ہوسکتی ورنہ ممکن نہین کہ کبوتر اوپر سے کوٹھری مین گھستے پس اگر ستارے آسمانون
مین جڑے ہوتے اور آسمان انڈے کے چھلکے کی طرح ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ اُن سیارون کے
چاند بغیر آسمانون کے توڑے اُن سیارون کے گرد دورہ کرتے ✣

سوم - اگلے زمانہ مین یونانی حکیمون نے دُمدار ستارون کو یہہ سمجھا تھا کہ آسمان و زمین
کے بیچ مین پیدا ہوجاتے ہین اور پھر جاتے رہتے ہین مگر اب مشاہدہ سے بذریعہ دوربین کے
ثابت ہوا ہے کہ یہہ بات غلط تھی وہ بھی بجای خود ستارے ہین اور بہت دور چلے جاتے
ہین اور پھر چلے آتے ہین اور اُن کی حرکت ایسی بڑی ہے کہ تمام کواکب اور فلک الافلاک مقررہ
حکمای یونان سے بھی اونچے ہوجاتے ہین اور چونکہ دُمدار ستارے بھی متعدد ہین اس لیے
متعدد سمتون پر حرکت کرتے ہین پس جس طرح کا جسم آسمانون کا یونانی حکیمون نے قرار دیا ہے
اگر ویسا ہی جسم آسمانون کا ہوتا تو دُمدار ستارون کا یا اس طرح پر حرکت کرنا ناممکن ہوتا یا اُنکی
حرکت سے تمام آسمان شیشہ کی طرح چکنا چور ہوجاتے ✣

دوربین کے ذریعہ سے دکھائی دیتا ہے کہ کواکب اس طرح پر واقع ہین جیسا کہ شکل دوم مین
بنایے گئے ہین اور اونکا دورہ بھی دوربین کے ذریعہ سے اُسی طرح معلوم ہوتا ہے جس طرح
کہ اُس شکل مین دائرے کھینچے ہین پس اب خیال کرو کہ اگر آسمان اُس طرح پر مجسم ہون جیسا کہ
حکمای یونان نے قرار دیا ہے اور ایک کا مقعر دوسرے کے محدب سے مماس ہو تو مشتری

سکل دوم

نظام عالم مطابق مشاهده بذریعهٔ دوربین



اور زحل اور جبر جبیس کے چاند کیونکر اُنکے گرد پھر سکتے ہین اور اگر آسمانون مین فاصلہ ہی مانا جاوے تو یہ ذوات الاذناب یعنی دُمدار ستارے کس طرح تمام آسمانون کو توڑ پھوڑ چکنا چور کر کر نکل جاتے ہین۔

اگر یہ بات کہی جاوے کہ ہم آسمانون کا جسم ایسا نہین مانتے جیسا کہ یونانی حکیمون نے مانا ہے بلکہ ہم ایسا لچ لچا اور ڈہلم ڈہلا مانتے ہین جسمین سے سب چیزین نکل جاتی ہین جیسے پانی یا ہوا یا اُس سے بھی زیادہ جسم لطیف مگر اس کہنے پر ہم پوچھتے ہین کہ ایسا جسم ماننے کی کیا ضرورت پیش آئی ہے۔ اُسپر ہمارے دوست کہتے ہین کہ ضرورت یہہ ہے کہ قرآن مجید سے انکار لازم نہ آوے ؛

ہم اُسکے جواب مین کہتے ہین کہ حضرت اگر ایسا ہی جسم آسمانون کا مانا جاویگا تب بھی مفسرین کی تفسیرون سے تو انکار کرنا پڑیگا کیونکہ سبعًا شدادًا کے جو معنی اُنہون نے قرار دیے ہین وہ کسی طرح ایسے لچ لچے ڈہلم ڈہلے جسم پر صادق نہ آوین گے اور ضرور دوسرے معنی قرار دینے پڑین گے۔

پھر ہم اونکو دوسری طرح سمجھاتے ہین کہ قرآن مجید کے سبب سے کسی چیز کو مان لینا اور اُسکی واقعیت پر کسی دلیل کا نہ لاسکنا کچھہ کام کی بات نہین ہے۔ جاہل مسلمانون کا یقین ہمارے یقین سے بہت زیادہ مضبوط ہے اُنکو تو نہ ہمین اس بات کے سمجھانے کی حاجت ہے کہ آسمانون کا جسم یونانی حکیمون والا جسم ہے یا اور کسی طرح لطیف و الطف لچ لچا اور ڈہلم ڈہلا جہان تک گفتگو ہے وہ لکھے پڑھے آدمیون سے ہے اور مذہب کے

سچے ہونے کے لائق زیادہ تر اُن لوگون سے متعلق ہین جو اس مذہب کو نہین مانتے تھے
یا اُن لوگون سے متعلق ہین جو پہلے اُس مذہب کو مانتے تھے مگر کسی وجہ سے اب اُس سے
پہر گئے ہین پس اگر ان دونون قسمون کے لوگون کے سامنے آپ فرمائین گے کہ ہم آسمان کا
ایسا جسم لطیف اس لیے مانتے ہین کہ قرآن کا انکار لازم نہ آوے تو اُسکے دل مین یہ بات
کیا اثر کریگی بلکہ مثل اُس شخص کے جسنے انارٹھی شاعر کو کہا تہا کہ شعر گفتن چہ ضرور نعوذ باللہ
وہ بہی جواب دیگا کہ تسلیم کردن قرآن چہ ضرور +

علاوہ اسکے نہایت ضعف یقین کی بات ہے کہ ہم قرآن مجید کے کسی کلام کی نسبت
جسمین واقعات اور حقائق موجودہ کا ذکر ہو کہین کہ اُسکی واقعی ہونے کا کچھہ ثبوت ہمارے پاس
نہین ہے ایسی بات سے کیا فائدہ ہے جسکے واقعی ہونے کا دل مین تو یقین نہو مگر صرف
زبان سے اقرار کیا جاوے ہمارا ایمان تو قرآن مجید پر ایسا مستحکم ہے کہ ہم تمام حقائق موجودہ
کو اور قرآن مجید کو مطابق دل سے یقین کرتے ہین +

چہارم - ہم بذریعہ دوربین کے زہرہ کو اور اسکے سوا اور ستارون کو بہی دیکھتے ہین
کہ مثل چاند کے بدر و ہلال ہوتے ہین پس اگر وہ ستارے آفتاب کے گرد پہرتے نہوتے
بلکہ زمین کے گرد پہرتے ہوتے تو اُنکا بدر و ہلال ہو کر ہمکو دکہائی دینا غیر ممکن ہوتا یونانی
حکیمون کو یہ بات معلوم ہی نہین ہوی تہی کہ اور ستارے بہی بدر و ہلال ہوتے ہین +

پنجم - ہم بذریعہ دوربین کے اپنی آنکھہ سے دیکھتے ہین کہ عطارد اور زہرہ جب آفتاب
کے پاس آجاتے ہین تو کبہی تو وہ آفتاب سے اس طرح پر مل جاتے ہین کہ آفتاب نیچے ہوتا ہے

اور وہ اُسکے اوپر ہوتے ہین اور کبھی آفتاب اوپر ہوتا ہے اور وہ اُسکے نیچے ہوتے ہین
اور یہہ بات ہو نہین سکتی جبتک کہ آفتاب ساکن نہو اور تمام سیارات معہ زمین کے اُسکے گرد
نہ پہرتے ہون اگر آفتاب چوتھے آسمان مین جڑا ہوا ہوتا اور وہ دونون اُس سے نیچے ہوتے
یعنی عطارد دوسرے آسمان مین اور زہرہ تیسرے آسمان مین اور وہ سب زمین کے گرد پہرتے
ہوتے تو ممکن نہ تہا کہ عطارد و زہرہ کبھی آفتاب کے اوپر آفتاب سے جا کر ملتے یونانی حکیمون
کو یہہ بات معلوم ہی نہین ہوی تہی کیونکہ اُس زمانہ مین دوربین ایجاد نہین ہوی تہی مگر اس
زمانہ مین اُنکا مقررہ علم ہیئت مشاہدہ سے غلط ثابت ہوتا ہے پس اس سے زیادہ انسان
کی نادانی کیا ہوگی کہ قرآن مجید کی تفسیر ایسے اصول پر کرے جنکی غلطی علانیہ ہو اور ایسے
اصول پر تفسیر کرنے کو کفر سمجھے جو بالکل واقع کے مطابق ہو +

علاوہ اسکے اور بہت سی دلیلین ہین جنسے بخوبی بمنزلہ عین الیقین بلکہ حق الیقین کے
ثابت ہوتا ہے کہ یونانیون نے آسمانون کا جیسا جسم مانا تہا اور کواکب کو اُنمین جڑا ہوا
تسلیم کیا تہا اور یہہ جانتے تہے کہ تمام آسمان معہ کواکب کے زمین کے گرد حرکت کرتے
ہین اور زمین ساکن ہے یہہ محض غلط اور خلاف واقع ہے مگر وہ دلیلین فی الجملہ مشکل
ہین اور آلات رصدیہ کی واقفکاری اور علم طبیعیات کے جاننے پر موقوف ہین اور ہم
سمجھتے ہین کہ عام لوگ جو اُن علوم سے محض ناواقف ہین سمجھہ نہین سکنے کے اس لیے
ہمنے اُن کو بیان نہین کیا اور صرف چند موٹی موٹی باتین بیان کی ہین جو ہر سمجھہ دار آدمی
کی سمجھہ مین آسکتی ہین خواہ وہ اُن علوم سے واقف ہو یا نہو +

مشاہدہ سے اور تمام دلیلون سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایک وسعت مین خواہ اُس مین کوئی جسم لطیف سیال ہو یا نہو تمام کرات جو کواکب دکھائی دیتے ہین پہیلے ہوے ہین یہہ زمین بہی اُنہی کی مانند ایک کرہ ہے اُنکی مثال ایسی ہے جیسے کہ ہم رات کو مختلف مقامات مین بہت سے غبارے اوڑا دیتے ہین اور وہ اوپر چلے جاتے ہین اور معلق ٹھہرے ہوے اور چلتے ہوے دکھائی دیتے ہین اسیطرح یہہ سب کرے کواکب کے معہ ہماری زمین کے خداتعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک وسعت مین بکہیر دیے ہین جو اپنی اپنی جگہہ مین ہین اُن سب کے بیچ مین آفتاب ہے اور وہ سب اُسکے گرد پہرتے ہین اور نہین معلوم کہ ایسے ایسے آفتاب اور کتنے ہین اور کتنے ستارے اُنکے ساتہہ ہین جو اُسکے گرد پہرتے ہونگے کیونکہ خداتعالی کی قدرت اور صنعت بے انتہا ہے +

ہمارے مخالفون کو اور ہمپر مسئلۂ وجود آسمان پر فتوی کفر دینے والون کو ذرا غور سے انصاف کرنا چاہیئے کہ خدا کی قدرت اور عظمت اُسکو صرف اس دنیا کا جو اُنکے نزدیک مثل ایک انڈے کی محدود ہی خدا اور خالق ماننے مین ہی یا اُسکو ایسی بے انتہا مخلوق کا خالق اور خدا ماننے مین ہی جسکی انتہا مثل اُسکی قدرت کے بے انتہا ہے جیسی یہہ ہماری دنیا ہے جسکے لیے یہہ آفتاب ہے اور جس سے بہت سے کواکب سیارے متعلق ہین اسیطرح اور بہت سے بے انتہا شموس ہین جن کا نظام ہی جدا جدا اور مثل ہماری دنیا کے بلکہ اُس سے بہی زیادہ عجیب بے انتہا نظام شمسی جسکے مجموع کو ہم دنیا کہتے ہن موجود ہین اور وہ اُن سب کا خالق اور سب کا ایک خدائی احد ذو الجلال ہے جسکا نہ کوئی ند ہے اور نہ کوئی ضد۔ تعجب ہے کہ صرف ایک چڑیا کے انڈے کے برابر

چیز کا خدا کو خدا اور خالق جاننا تو اسلام ہوا اور اُسکو ایسا قادر مطلق اور بے انتہا مخلوق کا خالق اور اُس سب کا خدا ماننا کفر ہو فہیہات ہیہات لمثل ہذا الاسلام مرحبا ثم مرحبا لمثل ہذا الکفر وللہ در من قال۔

گر مسلمانی ہمین است کہ واعظ دارد		واے گر در پس امروز بود فردائے	

ہان بلاشبہہ اب ہمکو اس بات پر غور کرنا باقی ہے کہ جس چیز کا ہمنے مشاہدہ کیا ہے اور جسکو ہمنے دلیل قطعی یعنی مشاہدہ سے واقعی بیان کیا ہے قرآن مجید یا وہ احادیث صحیحہ جو بدرجۂ یقین یا قریب بدرجۂ یقین یا قریب بظن غالب پہونچی ہین اور کوئی نقص یا کوئی وجہ اُنکے انکار کی بہی نہین ہے وہ تو اُسکی مخالف نہین ہین کیونکہ اگر وہ اُسکی مخالف ہون تو دو کامون مین سے ایک کام ضرور کرنا پڑیگا یا اُس مشاہدہ کو غلط ماننا پڑیگا یا نعوذ باللہ اسلام کو غلط تسلیم کرنا ہوگا مگر میری دانست مین نہ قرآن اور نہ کوئی حدیث صحیح اُسکے برخلاف ہے جسکا ہم مفصل بیان کرتے ہین+

مگر اُسکے بیان کرنے سے پہلے چند باتین بیان کرنی ضرور ہین کیونکہ وہی ہمارے اصول ہین جنپر ہمارا بیان مبنی ہوگا+

اول - یہہ کہ ہم اُس بات کو تسلیم نہین کرنے کے کہ ہمارا بیان اس لیے غلط ہے کہ مفسرین نے اُسکے برخلاف بیان کیا ہے کیونکہ ہمارے نزدیک مفسرین نے قرآن مجید کی تفسیر اُنہی اصولون پر کی ہے جو حکماے یونان نے مقرر کیے تہے اور جن کی غلطی ہمکو مشاہدہ سے ثابت ہوئی ہے+

دوسرے - یہہ کہ الفاظ قرآن مجید کے وہی معنی لینگے جو اُن پڑہ اہل عرب اُن کے معنی حقیقی یا مجازی موافق اپنی بول چال کے سمجھتے تھے نہ وہ معنی کہ کسی علم کے عالمون نے بموجب اپنی اصطلاح کے قرار دیے ہین کیونکہ خود خدا نے فرمایا ہے کہ "وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ"

تیسرے - یہہ کہ قرآن مجید بلسان قوم عرب نازل ہوا ہے زبان اہل عرب بلکہ تمام دنیا کی قومون کی زبان اُنہی الفاظ پر محدود ہے جن سے وہ اپنے مافی الضمیر کو تعبیر کرتے ہین اور انسان کے خیال مین یا دل مین بہی وُہی چیزین آسکتی ہین جنکو وہ حواس خمسۂ ظاہری و باطنی سے جان سکتا ہے پس جس چیز کو یا اُسکی مثل کو ہمنے نہ کبھی دیکھا ہو نہ چھوا ہو نہ چکھا ہو نہ سونگھا ہو اور نہ ہمارے کان کی قوت سامعہ نے اُسکا حس کیا اور نہ ہمارے خیال مین آئی ہو اُسکا بیان کسی زبان کے الفاظ سے نہین ہو سکتا اُسکے بیان سے انسان جبکہ وہ کسی قوم کی زبان مین تکلم کرے یقیناً عاجز ہے اور خداوند پاک بہی ایسے لفظ کو استعمال نہین فرما سکتا جسکے سمجھنے سے وہی قوم عاجز ہو جسکے سمجھانے کے لیئے وہ لفظ بولا گیا ہو خدا کی ماہیت ذات ہم کسی لفظ سے بیان نہین کر سکتے اور نہ خدا ہمکو اپنی ماہیت ذات عربی زبان کے یا اور کسی زبان کے لفظون مین بتا سکتا ہے کیونکہ کسی زبان مین کوئی لفظ اُسکی اصلیت پر مطلع کرنے کے لیئے نہین ہے ۔

اسی طرح جتنی چیزین ایسی ہین کہ وہ نہ ہمارے دل مین آسکتی ہین نہ ہمارے خیال مین اُنکی تعبیر کے لیئے کوئی لفظ کسی زبان مین نہین ہوتا اور جبکہ کوئی شخص اور وہ بہی جو اُن چیزون کو

جانتا ہے کسی قوم کی زبان مین اُنکو نہین بیان کرسکتا تو ایسا طرز کلام کام مین لاتا ہے
جس سے نتیجہ وہی حاصل ہو جاوے جو اُسوقت حاصل ہوتا اگر اُس مطلب کی تعبیر کے
لیئے کوئی لفظ کسی قوم کی زبان مین ہوتا ؛

اِسکی مثال یہ سمجھو کہ قرآن مجید مین خدا کی نسبت ہاتھہ کا پاؤن کا مُنھہ کا لفظ آیا ہے یہہ تینون
لفظ انسان کی زبان مین ایک خاص شے کی تعبیر کرنے کے لیئے ہین مگر چونکہ خدا کی ذات
ہمارے ادراک سے خارج ہے تو ہرگز ان لفظون کے وہ معنی ہم نہین لے سکتے جو ید اور
ساق اور وجہ کے لیتے ہین بلکہ ان لفظون کے مفہوم سے ہم ناواقف ہین البتہ ان لفظون
سے وہ نتیجہ حاصل کرتے ہین جو اُسوقت حاصل ہوتا اگر خدا کی ذات کی تعبیر کے لیے کوئی
لفظ ہوتے ؛

پس جو لوگ یہ بات کہتے ہین کہ ہم قرآن مجید کے الفاظ سے ہر مقام پر وہی معنی لینگے اور
وہی حقیقت سمجھینگے جو عرب کی زبان مین اُنکے لیئے معنی ہین یہ اُن کی محض غلطی ہے بلکہ
الفاظ مستعملہ قرآن مجید کے محل کو دیکھنا چاہیئے کہ اگر وہ محل ایسا ہے جو ہمارے ادراک
کے محدود احاطہ مین داخل ہے تو بلاشبہہ اُسکے ہم وہی معنی لین گے جو زبان عرب مین حقیقتاً
یا مجازاً موافق محاورۂ زبان عرب کے اُسکے لیئے ہین اور اگر وہ محل ایسا ہے جو ہمارے ادراک
سے باہر ہے تو ہم اُس لفظ کے حقیقتاً وہ معنی نہین سمجھنے کے جو انسان کی زبان مین ہین
بلکہ ہم اُس سے صرف اُس نتیجہ کو حاصل کرینگے جو نتیجہ ہمکو اُس وقت حاصل ہوتا اگر اُس حقیقت
کی تعبیر کے لیے کوئی لفظ ہوتا ۔ هذا ما الهمنی ربی والحمد لله علی ذلك وصلے الله علی

حبیبہ محمد واٰلہ اجمعین +

چوتھے - یہہ کہ قرآن مجید اگرچہ خالق کل کائنات کا کلام ہے مگر چونکہ وہ بطریق اعجاز انسان کی زبان مین بولا گیا ہے اس لیئے اُسکے معنی اور مراد لینے مین فصاحت اور بلاغت کے لحاظ سے وہی امور اُسکے لوازم مین شمار کیے جاوینگے جو ایک اعلیٰ درجہ کی زبان عرب مین معتبر ہون نہ اور کچھہ - پس جس طرح کہ فصیح و بلیغ انسان آپس مین بول چال کرتے ہین اور جو طرز اُنکی بول چال کا ہوتا ہے اُسیکا لحاظ قرآن مجید مین بھی ہمیشہ رکھنا چاہیے -

ان اصول اربع کے سمجھنے کے بعد ہمکو یہہ دیکھنا چاہیئے کہ عربی زبان مین سما کا لفظ کن کن معنون مین آیا ہے اور اَن پڑہ عرب کس چیز کو اس اسم کا مسمی سمجھتے تھے +

قاموس مین جو لغت زبان عرب کی کتاب ہے صرف اتنا لکھا ہے کہ "السماء معروف" یعنی آسمان وہ ہے جسکو سب جانتے ہین پس اب پوچھتے ہین کہ وہ کیا چیز ہے جسکو سب آسمان جانتے تھے یا جانتے ہین بجز اس نیلی یا سبز چیز کے جو ہمکو دکھائی دیتی ہے اور کسی چیز کو کوئی شخص (بشرطیکہ وہ مولوی نہو) نہ آسمان جانتا تھا اور نہ آسمان جانتا ہے یہی نیلی یا سبز چیز جو ہمکو دکھائی دیتی ہے سما کا مسمے سمجھا جاتا ہے +

اس مقام پر مین نے شرط مذکور بے فائدہ لگائی کیونکہ اگلے بزرگون اور عالمون کے نزدیک بھی سما کا مسمے یہی نیلی یا سبز چیز تھی +

ایک بزرگ نے ابی حاتم کی روایت بسند قاسم ابن بزہ ہمارے سامنے پیش کی ہے کہ "قال لیست السماء مربعۃ لکنہا مقبوبۃ یریہا الناس خضرا" یعنی آسمان

مربع نہین ہے مگر قبہ بنایا گیا ہے دیکھتے ہین اوسکو لوگ سبز"*

پہر دوسری روایت ثعلبی کی بسند ضحاک پیش کی ہے تفسیر کوہ قاف مین "انہ جبل محیط بالارض من زمردۃ خضراء خضرۃ السماء منہ" یعنی قاف پہاڑ ہے محیط ساتہہ زمین کے زمرد سبز سے سبزی آسمان کی اُسی سے ہے*

پہر تیسری روایت ابوالجوزا کی بسند ابن عباس پیش کی ہے کہ "قال ابن عباس قاف جبل من زمرّدۃ خضراء محیط بالعالم فخضرۃ السّماء منہا" یعنی قاف ایک پہاڑ ہے زمرد سبز کا محیط ہے ساتہہ عالم کے پس سبزی آسمان کی اوس سے ہے*

اگرچہ ہم ان روایتون کو نہین مانتے اور ضعیف بلکہ موضوع سمجھتے ہین مگر اتنی بات البتہ ضرور پائی جاتی ہے کہ اگلے زمانے کے لوگ لفظ سما کا مسمےٰ اسی چیز کو جو نیلی نیلی یا سبز سبز دکہائی دیتی ہے سمجھتے تھے*

خداتعالی نے بہی آسمان کے ہمکو یہی معنی بتائے ہین بلکہ اس طرح بتایا ہے کہ یہہ آسمان ہے اسکو دیکہو*

سورہ ہل اتاک مین اللہ تعالی فرماتا ہے "اَفَلَا یَنظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ وَاِلَی السَّمَاۤءِ کَیْفَ رُفِعَتْ" یعنی پہر کیون نہین دیکہتے اونٹ کو کہ کیسا بنایا گیا ہے اور آسمان کو کہ کس طرح اونچا کیا گیا ہے" پس خدا اسی چیز کے دیکہنے کو جو اونچی اور نیلی ہمکو دکہائی دیتی ہے فرماتا ہے اور اسی کا نام سما لیتا ہے*

پہر سورہ نحل آیت ۸۱ مین فرمایا ہے "اَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَاۤءِ

یعنی کیا نہین دیکھتے اوڑنے والے جانورون کو کہ فرمانبردار کیئے گئے ہین آسمان کی وسعت مین" پس ہم اسی نیلی نیلی چیز کی وسعت مین پرندون کو اوڑتا ہوا دیکھتے ہین جسکا نام ہمکو خدا نے سما بتایا ہے +

پہر سورۂ روم آیت ۴۷ مین فرمایا ہے اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ یعنی اللہ وہ ہے جو چلاتا ہے ہواؤن کو پہر اوٹہاتی ہین بادلون کو پہر پہیلاتا ہے اُسکو آسمان مین" پس ہم دیکھتے ہین کہ اسی نیلی نیلی چیز مین ہوا چلتی ہے اور اسمین بادل اُٹہتے ہین اور اسی مین پہیلتے ہین اور اسی نیلی نیلی چیز کا نام خدا نے ہم کو سما ر بتلایا ہے +

پہر سورۂ سبا آیت ۹ مین فرمایا ہے اَفَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَیْهِمْ کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ یعنی کیا اُنہون نے اُس چیز کو نہین دیکہا جو اُنکے آگے ہے اور جو اُن کے پیچہے ہے آسمان اور زمین سے اگر ہم چاہین تو اُنکو زمین مین دہنسا دیوین یا اُنپر آسمان سے ٹکڑا ڈالدین" پس ہمارے چارون طرف یہی نیلی چیز ہے جو ہمکو دکہلائی دیتی ہے اور جس طرح کہ ہمکو زمین مین دہنس جانے کا خیال آتا ہے اسی طرح اس نیلی نیلی چیز کے ٹوٹ پڑنے کا خیال ہوتا ہے اور اسی نیلی چیز کا نام خدا نے سما ر بتایا ہے +

پہر سورۂ قاف آیت ۶ مین فرمایا ہے " اَفَلَمْ یَنْظُرُوْا اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ یعنی کیا نہین دیکہا اُنہون نے آسمان کو اپنے اوپر" پس یہی نیلی چیز ہمکو اوپر دکہائی دیتی ہے اور

اِسی کا نام ہمکو خدا تعالی نے سما بتلایا ہے*

پہر سورۂ حج آیت ۶۵ مین فرمایا ہے وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ یعنی تہام رکہتا ہے آسمان کو زمین پر گرنے سے" پس وہ کیا چیز ہے جو ہمکو زمین پر گرنے سے تہام رکہی ہوئی معلوم ہوتی ہے یہی نیلی نیلی چیز ہے جسکا نام خدا نے ہمکو آسمان بتلایا ہے پس لفظ سما جو قرآن مجید مین آیا ہے وہ تو اُسی چیز پر بولا گیا ہے جسکو اہل عرب سما سمجہتے تہے۔ ہمارے شفیق جب چاہتے ہین کہ سما کے معنی کچہہ اور بدل دین تو وہ نہایت خفگی سے فرماتے ہین کہ "یہہ نیلی چہت چہنبری اوہن من بیت العنکبوت مثل ہوا و دخان کے کیا سما منصوصۂ قرآن یہی ہے اور اسی کی نسبت قرآن مین وارد ہوا ہے ءانتم اشد خلقا ام السماء بناها رفع سمكها * والسماء بنيناها بايد ۔ وہ یہی آسمان ہے جسکی نسبت فرمایا ہے ولقد جعلنا في السماء بروجا وزيناها للناظرين * وحفظناها من كل شيطان رجيم * انا زينا السماء الدنيا بزينة الكواكب وحفظا من كل شيطان مارد لا يسمعون الى الملاء الاعلى * ومن اياته ان تقوم السماء والارض بامره * کیا یہ منجملہ اُن کہین کے ہے جسکی نسبت قرآن مین ہے يوم نطوى السماء كطى السجل للكتب * کیا اسی کی نسبت ہے يمسك السماء ان تقع على الارض * ويوم تشقق السماء بالغمام * يوم تمور السماء مورا * يوم تاتي السماء بدخان مبين * اسی کی نسبت فرمایا ہے تبارك الذي جعل في السماء بروجا وجعل فيها سراجا وقمرا منيرا یہی ہے جسکی

نسبت قرآن مین ہے وانشقت السماء فہی یومئذٍ واھیۃ والملک علےٰ ارجائہا *یوم تکون السّماء کالمہل * یوم یجعل الولدان شیبا السماء منفطر بہٖ * اذا السّماء فرجت * وفتحت السماء فکانت ابوابا * اذا السّماء کشطت * اذا السماء انفطرت * اذا السماء انشقت * والسماء ذات البروج والسّماء ذات الرجع" *

مگر ہم ادب سے کہتے ہین کہ حضرت خفا ہونے کی کوئی بات نہین ہے فرمایا تو اُسی کی نسبت ہے کیونکہ یہہ سب باتین بقول آپ کے سمار کی نسبت ہین اوراسی نیلی نیلی سبز چیز کو اہل عرب سمار جانتے تھے پہر بہلا ہم پر خفگی کیا ہے اگر خفا ہونا ہے تو خدا پر خفا ہوجیے کہ اُسنے اس نیلی چہت چہتری اوہن من بیت العنکبوت پر کیون ان صفتون کا اطلاق کیا جو اُسپر صادق نہین آتین یا اُسی چیز کو ایسا مانیے جسپر یہ صفتین صادق آجاوین یا ہمارے ساتہہ ہو جیے اور ایسے معنی اختیار کیجیے کہ خدا پر سے نعوذ باللہ کذب کا الزام اُٹہے ع

بازہی چرخ ازین یک دوسہ کاری بکند	یا وفا یا خبر وصل تو یا مرگ رقیب

ایک ہمارے شفیق نے نہایت خوشی سے ہمکو الزام دیا ہے کہ تم کہتے ہو کہ "لا وجود للسمار جسمانیا" اور اگر یہی سقف چہتری مصداق آیات ہو تو اسکا بہی تو جسم ہے پہر خود تمہارے اقرار سے تمہارا قول غلط ثابت ہوگیا *

بلاشبہہ یہہ الزام ہمپر بہت بڑا الزام ہے جسکو ہم بہی تسلیم کرتے ہین مگر جناب آسمانون کی ایسی جسمانیت ماننے مین ہمکو کچہہ عذر نہین ہم تو اُس جسمانیت کے منکر ہین جس کو

حکماے یونان نے قرار دیا ہے اور جسکی تقلید علماے اسلام نے کی ہے گو کہ بسبب کسی خاص وجہ کے انکی ایک آدہ بات سے اختلاف بہی کیا ہو *

جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ مین ہم گمراہون کی ہدایت کیلئے رقام فرمایا ہے کہ "ہمارا اعتقاد نسبت آسمانون کے یہہ ہے کہ وہ ایسی چیزین ہین کہ خدا نے اُن کو بنایا ہے اور ہمارے اوپر ہین اور خلقت اونکی ہماری خلقت سے محکم تر اور شدید ہے اور وہ بے ستون محض قدرت کاملہ سے مرفوع ہین اور شمس و قمر و نجوم کے مغایر ہین اور شمس و قمر و نجوم اُن مین ہین اور قابل انشقاق و انفطار ہین پہر وہ لکہتے ہین کہ ہم اس اعتقاد کے منکر کو منکر آیات قرآن سمجہتے ہین" *

کسی کو منکر آیات کہہ دینا تو بہت آسان بات ہے ہر شخص ایک آیت کے کوئی معنی اپنے نزدیک ٹہراکر دوسرے کو کہہ سکتا ہے کہ اس معنی کے نہ ماننے والے کو ہم منکر آیت قرآن سمجہتے ہین جیسے مثلاً مفسرین کے دو فرقون مین سے ایک اس بات کا قائل ہے کہ آسمان سقف مسطح ہے اور اُسکے ستون کوہ قاف پر رکہے ہوے ہین اور دوسرا اس بات کا قائل ہے کہ آسمان مثل مرغی کے انڈے کے گول ہے پس اس صورت مین جو فرقہ اسکے مسطح ہونے کا قائل ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ جو شخص آسمان کو مثل انڈے کے اعتقاد کرے وہ منکر قرآن ہے اور جو اسکو انڈے کے مثل کہتے ہین وہ کہہ سکتے ہین کہ جو شخص آسمان کو مسطح کہے وہ منکر قرآن ہے حالانکہ یہ دونون مخالف فرقے ابتک مسلمان مفسرین و مومنین شمار ہوتے ہین اور اُنکے مذاہب بطور تحقیق و اختلاف آرا بڑی بڑی تفسیرون مین نقل

کیسے جاتے ہین پس مولوی محمد علی صاحب کے قواعد کے موافق ان مین سے بہی ایک تو
ضرور منکر قرآن ہوگا مگر اس سے کسی کا کچہہ فائدہ نہین بلکہ بنا ہی کچہہ نقصان ہے *
مگر جو کچہہ مولوی صاحب نے فرمایا اگرچہ وہ کسی قدر ترمیم کے قابل ہے مگر ہمکو اُس سے
انکار بہی نہین بیشک آسمان ایسی چیزین ہین کہ خدا نے اُن کو بنایا ہے اُن پر کیا موقوف ہے
تمام چیزون کا یہان تک کہ جناب مولوی صاحب کا بہی بنانیوالا خدا ہی ہے دوسرا کوئی
نہین بے شک وہ ہمارے اوپر ہین مگر یہان ذرا غلطی ہے کیونکہ وہ ہمارے پاؤن تلے
بھی ہین بیشک وہ ہماری خلقت سے محکم تر اور شدید ہین لیکن اگر لفظ محکم اور شدید سے یہ سمجہا
جاوے کہ جیسے کچی مٹی کی دیوار اور ایک ریختہ کی یا اژدہات کی دیوار یا جیسے ایک مٹی
پڑی ہوی چہت اور ریختہ کی ڈاٹ لگی ہوی تو اس سے ہمکو معاف رکہین کیونکہ ہمارے
نزدیک قرآن مجید کے اُن لفظون کا یہ مطلب نہین ہے - بیشک وہ بے ستون محض قدرت
کاملہ سے مرفوع ہین یہان صرف اتنی بات ہے کہ جناب مولوی صاحب کو نہین معلوم ہوا
کہ وہ قدرت کاملہ کس ذریعہ سے ظاہر ہوی ہے مگر ہمکو معلوم ہوگیا ہے کہ عالم اسباب مین وہ
قدرت اُس قوت کے ذریعہ سے ظاہر ہوی ہے جسکو ہم جذب کہتے ہین - اور مولوی صاحب
کے کلام مین شاید لفظ "مرفوع ہین" کی جگہہ یون ہونا چاہیے کہ ہر ایک کی نسبت مرفوع
دکہائی دیتے ہین - اس سے بہی ہمکو کچہہ انکار نہین کہ وہ شمس و قمر و نجوم کے مغائر ہین مگر اتنا
کہتے ہین کہ اُنپر بہی بوجہہ اُنکے مرتفع ہونے کے اطلاق ہوسکتا ہے مگر یہہ جو مولوی صاحب نے
فرمایا کہ شمس و قمر و نجوم اُن مین ہین یہ گول گول بات ہے اگر اس سے یہ مراد ہے کہ شمس و قمر

ونجوم اُن مین اسطرح ہین جیسے پانی مین مچھلی یا ہوا مین کبوتر تو تو ہم بدل تسلیم کرتے ہین اور
اگر اُن کے اُن مین ہونے سے اسطرح کا ہونا مراد ہے جیسے تختہ مین کیل یا انگوٹھی مین
نگینہ تو ہم اُسکو تسلیم نہین کرتے کیونکہ ہمارے نزدیک خدا کے کلام کا یہہ مطلب نہین ہے۔
پھر جناب ممدوح ارقام فرماتے ہین کہ وہ قابل انشقاق وانفطار کے ہین۔ ان نفظون مین
جو مولوی صاحب نے فرمائے ہین قرآن مجید کی بخوبی مطابقت نہین ہوتی اگر یون فرماتے
کہ اُن پر انشقاق وانفطار کا اطلاق ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے تو بالکل صاف ہو جاتا مگر خیر
بلحاظ ادب جناب مولویصاحب کے ہم اُسی کو تسلیم کرلین گے *

اب ہمکو یقین ہے کہ جناب مولوی صاحب ہم سے خوش ہو جاوینگے اور اب ہم کو اور
ہمارے مسلمان دوستون کو بے فائدہ ملحد و مرتد و منکر قرآن اور بیدین نفرماوین گے کیونکہ
ہمارا اس مین کچھہ نقصان نہین اور مفت مین جناب مولوی صاحب کی زبان گندی ہوتی ہے
مگر ایک جگہہ مولوی صاحب نے ہملوگون کی بات کو مجذوبانہ بڑ لکھا ہے پس اونکا ہم نہایت
شکر کرتے ہین کہ انہون نے ہمکو تکلیفات شرعیہ سے بری کیا ہے مگر پھر نہ معلوم کہ کیون
ملحد و مرتد و بیدین قرار دیتے ہین مگر باتین تو مولوی صاحب کی بھی ایسی ہین کہ ایک کو
دوسری سے مناسبت نہین خدا رحم کرے *

اب یہہ بات بخوبی ظاہر ہو گئی کہ قرآن مجید مین سماء کے لفظ کا اطلاق بمعنی آسمان اسی
نیلی چھتری چھت پر آیا ہے خواہ وہ اوہن من بیت العنکبوت ہو خواہ اشد من سقف الحدید *
دوسرے معنون مین سماء کا اطلاق قرآن مجید مین بادلون پر آیا ہے بیسیون جگہہ

قرآن مجید مین خدانے فرمایا ہے انزل من السماء ماء یعنی اوتارا آسمان سے یعنی بادل سے پانی اور کچھہ شک نہین کہ بادل سے مینہہ برستا ہے اور اس جگہہ سمار کا لفظ بادل یعنی ابر پر بولا گیا ہے مگر ہمارے شفیق فرماتے ہین کہ ہم قرآن کے معنی بدل دینگے اور کہین گے کہ اس سے من جانب السمار مراد ہے مگر مین نہین سمجھتا کہ سورہ ہود کی ۵۴ آیت کی نسبت کیا فرماوینگے جہان خدانے فرمایا ہے یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا یعنی بھیج دیگا آسمان کو یعنی ابر کو تمپر برسنے والا'' پھر ۴۴ آیت مین فرمایا ہے وَقِیْلَ یَآ اَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَیَاسَمَآءُ اَقْلِعِیْ یعنی اور کہا گیا ای مین نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان یعنی ابر تھم جا۔ تفسیر کبیر مین لکھا ہے اقلعت السماء بعد ما مطرت اذا مسکت یعنی عرب کے محاورہ مین کہا جاتا ہے اقلعت السماء جبکہ برس کر تھم جاتا ہے پس اب کون شخص اس بات پر شبہہ کر سکتا ہے کہ قرآن مجید مین سمار کے لفظ کا ابر و بادل پر بھی اطلاق ہوا ہے *

تیسرے جس چیز مین کواکب پھرتے ہین اُسپر لفظ فلک کا بھی اطلاق آیا ہے سورہ انبیا آیت ۳۴ مین خدا فرماتا ہے '' وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ یعنی اور وہ ہے جسنے پیدا کیا رات کو اور دن کو اور سورج کو اور چاند کو ہر ایک بیچ آسمان کے تیرتے ہین '' *

پھر سورہ یس آیت ۴۰ مین فرمایا و لا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَکُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ یعنی سورج کے لیے لائق نہین ہے

کہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات پہلے ہو سکتی ہے دن سے اور سب ستارے آسمان مین چلتے ہین ،، اور اہل علم تو آسمان کی جگہہ فلک ہی کا لفظ بولتے ہین جیسے فلک قمر وغیرہ اور فلک کسی ایسے مجسم کو نہین کہتے جیسے یونانیون کا آسمان *

چوتھے سموات کی جگہہ طرائق کا لفظ بھی خدا تعالے نے فرمایا ہے پس ان دونون لفظون سے ہمارا یہہ مطلب نہین کہ سما اور فلک اور سموات اور طرائق مرادف ہین بلکہ صرف استدلال اسقدر ہی کہ سما و سموات کی جگہہ ان لفظون کے بولنے سے پایا جاتا ہے کہ آسمان کا ایسا جسم جیسا کہ یونانیون اور اُن کی تقلید سے علمای اسلام نے تسلیم کیا ہے ویسا جسم اُنکا نہین ہے *

جناب مولوی محمد علی صاحب نے یا تو ہمارا مطلب نہین سمجھا یا ہمارا بیان ایسا ناقص ہے کہ عالمون کی سمجھہ مین نہین آتا وہ فرماتے ہین کہ ستارے حرکت کرنے والے اجسام ہین پس ضرور ہے کہ مدار اُنکا طویل و عریض و عمیق ہو * جب یہہ امر ممہد ہو چکا تو بعد مدار حرکت سیارگان اُن لوگون کی راے پر جنکے نزدیک خلا محال ہے بلا شک و شبہہ جسم ہی ہوگا خواہ جسم لطیف مثل پانی و ہوا کے ہو خواہ کثیف شفاف ایسا جو مانع سیر نہو اور جو لوگ خلا کے امکان کے قائل ہین اُن کے نزدیک ممکن ہے کہ بعد مجرد ہو یا بعد مجسم *

خدا مولوی صاحب کا بھلا کرے ہم تو اسی مدار کو جسکا ابھی ذکر کیا سما و سبع سموات مانتے ہین اور صرف یونانی حکیمون کے آسمان مجسم سے انکار کرتے ہین نہ ایسے مدار سے جسکا جناب مولوی صاحب نے ذکر کیا اور اس بات کا کچھہ خیال ہی نہین کرتے کہ خلا

محال ہے یا ممکن کیونکہ اُسکے محال یا ممکن ہونے پر ابتک کوئی دلیل قطعی معلوم نہین ہوئی ہے بلکہ بحالت امکان خلا بھی ہم اس مدار کو مخلوق بلکہ ذی ابعاد ثلثہ تسلیم کرینگے صرف ہم مین اور جناب مولوی صاحب مین اتنا فرق ہے کہ شاید جناب ممدوح خلا کو غیر مخلوق مانتے ہین اگر وہ ممکن ہو مگر ہم خلا کو بھی مخلوق مانتے ہین اور خدا کو سب چیز کا یہان تک کہ خلا کا بھی خالق جانتے ہین*

تعجب ہے کہ ہم برابر اور اپنی ہر ایک تحریر کے شروع مین کہتے آتے ہین کہ ہم اُس حقیت سماٰت آسمانون کے منکر ہین جو یونانی حکیمون نے تسلیم کی ہے اور جسکو علمای اسلام نے یونانیون کی تقلید کر کر بہ تبدیل قلیل تسلیم کیا ہے اور جزو مذہب قرار دیا ہے*

ہم علمای اسلام کی اُن لغو باتون سے انکار کرتے ہین جنمین اُنھون نے یونانیون کی تقلید سے اور موضوع روایتین سنکر آسمان کو ایسا جسم مانا ہے جو ہم اور اوپر کی مخلوق مین آڑ ہے اور لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے دیکھو تفسیر کبیر مین یوم تشقق السماء بالغمام کی تفسیر مین کیا لغو روایتین لکھی ہین ایک روایت لکھی ہے کہ انبیا کے وقت مین کونے کترون مین سے فرشتے نازل ہوا کرتے تھے آسمان بدستور جُڑے رہتے تھے مگر جب آسمان پھٹ جاوینگے تو زمین مین اور فرشتون مین کوئی حائل نہین رہنے کا بس فرشتے زمین پر اوتر آوینگے*

دوسرا قول لکھا ہے کہ آسمان کے اوپر تو فرشتے رہتے ہین مگر جب وہ پھٹ جاویگا تو خواہ نخواہ انکو نیچے اوترنا پڑیگا بقول شخصے کہ جب اڈا ہی نرہیگا تو بیٹھینگے کاہے پر بھ

حضرت ابن عباس کی طرف روایت کو منسوب کیا ہے اور ساتون آسمانون کا پہٹنا اور
وہان کے فرشتون کا زمین پر آنا بیان کیا ہے پہر اس فکر مین پڑے ہین کہ زمین پر سب
وہ سمائین گے کیونکر پہر اُسکے لیئے ایک روایت گرہی ہے *

پہر حضرت مقاتل کی نسبت ایک روایت گرہی ہے اور اُس مین تو قیامت ہی
کر دی ہے اُسمین لکہا ہے کہ اول دنیا کا آسمان پہٹیگا اور اُس آسمان پر جو رہتے ہین
وہ اُترینگے اور وہ تمام دنیا کے سُکان سے زیادہ ہونگے پہر اسی طرح ایک ایک آسمان پہٹتا
جاویگا اخیر کو کروبی اور فرشتگان حملۃ العرش اُترینگے اور پہر سب سے اخیر خدا تعالی رب العرش
العظیم اُترینگے کیونکہ وہ تو سب سے اوپر تہے جب سب آسمان پہٹ لیے تب جناب باری
کو اُترنے کا رستہ ملا نعوذ باللہ من ہذہ الاباطیل اگر درحقیقت مذہب اسلام یہی ہو تو اس سے
دیو اور پری کے قصے ہزار درجہ بہتر ہین جناب مولوی صاحب قبلہ آپ جو ان لغویات
کی تائید کرتے ہین یہہ اسلام کی خیر خواہی نہین بلکہ کمال بدخواہی ہے اور جہوٹی باتون سے
اسلام کا بدنام کرنا ہے اور اُسکا نتیجہ یہہ ہوگا کہ جون جون ترقی حکمت شہودیہ اور علوم یقینیہ
کی ہوگی لوگ اسلام سے پہرتے جاوینگے اور اسلام کو آپ لوگونکی بدولت لغو سمجہین گے
اور اُس سب کا گناہ مولویصاحبون کی گردن پر ہوگا اسلام کی دوستی یہہ ہے کہ نہ ضحاک
کی رعایت کیجیئے نہ مقاتل کی صرف اسلام پر عاشق رہیئے اور جسقدر غلط روایتین اور
غلط رائین اسلام مین مل گئی ہین جو درحقیقت اسلام کی نہین ہین انکو اس طرح نکال ڈالیئے
جیسے کہ دودہ مین سے مکہی اور اسلام کی روشنی دہریہ و لامذہب و حکیم پیرو حکمت قدیم وغیرہ

حکمت جدید سب کو ایسی طرح پر دکہایئے کہ سب دنگ ہوجاوین قلم ہاتہہ مین لیکر بے سود
باتون سے کاغذ کو سیاہ کر دینا اور تفسیر القول بما لا یرضی قائلہ کر کے لوگون کو کافر و ملحد
و مرتد کہنا کچہہ دینداری کی بات نہین ہے البتہ جاہلون مین بیٹہ کر شیخی کرنے کو اور بڑے
پکے دیندار کہلانے کو تو بہت عمدہ ہے ہم کیون پیروی کرین اُن علما کے قول کی جنکا
قول خلاف واقع ثابت ہوا ہے اور کیون پیروی کرین اُس تفسیر کی جس سے تمام قرآن نعوذ
باللہ غلط اور خلاف واقع معلوم ہوتا ہے ہم کسی مفسر اور کسی عالم پر ایمان نہین لائے جو اُنکی
بات کی پیچ کرین ہم تو خدا پر اور اُسکے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اُسکے کلام پر ایمان
لائے ہین اور اُسکے عاشق ہین پس جو شخص یا جو قول ایسا ہے جس سے اُن مین نقص
لازم آتا ہے ہم تو اُسکے دشمن ہین پس نہایت مناسب ہے کہ آپ ہمارے دشمن ہوجیے
مگر اتنا سمجہہ لیجیے کہ دوست کے دشمن ہوتے ہو اور یہہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ دوست
کا دشمن کون ہوتا ہے *

پانچوین ـ سما کا اطلاق شی مرتفع پر بہی آتا ہے ہمنے اپنے اس قول کی تائید مین
امام فخر الدین رازی کا قول نقل کیا تہا کہ السّماء عبارة عن کل ما ارتفع اور
جناب مولوی محمد علی صاحب نے یہہ قول امام صاحب کا بہی نقل فرمایا ہے کہ ان
السماء انما سمیت سماءً لسموها فکل ما سماك فهو سماء فاذا نزل الماء
من السحاب فقد نزل من السماء یعنی آسمان کا نام سما اسی سبب سے کہا گیا ہے
کہ وہ بلند ہے پس جو چیز کہ تجہہ سے بلند ہے وہ آسمان ہے پس جب نازل ہوا مینہہ بادل

سے لو تر بسا سمارسے *

مگر جناب مولوی صاحب ممدوح فرماتے ہین کہ امام فخر الدین رازی علمای لغت مین سے نہین ہین اُنکا قول بیان معانی لغت اور دیگر علوم عربیہ مین معتمد نہین *

پہر ارقام فرماتے ہین کہ امام رازی نے یہ بات بطریق قیاس فی اللغۃ کے فرمائی اور چونکہ قیاس فی اللغۃ مقبول نہین ہے پس یہہ قول بہی اونکا مقبول نہین ہوسکتا *

خیر ہمکو اس سے تو بحث نہین ہی کہ امام فخر الدین رازی کو علوم عربیہ کی لیاقت تہی یا نہین اگر لیاقت تہی تو دل ما شاد اور اگر نہ تہی تو جو کچہہ مولوی صاحب نے اُنکے حق مین فرمایا ہماری طرف سے بہی بیش باد مگر اسقدر تو شاید جناب مولوی صاحب بہی تسلیم فرماتے ہونگے کہ بطور استعارہ کے مرتفع چیزون پر سمار کا اطلاق ہوسکتا ہے پس اسقدر ہم بہی کہتے ہین کہ اُبر بہی سمار کا اطلاق ہوسکتا ہے *

یہہ ہم کب کہتے ہین کہ ہر جگہہ سمار اور سموات کے معنی اوپر کے یا اوپر کی چیزون کے لو ہم تو خود سمار کا اطلاق متعدد چیزون پر اس لیے ثابت کرتے ہین کہ اُن مین سے جونسی چیز مقتضای مقام ہو اور سیاق وسباق عبارت سے پائی جاوے وہ مراد لیجاوے نہ کہ یونانیون کی تقلید سے ہر جگہہ وہی فرضی غیر واقعی جسم مراد لیا جاوے جو محض غلط وخلاف واقع ہے *

ہمکو نہ مولوی محمد علی صاحب کا نہ اور کسی تحریر کا جواب لکہنا مقصود ہے اس مقام پر اتفاقیہ چند باتین تقریر کے پہیر مین آگئین پس ہمنے اُنکی بہت سی بیجا اور غیر صحیح باتون سے

جو تعرض نہین کیا تو یہہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اُن کو تسلیم کیا ہے بلکہ یہہ سمجھنا چاہیئے کہ بیفائدہ اوقات ضائع کرنے سے کیا فائدہ ہے *

اب ہم آیندہ بیان کرینگے کہ جو کچھہ ہم نے بیان کیا کوئی آیت قرآن مجید کی اُس کے برخلاف نہین ہے *

اس بات کے بیان کرنے کے بعد کہ سمار کے لفظ کا کن کن معنون مین اطلاق ہوا ہے اب ہم قرآن مجید کی جملہ آیتون پر جو سمار سے متعلق ہین نظر کرتے ہین اور اُن سب کو قسم وار بیان کرکر ثابت کرتے ہین کہ قرآن مجید مین انہین معنون مین سمار کے لفظ کا اطلاق ہوا ہے نہ ایسے جسم محکم وصلب وشفاف بلورین پر جیسا کہ یونانی حکیمون نے خیال کیا ہے اور جنکی تقلید علمای اسلام نے کی ہے *

قسم اول

وہ آیتین جن مین لفظ سمار کا بادلون پر اطلاق ہوا ہے *

۱- وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِم مِّدْرَارًا - الانعام آیت ۶ *

ترجمہ- اور بہیجا ہمنے بادل کو اُنپر دڑیڑے سے برستا *

۲ و ۳- يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا - ہود آیت ۵۴- نوح آیت ۱۰ *

ترجمہ- بھیجے بادل تمپر دڑیڑے سے برستا سوہ ہود مین جو یہہ آیت ہے اُسکے ترجمہ مین شاہ ولی اللہ صاحب نے بہی سمار کا ترجمہ ابر کیا ہے اور باقی دو جگہہ مینہہ *

۴-۱۴- اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً - البقرہ آیت ۲۰- الانعام آیت ۹۹ - الرعد آیت ۱۸

ابراہیم آیت ۳۷ - النحل آیت ۱۰ و ۶۷ - طٰہٰ آیت ۵۵ - الحج آیت ۶۲ - المومنون آیت ۱۸

الملائکہ آیت ۲۵ - الزمر آیت ۲۲ *

ترجمہ - اوتارا بادل سے پانی *

۱۵ - وَالَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ - الزخرف آیت ۱۰ *

ترجمہ - اور جسنے اوتارا بادل سے پانی اندازہ سے *

۱۶ - وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا - الفرقان آیت ۵۰ *

ترجمہ - اور اوتارا ہمنے بادل سے پانی پاک کرنیوالا *

۱۷ - وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا - ق آیت ۹ *

ترجمہ - اور اوتارا ہمنے پانی بادل سے برکت والا *

۱۸ - وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ - البقرہ آیت ۱۵۹ *

ترجمہ - اور وہ جو اوتارا اللہ نے بادل سے پانی *

۱۹ - وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً - الانفال آیت ۱۱ *

ترجمہ - اور اوتارتا ہے تمپر بادل سے پانی *

۲۰ و ۲۱ - كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ - یونس آیت ۲۵ - الکہف آیت ۴۳ *

ترجمہ - مانند پانی کے جسکو اوتارا ہمنے بادل سے *

۲۲ - فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً - الحجر آیت ۲۲ *

ترجمہ - پھر اوتارا ہمنے بادل سے پانی *

۲۳ - وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً - النمل آیت ۶۱ *

ترجمہ - اور اوتارا تمہارے لیئے بادل سے پانی *

۲۴ - وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً - لقمان آیت ۹ *

ترجمہ - اور اوتارا ہمنے بادل سے پانی *

۲۵ - وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً -

الروم آیت ۲۳ *

ترجمہ - اور اُسکی نشانیون مین سے ہے کہ دکھاتا ہے تمکو بجلی ڈرانیکو اور لالچ کرنیکو

اور اوتارتا ہے بادل سے پانی *

۲۶ - أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ - البقرہ آیت ۱۸ -

ترجمہ - یا جیسے دہوان دہار مینہ برسنے کے بادل سے کہ اُسمین ہین اندہیری اور کڑک

اور بجلی *

۲۷ - وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّن نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً - العنکبوت آیت ۶۳ *

ترجمہ - اور اگر تو پوچہے اُن سے کہ کس نے اوتارا بادل سے پانی *

۲۸ - وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَآءِ مِن رِّزْقٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

الجاثیہ آیت ۴ *

ترجمہ - اور وہ جو اوتارا اللہ نے بادل سے رزق یعنی مینہ پہر زندہ کیا اُس سے زمین

کو اُسکے مرجانے کے بعد *

۲۹ - ۳۱ - مَن يَّرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ - یونس آیت ۳۲ الملائکہ آیت ۳*

ترجمہ - کون روزی دیتا ہے تمکو بادل سے اور زمین سے - آسمان کے رزق سے بادلون سے مینہ برسنا مراد ہے*

۳۲ - وَيُنَزِّلُ لَكُم مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا - المومن آیت ۱۳*

ترجمہ - اور اوتارا ہے تمہارے لیے بادل سے رزق یعنی مینہ*

۳۳ - وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ - الذاریات آیت ۲۲*

ترجمہ - اور بادل مین ہے رزق تمہارا اور جو کچھہ تم سے وعدہ کیا ہے یعنی بادلون مین مینہ ہوتا ہے جو رزق پیدا ہونے کا اور زمین سے تمام موعودہ برکتون کے نکلنے کا سبب ہے*

۳۴ - فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ - القمر آیت ۱۱*

ترجمہ - پہر کہول دیے ہمنے بادل کے دروازے دڑیڑے کا پانی پڑنے سے*

۳۵ - وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِن جِبَالٍ فِيهَا مِن بَرَدٍ - النور آیت ۴۳*

ترجمہ - اور ڈالتا ہے بادل کے پہاڑون سے جو اُس مین ہین اولے*

۳۶ - وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ - الطارق ۱۱ و ۱۲

ترجمہ - قسم ہے بہرنے والے بادل کی - قسم ہے زمین اوگانے والی پہوٹنے والی کی*

قسم دوم

وہ آیتین جنمین لفظ سماء کا فضای بلند محیط پر اطلاق ہوا ہے*

۱- وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ - الذاریات آیت ۷ *

ترجمہ- قسم ہے رستون والی اونچائی کی *

تفسیر کبیر مین لکھا ہے والسماء ذات الحبک قیل الطرائق وعلیٰ ھذا فیحتمل ان یکون المراد طرائق الکواکب وممراتہا - یعنی تفسیر کبیر مین حبک کے معنی طرائق کے یعنی رستون کے بتائے ہین اور لکھا ہے کہ شاید اس سے ستارون کے رستے اور اُنکے چلنے کی جگہین مراد ہین *

اب اس آیت سے دو بات پر استدلال ہے ایک یہہ کہ آسمان ستارون کے چلنے کی جگہہ پر بولا گیا ہے دوسرے یہہ کہ وہان کوئی ایسا جسم سخت اور صلب شفاف بلورین نہین ہے جیسا کہ یونانی حکیمون نے خیال کیا تہا اور جسکی تقلید علمای اسلام نے کی ہے بلکہ اُس مکان مرتفع کا جسمین اجرام یا اجسام کواکب کے دورہ کرتے ہین سما نام ہے ہم اس سے بحث نہین کرتے کہ اُس مکان مین کوئی جسم لطیف جو مانع سیر کواکب نہو موجود ہے یا نہین کیونکہ ہمارے پاس اُسکے موجود ہونے کے اثبات کے لیئے کوئی دلیل نہین ہے اور نہ قرآن مجید کی صحت اور صداقت ثابت کرنے کے لیئے ایسے کسی وجود کے تسلیم کرنے کی ضرورت ہے اور نہ درصورت اُسکے موجود ہونے کے کچہہ دقت ہے *

کواکب بہت سے ہین اور اُنکی راہین بہی بہت سی اور جدا جدا ہین اور ہر ایک مکان کے دورہ پر سما کا اطلاق ہوسکتا ہے مگر جبکہ خداتعالیٰ نے یہہ فرمایا کہ رستون والا آسمان تو اُسوقت آسمان سے کوئی خاص مکان یا کوئی خاص جسم مسلمہ حکمای یونان مراد نہین ہوسکتا

اور اس لیے اس آیت مین لفظ سمار کا بلندی پر اطلاق ہوا ہے جو مکانیت سے خالی نہین ہے اور جسمین ہزارون رستے کواکب کے دورہ کے ہین *

۲- هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ - البقرہ آیت ۲۷ *

ترجمہ- وہ وہ ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لیے جو کچھہ زمین مین ہے سب کا سب اور پیدا کیا بلندی کو تو درست کیے متعدد آسمان *

تفسیر کبیر مین لکھا ہے ثم استوی الی السماء ای خلق بعد الارض السماء ولم یجعل بینہما زمانا و لم یقصد شیئا اٰخر بعد خلقہ الارض یعنی ثم استوی الی السماء زمین کے بعد سمار کے پیدا کرنے کا استعارہ ہے اور ان دونون کے پیدا کرنے کے بیچ مین کچھہ مدت نہین لگی اور نہ زمین کے پیدا کرنے کے بعد اور کسی چیز کا قصد کیا *

اور یہہ بھی تفسیر کبیر مین لکھا ہے فان قال قائل فھل یدل التنصیص علی سبع سمٰوات علے نفی العدد الزائد قلنا الحق ان تخصیص العدد بالذکر لا یدل علی نفی الزائد یعنی کیا سات آسمانون کی تعداد بیان کرنی اس بات کی دلیل ہو کہ سات سے زیادہ نہین ہین تو ہم جواب دینگے کہ حق یہہ ہے کہ کسی خاص عدد کا بیان کرنا اُس سے زیادہ ہونے پر دلیل نہین ہے *

انہین وجوہات سے ہمنے ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ کا ترجمہ اور پیدا کیا آسمان یعنی بلندی کو اور سبع کا ترجمہ بعوض سات کے متعدد کیا ہے *

علمای متقدمین کو جو یونانی ہیئت کا خیال جما ہوا تھا اس لیئے اُن کو اس قسم کی آیتون کی تفسیر مین مشکلات پیش آئی ہین ورنہ حقیقت مین کچھہ مشکل نہین ہے ۔ خدا تعالی ہم بندون سے جو اس زمین پر بستے ہین مخاطب ہو کر اُنکے حسب حال کلام کرتا ہے ۔ جبکہ اُس نے ہمارے لیے زمین اور اُسکی تمام چیزون کے پیدا کرنے کا ذکر کیا تو جو کچھہ اُس نے ہمسے اوپر پیدا کیا تھا وہ ہمارے لیئے سموات ہو گئی اس لیے اول زمین کی چیزون کا ذکر کیا اور پھر آسمانون کا *

ہمنے سمار کا ترجمہ بلندی کیا ہے اور اُسکی وجہ یہہ ہے کہ اس آیت مین سمار کے لفظ سے کوئی محل خاص یا کوئی یونانیون و الاخاص جسم مراد نہین ہو سکتا کیونکہ کسی ایک آسمان کے سات آسمان نہین بنایے گئے ہین بلکہ وہ الگ الگ جدا گانہ سات آسمان ہین اس لیئے بجز اسکے کہ اس آیت مین لفظ سمار سے بلندی مراد لی جایے اور کوئی معنی درست نہین ہو سکتے اور جب اوسکے معنی بلندی لیے گیئے تو آیت کے معنی صاف ہو گیئے کہ خدا نے بلندی کو پیدا کیا اور اُس مین سات یا متعدد آسمان بنایے *

بلندی ایک فضا یا وسعت محیط ہے جو ہمارے سمت الراس پر دکہائی دیتی ہے وہ مکانیت سے خالی نہین خواہ اُسمین خلا ہو یا نہو مگر جب وہ فضای مرتفع متعدد نشانون سے منقسم ہو جاتی ہے تو اُسکے ہر ہر ٹکڑے پر طبقہ یا سمار یا ارتفاع کا اطلاق ہو سکتا ہے اگرچہ ہم یونانی حکیمون کے قول کو تسلیم نہین کرتے مگر بطور مثال کے سمجہاتے ہین کہ جو وسعت اُنکے نزدیک زمین سے فلک قمر کے مقعر تک تہی اُسکو اُنہون نے تین ٹکڑون پر

منقسم کیا تہا جنکو وہ کرہ ہوا اور کرہ زمہریر اور کرہ نار سے تعبیر کرتے تہے اسی طرح اُس وسعت کی تقسیم سموات پر ہوتی ہے یعنی اُس وسعت کے اُس محل کو جہان یہہ نیلی نیلی چیز ہمکو دکہائی دیتی ہے ہم آسمان کہتے ہین اور اُس محل کو بہی جہان چاند گردش کرتا ہے یا اور ستارے عطارد زہرہ وغیرہ گردش کرتے ہین سمار کہتے ہین کیونکہ یہہ سب محل بہ نسبت ہمارے مرتفع ہین پس انہین محلون پر خداتعالی نے سموات کا اطلاق کیا ہے اس بیان کی تصویر اگلی آیت سے بالکل ثابت ہوتی ہے *

۳- ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا - فصلت ایت ۱۱ و ۱۲ *

ترجمہ - اور پیدا کیا بلندی کو اور وہ دہوان دہار یعنی تاریک تہی پہر کہا اُسکو اور زمین کو حکم مانو خوشی سے خواہ ناخوشی سے دونون نے کہا ہمنے حکم مانا خوشی سے پہر کر دیے سات یا متعدد آسمان دو دن مین اور ڈال دیا ہر آسمان مین اُسکا کام *

جو تقریر کہ ہمنے اوپر بیان کی اُسی تقریر سے اس آیت مین بہی جو لفظ سمار اول آیا ہی اُسکے معنی بہی کسی محل خاص یا جسم خاص کے نہین ہو سکتے *

دخان سے مفسرین نے تاریکی مراد لی ہے اور یہہ بالکل ٹہیک ہے اس لیے کہ بلندی مین قبل ظہور کواکب بجز تاریکی کے جسکو دخان سے تعبیر کیا ہے اور کچہہ نہین تہا *

شاہ عبدالقادر صاحب اپنے ترجمہ کے حاشیہ مین لکہتے ہین کہ آسمان ایک تہا دہوان سا

اُسکو بانٹ کر سات کیے اور ہر ایک کا کارخانہ جدا ٹھہرایا" یہہ بالکل تصویر اُسی بیان کی ہے جو ہمنے اوپر بیان کیا ہے یعنی تمام فضای بلند ایک تھی اُسی کو آسمان کہا ہے جبکہ اُس مین اور اَور چیزین پیدا ہوئین اور اُس فضا کی اُن چیزون سے تقسیم ہو گئی تو اُسکے ٹکڑون پر سموٰت کا اطلاق ہونے لگا*

دیکھو کرہ ہوا مین آفتاب کی نیلی شعاع منعکس ہونے سے یہہ نیلی چھت ہمکو دکھائی دیتی ہے اور اُس فضا کو اپنی اُس حد سے تقسیم کر دیتی ہے اُس محل کو ہم آسمان کہتے ہین* چاند اور عطارد وغیرہ کواکب اپنے وجود سے اُس فضا کو تقسیم کر دیتے ہین جیسے صفحہ کاغذ پر نقاط لگانے سے ہر حصہ محدود ہو جاتا ہے اور پھر اپنے دورہ سے جو آفتاب کے گرد کرتے ہین ایک محل کو جو بلا شبہہ مکانیت کا اُسپر اطلاق ہوتا ہے اُس فضا سے علٰحدہ کر لیتے ہین اسی لیے اُنکے ہر ہر محل کو بھی ہم آسمان کہتے ہین*

۴- فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ- البقرہ آیت ۵۶*

ترجمہ- پھر اوتارا ہمنے زیادتی کرنے والون پر عذاب آسمان سے یعنی اوپر سے اُن کی نافرمانی پر*

۵- فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ- الاعراف آیت ۱۶۲*

ترجمہ- پھر بھیجا ہمنے اُنپر عذاب آسمان سے یعنی معاوضہ اُنکی زیادتی کا*

۶- اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ-

العنکبوت آیت ۳۴

ترجمہ - ہم اوتارنے والے ہین اس بستی والون پر عذاب آسمان سے یعنی اوپر سے بعوض اُنکی بدکاری کے *

۷ - فَامْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ - الانفال آیت ۳۲ *

ترجمہ - تو برسا ہم پر پتھر آسمان سے *

۸ - اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَآءِ - سورہ النسا آیت ۱۵۲ *

ترجمہ - اُنپر اوتار لاوے کتاب آسمان سے یعنی اوپر سے *

۹ - هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ - المائدہ آیت ۱۱۲ *

ترجمہ - تیرے خدا سے ہو سکتا ہے کہ اوتارے ہمپر کہانا آسمان سے یعنی اوپر سے *

۱۰ - اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ - المائدہ آیت ۱۱۴ *

ترجمہ - ای اللہ ہمارے پروردگار اوتار ہمپر کہانا آسمان سے یعنی اوپر سے *

۱۱ - وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ - کہف آیت ۳۸ *

ترجمہ - اور بہیج دے اُسپر آفت آسمان سے *

۱۲ - لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُولًا - اسرائیل آیت ۹۷ *

ترجمہ - البتہ ہم اوتارتے اُن پر آسمان سے کوئی فرشتہ پیغام لیکر *

۱۳ - اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً - الشعرا آیت ۳ *

ترجمہ - اگر ہم چاہین اوتارین اُنپر آسمان سے ایک نشانی *

۱۴ - وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ - الحج آیت ۳۲ *

ترجمہ - اور جسنے شریک بنایا اللہ کا سو جیسے گر پڑا آسمان سے یعنی بلندی سے *

۳۳ - وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ

یس آیت ۲۷ *

ترجمہ - اور نہیں اوتارا ہمنے اُسکی قوم پر اُسکے بعد کوئی لشکر آسمان سے اور ہم نہیں

اوتارا کرتے *

۳۴ - لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ - الاعراف آیت ۹۴ *

ترجمہ - تو ہم کھول دیتے اُنپر برکتیں آسمان کی اور زمین کی *

۳۵ - وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ - الحجر آیت ۱۴ *

ترجمہ - اور اگر ہم کھول دیں اُنپر دروازہ آسمان سے *

۳۶ - لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ - الاعراف آیت ۳۸ *

ترجمہ - کبھی نہ کھلینگے اُنپر دروازے آسمان کے *

۳۷ - يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ - السجدہ آیت ۴ *

ترجمہ - تدبیر سے اوتارتا ہے کام کو آسمان سے زمین تک *

۳۸ - ۳۹ - وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا - سبا آیت ۲ والحدید آیت

ترجمہ - اور جو کچھ اوترتا ہے آسمان سے اور جو کچھ چڑھتا ہے اُسمین *

۴۰ : ۴۱ - ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ اَمْ اَمِنْتُمْ

مَّن فِي السَّمَآءِ اَن يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا - الملک آیت ۱۶و۱۷ *

ترجمہ - کیا نڈر ہوئے ہو اوس سے جو آسمان مین ہے کہ دہنسا وے تمکو زمین مین پہر دیکہو وہ لرزتی ہے - کیا نڈر ہوئے ہو اوس سے جو آسمان مین ہے کہ بہیجی تم پر پتھر برسانے والی ہوا *

۴۲ - وَمَن يُّرِدْ اَن يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ - الانعام آیت ۱۲۵ *

ترجمہ - اور جس کو چاہے کہ راہ سے بہٹکا وے کرتا ہے اوسکا سینہ تنگ ہو نچے گویا آسمان پر یعنی اوپر کو اوٹہا جاتا ہے *

۴۳ - تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا - الفرقان آیت ۶۲ *

ترجمہ - بڑی برکت ہے اوسکی جس نے بنائے آسمان مین برج اور رکہا اوسمین چراغ اور چاند روشن *

سماء کے لفظ سے جو اس آیت مین ہے کوئی خاص محل اور خاص جسم مراد نہین ہو سکتا بجز فضای مرتفع کے کیونکہ بروج اور سورج اور چاند ایک آسمان مین نہین ہین بلکہ ایک فضای مرتفع مین ہین *

۴۴ - وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ - الحجر آیت ۱۶ *

ترجمہ - البتہ بنائے ہمنے آسمان مین برج اور خوبصورت کیا اسکو دیکہنے والونکے لیے *

۴۵ - وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ - البروج آیت ۱*

ترجمہ - قسم ہے برجون والی اونچائی کی

اگرچہ اس آیت مین برجون والے آسمان کے معنی بہی لیے جا سکتے ہین مگر بمناسبت

آیت سورۃ الفرقان کی اس جگہہ پر بہی فضای مرتفع کے معنی لیے گئے ہین*

۴۶ - فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ - الحج آیت ۱۵*

ترجمہ - پہر چاہیے کہ تانی ایک رسی آسمان یعنی اوپر کی طرف شاہ عبد القادر صاحب نے

بہی حاشیہ پر لکہا ہے کہ "آسمان کو تانے یعنی اونچان کو" اور شاہ ولی اللہ صاحب نے

بہی سمار کا ترجمہ جانب بالا کیا ہے چنانچہ وہ لکہتے ہین "پس باید کہ بیاویزد رسنی بجانب بالا"

۴۷ - اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ - ابراہیم آیت ۲۹*

ترجمہ - اُسکی جڑ مضبوط ہے اور اُسکی ٹہنی آسمان مین یعنی نہایت بلندی مین*

قسم سوم

وہ آیتین جن مین لفظ سمار کا اس نیلی چیز پر جو ہمکو دکہلائی دیتی ہے اطلاق ہوا ہے*

۱ - وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ - الملک آیت ۵

ترجمہ - اور البتہ خوشنما کیا ہمنے دنیا کے آسمان کو چراغون سے اور کیا ہمنے انکو سنگساری

شیطانون کے لیئے*

۲ - وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَحِفْظًا - فصلت آیت ۱۱*

ترجمہ - اور خوشنما کیا ہمنے دنیا کے آسمان کو چراغون سے اور حفاظت مین کہا*

۳-اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ- الصافات آیت ۶ *

ترجمہ- البتہ ہمنے خوشنما کیا دنیا کے آسمان کو ستارون کی خوشنمائی سے *

ان آیتون مین جو لفظ "سماء الدنیا" کا جناب رسول خدا صلعم کی زبان مبارک سے نکلا ہے جو اُمی محض تھے اور علاوہ اُمی ہونے کے ایسے ملک اور ایسے لوگون مین ورش پائی تھی جو بالکل جاہل تھے اور کسی قسم کے علوم اُنکے ہان مروج نہ تھے وہ علم طبیعات کا نام بھی نہین جانتے تھے تو اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ بلاشبہہ یہہ لفظ وحی و الہام سے نکلے ہین اور جو امر کہ اب تحقیق ہوا ہے وہ تیرہ سو برس پیشتر ایک اُمی نے فرمایا تھا صلی اللہ علیہ وسلم *

اس نیلی نیلی چیز کو جو ہمکو دکھائی دیتی ہے سماء دنیا کہنا ایسا ٹھیک ہے کہ آج کل بھی بڑے بڑے عالم علوم طبعی کے اس سے زیادہ عمدہ کوئی لفظ نہین نکال سکتے ہماری دنیا کے گرد جسپر ہم بستے ہین ہوا محیط ہے بعضون نے اندازہ کیا ہے کہ اُسکا ارتفاع یا عمق پینتالیس میل کا ہے اور بعضون نے اس سے بہت زیادہ خیال کیا ہے- بہرحال اُس ہوای محیط مین آفتاب کی نیلی شعاعین منعکس ہوتی ہین اس سبب سے یہہ نیلی گنبدی چھت ہمکو اپنی دنیا کے گرد دکھائی دیتی ہے جو درحقیقت ہماری دنیا کا آسمان ہے پس اس نیلی گنبدی چھت پر سمای دنیا کا اطلاق بالکل حقیقت اور علم کے مطابق ہے افسوس کہ ہمارے زمانہ کے علماء حکمای یونان کی تقلید کرتے ہین اور حقائق قرآن پر غور نہین کرتے وقد قال اللہ تعالی ولا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین *

۴ - وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا - الانبیا آیت ۳۲ *

ترجمہ - اور بنایا ہمنے آسمان کو چھت حفاظت کی گئی *

۵ - وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ - الطور آیت ۵ *

ترجمہ - قسم ہے اونچی چھت کی *

۶ - وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ - الرحمٰن آیت ۶ *

ترجمہ - اور آسمان کو اونچا کیا اور رکھی اوسکے لیے ترازو *

۷ - اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ - سبا آیت ۹ *

ترجمہ - کیا اُنہوں نے اُس چیز کو نہین دیکھا جو اُنکے آگے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے آسمان اور زمین سے اگر ہم چاہین تو اُنکو زمین مین دہنسا دیوین یا اُن پر آسمان سے ٹکڑا ڈال دین *

۸ - اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ - الغاشیہ آیت ۱۸ *

ترجمہ - پہر کیون نہین دیکہتے اونٹ کو کہ کیسا بنایا گیا ہے اور آسمان کو کہ کس طرح اونچا کیا گیا ہے *

۹ - وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا - الشمس آیت ۵ *

ترجمہ - قسم ہے آسمان کی اور جیسا اُسکو بنایا *

۱۰- اَفَلَمْ یَنْظُرُوْآ اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ کَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَزَیَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ - قٓ آیت ۶ *

ترجمہ- کیا نہین دیکہا اُنہون نے آسمان کو اپنے اوپر کیسا ہمنے اُسکو بنایا ہے اور اُسکو خوشنما کیا ہے اور اُسمین کوئی دراڑ نہین *

۱۱- وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰهَا بِاَیْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ - الذاریات آیت ۴۷ *

ترجمہ- اور بنایا ہمنے آسمان کو ہاتہہ سے یعنی اپنی قدرت سے اور ہمکو سب قدرت ہے *

۱۲- اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً - البقر آیت ۲۰ *

ترجمہ- جسنے بنایا زمین کو تمہارے لیئے بچہونا اور آسمان کو محل *

۱۳- اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً - المومن آیت ۶۶ *

ترجمہ- اللہ وہ ہے جس نے بنایا زمین کو تمہارے لیئے ٹھہرنے کی جگہہ اور آسمانکو محل *

۱۴- ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰهَا رَفَعَ سَمْکَهَا فَسَوّٰهَا - النازعات ۲۷ و ۲۸ *

ترجمہ- تم خلقت مین زیادہ مضبوط ہو یا آسمان خدا نے بنایا آسمان کو اونچی کی اُسکی چوٹی پہر درست کیا اُسکو *

۱۵- وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ - الروم آیت ۲۴ *

ترجمہ- اور خدا کی نشانیون مین سے ہے اپنی جگہہ پر رہنا آسمان اور زمین کا خدا کے حکم سے *

۱۶- وَیُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ - الحج آیت ۶۴ *

ترجمہ۔ تھام رکھتا ہے آسمان کو زمین پر گرنے سے *

۱۷۔ يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيلًا۔ الفرقان آیت ۲۷ *

ترجمہ۔ اور جس دن پھٹ جاوے آسمان غمام سے اور اُتارے جاوین فرشتے ایک طرح کا اوتارنا *

۱۸۔ فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ۔ الرحمن آیت ۳۷ *

ترجمہ۔ جب پھٹیگا آسمان تو ہوجاویگا گلابی تیلیا *

۱۹۔ وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ۔ الحاقہ آیت ۱۶ *

ترجمہ۔ اور پھٹ جاویگا آسمان پھر وہ اُس دن ہوگا بکسا ہوا *

۲۰۔ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ۔ انشقت آیت ۱ *

ترجمہ۔ جب آسمان پھٹ جاوے *

۲۱۔ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ۔ المزمل آیت ۱۸ *

ترجمہ۔ پس اگر تم کافر ہوئے تو کیونکر بچوگے اُس دن جس مین بچے بڈھے ہوجاوینگے اور آسمان پھٹ جاویگا *

۲۲۔ إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ۔ انفطرت آیت ۱ *

ترجمہ۔ جب آسمان پھوٹ جاوے *

۲۳۔ فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ۔ المرسلات آیت ۹ و ۱۰ *

ترجمہ- پہر جب تارے مٹائے جاوین اور آسمان پہاڑا جاوے *

۲۴- وَفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا - النبا آیت ۱۹ *

ترجمہ- اور کہول دیا جاوے آسمان پہر ہوجاوین دروازے *

۲۵- وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ - کورت آیت ۱۱ *

ترجمہ- اور جب آسمان کا پوست اوتارا جاوے *

۲۶- يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ - المعارج آیت ۸ *

ترجمہ- جس دن ہوگا آسمان جیسے پگلا ہوا تانبا *

۲۷- فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِى السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ - الدخان آیت ۹ *

ترجمہ- بس انتظار کر واس دن کا کہ لائے آسمان دہوان سب کو معلوم ہوتا *

۲۸- اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِىْ جَوِّ السَّمَآءِ - النحل آیت ۸۱ *

ترجمہ- کیا نہین دیکہتے اوڑنے والے جانورون کو کہ فرمانبردار کیے گئے ہین آسمان کی وسعت مین *

۲۹- اَللّٰهُ الَّذِىْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِى السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ - الروم آیت ۴۷ *

ترجمہ- اللہ وہ ہے جو چلاتا ہے ہوائین پہر اوٹہاتی ہین بادل پہر پہیلاتا ہے اسکو آسمان مین جس طرح چاہتا ہے *

۳۰- قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ - البقرہ آیت ۱۳۹ *

ترجمہ۔ البتہ ہمنے دیکھا پھرنا تیرے منہہ کا آسمان کیطرف*

۳۱۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ۔ آل عمران آیت ۴*

ترجمہ۔ البتہ خدا پر پوشیدہ نہین کوئی چیز زمین مین یعنی تحت مین نہ آسمان یعنی فوق مین*

۳۲۔ وَمَا یَعْزُبُ عَنْ رَّبِّکَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ۔

یونس آیت ۶۲*

ترجمہ۔ اور غائب نہین رہتا تیرے پروردگار سے ذرہ بھر زمین مین اور نہ آسمان مین*

۳۳۔ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ۔ ابراہیم آیت ۲۹*

ترجمہ۔ اُسکی جڑ مضبوط ہے اور اُسکی ٹہنی آسمان مین یعنی نہایت بلندی مین*

۳۴۔ وَمَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ۔ ابراہیم آیت ۴۱*

ترجمہ۔ اور چھپا نہین اللہ پر کچھہ زمین مین اور نہ آسمان مین*

۳۵۔ قَالَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔ الانبیاء آیت ۴*

ترجمہ۔ اوسنے کہا میرا پروردگار جانتا ہے ہر بات کو آسمان مین ہو یا زمین مین ہو*

۳۶۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔ الحج آیت ۶۹*

ترجمہ۔ کیا تجھہ کو معلوم نہین کہ اللہ جانتا ہے جو کچھہ کہ ہے آسمان مین اور زمین مین*

۳۷۔ وَمَا مِنْ غَآئِبَۃٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ النمل آیت ۷۷*

ترجمہ۔ اور کوئی چیز نہین جو پوشیدہ ہو آسمان مین اور زمین مین مگر ہے کتاب روشن مین*

۳۸۔ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ۔ العنکبوت آیت ۲۱*

ترجمہ۔ اور نہین ہو تم تھکانیوالے زمین مین اور آسمان مین *

۳۹۔ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ۔ الزخرف آیت ۸۴ *

ترجمہ۔ وہی ہے جو آسمان مین حاکم ہے اور زمین مین حاکم ہے *

۴۰۔ وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ۔ الطور آیت ۴۴ *

ترجمہ۔ اور اگر دیکھین ایک ٹکڑا آسمان گرتا ہوا کہین یہہ بادل ہے گاڑہا *

۴۱۔ يَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مَوْرًا۔ الطور آیت ۹ *

ترجمہ۔ جس دن کہ ہل ہلا جاوے آسمان ہل ہلا جانا *

۴۲۔ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ۔ الانبیاء آیت ۱۰۴ *

ترجمہ۔ جس دن ہم لپیٹ لین آسمان جیسے لپیٹتے ہین طومار مین کاغذ *

۴۳۔ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ۔ اسرائیل آیت ۹۵ *

ترجمہ۔ یا ہووے تیرے لیئے ایک گھر سنہرا یا چڑہ جاوے تو آسمان مین *

۴۴۔ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَن تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاءِ۔ الانعام آیت ۳۵ *

ترجمہ۔ پھر اگر تجھہ سے ہو سکے ڈھونڈہ نکالنی کوئی سرنگ زمین مین یا کوئی سیڑہی آسمان مین *

۴۵۔ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۔

الشعرا آیت ۱۸۷ *

ترجمہ - پہر گرا ہمپر ایک ٹکڑا آسمان مین سے اگر ہے تو سچون مین سے *

۴۶ - اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا - اسرائیل آیت ۹۴ *

ترجمہ - یا گرا دے تو آسمان جیسا کہ تو گمان کرتا ہے ہمارے اوپر ٹکڑے ٹکڑے *

۴۷ - وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا - الجن آیت ۸ *

ترجمہ - اور البتہ ہمنے چہو لیا آسمان کو پہر پایا ہمنے اُسکو بہرا ہوا سخت چوکیدارونسے اور شہابونسے *

۴۸ - فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَاۤ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ - الذاریات آیت ۲۳ *

ترجمہ - سو قسم ہے آسمان اور زمین کے پروردگار کی یہہ بات ٹہیک ایسی ہی جیسے کہ تم بولتے ہو *

۴۹ - وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ - الحدید آیت ۲۱ *

ترجمہ اور بہشت کو جسکا پہیلاؤ ہے جیسے پہیلاؤ آسمان اور زمین کا *

۵۰ - وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا - ص آیت ۲۶ *

ترجمہ - اور ہمنے نہین بنایا آسمان اور زمین کو اور جو اُنکے بیچ مین ہے نکما *

۵۱ - وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ - الانبیا آیت ۱۶ *

ترجمہ اور نہین پیدا کیا ہمنے آسمان اور زمین کو اور جو اُنکے بیچ مین ہے بطور کہلاڑی کے *

۵۲ - فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ - الدخان آیت ۲۸ *

ترجمہ - پہر نہ رویا اُنپر آسمان اور زمین *

۵۳ - وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ - الطارق آیت ۱ *

ترجمہ- قسم ہے آسمان کی اور رات کو نکلنے والے کی *

قسم چہارم

وہ آئتین جن مین لفظ سموات کا بصیغہ جمع فضای محیط پر بلحاظ اُسکے انقسام کے ابعاد متعددہ مین اطلاق ہوا ہے *

۱- هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ - البقر آیت ۲۷ *

ترجمہ- وہ وہی ہے جسنے پیدا کیا تمہارے لیے جو کچھہ زمین مین ہے سب کا سب اور پیدا کیا بلندی کو تو درست کیے سات یعنی متعدد آسمان *

۲ و ۳- ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا - فصلت آیت ۱۱ و ۱۲ *

ترجمہ- اور پیدا کیا بلندی کو اور وہ دہوان دہار یعنی تاریک تہی پہر کہا اُسکو اور زمین کو حکم مانو خوشی سے خواہ ناخوشی سے دونون نے کہا ہمنے حکم مانا خوشی سے پہر کر دیے سات یا متعدد آسمان دو دن مین اور ڈال دیا ہر آسمان مین اُسکا کام *

۴- تَنزِيلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَاوَاتِ الْعُلَى - طہ آیت ۳ *

ترجمہ- بہیجا ہے اُس شخص نے جسنے بنائی زمین اور آسمان اونچے *

۵- أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ - النمل آیت ۶۱ *

ترجمہ - بہلا کسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو *

۶ - وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ - الانعام آیت ۷۲ *

ترجمہ - وہ وہ ہے جسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو جیسے چاہیئے *

۷ - خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ - التغابن آیت ۳ *

ترجمہ - پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو جیسے چاہیئے *

۸ - أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ - ابراہیم آیت ۲۲ *

ترجمہ - کیا تو نے نہین دیکہا کہ پیدا کیا اللہ نے آسمانون کو اور زمین کو جیسے چاہیئے *

۹و۱۰ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ - الحجر آیت ۸۵

الاحقاف آیت ۲ *

ترجمہ - اور نہین پیدا کیا ہمنے آسمانون کو اور زمین کو اور جو کچہہ کہ اُنکے بیچ

مین ہے مگر جیسے چاہیئے *

۱۱ - خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ تَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ - النحل آیت ۳ *

ترجمہ - پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو جیسا چاہیئے اُسکی ذات بلند ہے اُس سے

کہ اُسکا شریک ٹھہراتے ہین *

۱۲ - خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ

العنکبوت آیت ۴۴ *

ترجمہ - پیدا کیا اللہ نے آسمانون کو اور زمین کو جیسا چاہیئے بیشک اوس مین

ایک دلیل ہے نیکدل والون کو*

۱۳- وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ - الجاثیۃ آیت ۲۱ *

ترجمہ- اور پیدا کیا اللہ نے آسمانون کو اور زمین کو جیسا چاہیے *

۱۴- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ - الانعام آیت ۱ *

ترجمہ- خدا ہی کے لیے سب تعریفین ہین جس نے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو اور پیدا کیا اندھیرے کو اور اُجالے کو*

۱۵ و ۱۶- اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ - الاعراف آیت ۵۲ - یونس آیت ۳ *

ترجمہ- بیشک تمہارا پروردگار اللہ ہے جسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو*

۱۷- وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ - ہود آیت ۹ *

ترجمہ- اور وہ وہی ہے جسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو چھہ دن مین اور تھا تخت اُسکا پانی پر*

۱۸- وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ - قٓ آیت ۳۷ *

ترجمہ- البتہ پیدا کیا ہمنے آسمانون کو اور زمین کو اور جو کچھہ اُن مین ہے چھہ دن مین*

۱۹ و ۲۰ - اَلَّذِی خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ - ابراہیم آیت ۳۲ - الفرقان آیت ۶۰*

ترجمہ جسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو*

۲۱ و ۲۲ - خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ - الزمر آیت ۷ - الاحقاف آیت ۳۲*

ترجمہ - پیدا کیا آسمانون اور زمین کو*

۲۳ - لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَکْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ - المومن آیت ۹*

ترجمہ - البتہ پیدا کرنا آسمانون کا اور زمین کا بڑا ہے آدمیون کے پیدا کرنیسے*

۲۴ - لغایت ۲۶ - فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - البقرہ آیت ۱۵۹ -

آل عمران آیت ۱۸۷ و ۱۸۸ -

ترجمہ - بیچ پیدا کرنے آسمانون کے اور زمین کے*

۲۷ - یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ - التوبہ آیت ۳۶*

ترجمہ - جسدن پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو*

۲۸ - اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰی

اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ - اسرائیل آیت ۱۰۱*

ترجمہ - کیا نہین دیکھا تمنے کہ جس اللہ نے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو طاقت

رکھتا ہے اس بات پر کہ پیدا کرے اُنکی مانند*

۲۹ - مَآ اَشْھَدْتُّھُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - الکھف آیت ۴۹*

ترجمہ - مین نے بلایا نہ تہا اُن کو بر وقت پیدا کرنے آسمانون کے اور زمین کے*

۳۰لغایت ۳۳ - وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ - العنکبوت آیت ۶۱ - لقمان آیت ۲۴ - الزمر آیت ۳۷ - الزخرف آیت ۸ *

ترجمہ - اگر تو پوچھے اُن سے کہ کس نے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو *

۳۴ - خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ - الروم آیت ۷ *

ترجمہ - اللہ نے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو *

۳۵ - هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ - الحدید آیت ۴ *

ترجمہ - وہ وہ ہے جسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو چھہ دن مین *

۳۶ - اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا - السجدہ آیت ۳ *

ترجمہ - اللہ وہ ہے جسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو اور جو کچھ کہ اُن مین ہے *

۳۷ - أَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بَل لَّا يُوقِنُونَ - الطور آیت ۳۶ *

ترجمہ - کیا اُنھون نے پیدا کیا ہے آسمانون کو اور زمین کو - نہین - پر ایمان نہین لاتے *

۳۸ - أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ - یس آیت ۸۱ *

ترجمہ - کیا نہین ہے وہ جس نے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو *

۳۹ - خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا - لقمان آیت ۹ *

ترجمہ - پیدا کیا آسمانون کو بغیر ستون کے کہ دیکھو تم اُسکو *

۴۰ - رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا - رعد آیت ۲ *

ترجمہ - بلند کیا آسمانون کو بغیر ستونون کے کہ دیکھو تم اُس کو *

۴۱ و ۴۲ - وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - الشوریٰ آیت ۲۸

الروم آیت ۲۱ *

ترجمہ - اور اُسکی نشانیون مین سے ہے پیدا کرنا آسمانون کا اور زمین کا *

۴۳ - وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ - الدخان آیت ۳۸ *

ترجمہ اور نہین پیدا کیا ہمنے آسمانون کو اور زمین کو اور جو کچھ کہ اُنکے بیچ مین ہے

کہلاڑی مین *

۴۴ - اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ - الطلاق آیت ۱۲ *

ترجمہ - اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا سات یا متعدد آسمانون کو اور زمین کو بھی

اُنکی مانند یعنی متعدد *

۴۵ و ۴۶ - اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا وَّجَعَلَ الْقَمَرَ

فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا - نوح آیت ۱۵ و ۱۶ *

ترجمہ - کیا تمنے نہین دیکھا کہ کس طرح پیدا کیا اللہ نے سات یا متعدد آسمانون کو

تلے اوپر اور کیا اُن مین چاند کو نور اور کیا سورج کو روشن چراغ *

۴۷ - اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا - الملک آیت ۳ *

ترجمہ - جسنے پیدا کیا سات یا متعدد آسمانون کو تلے اوپر *

۴۸ و ۴۹ - رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ - الدخان

آیت ۶ - الشعرا آیت ۲۳*

ترجمہ - پروردگار آسمانون کا اور زمین کا اور اُس سب کا جو اُن مین ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو*

۵۰ - قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - الرعد آیت ۱۷*

ترجمہ - پوچھہ کون ہے پروردگار آسمانون کا اور زمین کا*

۵۱ لغایت ۵۳ - رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - اسرائیل آیت ۱۰۴ - الکہف آیت ۱۳ - مریم آیت ۶۶*

ترجمہ - پروردگار آسمانون کا اور زمین کا*

۵۴ - رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ - الانبیا آیت ۵۷*

ترجمہ - تمہارا پروردگار وہی آسمانون اور زمین کا پروردگار ہے جسنے پیدا کیا اُن کو*

۵۵ - قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ - المومنون آیت ۸۸*

ترجمہ - پوچھہ کون ہے پروردگار سات یا متعدد آسمانون کا اور پروردگار اُس بڑے تخت کا یعنی اُس بڑی بادشاہت کا*

۵۶ لغایت ۵۹ - رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا - الصافات آیت ۵ - ص آیت ۶۶ - الدخان آیت ۶ - النبا آیت ۳۷*

ترجمہ - پروردگار آسمانون کا اور زمین کا اور اُس سب کا جو اُن مین ہے*

۶۰ - سُبْحَانَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ -

الزخرف آیت ۸۲ *

ترجمہ - پاک ہے پروردگار آسمانون کا اور زمین کا پروردگار عرش کا اُن باتون سے جو اُسکو لگاتے ہین *

۶۱ - فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ - الجاثیة آیت ۳۶

ترجمہ - اللہ ہی کے لیئے سب تعریفین ہین جو پروردگار ہے آسمانون کا اور پروردگار ہے زمین کا پروردگار ہے سارے جہان کا *

۶۲ - وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا - المائدہ آیت ۲۱ *

ترجمہ اور اللہ ہی کے لیئے ہے بادشاہت آسمانون کی اور زمین کی اور اُس سبکی جو اون مین ہے *

۶۳ - لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ - المائدہ آیت ۱۲۰ *

ترجمہ - اللہ ہی کے لیئے ہے بادشاہت آسمانون کی اور زمین کی اور اُس سبکی جو اُن مین ہے *

۶۴ - اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - الاعراف آیت ۱۸۴

ترجمہ - کیا غور نہین کی اُنہون نے آسمانون کی اور زمین کی بادشاہت مین *

۶۵ - وَكَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - الانعام آیت ۷۵ *

ترجمہ - اور اِسیطرح دکھلائی ہمنے ابراہیم کو بادشاہت آسمانون کی اور زمین کی *

۶۶ - لغایت ۸۲ - مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - المائدہ آیت ۴۴ - التوبہ آیت ۱۱۷

الاعراف آیت ۱۵۸- النور آیت ۴۲- الفرقان آیت ۲- الشوری آیت ۴۸
الزخرف آیت ۸۵- الجاثیہ آیت ۲۶- الفتح آیت ۱۴- الحدید آیت ۲ و ۵-
البروج آیت ۹- الزمر آیت ۴۵- ص آیت ۹- البقرہ آیت ۱۰۱- المائدہ آیت
۲۰- آل عمران آیت ۱۸۶*

ترجمہ- بادشاہت آسمانون کی اور زمین کی*

۸۳ لغایت ۱۲۳- مَا فِی السَّمٰوٰاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ- البقرہ آیت ۱۱۰-
و ۲۵۶ و ۲۸۴- آل عمران آیت ۲۷ و ۱۰۵ و ۱۲۴- النسار آیت ۱۲۵- و ۱۳۰-
و ۱۳۱ و ۱۶۸ و ۱۶۹- المائدہ آیت ۹۸- الانعام آیت ۱۲- یونس آیت ۵۶
و ۶۹- ابراہیم آیت ۲- النحل آیت ۱۵ و ۵۴- طہ آیت ۵- الحج آیت ۶۳
النور آیت ۶۴- العنکبوت آیت ۵۲- لقمان آیت ۱۹ و ۲۵- سبار آیت ۱ و
۳ و ۱۲- الملائکہ آیت ۳۴- الشوری آیت ۲ و ۵۳- الجاثیہ آیت ۱۲-
الحجرات آیت ۱۶- النجم آیت ۳۲- الحدید آیت ۱- المجادلہ آیت ۸- الحشر
آیت ۱ و ۲۴- الصف آیت ۱- الجمعہ آیت ۱- التغابن آیت ۱ و ۴*

ترجمہ- جو کچھہ کہ آسمانون مین ہے اور جو کچھہ کہ زمین مین*

۴۲ لغایت ۱۳۶- مَنْ فِی السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ- آل عمران آیت ۷۷-
یونس آیت ۶۷- الرعد آیت ۱۶- الانبیار آیت ۱۹- مریم آیت ۹۴- الحج
آیت ۱۸- النور آیت ۴۱- النمل آیت ۶۶ و ۸۹- الروم آیت ۲۵- الزمر

آیت - ۶۸ - الرحمن آیت ۲۹ - اسرائیل آیت ۵۷ *

ترجمہ - جو کوئی آسمانون مین ہے اور زمین مین *

۱۳۷ و ۱۳۸ - مِنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - النحل آیت ۷۵ - سبا آیت ۲۳ *

ترجمہ - آسمانون سے اور زمین سے *

۱۳۹ الغایت ۱۴۹ - فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ - الانعام آیت ۳ - الاعراف
آیت ۱۸۶ - یونس آیت ۶ و ۱۹ و ۱۰۱ - یوسف آیت ۱۰۵ - الروم آیت ۱۷ و ۲۶
لقمان آیت ۱۵ - الجاثیہ آیت ۲ و ۳۶ *

ترجمہ - آسمانون مین اور زمین مین *

۱۵۰ - اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - الاحزاب آیت ۷۲ *

ترجمہ - البتہ ہمنے دکھلائی امانت آسمانون کو اور زمین کو *

۱۵۱ - وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ - آل عمران آیت ۱۲۷ *

ترجمہ - جنت جسکا پہیلاؤ ہے آسمان اور زمین *

۱۵۲ و ۱۵۳ - مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ - ہود آیت ۱۰۹ و ۱۱۰ *

ترجمہ - جبتک رہین آسمان اور رہے زمین *

۱۵۴ - تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ - اسرائیل آیت ۴۴ *

ترجمہ - پاکیزگی سے یاد کرتے ہین اسکو ساتون آسمان اور زمین *

۱۵۵ و ۱۵۶ - اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - الملائکہ آیت ۳۶ -

الفتح آیت ۱۸*

ترجمہ- البتہ اللہ جانتا ہے چھپی چیزین آسمانون کی اور زمین کی *

۱۵۷- اِنِّیٓ اَعۡلَمُ غَیۡبَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ - البقرہ آیت ۳۱ *

ترجمہ- البتہ مین جانتا ہون چھپی چیزین آسمانون کی اور زمین کی *

۱۵۸ لغایت ۱۶۰- وَلِلّٰہِ غَیۡبُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ - النحل آیت ۷۹ الکھف آیت ۲۵ ہود آیت ۹ *

ترجمہ- اور اللہ کے لیئے ہے چھپی چیزین آسمانون کی اور زمین کی *

۱۶۱ و ۱۶۲- وَلِلّٰہِ مِیۡرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ - آل عمران آیت ۱۷۶ الحدید آیت ۱۰ *

ترجمہ- اور اللہ وارث ہے آسمانون کا اور زمین کا *

۱۶۳- وَلِلّٰہِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ - المنافقون آیت ۷ *

ترجمہ- اور اللہ کے لیئے ہین خزانے آسمانون کے اور زمین کے *

۱۶۴ و ۱۶۵- مَقَالِیۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ - الزمر آیت ۶۳ الشوری آیت ۱

ترجمہ- کنجیان آسمانون کی اور زمین کی *

۱۶۶ و ۱۶۷ وَلِلّٰہِ جُنُوۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ - الفتح آیت ۴ و ۷ *

ترجمہ- اور اللہ کے لیئے ہین لشکر آسمانون کے اور زمین کے *

۱۶۸- اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ - النور آیت ۳۵ *

ترجمہ۔ اللہ ہے نور آسمانون کا اور زمین کا*

١٦٩۔ اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ النمل آیت ٢٥

ترجمہ۔ کیون نہ سجدہ کرین اللہ کو جو نکالتا ہے چھپی چیز آسمانون مین اور زمین مین*

١٧٠۔ وَکَمْ مِّنْ مَّلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُھُمْ شَیْئًا۔ النجم آیت ٢٦*

ترجمہ۔ بہت سے فرشتے ہین آسمانون مین کام نہین آتی اُنکی سفارش*

١٧١۔ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ۔ ابراہیم آیت ٤٩*

ترجمہ۔ جس دن کہ بدلی جاوے یہہ زمین زمین کے سوا یعنی اور کسی چیز سے اور بدل دیے جاوین آسمان*

١٧٢۔ یٰھَامٰنُ ابْنِ لِیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓی اِلٰہِ مُوْسٰی وَاِنِّیْ لَاَظُنُّہٗ کَاذِبًا۔ المومن آیت ٣٩*

ترجمہ۔ اے ہامان بنا میرے لیے ایک محل شاید کہ مین پہنچون رستون مین آسمان کے رستون مین پہر دیکہون موسے کے خدا کو اور میری اٹکل مین تو وہ جہوٹا ہے*

١٧٣۔ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَھُمْ شِرْکٌ فِی السَّمٰوٰتِ۔ الاحقاف آیت ٣*

ترجمہ۔ دکہاؤ تو مجہہ کو اُنہون نے کیا پیدا کیا ہے زمین مین یا کچہہ اُن کو ساجہا ہے آسمانون مین*

١٧٤ و ١٧٥۔ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ البقرہ آیت ١١١۔ الانعام آیت ١٠١*

ترجمہ۔ بغیر نمونہ کے بنانیوالا آسمانون کا اور زمین کا *

۱۸۱ الغایت ۱۷۶ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ الانعام آیت ۱۴ یوسف آیت ۱۰۲

الملائکہ آیت ۱۔ ابراہیم آیت ۱۱۔ الزمر آیت ۴۷۔ الشوریٰ آیت ۹ *

ترجمہ۔ بنانے والا آسمانون کا اور زمین کا *

۱۸۲۔ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔ الانعام آیت ۷۹ *

ترجمہ۔ بنایا آسمانون کو اور زمین کو *

۱۸۳۔ اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا

الانبیاء آیت ۳۱ *

ترجمہ۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس آیت کا ترجمہ اس طرح لکھا ہے ۔ آیا ندیدند

کافران کہ آسمانہا و زمین بستہ بودند پس واکردیم آنہارا *

اور حاشیہ پر یہہ عبارت لکھی ہے ۔ واکردن آسمانہا نازل کردن مطر است و وا

کردن زمین رویانیدن گیاہ از وی *

اور شاہ عبد القادر صاحب نے اسکا ترجمہ یہہ لکھا ہے اور کیا نہین دیکھا ان منکرون نے

کہ آسمان اور زمین موہنہ بند تہے پہر ہمنے انکو کہولا *

اور حاشیہ پر لکھا ہے ۔ موہنہ بند تہی یعنی ایک چیز تہی زمین سے نہرین اور

کانین اور سبزے بہانت بہانت نکالے آسمان سے کئی ستارے ہر ایک کا

گہر جدا اور چال جدی *

۱۸۴- إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ - الملائکہ آیت ۳۹ *

ترجمہ- بیشک اللہ تھامے رکھتا ہے آسمانوں کو اور زمین کو ٹل جانے سے اور اگر ٹل جاوین تو کوئی نہ تھام سکے اُنکو اُسکے سوا *

۱۸۵- وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاۤءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ المومنون آیت ۷۳ *

ترجمہ- اور اگر خدا چلے انکی خوشی پر تو خراب ہون آسمان اور زمین اور جو کوئی اُنکے بیچ مین ہے *

۱۸۶- تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ - الشوریٰ آیت ۳ *

ترجمہ- قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑین اوپر سے *

۱۸۷- قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا وَمَا يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا - مریم آیت ۹۲ *

ترجمہ- وہ کہتے ہین کہ خدا نے بیٹا کیا ہے بیشک نہایت سخت بات کہی ہے جس سے قریب ہے آسمان پھٹ پڑین اور پھٹ جاوے زمین اور گر پڑین پہاڑ ٹکڑے ہو کر خدا کے لیے بیٹا کہنے سے *

۱۸۸- وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ الزمر آیت ۶۷*

ترجمہ۔ اور نہ قدر کی اُنہون نے اللہ کی جتنی کہ اُسکی قدر کرنی چاہیئے تھی اور ساری زمین اُسکی مٹھی مین ہوگی قیامت کے دن اور آسمان لپیٹے ہونگے اُس کے داہنے ہاتھہ مین*

قسم پنجم

وہ آیتین جن مین لفظ سموٰت کا مجازاً کواکب پر اطلاق ہوا ہے جیسے کہ مجازاً ظرف سے مظروف مراد لیجاتی ہے*

۱۔ اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا۔ الملک آیت ۳*

ترجمہ۔ جسنے پیدا کیا سات یا متعدد آسمانون یعنی کواکب کو تلے اوپر*

اس آیت کے بعد کی آیتون مین خدا فرماتا ہے۔ مَا تَرٰى فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ۔ یعنی تو نہین دیکھنے کا خدا کے پیدا کرنے مین کچھہ فرق۔ پھر خدا فرماتا ہے۔ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ۔ یعنی پھر پھیر اپنی نگاہ کو کہین تجھکو دکھائی دیتی ہے کچھہ خرابی۔ پھر خدا فرماتا ہے۔ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ۔ یعنی پھر پھیر اپنی نگاہ کو دو دو بار اُلٹ آویگی تیرے پاس تیری نگاہ عاجز ہوکر اور تھک کر*

ان آیتون سے معلوم ہوتا ہے کہ جن آسمانون کے پیدا کرنے کا ذکر خدا نے پہلی آیت

ہین کیا ہے وہ ایسی چیز ہے کہ انسان اُسکو دیکہہ سکتے ہین لیکن سبع سموات سے کوئی سے آسمان مراد لو خواہ مجسم خواہ محل سیر کواکب مگر وہ دکہائی نہین دیتے پس خدا کا یہہ فرمانا کہ اُنکو دیکہو اور پہر نگاہ کرو اور پہر نگاہ پہیر کر دیکہو محض لغو اور بیہودہ ہوگا* "فَارْجِعِ الْبَصَرَ" سے بہی آنکہہ کی نگاہ مراد ہے نہ کوئی دوسری چیز چنانچہ امام صاحب بہی تفسیر کبیر مین لکہتے ہین فما معنے ثم ارجع الجواب امرکا یرجع البصر یعنی اس آیت مین نظر کے پہیرنے کا حکم ہے *

تعجب یہہ ہے کہ امام صاحب بہی سمجہتے ہین کہ یہہ سموات جنکا ذکر اس آیت مین ہے محسوس ہونے چاہئین اور ارقام فرماتے ہین کہ "ان الحس دل علی ان ہذہ السموات السبع اجسام مخلوقة علی وجه الاحکام والاتقان" مگر یہہ نہین بتایا کہ کیونکر حس اُنکے اجسام ہونے پر دلالت کرتی ہے حالانکہ وہ تو محسوس نہین ہین *

پس ضرور ہے کہ اس جگہہ سموات سے وہ چیزین مراد ہون جو مرئی اور محسوس ہین اور ہر کوئی اُنکو دیکہتا ہے تاکہ اُنکے پیدا کرنے کی دلیل سے خدا کی عظمت اور اُسکی خالقیت ثابت کی جاوے اور جو کہ سموات درحقیقت محل سیر کواکب ہین تو بمنزلہ ظرف کے ہین اور کواکب بمنزلہ مظروف کے پس اس مقام پر سموات سے مجازاً کواکب مراد ہین۔ بولا گیا ہے ظرف اور مراد ہے مظروف لفظ سبع اگر بمعنی حقیقی لیا جاوے تو اُس سے یہہ سات کواکب سیارہ مراد ہونگے جو ہمارے لیے بہ نسبت اور کواکب

کے زیادہ تر عجیب ہین اور اگر اُسکا استعمال بطور محاورہ عرب بلا تعین عدد سمجہا جاوے تو اُس سے تمام کواکب جو ہمکو دکہائی دیتے ہین مراد ہونگے *

ظرف سے مظروف مراد ہونے پر قرینہ قویہ موجود ہے یعنی اگلی آیتون مین جو کچہہ بیان ہوا ہے وہ ایسی اشیا پر جو مرئی نہین ہین اور دکہائی نہین دیتین صادق نہین آتا اور اس لیے ضرور ہوا ہے کہ ظرف سے مظروف مراد لی جاوے *

اس مقام پر ظرف کو مجازاً بمعنی مظروف بیان کرنے مین ایک بڑی عمدگی و باریکی ہے کیونکہ اگر یون کہا جاتا کہ۔ الذی خلق سبع کواکب طباقا۔ تو یہہ قول صرف نفس کواکب پر دلالت کرتا حالانکہ اُنکے حالات اور اُنکے حرکات اور جو انتظام کہ اُنکے حرکات مین ہے وہ نفس کواکب سے بہی زیادہ عجیب ہے اور ظرف سے جو اُنکا محل سیر ہے اُنپر اشارہ کرنے سے جو عجائبات کہ نفس کواکب اور اُنکے حالات مین ہین وہ سبکے سب یک لخت ذہن مین آجاتے ہین *

” طباقا “ کا لفظ صفت ہے سموات کی جس سے کواکب ہمنے مراد لیے ہین اُس سے مثل پیاز کے چہلکے کے توبرتو ہونا پایا نہین جاتا۔ ابن کثیر نے بہی اپنی تفسیر مین انکا ملا ہونا تسلیم نہین کیا بلکہ طباقا سے صرف اُن کا اوپر تلے ہونا اور متوازی ہونا مراد لیا ہے قال الامام فی تفسیرہ لعل المراد کونہا طباقا کونہا متوازیۃ لا انہا متماسۃ “۔ یعنی طباقا کے لفظ سے یہہ ضرور نہین ہے کہ وہ چمٹے ہوے ہون بلکہ شاید یہہ مطلب ہو کہ متوازی ہون (یعنی حرکت مین ایک دوسرے سے ٹکرا نہ جاوین) *

اسکی تائید قرآن مجید کی دوسری آیت سے بخوبی ہوتی ہے جہان فرمایا ہے

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ لَا الشَّمْسُ يَنبَغِي لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ" *

یعنی آفتاب چلتا ہے اپنی قرارگاہ مین یہہ ٹھہرایا ہوا ہے اُس زبردست جاننے والے کا اور چاند کے لیئے اُسنے مقرر کی ہین منزلین یہان تک کہ پھر ہو جاتا ہے مانند پرانی ٹہنی کے (یعنی ہلال) نہ سورج کرسکتا ہے کہ چاند کو پکڑ لے (یعنی ٹکر مارے) اور نہ رات آگے بڑھ سکتی ہے دن سے اور ہر ایک یعنی سورج و چاند و ستارے ایک ایک گھیرے مین پھرتے ہین۔ پس طباقاً کے لفظ سے یہی مطلب ہے کہ باوجودیکہ اسقدر کواکب ہین جنکی انتہا نہین اور سب اپنے اپنے محل سیر مین پھرتے ہین اور ایک دوسرے سے ٹکراتا نہین *

اسی آیت کی مانند یہہ آیت ہے " وبنینا فوقکم سبعا شدادا وجعلنا سراجاً وھاجاً یعنی بنایے ہمنے تمہارے اوپر سات یا متعدد کواکب مضبوط اور کیا ہمنے اُن مین سے ایک کو چراغ روشن *

افسوس ہے کہ بعض اکابر نے اس آیت کی نسبت مکابرہ کیا ہے وہ فرماتے ہین کہ اگر سبع سے سات ستارے معہودہ مراد ہوتے تو لفظ سبع کو معرّف باللام لانا ضرور تھا اگرچہ ہمتو سمجھتے ہین کہ بحالت شہرت تعریف باللام ضرور نہ تھی مگر اسکے جواب سے

مجبور ہین اس لیئے کہ خدا نے اور جگہہ بہی ایسا ہی فرمایا ہے چنانچہ "وَالطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ فِي رَقٍّ مَنْشُورٍ" مین کتاب معہودہ کو غیر معرف باللام فرمایا ہے *

امام فخر الدین رازی فرماتے ہین کہ " ما الحكمة فى تنكير الكتاب وتعريف باقى الاشياء نقول ما يحتمل الخفاء من الامور الملتبسة بامثالها من الاجناس يعرف باللام فيقال رايت الامير ودخلت على الوزير فاذا بلغ الامير الشهرة بحيث يومن الالتباس مع شهرته ويريد الواصف وصفه بالعظمة يقول اليوم رايت اميرا ماله نظير جالسا وعليه سيما الملوك وانت تريد ذلك الامير المعلوم والسبب فيه انك بالتنكير تشير الى انه خرج عن ان يعلم ويعرف بكنه عظمته فيكون كقوله تعالى الحاقة ما الحاقة وما ادراك ما الحاقة فاللام وان كانت معرفة لكن اخرجها عن المعرفة كون شدة هولها غير معروف فكذلك ههنا الطور ليس فى شهرة بحيث يومن اللبس عند التنكير وكذلك البيت المعمور واما الكتاب الكريم فقد تميز عن سائر الكتب بحيث لا يسبق الى اوهام السامعين من النبى صلى الله عليه وسلم لفظ الكتاب الا ذلك فلما امن اللبس وحصلت فائدة التعريف سواء ذكر باللام اولم يذكر قصد الفائدة الاخرى وهى الذكر بالتنكير وفى تلك الاشياء لما لم تحصل فائدة التعريف الا بآلة التعريف استعملها

وهذا يويد كون المراد منه القرآن وكذلك اللوح المحفوظ مشهور *

ترجمہ - اگر کوئی کہے کیا حکمت ہے بیچ نکرہ لانے لفظ کتاب کے اور معرف لانے

اور چیزون کے پس ہم جواب دینگے کہ جو چیزین احتمال رکہتی ہین کسی قسم خفا کا منجملہ اُن

امور کے جو مشتبہ ہوتے ہین ساتہہ اپنی امثال کے اجناس وغیرہ سے تو وہ معرفہ لائی جاتی

ہین چنانچہ یون بولا جاتا ہے رایت الامیر و دخلت علی الوزیر یعنی دیکہا مین نے اُس امیر کو

اور گیا مین پاس اُس وزیر کے اور جبکہ کوئی امیر خاص ایسا مشہور ہوجاتا ہے کہ وقت اطلاق

کے وہی سمجہا جاتا ہے اور کسی دوسرے کا شبہہ نہین ہوتا اور کوئی شخص اُس مشہور امیر کی

کچہہ تعریف کرنی چاہتا ہے تو یون کہتا ہے الیوم رایت امیرا ماله نظیر جالسا و علیه

سیما الملوک یعنی آج مین نے امیر کو بیٹہے دیکہا کہ اُسکی کوئی نظیر ہی نہین ہے اور وہ

ملوکانہ شان سے بیٹہا ہوا تہا پس بوجہ شہرت کے کچہہ اُسکے معرف لانے کی ضرورت

نہین ہوتی گو درحقیقت ارادہ مین امیر خاص ہی ہوجاتا ہے اور نکتہ اس مین یہ ہوتا ہے

کہ گویا تنکیر سے تم اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہو کہ بسبب شہرت کے وہ اس بات کا

محتاج نہین ہے کہ اُسکی کنہ عظمت کی تعریف کیجاوے پس گویا کہ ہے مثل اس قول اللہ

تعالی کے الحاقة ما الحاقة وما ادراک ما الحاقة کہ اس کلام مین اگرچہ لفظ لام موجب تعریف ہے

لیکن بسبب اُسکے ہول اور دہشت کے غیر معروف ہونیکے اُسکو معرفہ ہونے کی حالت سے

نکال دیا ہے اسی طرح یہ طور اگرچہ مشتہر ہے لیکن اس درجہ شہرت کو نہین پہونچا کہ التباس کا

خوف نہ رہا ہو اور یہی حال بیت المعمور کا ہے بخلاف کتاب کریم کے کہ وہ اپنی امثال مین

اس درجہ ممتاز ہے کہ جو لوگ سننے والے ہین وہ اس لفظ کے سننے سے اُسی کو سمجھہ لیتے ہین دوسری کتاب کا شبہہ نہین ہوتا پس جبکہ خوف التباس نہ رہا اور فائدہ تعریف کا شہرت ہی سے حاصل ہو گیا خواہ لام ہو یا نہو تو اس وجہہ سے ایک دوسرے فائدہ کا قصد کیا گیا اور وہ فائدہ یہی ہے کہ اُسکو بالتنکیر ذکر کیا اور چونکہ اوس اشیا مین بغیر آلہ تعریف کے توصیف نہین آسکتی تہی اس لیئے اُنکو معرف باللام بیان کیا اور اس وجہہ سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ مراد اس سے قرآن ہے اور ایسی ہی لوح محفوظ مشہور ہے *

پس چونکہ کواکب سبع نہایت مشہور تہے بلکہ اُنکو سیارہ خیال کرنے سے لوگ بالتخصیص اور دیگر کواکب سے تمیز کرتے تہے تو ہماری دانست مین خدا نے کچھہ غلطی نہین کی بلکہ معرف باللام لانا ضرور نہ تہا *

پہر وہ فرماتے ہین کہ یہہ ترجمہ غلط ہے (شاید غلط ہو اس لیئے کہ ہم مولوی نہین ہین) وہ فرماتے ہین کہ ہمنے اپنی جہالت اور ہوای نفسانی سے جعلنا کو متعدی الی المفعولین ٹھہرایا ہے حالانکہ وہ متعدی الی مفعول واحد ہے *

مگر یہہ ارقام نہین فرمایا کہ اس مقام پر جعلنا کو متعدی الی مفعول واحد قرار دینے کی اُنپر کوئی وحی نازل ہوئی ہے اور کیون اُسکا متعدی الی المفعولین ہونا ناجائز ٹھہرایا ہے مگر چند ہمسے جاہلون نے تو جعلنا کو اس مقام پر متعدی الی مفعولین مانا ہے *

تفسیر معالم التنزیل والا لکہتا ہے وجعلنا سراجا یعنی الشمس وہاجا مضیا پس اس نے ایک مفعول سراج کو یعنی شمس اور دوسرا مفعول وہاج کو قرار دیا ہے *

پہر تفسیر ابن عباس کے مصنف نے بہی جہالت کی ہے کہ وجعلنا سراجا
وھاجا شمسا مضیا بیان کیا ہے اور جعلنا کو متعدی الی المفعولین مانا ہے *
بیشک خدا نے بہی غلطی کی ہے کہ اوپر سے برابر جعلنا کو متعدی الی المفعولین کہتا
چلا آتا تہا - الم نجعل - الارض - مھادا - والجبال - اوتادا - وجعلنا - نومکم
سباتا - وجعلنا - اللیل - لباسا - وجعلنا - النھار - معاشا - پہر
اخیر مین بہی وجعلنا کو متعدی الی المفعولین کہدیا کہین تو متعدی الی مفعول واحد
بولا ہوتا اگر درحقیقت خدا این قصور کا تقصیروار ہو تو ہم بہی اس جعلنا کو اس جگہہ متعدی
الی مفعول واحد تسلیم کرلین گے *
سبعًا کا مضاف الیہ محذوف بلاشبہہ ممکن ہے کہ سموات ہو جیسا کہ تمام مفسرون نے
مانا ہے لیکن جو کہ اُنکے ذہن مین تقلید یونانیان جما ہوا تہا کہ آسمان سات ہین اور اونکا
جسم شدید صلب بلورین ہے کہ خرق والتیام کے بہی قابل نہین اُسی خیال سے اُنہون نے
سبعًا کا مضاف الیہ سموات کو قرار دیا ہے ورنہ اُنپر کوئی وحی نازل نہین ہوئی تہی کہ مضاف الیہ
محذوف سموات ہے غایت یہہ ہے کہ کوئی قرینہ ہوگا باستدلال آیت "ءانتم اشد
خلقًا ام السماء بناھا" لیکن یہ استدلال ایسا نہین ہے کہ باوجود موجود ہونے
دوسرے قرینہ کے بہی کوئی اور مضاف الیہ محذوف اُسکا نہ مانا جاوے *
خدا تعالی نے شروع آیت مین سات کا ذکر کیا اور اُسکے ساتہہ سورج کا ذکر فرمایا پس
یہہ کیسا صاف قرینہ ہے کہ وہ سات وہی ہین جن مین کا ایک سورج ہے اور سورج اُنہی سات

ہین کا ایک ہے پس ایسے صاف اور روشن قرینے سے جو سورج کی مانند چمکتا ہے
سبعًا کا مضاف الیہ کواکب اور جعلنا کو متعدی الی المفعولین اور اُسکا مفعول اول احدہین
قرار دیتے ہین اور جو کہ اُسکے حذف پر صاف قرینہ دلالت کرتا تھا اس لیئے اُسکا حذف
نہایت فصیح تھا صاف صاف معنی خدا کے کلام کے تو یہی ہین پہر یونانیون کی تقلید
کرنے والے چاہین مانین چاہین نہ مانین *

واضح ہو کہ اگر ہم اس تمام تقریر سے قطع نظر کرین اور سبعًا کا مضاف الیہ سموات ہی تسلیم
کرین اور سبع سموات سے بہی سموات ہی مراد لین اور اشد کے لفظ کو بہی نسبت سموات ہی
کے تسلیم کر لین تو بہی آسمانون کا جسم یونانیون کے آسمانون کا سا جسم یا ویسا جسم جیسا
کہ تیرہوین صدی کے مولوی قرار دینا چاہتے ہین ثابت نہین ہوتا چنانچہ اس کی بحث
آگے آوے گی *

۲- اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓی اَنْ
یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ - اسرائیل آیت ۱۰۱ *

ترجمہ - کیا نہین دیکہا تم نے کہ جس اللہ نے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو
طاقت رکہتا ہے اسبات پر کہ پیدا کرے اُنکی مانند *

کیا فائدہ ہے اس آیت سے اور خدا کی قدرت پر کیونکر اقرار ہو سکتا ہے اگر وہ سموات
جنکا اس مین ذکر ہے ہمکو دکہائی نہین دیتے بلاشبہ اس مقام مین بہی سموات سے کواکب
مراد ہین جنکو ہم دیکہتے ہین اور خدا کی قدرت کا اقرار کرتے ہین *

۳- اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالاَرْضَ بِالْحَقِّ - ابراہیم آیت ۲۲*

ترجمہ - کیا تو نے نہین دیکھا کہ پیدا کیا اللہ نے آسمانون کو یعنی کواکب کو اور زمین کو جیسا چاہیئے *

اس آیت مین بھی جبتک سموات سے ایسی چیزین مراد نہ لی جاوین جو حقیقت مین دکھائی دیتی ہون اُس وقت تک خدا تعالی کی قدرت کے اثبات پر دلیل نہین ہو سکتی*

۴- اَلَمْ تَرَوْا کَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ طِبَاقًا وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا - نوح آیت ۱۵ و ۱۶ *

ترجمہ - کیا تم نے نہین دیکھا کہ کس طرح پیدا کیا اللہ نے سات یا متعدد آسمانون یعنی کواکب کو تلے اوپر اور کیا اُن مین چاند کو نور اور کیا سورج کو چراغ روشن *

اس آیت مین بھی ہمکو وہی بحث ہے جو پہلی آیت مین کی ہے اور جس طرح اور جس دلیل سے ہمنے سورۃ الملک کی آیت مین سموات سے کواکب مراد لیے ہین اسی طرح اس مقام پر بھی لیتے ہین شمس و قمر اُن کواکب سے مغائر نہین ہین کیونکہ اس مقام پر لفظ فی سے داخل ہونا شمس و قمر کا انھین اعداد سبع مین پایا جاتا ہے قال اللہ تبارک و تعالی من لسان ابراہیم علیہ السلام رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ - یعنی اے ہمارے پروردگار اُٹھا اُن مین ایک رسول اُنھی مین سے الخ *

۵- اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوَاتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۔ الرعد آیت ۲ *

ترجمہ ۔ اللہ وہ ہے جسنے بلند کیا آسمانون کو بغیر ستون کے کہ دیکھو تم اُسکو پہر ٹھہرا عرش پر اور فرمانبردار کیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے معین مدت مین *

۲۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ۔ لقمان آیت ۹ *

ترجمہ ۔ پیدا کیا اللہ نے آسمانون کو بغیر ستون کے کہ دیکھو تم اُسکو *

ان دونون آیتون مین خدا تعالی اپنی قدرت کاملہ اس طرح پر ثابت کرتا ہے کہ اُسنے سموات کو بغیر ستون کے بلند کیا ہے جبتک کہ وہ سموات بغیر ستون کے بلند ہوے نہ دکہائی دین اُس وقت تک اُس قدرت کا ثبوت نہین ہو سکتا *

پس اس جگہہ سموات سے خواہ یونانیون والے مجسم آسمان مراد لو خواہ تیرہوین صدی کے مولویون [illegible] محل سیر کواکب مگر اُن مین سے کوئی بہی مرئی نہین ہے پس اگر لفظ سموات کو بجای لفظ سمار کے سمجہو اور اُس سے یہہ نیلی چہت مراد لو تو ہمکو کچہہ کلام نہین لیکن اگر اُسکو بمعنی جمع قرار دو جیسا کہ ظاہر لفظ مین ہے تو ہم اُس سے بہی کواکب مراد لینگے اُسی دلیل سے جس سے کہ پہلی آیتون مین لیے ہین تاکہ دلیل پوری ہو جاوے *

شمس و قمر بہی انہی سموات یعنی کواکب مین داخل ہین مگر چونکہ وہ بہ نسبت دیگر کواکب کے زیادہ عظیم الشان ہمکو معلوم ہوتے ہین اور وہ چلتے ہوے بہی ہر ایک کو محسوس ہوتے ہین اس لیے اُسنے کمال قدرت کو زیادہ تر ظاہر کرنے کو فرمایا کہ وہ بہی خدا کے فرمانبردار ہین *

مولوی مہدیعلی صاحب نے جواب اپنے آرٹیکل مین عمد غیر مرئی کی نسبت ایک محققانہ

گفتگو کی تھی اُسکی نسبت بعض اکابر نے اپنی تحریر مین مکابرہ کیا ہے ہمنے اسکو بغور دیکھا
اور مولوی مہدیعلی صاحب کی زبان سے صرف اتنا ہی کہنا مناسب سمجھا کہ ”شعر مرا
بہ مدرسہ کہ برد *

علاوہ ان آیتون کے اور بھی آیتین ہین جنمین سموات کے لفظ سے کواکب مراد لینا بہ نسبت
آسمانون کے زیادہ تر مناسب ہے مگر ہم انہین آیتون پر بس کرتے ہین *

تحقیق الفاظ آیات

جمہور فلاسفہ اور اصحاب علم ہیئت آسمان کی نسبت بیان کرتے ہین کہ ”انہا اجرام
صلبة لا ثقیلة ولا خفیفة غیر قابلة الخرق والالتیام والنمو والذبول“
یعنی آسمان سخت اجرام ہین نہ بوجھل ہین اور نہ ہلکے ہین پھٹنے اور جُڑنے اور بڑہنے
اور گھٹنے کے قابل نہین ہین - اس حقیقت اور ایسے وجود سموات کے ہم بالکل منکر ہین *

علمای معقول اور منقول سماء و فلک دونون کو ایک کہتے ہین چنانچہ امام فخرالدین
رازی نے بھی تفسیر کبیر مین تحت تفسیر آیہ کُلٌّ فِی فَلَکٍ یَّسۡبَحُوۡنَ کے فلک اور سماء مین
کچھہ تفرقہ نہین کیا ہے بلکہ دونون کو ایک سمجھا ہے پس جو بحث کہ اُنھون نے فلک کی
حقیقت مین کی ہے وہ بحث گویا سماء کی اور سموات کی حقیقت مین ہے چنانچہ اُنھون نے
مفصلۂ ذیل مذہب بنسبت اُسکے نقل کیے ہین *

”قال بعضہم الفلک لیس بجسم وانما ہو مدار ہذہ النجوم وہو
قول الضحاک وقال الاکثرون ہی اجسام تدور النجوم علیہا وہذا اقرب

الی ظاہر القرآن - ثم اختلفوا فی کیفیتہ فقال بعضہم الفلک موج مکفوف تجری الشمس والقمر والنجوم فیہ وقال الکلبی ماء مجموع تجری فیہ الکواکب

یعنی بعضون کا قول ہے کہ فلک یعنی آسمان کا کوئی جسم نہین ہے بلکہ وہ ستارون کے چکر کی جگہہ ہے اور یہہ قول ضحاک کا ہے اور اکثر عالم مفسر یہہ کہتے ہین کہ انکا جسم ہے اور ستارے انکے اوپر پہرتے ہین (جیسے کہ گیند پر چیونٹی) اور یہی معنی قرآن کے الفاظ سے نہایت قریب ہین اُسکے بعد پہر عالمون اور مفسرون نے اس بات مین کہ پہر وہ کیسے ہین اختلاف کیا ہے بعضون کا قول ہے کہ فلک یعنی سما پانی کا بُلبلہ ہے سورج اور چاند اور ستارے اُسمین پہرتے ہین اور کلبی کا یہ قول ہے کہ پانی جمع ہوگیا ہے اُسمین ستارے بہتے ہین *

پہر امام صاحب لکہتے ہین کہ "والحق انہ لا سبیل الی معرفۃ صفات السموات الا بالخبر" یعنی سچ یہہ ہے کہ آسمانون کی صفت معلوم کرنے کے لیے بجز وحی کے کوئی راہ نہین ہے (بشرطیکہ وحی کے معنی سمجہنے مین غلطی نہو) *

اخیر کو امام صاحب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ "والذی یدل علیہ لفظ القرآن ان تکون الافلاک واقفۃ والکواکب تکون جاریۃ فیہا کما تسبح السمکۃ فی الماء" یعنی وہ بات جو قرآن کے لفظون سے پائی جاتی ہے وہ یہہ ہے کہ افلاک یعنی آسمان تو ٹھہرے ہوے ہون اور ستارے اوس مین بہتے ہون جیسے کہ مچھلی پانی مین تیرتی ہے *

ہمنے جو کچھہ کہا ہے وہ انہین علماء کے اقوال سے نہایت قریب ہے حقیقت

سما اور سموات کی ہم نہین جانتے مگر یہہ بات کہ وہ اجرام صلب ہین محض غلط ہے اسکو بہی ہم نہین مانتے کہ وہ گیند کی طرح ایک جسم ہین اور ستارے اُنپر پہرتے ہین جیسے کہ گیند پر چیونٹی یا گنبد پر اخروٹ اور ان دونون باتون کو اس لیے نہین مانتے کہ قرآن مجید سے اُنکا ایسا جسم یا اُنکی ایسی حقیقت ثابت نہین ہوتی *

باقی رہی یہ بات کہ وہ پانی کے ببلہ کی مانند ہین یا پانی اکٹھا ہوگیا ہے یعنی وہ ایک ایسے جسم لطیف سیال ہین جو کواکب کی سیر و حرکت کو مانع نہین ہین - اگر کوئی شخص اُن کے ایسے جسم ہونے کا دعوی کرے تو ہم اُسکو اسقدر جواب دینگے کہ ہونگے مگر ہم ایسے جسم ہونے کا بہی دعوی نہین کرینگے دو وجہہ سے اول اس لیئے کہ ایسے جسم ہونے کے ثبوت کے لیئے ہمارے پاس کوئی دلیل نہین - دوسرے اس لئے کہ قرآن مجید مین جو کچہہ بیان ہوا ہے اُس سے نہ ایسے وجود کا ہونا پایا جاتا ہے اور نہ اُسکے تسلیم کرنے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے *

پس علاوہ اُن چیزون کے جن پر سمار کے لفظ کا اطلاق ہوا ہے ہمنے سمار کے معنی فضای محیط کے قرار دیے ہین اور اُسکے درجات یا طبقات کو جو بسبب حدوث اور وجود دیگر اشیار کے اس فضای محیط مین اوپر تلے یا طبقہ بعد طبقہ پیدا ہوگئے ہین سموات کہا ہے تو اب ہمکو ضرور ہے کہ ہم اسبات کو بہی بیان کرین کہ جو معنی ہمنے لفظ سمار یا سموات کے قرار دیئے ہین یا جن معنون مین اونکا اطلاق ہونا بیان کیا ہے کوئی لفظ کسی آیت کا آیات قرآن مجید سے اُسکے مخالف نہین ہے اس بیان سے یہہ بہی ثابت ہے،

کہ ہم وجود سموات کے منکر نہین ہین کیونکہ اس فضاے محیط یا اُسکے طبقات کا وجود مخلوق ہے

قسم اول کی آیتون مین یعنی جن مین لفظ سما کا بمعنی ابر و بادل کے اطلاق ہوا ہے

کوئی لفظ ایسا نہین ہے جو بحث کے قابل ہو اور جس سے اُن معنون مین شبہہ پڑ سکتا

ہو ہان صرف ایک اخیر کی آیت وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ شاید بحث کے لائق ہو کیونکہ

ہمارے زمانہ کے علما شاید اسکو یونانیون کا آسمان قرار دیکر اُس سے آسمان کی

گردش اور زمین کے سکون قرار دینے پر متوجہ ہون *

مگر ہم سمجھتے ہین کہ جمہور مفسرین نے بھی اس آیت مین لفظ سما سے بادل مراد

لی ہے صرف ابن زید کا ایک قول منقول ہوا ہے جس سے یونانیون کا آسمان

مراد ہو سکتا ہے مگر اُس قول کو مفسرین نے نہین مانا *

تفسیر کبیر مین لکھا ہے ”اما قولہ والسماء ذات الرجع فنقول قال الزجاج

الرجع المطر لانہ یجیی ویتکرر واعلم ان کلام الزجاج وسائر ائمۃ اللغۃ

صریح فی ان الرجع لیس اسما موضوعا للمطر بل سمی رجعا علی سبیل المجاز

ولحسن ھذہ المجاز وجوہ (احدھا) قال القفال کانہ من ترجیع الصوت

وھو اعادتہ ووصل الحروف بہ فکذا المطر لکونہ عائدا مرۃ بعد اخری

سمی رجعا (وثانیھا) ان العرب کانوا یزعمون ان السحاب یحمل الماء من

بحار الارض ثم یرجعہ الی الارض (وثالثھا) انھم ارادوا التفاؤل

فسموہ رجعا لیرجع (ورابعھا) ان المطر یرجع فی کل عام اذا عرفت

هذا افنقول للمفسرين اقوال (احدها) قال ابن عباس والسماء ذات الرجع ای ذات المطر یرجع لمطر بعد مطر و (ثانیها) رجع السماء اعطاء الخیر الذی یکون من جهتها حالا بعد حال علی مرور الازمان ترجعه رجعا ای تعطیه مرة بعد مرة (وثالثها) قال ابن زید هو انها تردو ترجع شمسها و قمرها بعد مغیبهما والقول هو الاول"*

یعنی ہم کہتے ہین کہ والسماء ذات الرجع مین جو لفظ رجع کا ہے اُس کے معنی زجاج نے مینہ کے لیے ہین کیونکہ مینہ آتا ہے اور پہر پہر کر آتا ہے - یہہ بات جان لینی چاہیے کہ زجاج کے اور تمام لغت کے عالمون کے کلام مین اسبات کی تصریح ہے کہ لفظ رجع مینہ کے لیے نہین بنایا گیا ہے یعنی اُسکے لغوی معنی مینہ کے نہین ہین بلکہ مجازاً بطور مینہ کے نام کے بولا جاتا ہے اور مجازاً مینہ کا نام رجع رکہنے مین کئی خوبیان ہین - اول یہہ کہ قفال کا قول ہے کہ رجع کا لفظ گویا ترجیع الصوت سے لیا ہے جسکو گانے والے گٹکری کہتے ہین اور گٹکری آواز کا پہیرنا اور اُس سے حرفون کا کئی مین ملانا ہے اور یہی حال مینہ کا ہے پس اُسکے برسنے اور پہر برسنے کے سبب رجع اُسکا نام رکہہ دیا گیا ہے - دوسرے یہہ کہ اہل عرب سمجہتے تہے کہ بادل زمین کے دریاؤن مین سے پانی لیجاتے ہین اور پہر زمین کو پہیر دیتے ہین - تیسرے یہہ کہ اُنہون نے نیک فال کے ارادہ سے مینہ کا نام رجع رکہا ہے تاکہ پہر آوے - چوتہے یہہ کہ مینہ ہر برس پہر آتا ہے - اب کہ یہ بات جان لی گئی

توہم کہتے ہین کہ مفسرون کے کئی قول ہین اول ابن عباس کا قول ہے کہ والسماء ذات الرجع کے معنی ہین ذات المطر یعنی مینہ والا پہیر لاتا ہے مینہ کو مینہ کے بعد دوسرے یہہ کہ رجع السماء سے وہ نیکی مراد ہے جو آسمان کی طرف سے بار بار زمانون کے گذر جانے پر بہی ہوتی رہتی ہے عرب بولتے ہین ترجعہ رجعا یعنی اُسکو دیتا ہے بار بار تیسرا ابن زید کا قول ہے وہ کہتے ہین کہ آسمان لیجاتا ہے اور پہر لاتا ہے اپنے سورج اور چاند کو اُنکے چہپ جانے کے بعد مگر پہلی بات ٹہیک ہے *

بااین ہمہ ہم خود سیاق وسباق کلام خدا پر غور کر سکتے ہین اُسکے دونون جملون کے ملانے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہایت فصاحت اور خوبی سے بادلون کا اور اُسکے ساتہہ زمین کے اُگانے کا جو دونون لازم وملزوم ہین بیان کیا ہے پہر چاہو لفظ رجع کے لغوی معنی لو خواہ مجازی معنی دونون حالتون مین مطلب ایک ہی ہتا ہے ہم خود بادلون کو دیکہتے ہین کہ جاتے آتے ہین یہان برستے ہین پہر وہان جا برستے ہین پہر یہان آ برستے ہین زمین کو سیراب کرتے ہین وہ طرح طرح کے پہل پہولون کو اُگاتی ہے *

ایک بہت بڑا معجزہ قرآن مجید کا یہہ ہے کہ خدا تعالی جابجا نیچر کی خوبی انسان کو جتلاتا ہے اور اُس سے اپنی خدائی کے ثبوت پر دلیل لاتا ہے اور پہر اُس سے انسان کو روحانی نیکی حاصل کرنا سکہلاتا ہے فہو رب العرش العظیم ـ سبحانہ وتعالی شانہ *

قسم دوم مین جو آیتین بیان ہوئی ہین اور جن مین لفظ سماء کا فضای محیط پر اطلاق ہوا ہے ان آیتونمین کئی لفظ بحث کے لائق ہین *

اول "لفظ استوی" جسکو ہمنے اور اور مفسرون نے بمعنی خلق بیان کیا ہے پس لفظ استوا ر سے بحث کرنی گویا لفظ خالق سے بحث کرنی ہے اس لیے اس مقام پر اس لفظ سے بحث نہین کرتے کیونکہ آگے لفظ خلق سے پوری بحث کی جاویگی *

دوسرا لفظ بروج کا ہے - یہہ لفظ تین آیتون مین آیا ہے تبارك الذی جعل فی السّماء بروجًا وجعل فیہا سراجا وقمرا منیرا و لقد جعلنا فی السماء بروجا وزیّنّٰہا لِلنّٰظِرِیْنَ - والسماء ذات البروج مگر یہہ لفظ ہمارے بیان کے مخالف نہین ہے اور نہ اس لفظ سے آسمان کا ایسا جسم جیسا کہ یونانی حکیمون نے مانا تہا اور جسکی تقلید علمای اسلام نے کی ہے ثابت ہوتا ہے *

بروج جمع ہے برج کی اور برج مشتق ہے تبرج سے جسکے معنی ظاہر ہونے کے ہین قال الامام فی تفسیرہ "اشتقاق البرج من التبرج لظہورہ" *

پس ان آیتون مین جو بروج کا لفظ آیا ہے مفسرین نے اُسکے تین معنی لیے ہین - اول ابن عباس کی روایت ہے کہ بروج سے مراد کواکب ہین قال الامام فی تفسیرہ - عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان البروج ھی الکواکب العظام - یعنی حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ یہی بڑے بڑے ستارے بروج ہین اور پہر دوسری جگہہ فرمایا ہے "البروج ھی عظام الکواکب سمیت بروجا لظہورھا" یعنی بروج یہی بڑے بڑے ستارے ہین اُن کا نام بروج اس لیے ہوا کہ وہ ظاہر ہین - لغات قرآن مین لکہا ہے "والسماء ذات البروج وہی ذات الکواکب العظام" یعنی آسمان برجون والے سے بڑے

بڑے ستارون الامراد ہے - پس اگر یہی معنی بروج کے لیے جاوین تو لفظ بروج کا اُن معنون سے جو ہمنے سمار کے لیے ہین کچھہ بھی مخالف نہین اور نہ ایسے معنی لینے سے یونانیون کے آسمان کا وجود ثابت ہوتا ہے *

دوسرے معنی بروج کے لیئے ہین منازل قمر یعنی نچھتر کے یا منازل سیارات کے جیسا کہ تفسیر کبیر مین ہے "اما البروج فھی منازل السیارات" اور دوسری جگہہ لکھا ہے "البروج ھی منازل القمر" *

تیسرے - معنی بروج کے بروج السمار یعنی آسمان کے برجون کے لیے ہین چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے "انھا ھی البروج الاثنا عشر وھی مشھورۃ" اور لغات قرآن مین لکھا ہے "بروج السّماء منازل الشمس والقمر وھی اثنا عشر بروجا معروفۃ اولھا الحمل واٰخرھا الحوت" مگر حقیقت مین دوسرے اور تیسرے معنی ایک ہین کچھہ ان مین فرق نہین ہے *

اب بروج اثنا عشر کی کیفیت بتلانی چاہیئے تاکہ معلوم ہو کہ جو معنی سمار کے ہمنے بیان کیے ہین بروج کا لفظ اُسکے منافی ہے یا نہین - جاننا چاہیئے کہ ابتدا مین جب اہل تنجیم یا اہل ہیئت نے اس علم کے مسائل پر غور کی تو اُنھون نے دیکھا کہ آفتاب سال بھر مین نقطۂ اعتدال سے طلوع و غروب مین تین مہینے تک جانب شمال میل کرتا جاتا ہے اور پھر تین مہینے تک جانب نقطۂ اعتدال رجوع کرتا آتا ہے اور جب اُس نقطہ پر پہونچ جاتا ہے تو تین مہینے تک جانب جنوب میل کرتا جاتا ہے اور پھر تین مہینے تک جانب نقطۂ اعتدال

رجوع کرتا ہے یہہ حال آفتاب کا تمام دُنیا مین دکہائی دیتا تہا اور اِس سبب سے وہ ستارے جو طریق الشمس مین ہمیشہ پڑتے تہے بہ نسبت اور ستارون کے زیادہ معلوم ہوگئے تہے یعنی اہل تنجیم بہ نسبت اور ستارون کے اُن سے زیادہ واقف ہوگئے تہے جب اُنہون نے اُن ستارون پر غور کیا تو بہت سے ستارون کو ایک جگہہ ایک ایسی ترتیب سے پایا کہ اگر اُنکو نقاط فرض کر کر خطوط وصل کیے جاوین تو ایک صورت اُس مین پیدا ہوتی ہے اور ایسا مجمع ستارون کا بارہ موقعون پر اُن کو دکہائی دیا اور ہر ایک مجمع کی حد سے قریب ایک ایک مہینہ مین آفتاب کا گذر ہوتا تہا۔ پس اہل تنجیم نے ستارون کے اُن بارہ مجمعون کو بارہ صورتین قرار دین جیسے کہ اُن کواکب مین خطوط وصل کرنے سے پیدا ہوتی تہین اور ہر ایک صورت کا ایک نام رکہہ دیا جو مشہور ہے اور جو کہ وہ کواکب کچہہ تو اس سبب سے کہ طریق الشمس مین واقع تہے اور کچہہ اس سبب سے کہ اُن کے مجموعے سے ایک صورت قرار دیدی گئی تہی بہ نسبت اور کواکب کے زیادہ ظاہر اور زیادہ معلوم تہے اُنکے مجمع کا یا اُس صورت کا جو مجمع کواکب سے خیال کی گئی تہی برج نام رکہا جو مشتق تبرج سے ہے پس نتیجہ یہہ ہوا کہ برج نام ہے اُس خاص مجمع کواکب کا جو اُس فضای محیط مین میلان طریق الشمس مین بوضع خاص واقع ہوئے ہین اِس لیئے سماء کو ذات البروج کہنا کچہہ بہی منافی ہمارے کلام کا نہین ہے اور والسماء ذات البروج کہنا بالکل ایسا ہے جیسے کہ والسماء ذات النجوم کہنا اور تبارک الذی جعل فی السماء بروجا کہنا ایسا ہے جیسے کہ تبارک الذی جعل فی السماء نجوما کہنا اور ولقد جعلنا فی السماء بروجا کہنا ایسا ہی ہے جیسے کہ ولقد جعلنا فی السماء نجوما کہنا *

بعد اس تقریر کے اہل تنجیم و اہل ہیئت یونانیہ کو ایک اور شکل پیش آئی جس سے انھون نے صور بروج کو فلک ہشتم پر اور تقسیم بروج کو فلک نہم پر مانا مگر یہہ مسائل علم ہیئت کے ہین اُسکی بحث کا یہان موقع نہین ہے غرض کہ اُنہی کواکب کے مجمع کو جنسے صورت حمل و ثور و جوزا و سرطان وغیرہ کی پیدا ہوتی ہین اہل عرب بروج کہتے تھے اور اُنکا کہنا صحیح تہا بس قرآن مجید مین بہی اُنہی پر بروج کے لفظ کا اطلاق ہوا ہے جو ذرا بہی ہمارے بیان کے منافی نہین ہے اور نہ کسی طرح لفظ بروج کا آسمان کے مجسم بجسم صلب بلورین ہونے کا مقتضی ہے *

تیسرا قابل بحث کے شاید لفظ قال ہو جو آیہ کریمہ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ مین واقع ہے *

مگر ہم نہین سمجہتے کہ اسمین کیا بحث کی جاویگی شاید یہہ بحث ہو کہ ہر گاہ سماء سے فضاء محیط مرتفع مراد لی ہے اور وہان کسی لطیف جسم ہونے کا بہی دعوی نہین کیا گیا تو خلا لازم آیا اور خلا امر وجودی نہین ہے بلکہ امر عدمی ہے تو وہ کیونکر قابل امر و لائق اطاعت ہو سکتا ہے *

مگر یہہ خیال اگر کسی کو ہو تو صحیح نہین ہے کیونکہ ہمنے محل سیر کواکب کو سماء قرار دیا ہے اور وہ مکانیت سے خالی نہین اور مکان خالی عن المادہ امر وجودی ہے امر عدمی نہین ہے باقی وہی بحث استعمال لفظ قال کی جو خدا کی طرف سے زمین کی نسبت اور آسمانون کی نسبت کہا گیا اور اسیطرح زمین اور آسمان کی طرف قال کی نسبت کی گئی یہہ ایک جدا بحث ہے جو ما نحن فیہ سے متعلق نہین *

چوتھا لفظ قابل بحث کے ابواب کا ہے جو آیت کریمہ لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ مین واقع ہے۔ اس لفظ سے لوگ خیال کرتے ہونگے کہ آسمان مین دروازے ہین اور جبتک آسمان ایسا ہی مجسم نہو جیسے کہ یونانیون والا آسمان تو اُسمین دروازے اور کواڑ اور کنڈے قفل کیونکر ہو سکتے ہین *

جن علمار کے ذہن مین آسمان کا جسم بہ تقلید یونانیان صلب بلورین جما ہوا تھا اُنھون نے تو آسمان مین سچ مچ کے دروازے بنا دیے ہین لیکن علمای محققین نے فتح ابواب سمار سے خیر و برکت مراد لی ہے چنانچہ اُن کا قول تفسیر کبیر مین اس طرح پر لکھا ہے۔ فی قوله لا تفتح لهم ابواب السماء اقوال والقول الرابع لا تنزل عليهم البركة والخير وهو ماخوذ من قوله ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر۔ یعنی اُنکے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولنے کی تفسیر مین مفسرون کے کئی قول ہین اُن مین سے ایک یہہ قول ہے کہ لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ کے یہہ معنی ہین کہ اُن پر یعنی کافرون پر خیر و برکت نہ نازل ہوگی اور یہی معنی ہمارے نزدیک صحیح ہین جو کسی طرح ہمارے بیان کے مخالف نہین ہین *

سوا اِن الفاظ کے جو مذکور ہوے اور کوئی لفظ اُن آیتون مین جو قسم دوم مین داخل ہین قابل بحث کے نہین معلوم ہوتا *

قسم سوم مین جو آیتین بیان ہوئی ہین اور جن مین لفظ سمار کا اس نیلی چیز پر جو ہمکو دکھلائی دیتی ہے اطلاق ہوا ہے اُن آیتون مین کئی لفظ بحث کے قابل ہین *

اول لفظ ”باب“ جو آیت کریمہ ”ولو فتحنا علیہم باباً من السماء“ مین واقع ہے اور وہ پوری آیت یون ہے ”ولو فتحنا علیہم باباً من السماء فظلوا فیہ یعرجون لقالوا انما سکرت ابصارنا بل نحن قوم مسحورون“ *

یعنی اور اگر ہم کھول دین اُن پر دروازہ آسمان سے اور وہ ایسے ہو جاوین کہ سارے دن اُس مین چڑہتے ہین تو کہینگے کہ ہماری دُہٹ بندی ہوی ہے نہین تو ہم پر جادو ہوا * لوگ خیال کرتے ہونگے کہ جب اس آیت مین آسمان کے دروازے کا ذکر ہے اور اُس مین چڑہنے کا بہی بیان ہے تو ضرور آسمان ایسا ہی مجسم ہے جیسا کہ یونانی بیان کرتے ہین *

مگر خود اس آیت سے آسمان مین دروازہ ہونے کا عدم امکان ثابت ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالے ایک غیر ممکن بات کو فرض کر کر بیان فرماتا ہے کہ اگر آسمان مین دروازہ بہی کہل جاوے اور کافر اُس مین چڑہ بہی جایا کرین تب بہی ایمان نہ لاوینگے اور کہین گے کہ یا ہماری دُہٹ بندی کی ہے یا ہم پر جادو کیا ہے پس اس آیت سے ہمارا مطلب ثابت ہوتا ہے نہ یونانیون کے مقلدون کا *

خدا تعالی کافرون کے حال مین اکثر غیر ممکن باتون کی نسبت فرمایا کرتا ہے کہ اگر یہہ بہی ہو جاوے تب بہی وہ نہ مانینگے جیسے کہ اس آیت مین فرمایا ہے ”ان الذین کذبوا بایٰتنا واستکبروا عنہا لا تفتح لہم ابواب السماء ولا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط“ *

یعنی بیشک جنہون نے ہماری نشانیون کو جہٹلایا اور اُنکے سامنے گہمنڈ کیا ہرگز نہ کہلینگے اُنکے لیے دروازے آسمان کے یعنی اُنکو خیر و برکت نہوگی اور نہ بہشت مین جاوینگے یہانتک کہ گہس جاوے اونٹ سوئی کے ناکے مین *

اونٹ کا سوئی کے ناکے مین گہس جانا غیر ممکن ہے پس اللہ تعالی کا فرون پر خیر و برکت ہونی اور اُنکا بہشت مین جانا ناممکن ہونا اس طرح پر سمجہاتا ہے کہ اگر اونٹ بہی سوئی کے ناکے مین گہس جاوے تو بہی نہ اُنپر خیر و برکت ہوگی اور نہ وہ بہشت مین جاوین گے *

اسی طرح آیت مانحن فیہ مین فرمایا ہے کہ اگر آسمان مین ایسا دروازہ جس مین آدمی آتے جاتے ہین کہولا جاوے اور کافر اسمین جانے لگین جو غیر ممکن ہے تب بہی وہ نہ مانینگے اور کہینگے کہ ہماری ڈہٹ بندی کی ہے یا ہمپر جادو کیا ہے *

تفسیر کبیر مین لکہا ہے "اعلم ان ھذا الکلام ھو المذکور فی سورة الانعام فی قوله ولو نزلنا علیك کتابا فی قرطاس فلمسوه بایدیهم لقال الذین کفروا ان ھذا الا سحر مبین والحاصل ان القوم لما طلبوا نزول الملائکة یصرحون بتصدیق الرسول علیه السلام فی کونه رسولا من عند الله تعالی بین الله تعالی فی ھذه الاية ان بتقدیر ان یحصل ھذا المعنے لقال الذین کفروا ھذا من باب السحر وھولاء الذین ظن انا نرىهم فنحن فی الحقیقة لا نرىهم *

ترجمہ ۔ جاننا چاہیئے کہ اس آیت مین وہی بات ہے جو سورۂ انعام مین کہی گئی

ہے جہان خدا نے فرمایا ہے "اور اگر بھیجین ہم تیرے پاس کاغذ مین لکھا ہوا پہر چھولین اُسکو اپنے ہاتہہ سے تو بھی جو لوگ منکر ہین کہین گے کہ یہہ اصل مین کچہہ نہین ہے صرف جادو ہے" حاصل یہہ ہے کہ جب اہل عرب نے رسول خدا پر رسول اللہ ہونے کا یقین لانے کو فرشتون کا اُترنا چاہا تو اللہ تعالی نے اس آیت مین بتایا کہ بر تقدیر اگر یہہ بہی ہو جاوے تو بہی جو لوگ منکر ہین کہینگے کہ یہہ ایک جادو کی قسم مین سے ہے اور جسکو ہم سمجھتے ہین کہ ہم دیکہتے ہین حقیقت مین ہم نہین دیکہتے - پس جبکہ اس آیت مین آسمان مین دروازہ کا ہونا اور اُس مین کافرون کا چڑہنا یا فرشتون کا اُترنا بطور محال کے بیان کیا گیا ہے تو باب کا لفظ سماء کے اُن معنون سے کہ جو ہمنے اُس آیت مین یا اس قسم سوم مین یعنی اس نیلی چیز کے جو ہمکو بسبب انعکاس شعاع آفتاب کرہ ہوا مین دکہائی دیتی ہے لیے ہین کچہہ بہی منافی نہین - البتہ یہہ کہا جا سکتا ہے کہ اس آیت مین جس چیز پر ہمنے سماء کے لفظ کا اطلاق ہونا بیان کیا ہے بظاہر اُسکی حالت ایسی ہونی چاہیے جس مین دروازہ کہلنے کا اطلاق ہو سکے اسمین کچہہ شک نہین کہ یہہ نیلی چیز جو ہمکو اُسکی ایسی ہی حالت دکہائی دیتی ہے نہایت صاف بغیر کسی پہوٹ اور دراڑ کے گنبد کی چہت کی مانند نہایت پختہ بنی ہوئی دکہائی دیتی ہے اور ہمارے خیال مین ڈاٹ لگا ہوا سا ایک جسم سمائے ہوئے ہے پس اس خیال کے موافق اس جسم خیالی مین دروازہ کہولنے کا اطلاق ہو سکتا ہے - خدا تعالی نے قرآن مجید بندون کی زبان اور محاورہ مین نازل کیا ہے پس بندون کے اس خیالی جسم پر بندون کے محاورہ کے موافق دروازہ کہولنے کا اطلاق ہوا ہے نہ بطور اصل حقیقت کے *

دوسرا لفظ "سقف" ہے جو آیہ کریمہ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا مین آیا ہے
اور وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ مین جو لفظ سقف کا ہی اُس سی بہی آسمان مراد ہے - تفسیر کبیر
مین لکہا ہے سمی السماء سقفا لانہا للارض کالسقف للبیت - یعنی آسمان
کو چہت اس لیے کہا ہے کہ وہ زمین کے لیئے ایسا ہے جیسے گہر کے لیے چہت *
بلاشبہہ یہہ نیلی نیلی چیز ہمکو ایسی اوپر دکہائی دیتی ہے کہ گویا دنیا کی چہت ہے مگر اس
سے یونانیون کے مقلدون کو کیا فائدہ ہے اس لیے کہ اس نیلی چیز کو جسے خدا نے
سقف محفوظ یا سقف مرفوع کہا ہے یونانی بہی تو وہ آسمان نہین مانتے جسکے وہ قائل ہین
اور علمای اسلام بہی اُنکی تقلید سے اس نیلی نیلی چیز کو اپنا مسلمہ آسمان قرار نہین دیتے اور
قرآن مجید مین جسکو سقف مرفوع و سقف محفوظ کہا ہے وہ تو یہی نیلی نیلی چیز ہے تمام دنیا کے لوگونکو
دنیا کی چہت کی مانند دکہائی دیتی ہے اور عرب کے بادیہ نشین جنکی زبان مین قرآن مجید اُترا اسکو
سقف مرفوع سمجہتے تہے جو آسمان کہ یونانی قرار دیتے ہین اور جن آسمانون کا یا جس آسمان کا
ذکر علمای اسلام کرتے ہین وہ تو کسی نے دیکہا بہی نہین پہر کیا معلوم کہ وہ دنیا کی چہت ہے
یا چہت کی چہتگیری ہے *

علاوہ اسکے سقف کی مثال دینے سے اُسکا ایسے جسم سے مجسم ہونا جیسا کہ یونانی تسلیم
کرتے ہین کیونکر لازم آتا ہے یہہ نیلی نیلی چیز ہمکو اس طرح پر دنیا کو گہیری ہوی دکہائی دیتی ہے
جیسے گہر کو چہت اور اسی مشابہت سے اُس پر سقف کا اطلاق کیا ہے خواہ وہ اوہون من
بیت العنکبوت ہو خواہ اشد من سقف الحدید *

تیسر الفظ ''رفع'' کا ہے جو آسمان کی نسبت بولا گیا ہے درحقیقت یہہ نیلی چیز جو ہمکو دکہائی دیتی ہے اور جسکو آسمان کہتے ہین شے مرفوع ہے مگر لفظ رفع سے اُسکا لوہے یا تانبے کے پتر ے کا سا ہونا کیونکر لازم آتا ہے *

چوتہا لفظ ''کسف'' کا ہے جسکے معنی ٹکڑون یا پارچون کے ہین یہہ لفظ البتہ بحث کے قابل ہے مگر اول ہم یہ سوال کرتے ہین کہ ان آیتون مین جو لفظ سما کا آیا ہے اُس سے یہی نیلی نیلی چیز جو دکہائی دیتی ہے مراد ہے یا اور کوئی چیز۔ کچہہ شبہہ نہین کہ یہی مراد ہے کیونکہ سورہ سبا کی آیت مین خدا نے فرمایا ہے '' اَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ '' اور انسان کے ہر طرف یہی نیلی نیلی چیز ہے جسکو آسمان فرمایا ہی اور یہی مین ہے پہر اسکے آگے جو زمین کے دہنسانے کا اور آسمان سے ٹکڑ گرانے کا ذکر فرمایا ہے وہ بہی اسی مین کے دہنسانے اور اسی نیلی چیز کے ٹکڑا گرانے کا ہے اور سب کے نزدیک اس نیلی نیلی چیز کا ایسا جسم نہین ہے جس سے حقیقتاً ٹکڑا گرنا ممکن ہو پس جن آیتون مین ''کسفاً'' کا لفظ ہے وہ یونانیون کے مقلد مولوین کے لیئے کچہہ مفید نہین اور نہ اُس سے یونانیون کا الجسم آسمان ثابت ہوتا ہے نہ تیرہوین صدی کے مولویون کا *

علاوہ اسکے اس آیت مین خدا تعالی محسوسات سے اپنی قدرت ثابت کرتا ہے یونانیون کا الجسم آسمان یا تیرہوین صدی کے مولویون کا الجسم آسمان محسوس نہین ہے کیونکہ سوای اس نیلی چیز کے اور کچہہ انسان کو محسوس نہین ہے پس غیر محسوس شے سے

ٹکڑا گرانے کا ذکر کرنا اثبات مدعا کو کافی نہین اس لیئے "کسفا" کا لفظ نہ ہمارے مطلب
کے منافی ہے اور نہ یونانیون کے مقلدون کے مفید ہے *

اصل یہہ ہے کہ خدا تعالی قرآن مجید مین بندون کی زبان مین اور انہین کے محاورات
کے موافق کلام کرتا ہے اور جب اُنکو کسی محسوس چیز سے ہدایت کرتا ہے یا محسوسات سے
اپنے کمال قدرت کو ثابت کرتا ہے تو اُنہی کے خیالات کے موافق اور جس طرح کہ وہ شے
محسوس ہوتی ہے اُسی کے مطابق کلام کرتا ہے اُس مین حکمت یہہ ہے کہ اگر ایسے موقع
پر خیالات کی تبدیل اور حقائق اشیاء کے سمجھانے پر متوجہ ہو تو اصلی مقصود روحانی تربیت
کا فوت ہو جاوے *

تمام انسان اس نیلی چیز کو سقف گنبدی سمجھتے تھے جیسی کہ وہ دکھلائی دیتی ہے اور
ریختہ کی ڈاٹ سے بہی زیادہ مضبوط سمجھتے تھے پس خدا نے مطابق اُن کے خیالات
کے اُنکو فرمایا کہ اُس مین ایسی قدرت ہے کہ اگر چاہے تو اُس چیز مین سے بہی جس کو تم
ایسا مستحکم سمجھتے ہو تم پر ٹکڑا گرا دے اور زمین کو باوصف اسقدر عظمت و استحکام کے دہنسا دے
پس ایسے مقامات پر اس بات سے غرض نہین ہوتی کہ اُس نیلی چیز کا جسم اس قابل ہے
کہ اُس مین سے ٹکڑا ٹوٹ کر گر سکے یا نہین اور اگر ٹکڑا ٹوٹ کر گرنے کے قابل ہے تو
وہ ایسا ہی ٹکڑا ہو گا جیسی چھت مین کی پٹیا یا پتھر مین کی بٹیا *

علاوہ اِسکے "سماء" سے سماء ما نحن فیہ مراد نہین ہے تفسیر کبیر مین لکھا ہے
"کسفاً" من السماء قرء کسفا بالسکون و الحرکۃ و کلاہما جمع کسفۃ وہی القطعۃ والسماء

السحاب او الظلة * * روی انه حبس عنهم الریح سبعا وسلط علیهم الرمل فاخذ بانفاسهم لاینفعهم ظل ولا ماء فاضطروا الی ان خرجوا الی البریة فاظلتهم سحابة وجدوا لها بردا ونسیما فاجتمعوا تحتها فامطرت علیهم نارا فاحترقوا

یعنی کسفاً جمع ہے کسفة کی جسکے معنی ٹکڑے کے ہین اور آسمان سے یا تو بادل مراد ہے یا اور کوئی چہائی ہوی چیز پہر اخیر مین وہ ایک روایت لکہتے ہین کہ اصحاب ایکہ نے جو کہا تہا کہ ہم پر آسمان کا ٹکڑا گرا دو تو اُن پر عذاب اس طرح پر نازل ہوا کہ سات دن تک ہوا بند رہی اور ریت یا غبار جو آسمان مین چڑہ گیا تہا اُنپر چہا گیا اور اُن سب کا دم گہٹنے لگا کہ نہ اُنکو کوئی سایہ دار چیز فائدہ دیتی تہی اور نہ پانی پہر وہ بیقرار رہے اور جنگل مین نکل جانا چاہا استے مین ایک بادل اُنپر چہا گیا اُنکو ٹہنڈک معلوم ہوئی اور ہلکی ہلکی ہوا بہی لگی اور سب اُسکے نیچے آن کر جمع ہو گئے پہر اُس مین سے اُنپر آگ برسنے لگی پہر سب جل گئے -

پس جبکہ سماء سے اس مقام پر سماء مانحن فیہ مراد نہو تو "کسف" کے لفظ سے سماء مانحن فیہ کے مجسم ہونے پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہے اور خدا کو محل غداب مین یہہ بات فرمانی کہ ہم چاہین زمین کو دہنسا دین یا بادل کا ٹکڑا گرا دین یا کافرون کا یہہ کہنا کہ اگر تم سچے ہو تو بادل کا ایک ٹکڑا ہی زمین پر اُتار دو کوئی ایسی بات نہین ہے جسپر کچہہ اعتراض ہو سکے کیونکہ اگر بادل زمین پر گر پڑے تو نہایت سخت عذاب سے لوگ برباد ہو جاوین *

علاوہ اسکے مقام تہدید مین جو کچہہ بیان کیا جاتا ہے اصلی مقصود اُسکا نتیجہ ہوتا ہے زمین کے دہنسانے اور آسمان کا ٹکڑا گرانے سے صرف یہہ مقصود ہے کہ خدا اُنکے

برباد کرنے پر قادر ہے پس مقصد کو چھوڑنا اور خواہ نخواہ لفظی بحث کے پیچھے پڑنا تفسیر
القول بما لا یرضی بہ قائلہ کرنا ہے - اور ایسی علمیت جتانے سے اسلام کو اور قرآن کو بدنام
کرنا اور اسباب کا اقرار کرنا ہے کہ قرآن اور علم یا قرآن اور حالت موجودات یا قرآن و
حقائق اشیاء متحد نہین ہین اللّٰھم انی اعوذ بک من مثل ہذا العلم فانہ حجاب اکبر *

امام فخر الدین رازی لکھتے ہین کہ " واما التھدید فبقولہ ان نشاء نخسف
بہم الارض یعنی نجعل عین نافعہم ضارہم بالخسف والکسف " یعنی
خدا نے کافرون کو اس کہنے سے تہدید کی ہے کہ اگر ہم چاہین تو زمین کو دھنسا دین
یعنی اگر ہم چاہین تو جو چیز خاص تمہارے مفید ہے تمہارے مضر کر دین دھنسا کر ٹکڑا
گرا کر - لاشک فی قدرتہ *

نکتہ - قرآن مجید مین بہت باتین بطور کنایہ کے فرمائی ہین اُس سے خاص اُس
بات کا ثبوت مقصود نہین ہوتا بلکہ یہہ مطلب ہوتا ہے کہ مخاطب کا ذہن اُس سے اُسکے لازم
بلزوم عقلی یا عادی کیطرف منتقل ہو جاوے - اسی طرح بعضی دفعہ ایک صورت محسوسہ اسلیئے
بیان کی جاتی ہے کہ جو معنی مراد ہین اُسکی تصویر مخاطب کے ذہن مین آجاوے اور اُس سے
اُس صورت محسوسہ کا اثبات مقصود نہین ہوتا پس وہ لوگ سیاق قرآن مجید سے واقف نہین
ہین جو اُن کنایون سے یا اُس صورت محسوسہ سے خاص اُسی کا ثبوت مقصود سمجھتے ہین پس
ان آیتون مین جو کہ اَوْ تُسْقِطَ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ - یا - فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا
مِّنَ السَّمَاءِ آیا ہے یہہ سمجھنا کہ اس سے آسمان کے واقعی ٹکڑون کا ثبوت ہوتا ہے تہات

غلطی ہے بلکہ یہہ صرف بیان بالکنایہ ہے اور اُسکا لازم مقصود ہے *

شاہ ولی اللہ صاحب تفسیر فوز الکبیر مین ارقام فرماتے ہین کہ "کنایت آنست کہ حکمی اثبات کنند و قصد نہ ثبوت عین آن باشد بلکہ قصد آن ہست کہ انتقال کند ذہن مخاطب بلازم آن بلزوم عادی یا عقلی چنانچہ از عظیم الرماد معنی کثرت ضیافت و از بسوطتان معنی سخاوت ادراک میشود و تصویر معنی مراد بصورت محسوسہ از ہمین قبیل است و آن بابی است واسع و اشعار عرب و خطب ایشان و قرآن عظیم و سنت حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بآن مشحونست واجلب علیهم بخیلک ورجلک تشبیہ دادہ شد برئیس دزدان چون یاران خود را آواز دہد کہ ازین سو حملہ کنند و ازان سو درآ و جعلنا من بین ایدیهم سدا و من خلفهم سدا و جعلنا فی اعناقهم اغلالا تشبیہ دادہ شد اعراض ایشان را از تدبر آیات بکسی کہ او را مغلول کردہ باشند یا بر ہر جہت او سدی بنا کردہ باشند پس اصلا نمیتواند دید واضمم جناحک من الرهب یعنی مجموع خاطر شو پراگندگی نفس بگذار و نظیر این باب در عرف آنست کہ چون شجاعت کسی اتقریر کنند بشمشیر اشارہ کنند کہ این طرف میزند و آن طرف میزند و مقصود خبر غلبۂ او بر اہل آفاق بہ صفت شجاعت تا باشد گو در تمام عمر شمشیر بدست نگرفتہ باشد یا گویند فلان میگوید کہ در زمین کسی را نمی بینم کہ با من مبارزت تواند کرد و یا گویند کہ فلان خود چنین میکند و اشارہ کنند بہیئتی کہ اہل مبارزت در وقت غلبہ بر خصم میکنند گو کہ این شخص گاہے این کلمہ نگفتہ باشد و این فعل نکردہ باشد یا گویند فلان حلق مرا خفہ کردہ است و دست در گلوی من انداختہ لقمہ را برکشیدہ ہست" انتہی *

پس جہان کہین کہ قرآن مجید مین خدا تعالی محسوسات کا بطور عرف عام بیان فرماتا ہے

اس سے اس کے عین کا ثبوت مقصود نہین ہوتا ہم یہی کہتے ہین کہ آسمان گر پڑے
آسمان ٹوٹ پڑا یہہ ایسی بات ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جاوے کلیجا پھٹ جاوے
مگر کبھی ان الفاظ سے حقیقتا ان چیزون کا ثبوت مقصود نہین ہوتا بلکہ اس کے لازم بلزوم
عقلی یا عادی کا ہوتا ہے فتدبر *

پانچوین لفظ "الطی" قابل بحث ہے جسکے مشتقات آیہ کریمہ یَوۡمَ نَطۡوِی السَّمَآءَ
کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلۡکُتُبِ اور آیہ کریمہ وَالسَّمٰوٰتُ مَطۡوِیّٰتٌۢ بِیَمِیۡنِہٖ مین آئے ہین *
مگران آیتون سے یہہ خیال کرنا کہ آسمان کاغذ یا کپڑے یا چادر یا رومال کی مانند ایک
جسم ہے جو خدا کے ہاتھہ پر لپٹ جاویگا یا جیسے مکتبون مین لڑکے مکتوب لپیٹ لیتے ہین
اسطرح لپیٹ جاویگا ایک بڑی غلطی ہے یہہ کلام مجازا بولا گیا ہے جس سے مقصود صرف اتنا ہے
کہ یہہ تمام آسمان و زمین جیسے کہ پہلے نیست تھے پھر نیست ہو جاوین گے *

خدا تعالی اول فرماتا ہے کہ یَوۡمَ نَطۡوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلۡکُتُبِ اور اوسی کے
ساتھہ فرماتا ہے کَمَا بَدَاۡنَاۤ اَوَّلَ خَلۡقٍ نُّعِیۡدُہٗ یعنی یہہ فرما کر کہ ہم آسمان کو مکتوب کی مانند
لپیٹ لین گے اسکے مطلب کو بتا دیا کہ جس طرح ہمنے پہلے پہل پیدا کرنا شروع کیا تھا
پھر ویسا ہی کرینگے اور ایسا کرنا اسی وقت ہوگا جبکہ یہہ سب نیست ہو جاویگا *

تفسیر کبیر مین بہ تحت آیہ وَالسَّمٰوٰتُ مَطۡوِیّٰتٌۢ بِیَمِیۡنِہٖ کے بہت طویل گفتگو لکھی ہے
جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ یہہ سب مجاز ہے اور مجازا واسطے اظہار قدرت و شان خدا تعالی
کے بولا گیا ہے *

قال صاحب الکشاف الغرض من هذا الکلام اذا اخذته کما هو بجملته ومجموعه تصویر عظمته والتوقف علی کنهه جلاله من غیر ذهاب بالقبضة ولا بالیمین الی جهة حقیقة او جهة مجاز یعنی صاحب تفسیر کشاف کا قول ہے کہ اس کلام سے جبکہ اُس سبکو جمع کر کر لو تو مقصود اُس سے خدا تعالی کی عظمت کی تصویر بتانا اور اُس کے جلال کی کنہ مین متوقف ہنا ہے بغیر اس بات کے کہ مٹھی اور دائین ہاتھہ سے حقیقت مین مٹھی اور داہان ہاتھہ سمجھین یا مجازاً خیال کرین *

بعد اسکے ایک لنبا جھگڑا تاویل کا اور حمل کلام کا حقیقت سی مجاز پر لکھکر ارقام فرماتی ہین "ولا شك ان لفظ القبضة والیمین مشعر بهذه الاعضاء والجوارح الا ان الدلائل العقلیة قامت علی امتناع ثبوت الاعضاء والجوارح لله تعالی فوجب حمل هذه الاعضاء علی وجوه المجاز یعنی اس مین کچھ شک نہین ہے کہ مٹھی اور داہان ہاتھہ ان اعضا اور ہاتھون کو جو ظاہر مین ہین بتاتا ہے مگر عقلی دلیلون سے ثابت ہوا ہے کہ خدا تعالے کے اعضا اور جوارح کا ہونا غیر ممکن ہے اس لیئے واجب ہے کہ مٹھی اور داہان ہاتھہ جو بیان ہوا ہے اُس کو مجاز پر حمل کرین پس جبکہ دونون چیزین مجاز پر حمل ہوئین تو مٹھی مین اُٹھانا اور ہاتھہ پر لپیٹنا بہی یقینی مجاز ہو گیا *

ثم قال صاحب الکشاف وقیل قبضته ملکه ویمینه قدرته وقیل مطویات بیمینه ای مفنیات یعنی صاحب کشاف نے کہا ہے کہ مٹھی سے تو ملک خدا مراد ہے اور دائین ہاتھہ سے اُسکی قدرت اور یہہ بہی کہا گیا ہے کہ دائین ہاتھہ مین لپٹینگے یعنی فنا اور معدوم ہو جاوینگے

لپٹنے کے لفظ سے آسمانون کا حقیقت مین لپٹنے کے لائق جسم سمجھنا ٹھیک ٹھیک کمہہ ملا ہونا ہے *

چھٹے الفاظ "انشقاق و انفراج اور انفطار اور فتح" اور مثل انکے ہین کہ اُنکے مشتقات یا بہ تبدیل الواب قرآن مجید مین آئے ہین - ان الفاظ کی نسبت بھی وہی بحث ہے جو ہمنے بالتفصیل "کسفاً" کے لفظ کے تحت مین کی ہے یہی نیلی نیلی چیز جس کو سب لوگ آسمان کہتے تھے اور جانتے تھے اور کہتے ہین اور جانتے ہین سکو ایک مجسم چیز اور چھت کی طرح بنی ہوی معلوم ہوتی ہے وہ اُسکی حقیقت سے واقف نہ تھے مگر جیسے کہ وہ دکھائی دیتی تھی اُس قیاس پر اُسکو پھٹنے اور چرنے کے قابل خیال کرتے تھے قرآن مجید جو ٹھیک عرب اول کے محاورہ مین اُترا ہے اُنہی کے خیال اور محاورہ کے موافق وہ الفاظ بولے گیے ہین اور مقصود اُس سے صرف معدوم ہونا اور فنا ہونا موجودات کا ہے پس کسی طرح یہ الفاظ آسمان کی ایسی حقیقت پر اور ایسے جسم پر جیسا کہ یونانیون نے تسلیم کیا تھا اور جسکی تقلید علمای اسلام نے کی تھی یا جیسا کہ تیرہوین صدی کے مولوی بیان کرنا چاہتے ہین دلالت نہین کرتے *

شاہ ولی اللہ صاحب فوز الکبیر مین اسلوب قرآن کی بحث مین ارقام فرماتے ہین کہ "پس اگر بر خلاف طور ایشان (یعنی عرب اول) گفتہ شود بحیرت درمانند و چیزے ناآشنا بگوش ایشان رسد و فہم ایشان را مشوش سازد" مگر یہہ قاعدہ صرف اسلوب قرآن ہی پر منحصر نہین ہے بلکہ قرآن مجید کی ہر بات مین یہ امر ملحوظ ہے *

ایک مقام مین بذیل بیان معنی آیت محکم شاہ صاحب نے بیان فرمایا ہے کہ "اعتبار

دانستن عرب اول است نہ موشگافان ما را کہ موشگافی بیجا دائی است عضال کہ محکم را متشابہ میسازند و معلوم را مجہول" اگرچہ یہہ امر شاہ صاحب نے معنی لغت کی نسبت لکہا ہے مگر یہہ ایسا قاعدہ ہے جو بہت سی چیزون کے لیئے مفید ہے مثلاً جیسے کہ عرب سما کا اطلاق اس نیلی چیز پر کیا کرتے تہے جو ہمکو بطور ایک سقف گنبدی کے دکہائی دیتی ہے تو ہمکو اُسی پر اکتفا کرنا چاہیئے اور زیادہ موشگافی کرکر اور مل مل کر کہی کو بہینسا بنانا نہین چاہیئے اسی طرح جبکہ عرب اول اسی نیلی چہت کو پہٹنے والی اور چرنے والی اور پوست کہچنے والی کے لائق خیال کرتے تہے تو اُن الفاظ کو اُنہی کے خیالات پر منحصر رکہنا چاہیئے نہ یہ کہ اُسکے لازم کو اپنی طرف سے اضافہ کرکر اس نیلی چہت کو ایسا جسم قرار دیا جاوے جو کاغذ یا کپڑے کی طرح پہٹ سکے یا لپٹ سکے یا بکری کی طرح اُسکا پوست اوتارا جا سکے اگر غور کیا جاوے تو سبع سموات کا لفظ بہی درحقیقت مثبت تعدد آسمانون کا نہین ہے کیونکہ عرب کے خیال مین تہا کہ سات آسمان ہین اور جو کہ اُنہون نی بجز اس نیلی چہت کے اور کسی چیز کو نہین دیکہا تہا اور اُسکو ایک مستحکم چیز سمجہتے تہے اور اس لیئے اُنہون نے خیال کیا تہا کہ ساتون آسمانون کا ایسا ہی جسم ہوگا اور پہر اس خیال سے اُنکا تو بر تو ہونا بہی اُنکے ذہن مین جما ہوا تہا اُنہی کے خیال کے موافق قرآن مجید مین جو عرب اول کی زبان و محاورہ مین نازل ہوا ہے وہ سب باتین بیان ہوی ہین اُنکو خواہ نخواہ حقیقت واقعی کا مثبت قرار دینا اسلوب بدیع قرآن مجید کے برخلاف ہے اگر حقیقت اشیا اُسکے مطابق پائی جاوے جیسا کہ قرآن مجید مین موافق خیال عرب اول کے بیان ہوا ہے فہو المراد اور اگر بفرض محال اُسکے برخلاف بیان ہو تو بہی

کچھہ نقصان یا اعتراض قرآن مجید پر نہین ہو سکتا کیونکہ وہ عرب اول کی زبان مین بولا گیا ہے
ہان جس وقت کہ قرآن مجید یونانی مولویون اور خیالی فلسفیون کے ہاتھہ آتا ہے اور وہ ہندی
کی چندی اور نکات بعد الوقوع نکالنے پر اپنے علم کو اور بے معنی اعتراضات و بحث کو ختم کرنے
لگتے ہین اُسوقت قرآن مجید کا حال صائب کے شعر کا سا ہو جاتا ہے جبکہ اُس نے کہا تھا
کہ "شعر مرا بمدرسہ کہ برد" غرض ہماری یہہ ہے کہ قرآن مجید کو مثل کلام ایک انسان
فصیح قوم عرب اول کے خیال کر کر اُس کے الفاظ کے معنی لگائیے جاوین نہ مثل فلاسفہ
یونان کے کلام کے۔ ومن لم یعتقد بھذا فقد ضل سواء السبیل *

ساتوین الفاظ "اشد و اکبر" قابل لحاظ کے ہین خدا تعالی موافق خیال عرب
اول کے اپنی قدرت کاملہ کو بیان فرماتا ہے کہ آسمانون کا اور زمین کا بنانا انسان کے
پیدا کرنے سے زیادہ مشکل یا سخت تر ہے حالانکہ خدا کے نزدیک نہ آسمان و زمین کا پیدا
کرنا مشکل ہے نہ انسان کا مگر اس مقام پر اُنہی کے خیال کے موافق خدا نے فرمایا کہ جس
چیز کی خلقت کو تم ایسا مشکل یا سخت تر جانتے ہو تو خدا کو تمہارا پیدا کرنا یا پہر دوبارہ پیدا
کرنا کیا مشکل ہے اب انصاف سے دیکہا جاوے کہ اسطرز کلام سے اشد کے معنی لوہے
یا تانبے کے پتر کی مانند جسم کے قرار دینے کیسی ناسمجھی کی بات ہے اور پہر اسکو ایک مسئلہ
مستحکم قرار دینا اور اُس کے برخلاف کہنے والے کو کافر کہنا خود کفر مین گرنا ہے نعوذ باللہ منہا *
تفسیر کبیر مین تحت تفسیر آیہ کریمہ ءانتم اشد خلقا ام السماء کے لکہا ہے کہ
" انہ استدلال علی منکر البعث فقال ءانتم اشد خلقا ام السماء فنبھھم

علی امر یعلم بالمشاهدۃ وذلک لان خلقۃ الانسان علی صغرہ وضعفہ اذا
اضیف الی خلق السماء علی عظمها وعظم احوالها یسیر فبین تعالی ان خلق السماء
اعظم واذا کان کذلک فخلقهم علی جهۃ الاعادۃ اولی ان یکون مقدورا
للہ تعالی فکیف ینکرون ذلک ونظیرہ قولہ اولیس الذی خلق السموات
والارض بقادر علی ان یخلق مثلهم وقولہ لخلق السموات والارض
اکبر من خلق الناس والمعنی اخلقکم بعد الموت اشد ام خلق السماء ای
عندکم وفی تقدیرکم فان کلا الامرین بالنسبۃ الی قدرۃ اللہ واحد *

یعنی تفسیر کبیر مین ءانتم اشد خلقا ام السماء کی تفسیر مین لکہا ہے کہ جو لوگ بعث کی منکر تہے
اُنپر دلیل لانے کے لیئے خدا نے فرمایا ہے کہ تمہارا پیدا کرنا مشکل یا سخت تر ہے یا آسمان
کا یعنی اُنکو ایسی بات سے جسکو وہ علانیہ دیکہتے تہے خبردار کیا کیونکہ جسوقت انسان کی
خلقت کو جو ضعیف اور صغیر ہے آسمان سے نسبت دی جاوے جو ایسا بڑا ہے اور اُسمین
بہت بڑی بڑی حالتین ہین تو خدا نے بتایا کہ آسمان کا پیدا کرنا بڑا کام ہے اور جبکہ یہ بات ہے
تو تمہارا پہر پیدا کرنا کچہہ بڑی بات نہین تو بدرجۂ اولی خدا کی قدرت مین ہوگا پہر کیونکر تم اُسکا
انکار کرتے ہو۔ اسکی ایسی مثال ہے جیسے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ جسنے آسمان و زمین پیدا کیئے
کیا اس بات پر قادر نہین ہے کہ اُنہی کی مانند اور پیدا کرے یا جیسے کہ خدا نے فرمایا ہے
کہ آسمانون اور زمین کا پیدا کرنا آدمیون کے پیدا کرنے سے بڑا ہے اور مطلب یہہ ہے
کہ آیا مرنے کے بعد تمہارا پیدا کرنا مشکل ہے یا تمہارے نزدیک آسمانون کا پیدا کرنا

مشکل ہے اگرچہ خدا کی قدرت کے نزدیک تو یہہ دونون باتین یکسان ہین یعنی کچہہ
مشکل نہین ہین — پس اب غور کا مقام ہے کہ لفظ اشد سے آسمانون کا سخت جسم ہونا
کیونکر ثابت ہوتا ہے *
اور اگر لفظ اشد سے مستحکم و مضبوط کے معنی لیے جاوین تو بہی اُس سے یہہ سمجہنا کہ آدمی
کے پوست سے آسمان کا پوست اور اُسکے جسم سے آسمان کا جسم اور اُسکی ہڈی پسلی
سے آسمان کی ہڈی پسلی زیادہ مضبوط اور سخت ہے نادانی کے سوا اور کچہہ نہین ہے
بیشک آسمان اور زمین اور پہاڑ اور درخت کو ہم دیکہتے ہین کہ انسان سے زیادہ پایدار ہین
اسی زمین پر اور اسی آسمان کے تلے ہزارون لاکہون نبی اور ولی اور شہدا اور صالحین
آئے اور گذر گئے سکندر و دارا جمشید و فریدون بہی ہوے اور گذر گئے بہت سے کفر
کے فتوے دینے والے پیدا ہوے اور گذر گئے بہت سے مسلمان خدا و رسول پر
دل و جان سے ایمان رکہنے والے کافر بنائے گئے اور گذر گئے ہزارون کافر و مرتد
اور خدا کے وجود کے بہی منکر پیدا ہوے اور گذر گئے اور ایک دن ہم بہی اور ہمارے
کفر کے فتوی دینے والے بہی گذر جاوین گے اور اپنے اپنے اعمال لیکر خدا کے
سامنے حاضر ہونگے وانی لا اعلم ما یفعل بی و ما یفعل بہم و لاکنی ارجو رحمت ربی انہ ہو ارحم
الراحمین اور باوجود ان سب حوادث کے آسمان اور زمین ویسے ہی ہین جیسے کہ تہے
تو ضرور کوئی پوچہنے والا پوچہہ سکتا ہے ا انتم اشد خلقا ام السماء مگر اُس سے یہہ مراد
لینی کہ ہم مٹی کے ہین اور آسمان لوہے کا اس تیرہوین صدی کے مولویون کے سوا جو

مکہ معظمہ و مدینہ منورہ سے بہی کفر کے تحفہ لانیوالون کے یارغار ہین اور کس سے ہو سکتا ہے وانا افوض امری و امر کم الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد *

ساتوان لفظ "امساک" ہے خدا نے فرمایا کہ وہی تہام رکہتا ہے آسمان کو زمین پر گرنے سے کیسی صاف اور سیدہی بات ہے ہم آسمان کو ایک گنبد کی چہت کی مانند دیکہتے ہین اور یہہ بہی دیکہتے ہین کہ وہ تہمی ہوی ہے اور ہم پر گرتی نہین اسی خیال کے موافق اگر ایک قح عرب اول کہے کہ کسی صاحب قدرت نے آسمان کو زمین پر گرنے سے تہام رکہا ہے تو اُسکا یہہ کہنا بالکل صحیح اور سچا ہے یا نہین اگر صحیح ہے تو خدا کا یہہ کہنا بہی کہ مین نے آسمان کو زمین پر گرنے سے تہام رکہا ہے صحیح ہے اس قول پر اپنی طرف سے زیادہ حاشیے لگانے کہ آسمان پر فرشتے رہتے ہین اس لیئے ضرور ہے کہ وہ سخت اور صلب ہو تاکہ فرشتے اُسپر ٹک سکین اور جبکہ وہ سخت و صلب ٹہہرا تو ضرور ہے کہ اُسکا لوہے کے پترون کا سا جسم ہو اور جب وہ ایسا ہوا تو ضرور ہے کہ بوجہل اور ثقیل لاکہون کروڑون بدمون بے انتہا من کا ہو محض لغو اور واہیات بات ہے اور قرآن مجید کے اسلوب بدیع کے بالکل مخالف ہے *

آٹہوان لفظ "بنا" کا ہے اللہ تعالی نے متعدد جگہہ فرمایا ہے کہ مین نے آسمان کو بنایا کیا بلا شبہہ وہی خالق ہے بنا کا لفظ اور خلق کا دونون ہم معنی یا ہم مراد ہین کون اس سے انکار کر سکتا ہے کہ خدا نے آسمان کو نہین بنایا بلا شبہہ ہمکو دکہائی دیتا ہے کہ ہمارے لیئے ایک محل ہے جسمین ہزارون لاکہون گیاس اور سگنیشیم کی روشنی سے بہی عمدہ روشنی

مصابیح روشن ہین وہ ایسی خوبصورت ہمکو دکہائی دیتی ہین جیسے کہ بلور کی ہانڈیون اور
فانوسون مین میگنیشیم کی روشنی ہو رہی ہے پس یہہ حال جو ہمکو آنکہون سے دکہائی دے
رہا ہے اُسیکو خدا بتلاتا ہے کہ مین نے آسمان کو تمہارے لیے محل بنایا ہے کمبختو
میری عبادت کرو میری وحدانیت کا اقرار کرو میرے رسول کی تابعداری کرو جو کوئی میرا
اور میرے رسول کا اقرار کرے اُسکو کافر مت کہو نہ مانو تو جہنم مین جاؤ پس خدا کے کلام کا
تو اسیقدر مطلب ہے آگے اُسپر حاشیے لگانے اور کہنا کہ جب بنا کا اطلاق ہوا ہے
تو ضرور اُسکی بنیاد کوہ قاف پر پڑی ہوگی اور جب اُسکو محل کہا ہے تو وہ ضرور گنبد کی چہت
کی طرح ڈاٹ لگا کر بنایا گیا ہوگا اور اینٹ پتہر کی جگہہ بلور کے پتہر لگائے گئے ہونگے
یا کانچ کے شیشے کی طرح ڈہالا گیا ہوگا اور کچہہ نہین تو لندن کے کرسٹل پلیس کی طرح تو ضرور
ہوگا محض بیجا و نادانی ہے *

قسم چہارم — مین جو آیتین بیان ہوئی ہین اور جن مین لفظ سموات کا آیا ہے
ان مین کئی لفظ بحث کے قابل ہین *

اول — لفظ "سموات" بحث یہہ ہے کہ اس لفظ کا ہمیشہ جمع ہی پر اطلاق ہوتا ہے
یا مفرد پر بہی تفسیر کبیر مین لکہا ہے "وانما قال کانتا رتقا ولم یقل کن رتقا لان السموات
لفظ الجمع والمراد بہ الواحد الدال علی الجنس قال الاخفش السموات نوع والارض نوع ومثلہ ان
اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا" یعنی اللہ صاحب نے کہا ہے کہ آسمانون اور
زمین دونون کے مُنہہ بند تہے یعنی آسمانون اور زمین دونون کے یعنی آسمانون کو ایک کہا

اور زمین کو ایک کہا اور یہ نہین کہا کہ سب آسمانون کے جو بہت سے ہین منہ بند تہے
اور زمین کا منہہ بند تہا - اسکا سبب یہہ ہے کہ سموات جمع کا صیغہ ہے لیکن اُس سے
ایک بہی مراد لیا جاتا ہے کیونکہ وہ سب آسمانون کے ایک طرح کا ہونے پر دلالت کرتا
ہے انخفش کا قول ہے کہ سموات ایک نوع ہے اور زمین ایک نوع اور اسی کی مانند
خدا نے فرمایا کہ اللہ تہامتا ہے آسمانون کو اور زمین کو کہ وہ دونون ٹل نہ جاوین -
اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ سموات کے لفظ سے سما بہی مراد ہوتا ہے اسی طرح
سے سما پر بہی جمع کا اطلاق ہوتا ہے اس لیئے کہ اُسکا ہر جزو سما ہے کقولہ تعالیٰ
ثم استوی الی السماء فسوٰھن سبع سموات پس اس قسم مین ہمنے جو آیتین لکہی ہین
انمین سے بعضی آیتون کو قسم پنجم مین بہی لکہا ہے اسکا سبب یہہ ہے کہ اُن مین جو لفظ
سموات کا آیا ہے اگر اُس سے سما بصیغۂ مفرد مراد لیا جاوے تو تو وہ آیتین قسم چہارم
مین داخل رہتی ہین بلکہ قسم سوم مین شامل ہو سکتی ہین اور اگر اُس سے جمع ہی مراد لی جاوے
تو پہر اُنکا ٹہکانا بجز قسم پنجم کے اور کہین نہین ہو سکتا *

دوم - لفظ ”خلق“ قابل بحث ہے ہر گاہ ہمنے فضای محیط کو سما اور اُسکے
طبقات کو جو بسبب وجود کواکب کے یا اور کسی حد ظاہر کے پیدا ہو گئے ہین سموات کہا اور
اسبات کا بہی عوی نہین کیا کہ اُس مین کوئی جسم سیال اثیری ہے یا نہین تو گویا ہم نے
شے معدوم کو سما و سموات کہا یا ایسی چیز کو سما و سموات کہا جسکا کوئی وجود جسمانی نہین ہے
تو پہر اُسپر خلق کا اطلاق کیونکر صادق آتا ہے *

مگر یہہ تمام خیالات کجفہمی سے پیدا ہوتی ہین سیدہی سمجہہ کا آدمی اِن خیالات کی غلطی بخوبی سمجہہ لیتا ہے *

اول تو یہہ کہنا کہ عدم غیر مخلوق ہے نہایت غلطی ہے عدم محض نہ کبہی موجود تہا اور نہ کبہی موجود ہوگا پس ایسی چیز جو کبہی موجود ہی نہین ہو سکتی اُسکی نسبت یہہ کہنا کہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق محض نادانی ہے باقی رہا عدم ممکن جسکو عدم الشئے سے تعبیر کیا جاتا ہے یہہ موجود بہی ہوتا ہے اور جب موجود ہو تو وہ بلا شبہہ مخلوق ہے پس جو حقیقت آسمان کی ہمنے بیان کی اُسپر معدوم غیر موجود ہونے کا اطلاق نہین ہو سکتا بلکہ معدوم الجسم کہہ سکتے ہین اور شئی مخلوق کے لیئے یا جس پر مخلوق ہونے کا اطلاق ہوتا ہے اُس کا مجسم ہونا ضرور نہین ہے خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ خلق الموت والحیاۃ حالانکہ موت و حیات کوئی شے جسمانی نہین ہے پہر فرمایا ہے کہ خلق اللیل والنہار وجعل الظلمات والنور حالانکہ رات ظلمت یعنی عدم النور کا نام ہے اور لیل و نہار یعنی رات دن اور نور و ظلمت دونون جسمانی نہین ہین پس خلق کا لفظ نسبت سموٰت کے ہمارے کلام کے منافی نہین ہے *

استوا اور خلق دونون کی مراد واحد ہے قال الامام فی تفسیرہٖ ثم استوی الی السماء کنایۃ عن ایجاد السماء والارض یعنی استواء کے لفظ سے آسمان اور زمین کا پیدا کرنا مراد ہے *

تیسرا لفظ "رتق و فتق" قابل بحث ہے ہمنے اس آیت کے ساتہہ شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبد القادر صاحب کا ترجمہ معہ تفسیر کے لکہہ دیا ہے جس سے ظاہر

ہوتا ہے کہ یہہ دونون لفظ ہمارے کلام کے منافی نہین ۔۔ ہمارے نزدیک تو اس مقام
پر سموات بادلون سے مراد ہے جن پر بسبب کثرت و تعدد کے جمع کا صیغہ بولا گیا ہے اور
بڑی تائید اسکی اس بات سے ہوتی ہے کہ اسی آیت مین خدا فرماتا ہے وجعلنا من الماء
کل شی حی اور صداقت اس آیت کی ہر شخص ہمیشہ اپنی آنکھہ سے دیکھتا ہے بادل آتے ہین
اور گھرے رہتے ہین اور نہین برستے پھر اللہ تعالیٰ اُن کا مُنہ کھولتا ہے اُنسے مینہ برستا
ہے زمین خشک ہوجاتی ہے کھیتی نہین ہتی کچھہ اُگانے کے قابل نہین ہوتی اللہ تعالیٰ
اُسکا مُنہہ کھولتا ہے سب چیز اُسمین سے پیدا کرتا ہے اور یہہ سب باتین ہمیشہ تمام لوگ
دیکھتے رہتے ہین بعض علمای اسلام نے یہود کی تقلید سے یہہ خیال کیا تھا کہ اس آیت
سے یہہ مراد ہے کہ آسمان و زمین آپس مین چمٹے ہوے تھے جیسے بدن پر کھال ہی خدا نے
زمین کی کھال ہی کھینچکر آسمان بنادیا مگر یہہ صرف یہودیون کا قصہ ہے اُسی کی تقلید سے
اُن علما نے قرآن کی بہی تفسیر کی ہے جن لوگون کو خدا نے مخاطب کیا ہے وہ آسمان و
زمین کی پیدایش کے وقت کہان تہے جو وہ دیکھتے کہ آسمان زمین سے بدن کی کھال ہی
کی مانند چمٹا ہوا تھا یا نہین *

اکثر مفسرون نے بہی اس آیت کی تفسیر ہمارے قول کے مطابق کی ہے صرف اتنا فرق
ہے کہ ہمنے سموات کا اطلاق بادلون پر کیا ہے اور اُنہون نے اس نیلی چہت پر جو ہمکو
دکھائی دیتی ہے چنانچہ ہم اسکو تفسیر کبیر سے نقل کرتے ہین *

قال الامام فی القول الثالث وہو قول ابن عباس و اکثر المفسرین ان السموات والارض

کانتا رتقا بالاستوار والصلابة ففتق الله السماء بالمطر والارض بالنبات والشجر ونظیره قوله تعالے والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع ورجحوا ہذا الوجہ علی سائر الوجوہ لقولہ بعد ذلک وجعلنا من الماء کل شیء حی وذلک لا یلیق الا وللماء تعلق بما تقدم ولا یکون کذلک الا اذا کان المراد ما ذکرنا فان قیل ہذا الوجہ مرجوح لان المطر لا ینزل من السموات بل من سماء واحد وہی سماء الدنیا قلنا انما اطلق علیہ لفظ الجمع لان کل قطعة منہا سماء کما یقال ثوب اخلق وبرمة اعشار وعلم ان علی ہذا التاویل یجوز حمل الرویة علی الابصار" *

یعنی امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین اس آیت کی نسبت تیسرا قول یہ نقل کیا ہے کہ ابن عباس کا اور اور بہت سے مفسرون کا یہہ قول ہے کہ آسمان و زمین بسبب سختی اور پٹ پڑ ہونے کے منہہ بند تھے پہر منہہ کہولا اللہ تعالے نے آسمان کا مینہ سے اور زمین کا نباتات اور درخت اوگانے سے اور اُسی کی مانند خدا کا یہہ قول ہے قسم ہے پہر نیوالے یا برسنے والے بادل کی اور اوگانیوالی پہٹاؤ والی زمین کی اور اس وجہ کو تمام وجہون پر ترجیح دی ہے خدا تعالیٰ کے اس قول کی دلیل سے جو اسی کے بعد ہے کہ کیا ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندہ اور اس آیت کا پہلی آیت سے جب ہی جوڑ ملتا ہے جب کہ پہلی آیت کو پانی سے کچہہ تعلق ہو اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہہ وجہہ ضعیف ہے اس لیے کہ مینہ آسمانون سے نہین آتا بلکہ ایک آسمان سے جو دنیا کا آسمان ہے اوترتا ہے تو اُسکا جواب ہم یہہ دینگے کہ دنیا کے آسمان پر جمع کا صیغہ اس لیئے بولا گیا ہے کہ اُسکا ہر ایک ٹکڑا آسمان ہے جس طرح کہ عرب بولتے ہین ثوب اخلاق اور برمة اعشار اب یہہ بات بہی جاننی چاہیئے

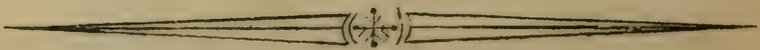
کہ اس تاویل پر جائز ہے کہ رویت کے لفظ کے معنی آنکھون سے دیکھنے کے کیے جاوین *

قسم پنجم

مین جو آیتین لکھی ہین اُن کے الفاظ و معانی کی تشریح اُنہی کے ساتہہ ہی بس اب کوئی لفظ آیات قرآنی مین میری دانست مین ایسا نہین رہا جسپر بحث درکار ہو *

اب مین اپنے اس آرٹکل کو ختم کرتا ہون اور پہر کبہی فرصت مین انشاء اللہ تعالی نسبت احادیث کے جو اس باب مین ہین بحث کی جاوے گی واللہ المستعان *

تمت بالخیر



ترقیم

فی قصّۃ اصحٰب الکہف والرقیم

المؤلفہ

المفتقر الی اللہ الصمد سید احمد

طبع فی المطبع المسمّٰی بمفید عام آگرہ

سنہ ۱۳۰۷ھ

ترقیم

فی قصه اصحاب الکهف والرقیم

المؤلفه

المفتقر الی الله الصمد سید احمد

طبع فی المطبع المسمی بمفید عام آگره

سنه ۱۳۰۷ھ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی وافق کلامہ بصنعۃ - وطابق صنعہ بکلامہ فکلامہ مظہر لجلالہ وصنایعہ مثبتۃ لکمالہ - لاتبدیل لکلمات اللہ کما لاتبدیل لصنایع اللہ - والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ محمدن المصطفیٰ خاتم النبیین الذی قال کما یوحی الیہ انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد وعلیٰ الہ الذین ھم ثقل من الثقلین کما قال علیہ الصلوۃ والسلام انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی وعلی اصحابہ اجمعین ✦

منجملہ اون قصون کے جنکا ذکر قرآن مجید مین ہے ایک قصہ اصحاب الکہف و الرقیم کا ہے یہ قصہ آنحضرت صلعم کی بعثت کے قبل الشیاین اور روم کے عیسائیونمین اور عرب جاہلیت مین مشہور تہا اور جیسا کہ اس قسم کے قصون کا دستور ہے بہت سی بے اصل اور عجیب و غریب

باتین اوسمین شامل ہوگئی تھین خداتعالی نے اوس قصہ کا ذکر قرآن مجید مین فرمایا اور بتایا
کہ اصلی و صحیح قصہ کیا ہے مگر مفسرین و مورخین نے بعوض اسکے کہ اُن بے اصل کہانیون
کو جو مشہور تھین اوس قصہ سے علیحدہ کرتے قرآن مجید کی تفسیرون اور اون تاریخون مین
جو زمانہ اسلام مین لکھی گیئن اس طرح شامل کردیا کہ گویا وہ کہانیان اسلام ہی کی ہین
حالانکہ اسلام اس قسم کی بیہودہ کہانیون سے بری ہے*

اِس امر پر خیال کرکے مینے چاہا کہ قصۂ اصحاب الکہف والرقیم کو صاف طور پر جیسا
کہ قرآن مجید مین آیا ہے بیان کرون اور بے اصل کہانیان جو اوسمین شامل ہوگئی ہین
اونکو اصل قصہ سے علیحدہ کردون للہ الحمد کہ یہ کام پورا ہوا اور اس رسالہ کا نام تحریر
فی قصہ اصحاب الکہف والرقیم رکھا*

مین نے اِس قصہ کو اول صاف اور سیدھے طور پر بغیر تعرض آیات قرآن مجید کے
بیان کیا ہے اور جن کتابون سے اوسکو اخذ کیا ہے بعینہ اونکی اصلی عبارت حاشیہ پر
لکھدی ہے اوسکے بعد قرآن مجید کی اون آیات کی تفسیر بیان کی ہے جو قصۂ اصحاب کہف سے
متعلق ہین اور دکھایا ہے کہ بے اصل کہانیان جو مشہور ہین اونکی تردید قرآن مجید سے
ہوتی ہے جو کہ مسلمانون کو بہت کم معلوم ہے کہ عیسائی مورخ اِس قصہ کی نسبت کیا
خیال کرتے ہین اور کیا رای رکہتے ہین اِسلئے اِسکے اخیر مین ایک انگریزی کتاب سے
اس قصہ کا ترجمہ اوسکے مضامین سے بلاکسی قسم کی تعرض کے شامل کردیا ہے اوسکے
شامل کرنیسے صرف مقصد یہ ہے کہ عیسائی مورخون کے خیالات جو اِس قصہ کی نسبت

ہین معلوم ہوجاوین اور کھلجاوے کہ جو روایتین ہمارے علمارنے اپنی کتابون اور تفسیرون مین لکھی ہین وہ سب عیسائیون کی روایتین ہین نہ اسلام کی۔

اِس رسالہ کے لکھنے کے وقت مندرجۂ ذیل کتابین میرے مطالعہ مین تھین جنسے اِس قصہ کو اخذ کیا ہے اور صحیح روایتون کو غلط روایتون سے تمیز کیا ہی۔

تفصیل کتب مذکورہ یہ ہے

(۱) تفسیر مدارک (۲) تفسیر معالم التنزیل (۳) تفسیر کبیر (۴) تفسیر بیضاوی (۵) تفسیر کشاف (۶) صحیح بخاری (۷) تاریخ طبری کبیر (۸) مختصر الدول ابو الفرج مالطیہای (۹) آثار الباقیہ عن قرون الخالیہ لابی ریحان بیرونی (۱۰) ترجمہ فارسی سیرت محمد بن اسحق (۱۱) آثار البلاد واخبار العباد لامام زکریا قزوینی (۱۲) تاریخ کامل لابن اثیر (۱۳) معجم البلدان یاقوت حموی (۱۴) تاریخ اسمعیل ابو الفدا (۱۵) مروج الذہب مسعودی (۱۶) عجائب المخلوقات عربی (۱۷) کیورس منتھس اف دی میڈل ایجز مولفہ الیس بارنگ گولڈ بزبان انگریزی +



اصحاب الکہف والرقیم

اصحاب کہف اور اصحاب رقیم ایک ہی کروہ کا لقب ہے۔ اصحاب کہف تو اون کو اسلئے کہتے ہین کہ وہ ایک ظالم بُت پرست بادشاہ کے ظلم سے ایک پہاڑ کی کہوہ مین جا چہپے تہے عربی زبان مین پہاڑ کی کہوہ کو کہف کہتے ہین اسلئے اونکا لقب اصحاب کہف ہوگیا ہے۔

بعض لوگون کا خیال ہے کہ رقیم[1] اوس شہر کا نام ہے جسمین اصحاب کہف رہتے تہے بعضون کا قول ہے کہ پہاڑ کی کہوہ کا نام ہے جسمین اصحاب کہف چہپے تہے بعضے کہتے ہین کہ اونکے کُتے کا نام ہے جو اونکے ساتہہ تہا اسلئے اونکو اصحاب الرقیم کہنے لگے مگر اسمین سے کوئی بات اعتبار کے قابل نہین ہے عربی کتابون مین اونکے کُتے کا نام قطمیر لکہا ہے اور انگریزی کتابون مین کراٹیم یا کراٹیمر اور یہ نام ملتے جلتے ہین صرف ایک زبان سے دوسری زبان مین منتقل ہونے مین جو فرق لہجہ اور تلفظ مین ہوجاتا ہے وہی کراٹیمر اور قطمیر مین ہوگیا ہے۔

صحیح بات جیسے کہ محمد اسمٰعیل[2] بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری مین ابن عباس کی روایت سے لکہی ہے یہ معلوم ہوتی ہے کہ اونکا حال اور نام ایک زمانہ مین جست کے تپرے پر کندہ کر کر اور بعض[3] روایتون کے مطابق پتہر پر کہود کر رکہا گیا تہا۔ رقیم کے معنی عربی زبان مین لکہے ہوئے کے ہین اور اس سبب سے اونہین لوگونکا لقب اصحاب الرقیم بہی ہوگیا ہی۔

اِس بات مین نہایت اختلاف ہے اور آج تک تحقیق نہین ہوا کہ یہ لوگ تعداد مین کے تھے غالب رای یہ ہے کہ وہ سات تھے اور آٹھوان اونکا کتا تھا جو اونکے ساتھ تھا۔ اون کے نامون مین بھی بہت اختلاف ہے مگر وہ اختلاف زیادہ تر ایک زبان سے دوسری زبان مین منتقل ہونے اور الفاظ کے تلفظ کے اختلاف سے علاقہ رکھتا ہے اور کاتبون نے زیادہ تر تحریف کر دیا ہے بہر حال ہم اس مقام پر اونکے نامون کو جسطرح کہ مختلف کتابون مین لکھے ہین لکھتے ہین۔

تفسیر معالم التنزیل اور اسمین اونکی تعداد ۹ لکھی ہی

مَکسَلِمِینَا تَخشَلمِینَا یَملِیخَا مَرطُونُس کَشطُونُس دَبَرنُوش بَطبُیُوس دَیمُوس فَالُوس کَلبُہُم قِطمِیر۔

تفسیر بیضاوی و کشاف و تفسیر کبیر و تفسیر مدارک

یَملِیخَا مَکسَلِینَا مَشلِینِیَا مَرنُوش دَبَرنُوش شَاذنُوش والراعی کَلبُہُم قِطمِیر

تاریخ کامل لابن اثیر

مَکسَلمِینَا تَملِیخَا مَرطُوس نَیرُونُس کَسطُومُس دَینمُوس رَیطُوفَس فَالُوس فَسَلمِینَا کلبہم قطمیر

معجم البلدان یاقوت حموی

یَملِیخَا مَکسَملِینَا مَشلِینِیَا مَرطُونُس دَبَرنُوس

ا؎ وعن علی رضی اللہ عنہ هم سبعة و ثامنهم کلبهم (بیضاوی) وکان علما (الفتیۃ فیہم ذکر عن ابن عباس سبعۃ وثامنہم کلبہم (تاریخ طبری)

سَرَابِیُوْنْ اِنْسَتِنْبِطِیُوْسْ کَلْبُھُم قِطْمِیر +

تاریخ طبری

مَکْسَلْمِینَا مَحْسَلْمِینَا یَمْنِیخْ یا یَمْلِیخَا مَرْطُوسْ کَسُوطُونُسْ
بَیْرُوْنُسْ وَسْمُوْنُسْ بَطُوْنُسْ قَالُوْسْ +

تاریخ احمد بن ابی یعقوب المعروف بالیعقوبی

مَکْسَلْمِینَا مَرَاطُوسْ شَاذُنُوْنِیُوْسْ بَطْرُنُوْشْ
ذُوْلَسْ یُوَانُسْ کَیُنْفَرطُوْ نِیُوطُوْ مَلِیخَا الراعی
کَلْبُھُمْ قِطْمِیرْ

کیورس منتھس مؤلفہ بارنگ گولڈ

مَیْکَلِی مَیْنْ مَالکسْ مَارْشِیَنْ ڈَائِیُوْنِی سَسْ جان
سِیْرَاپِیَنْ کَانِسْٹِیْنْ ٹَائِیْنْ کلبھم کراٹیم یاکراٹیمر +

شہر جسمین اصحاب کہف رہتے تھے

اکثر مورخین و مفسرین کا قول ہے جو ہر طرح پر صحیح معلوم ہوتا ہے کہ جس شہر مین اصحاب کہف رہتے تھے اوسکا نام اُفْسُوْسْ تھا یاقوت حموی نے اپنی کتاب معجم البلدان مین اوسکے اعراب کو بھی ضبط کیا ہے +

مسٹر بارنگ گولڈ نے اپنی کتاب کیورس منتھیس مین اوس شہر کا نام ایلفی سسس لکھا ہے اور یقین ہوتا ہے کہ عربی تاریخون مین یہی نام متغیر ہوکر اُفْسُوْس ہوگیا ہے

افسوس بضم الہمزة وسکون الفاء والسین المہملتان والواو ساکنۃ بلد بثغور طرطوس یقال انہ بلد اصحاب الکہف (معجم البلدان یاقوت حموی) افسوس مدینۃ مشہورۃ بارض الروم وہی مدینۃ دقیانوس الجبار ھرب منہ اصحاب الکہف وبین الکہف والمدینۃ مقدار فرسخین وآثار البلاد فیہا (عجائب المخلوقات ذکریا قزوینی)

لانگ مین گرین کمپنی نے ۱۸۷۰ء مین بمقام لندن قدیم رومیون کے زمانہ کا

نقشہ جغرافیہ چھاپا ہے جسمین شہرون کے وہی قدیم نام ہین جو اوس زمانہ مین تھے اوسمین

جو نقشہ ایشیا مینر کا ہے اوسمین ایفی سس شہر کا نام ۳۷ درجہ ۵۷ دقیقہ عرض شمالی اور

۲۷ درجہ ۲۱ دقیقہ طول شرقی پر عین دریای ایجین کے کنارہ پر ثبت ہے اوسکے قریب

پہاڑ بھی واقع ہین اور کچھ شبہ نہین ہوسکتا کہ اوسی جگہ ایفی سس شہر تھا جسمین

اصحاب کہف رہتے تھے +

بعضون نے کہا ہے کہ اصحاب کہف کے شہر کا نام رقیم تھا اور بعضون نے کہا کہ[۱]

اوس پہاڑ کی کہوہ کا نام تھا جسمین اصحاب کہف جا کر رہے تھے مگر یہ صحیح نہین[۲]

یاقوت حموی نے بھی لکہا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ اہل روم کی سلطنت مین جو شہر افسوس

تہا وہی شہر اصحاب کہف کا تھا محمد بن محمود القزوینی نے اپنی کتاب آثار البلاد و اخبار العباد[۳]

مین افسوس ہی کو اصحاب کہف کا شہر قرار دیا ہے۔ شاید لوگون نے اِس خیال سے

کہ اصحاب کہف کے نام جست کی تختی پر کہود کر شہر مین رکھے گئے تھے اوس شہر کو اور بعضون

نے اس خیال سے کہ اوس پہاڑ پر جسمین وہ کہوہ تھی اونکے نام کندہ ہوئے تھے اوس

پہاڑ کو یا اوس کہوہ کو رقیم کے نام سے موسوم کر دیا ہو +

اصحاب کہف کس زمانہ اور کس بادشاہ کی عہد مین تھے

ابو الفرج مالطیہای[۴] عیسائی مورخ نے جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ آخر کو مسلمان

ہوگیا تھا اپنی کتاب مختصر الدول مین لکہا ہے کہ اصحاب کہف دقیوس قیصر کے عہد مین تھے

[۱] البلقاء من اطراف الشام موضع یقال له الرقیم یزعم بعضہم ان بہ اهل الکہف والصحیح انہم ببلاد الروم معجم البلدان یاقوت حموی

[۲] علی و هو جز حموی یاقوت البلدان معجم الکہف الذی فیہ اسم الجبل و قیل انہ اسم القریۃ فقیل الرقیم

[۳] افسوس مدینۃ مشہورۃ بارض الروم وهی مدینۃ دقیانوس الجبار الذی هرب منہ اصحاب الکہف و بین الکہف و المدینۃ مقدار فرسخین و الکہف مستقبل بنات النعش لا تدخلہ الشمس (آثار البلاد قزوینی)

[۴] و فی زمان دقیوس کان الفتیۃ السبعۃ اصحاب الکہف الذین هربوا منہ و اختفوا فی مغارۃ فوق الکہف و رزدم حجر الیہا و امرا بن لیلا بابہ بنیانا و علیہم فالقی اللہ علیہم سباتا الی ایام ثاودسیوس بن ارکادیوس زمان نبوتہم مختصر الدول ابو الفرج

جو عیسائیون کا نہایت دشمن تھا اور اونکو قتل کرتا تھا - تاریخ طبری[1] مین اوس بادشاہ کا نام دقینوس لکھا ہی +

تاریخ کامل ابن اثیر[2] مین اوس کا نام دقیوس لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ بعض آدمی اوس کا نام دقیانوس کہتے ہین +

ابو الفدا اسمعیل[3] نے اپنی تاریخ مین بھی یہی نام بیان کیے ہین اور لکھا ہے کہ وہ ۵۳۹ سنہ اسکندری مین بادشاہ ہوا تھا اور ۵۴۰ سنہ مین مر گیا - ابو ریحان[4] بیرونی نے اپنی کتاب آثار الباقیہ عن قرون الخالیہ مین اوس بادشاہ کا نام داقیاوس لکھا ہے اور سبرنگ گولڈ نے اپنی کتاب کیوریس متہس مین اوس بادشاہ کا نام ڈیسیس لکھا ہے اسی مصنف نے لکھا ہے کہ روم مین وکٹورم کے عجائب خانہ مین گچ سے اصحاب کہف کی تصویرین بنی ہوئی ہین اون تصویرون سے بعضون نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہ ۲۵۰ء مین ڈیسیس بادشاہ کے عہد مین مارے گئے تھے +

عموماً مسلمان مورخ اور مفسرین اوس بادشاہ کا نام جسکے عہد مین اصحاب کہف تھے دقیانوس لکھتے ہین اور ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ تمام اختلافات ایک زبان کی نامون کو دوسری زبان مین تلفظ کرنیسے پیدا ہوئے ہین اور سب کے ملانیسے یقین ہوتا ہے کہ وہ رومی بادشاہون مین سے ایک بادشاہ تھا +

جو زمانہ کہ اصحاب کہف کا ابو الفدا نے بیان کیا ہے وہ قریباً صحیح و درست معلوم ہوتا ہے اسکندر تین سو چھتیس برس قبل حضرت مسیح کے تخت پر بیٹھا تھا اور اصحاب کہف

[2] ... کامل لابن اثیر ...

[3] ... وکان الملک الذی قبله ... دقیوس وقتله واعاد عبادة الاصنام ودین الصابئین تتبع النصاری یقتلهم ومنه هرب الفتیة اصحاب الکهف وکانوا سبعة ... والله اعلم بما لبثوا کما اخبر الله تعالی وکان هلاک دقیوس فی منتصف سنة اربعین وخمسمائة (تاریخ ابو الفدا)

[4] من ملوک الروم - داقیاوس صاحب اصحاب الکهف (آثار الباقیہ ابو ریحان بیرونی) +

پانسو چالیس سنہ سکندری مین تھے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سنہ ۲۰۴ ع مین تھے۔
مسٹر بارنگ گولڈ نے اونکا تخمیناً اندازہ سے سنہ ۲۵۰ ع قرار دیا ہے معہذا جو بادشاہ کہ زمانہ
سکندر سے دقیوس تک گذری اونکے زمانہ سلطنت مین بھی کسی قدر اختلاف ہے اور
یہ بھی ایک سبب ہے کہ اصحاب کہف کے زمانہ مین کسی قدر اختلاف پیدا ہوتا ہے مگر
عام طور پر خیال کرنیسے جو زمانہ قرار دیا گیا ہے قریباً صحیح معلوم ہوتا ہے ؎

بعض روایتون[۱] مین بیان ہوا ہے کہ اصحاب کہف حضرت عیسیٰ کے زمانہ سے بہت
پیشتر تھے اور حضرت عیسیٰ نے اونکی خبر دی تھی اور بعد حضرت عیسیٰ کے زمانۂ فترت مین
یعنی جبکہ کوئی پیغمبر نہ تھا وہ زندہ ہوئے تھے یا اپنی نیند سے جو اخ الموت تھی اُٹھے تھے مگر اُسکی
صحت کا انجیلون یا حواریون کے نامون یا کسی معتبر یا مظنون طریقہ سے کوئی ثبوت
نہین پایا جاتا ؎

اصحاب کہف کا مذہب

کچھہ شبہ نہین ہوسکتا کہ اصحاب کہف عیسائی اور حضرت عیسیٰ کی امت مین تھے
تمام کتابون[۲] اور مختلف روایتون سے بھی امر ثابت ہوتا ہے اور خود اون کا واقعہ کہ
ایک ظالم اور بت پرست بادشاہ کے خوف سے جو عیسائیون کو قتل کرتا تھا جان اور ایمان
بچاکر بھاگ گئے تھے اونکے عیسائی ہونیکا کافی ثبوت ہے ؎

البتہ جیسا اونکا تقدس اور خدا پرستی تاریخون اور تفسیرون مین لکھی ہے اور
جسکی نسبت قرآن مجید سے بھی اشارہ پایا جاتا ہے اوسکی نسبت شبہ ہوسکتا ہے کہ اگر وہ

صلیب کو اور حضرت عیسی کی تصویر کو پوجتے تھے اور کم سے کم یہ کہ تثلیث کے قائل تھے تو کیونکر اون کو خدا پرست اور موحد مسلمان یا مومن خیال کیا جا سکتا ہے مگر انمین سے کسی بات کا ثبوت نہین ہے - اوس زمانہ کے عیسائیون مین عقائد مذہبی بہت کم قرار پائے تھے اور مجھکو عیسائی مذہب کی اکلزیاسٹیکل ہسٹری پر غور کرنیسے نہایت شبہ ہے کہ جو عقائد بعد عیسائی ہو جانے قسطنطین کے رومی اور یونانی چرچ مین قائم ہو گئے وہی عقائد عام طور پر اوس زمانہ کے تمام عیسائیون کے تھے ÷

دقیوس ہی کے زمانہ کے قریب جس زمانہ مین اصحاب کہف کا ہونا تسلیم کیا گیا ہے ایک فرقہ تھا جسکا ابو الفرج[1] عیسائی مالطہیائی نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا ہے کہ وہ اقانیم ثلاثہ باپ اور بیٹے اور روح قدس کو نہین تسلیم کرتا تھا بلکہ وجود اور کلمہ اور حیات کو اقانیم ثلاثہ جانتا تھا اور کہتا تھا کہ ان اقانیم سے کوئی زیادتی ذات باری پر نہین ہوتی بلکہ یہ صفات اعتباری ہین کوئی شئی اون کا مسمی موجود فی الخارج نہین ہے اور کہتا تھا کہ ذات باری موجود ہے لا بوجودٍ اور حکیم ہے لا بحکمةٍ اور حی ہے لا بحیواة اور انبیذو قلس کا بھی یہی مذہب تھا اسکے بعد مصنف مذکور لکھتا ہے کہ اسی مذہب کو ایک گروہ مسلمانون نے جو صفات کے نفی کرنیوالے ہین (یعنی صفات باری سے کچھہ زیادتی ذات باری پر نہین سمجھتے) اختیار کیا ہے ÷

اسی زمانہ کے قریب[2] ایک فرقہ فولی الشمیشاطی کا پیرو تھا جو کہتا تھا کہ تمام معلولات باری تعالی کے ارادے ہین اور اوسکا کوئی معلول ذاتی نہین ہے اور اسی لئے

[1] عالوس — في هذا الزمان ظهر في مدينة ... رجل اسمه سابيليوس وقال ان الاقانيم الثلاثة هي الوجود والكلمة والحياة ليست معان زائدة على ذات الله تعالى بل هي صفات اعتبارات لا مسمى لها في الخارج لان الباري تعالى موجود لا بوجود وحكيم لا بحكمة وحي لا بحياة وهذا مذهب انبيذقليس ... ثم انتحله فرقة من علماء الاسلامية النفاة للصفات — مختصر الدول لابي الفرج

[2] عالوس الثاني في هذا الزمان ظهر من المبتدعة فولي الشميشاطي وكان يقول ان جميع معلولات الله تعالى ارادية وليس له معلول ذاتي البتة ولذلك لم يلد ولم يولد وهذا ... ولا ابنا ولا روحا ... ظاهر المذهب و ... ۲

وہ لم یلد ولم یولد ہے اور اِس لئے مسیح نہ کلمۃ اللہ ہے اور نہ جسطرح کہ ظاہر مذہب عیسائی مین ہے وہ کواری سے پیدا ہوا ہی ❊

پس جبکہ اوس زمانہ کے عقائد و مذہب کا یہ حال تھا تو ہرگز نہین کہا جا سکتا کہ اصحاب کہف تثلیث کے قائل تھے بلکہ مسلمانون کو جو قرآن مجید کو برحق سمجھتے ہین اس بات کے یقین کرنیکے لئے کہ اصحاب کہف عیسائی اور موحد خدا کو واحد اور حضرت عیسیٰ کو پیغمبر برحق مانتے تھے ثبوت کافی ہے - فھم کانوا مومنین مسلمین موحدین قائلین بان لا الہ الا اللہ عیسی رسول اللہ +

اصحاب کہف کا قصہ یعنے وہ واقعات جو اونپر گزرے

مذکورۂ بالا حالات سے ظاہر ہے کہ اصحاب کہف تاریخی اشخاص ہین فرضی قرار دئے ہوئے نہین ہین - اسمین کچھ شک نہین کہ جو سیدھے سادھے واقعی حالات اونپر گذرے تھے اونمین بہت لغو اور بیہودہ اور خلاف قیاس باتین اور عجائبات شامل کر لئے گئے ہین اور یہ ایک معمولی بات ہے کہ نیک اور بزرگ لوگون پر جو ظلم اور سختی ظالمون کے ہاتھہ سے گزر جاتی ہے بعد کو اونکی نسبت بہت سی زائد اور عجیب باتین بڑھا دیجاتی ہین اسی طرح اصحاب کہف پر جو حالات اور واقعات گذرے اونکو بطور تعجب انگیز کہانی کے بنا لیا ہے اور بی سر و پا اور محض بیہودہ روایتین مشہور ہوگئی ہین ہمارا کام یہ ہے کہ اون روایتون مین سے جو قابل طمانیت ہین اونپر لحاظ کرکے صحیح قصہ اصحاب کہف کا اول بیان کرین اور پھر قرآن مجید کی آیتون سے تطبیق دیکر دکھلاوین

کہ کس قدر قصہ اوسمین کا قرآن مجید مین بیان ہوا ہے اور مفسرین کو جو اوس قصہ کے
بیان مین اور آیتون کی تفسیر مین دہوکا ہوا ہے حتی المقدور اوسکو ظاہر کرین +

ابو الفرج[1] مسیحی نے اپنی تاریخ مختصر دول مین اور اسمعیل[2] ابو الفدا نے اپنی تاریخ
مین لکھا ہے کہ غوردیانوس رومی قیصر عیسائی ہوگیا تھا اور عیسائیون پر مہربانی کرتا
تھا اوسپر دقیوس نے جسکو دقیانوس بھی کہتے ہین اور جو بت پرست اور عیسائیون
کا دشمن تھا چڑھائی کی اور سنہ ۲۳۹ سکندری مین اوسکو مار ڈالا اور خود بادشاہ ہوا
اور عیسائیون کو قتل کرنا یا بت پرستی پر مجبور کرنا شروع کیا +

اوسی کے عہد[3] مین اصحاب کہف عیسوی مذہب پر تھے اونکے عیسائی ہوجانیکی
مختلف کہانیان مشہور ہین جنکی نسبت ہمکو بحث کرنا محض فضول معلوم ہوتا ہے
وہ کسی طرح عیسائی ہوئے ہون اس امر کا مسلم ہونا کہ وہ عیسائی تھے اونکے
اصلی واقعات کے بتانیکو کافی ہے +

تمام[4] روایتین اور تاریخین اس بات پر متفق ہین کہ اوس ظالم بادشاہ نے
اون لوگون کو جو تعداد مین اوس وقت چھہ تھے بلایا اور مذہب عیسوی چھوڑنے
اور بت پرستی کرنیکو کہا مگر اون سب نے انکار کیا اوسپر بادشاہ نے اونکو مہلت
دی اور اوس مہلت مین وہ شہر سے بھاگے اور ایک چرواہا معہ کتے کے اونکے

ساتھہ ہولیا اور وہ سب ایک پہاڑ کی کھوہ مین جو شہر افسوس سے کچھہ فاصلہ پر تھے جاکر چھپ رہے ہا +

یہانتک روایتون مین چندان اختلاف نہین ہے لیکن اِسکے بعد کے واقعات مین اختلاف شروع ہوتا ہے یعنی پہاڑ کی کھوہ مین چھپنے کے بعد اونہون نے اپنے ساتھیون مین سے ایک شخص کو شہر بہیجا کہ چُپکے سے کھانا خرید لاوے اکثر مورخین اور اہل تفاسیر نے لکھا ہے کہ وہ لوگ پہاڑ کی کھوہ مین جاکر سو رہے اور زمانہ دراز تین سو یا تین سو نو برس سونیکے بعد جب اوٹھے تو انہون نے ایک شخص کو کھانا خریدنے کو شہر مین بھیجا - بعض مورخین نے پہلی دفعہ اوسی دن جب وہ کھوہ مین گئے ایک شخص کو کھانا خریدنیکو بھیجنا اور پہر دوسری دفعہ کئی سو برس سو کر اُٹھنے کے بعد ایک شخص کا بھیجنا لکھا ہے جو محض غلط ہے اور صرف بنایا ہوا قصہ ہے اونپر پہاڑ کی کھوہ مین سوتے ہونیکے خیال سے یہ قصہ گڑھ لیا گیا ہے مگر اصلیت اسکی جیسے کہ محققانہ نظر سے پائی جاتی ہے صرف اِس قدر ہے -

کہ وہ لوگ رات کے وقت شہر سے بھاگے تھے جیسے کہ قزوینی نے لکھا ہے کہ "اُنہون نے رات کو بھاگنے کا قصد کیا جب رات کا اندھیرا ہو گیا تو ہر ایک شخص اپنے گھر سے کچھہ مال لیکر چل کھڑا ہوا" -

صبح ہوتے وقت وہ لوگ پہاڑ کی کھوہ پر پہونچے جیسا کہ قزوینی نے بھی لکھا ہے پس وہ کھوہ مین گئے رات کے جاگے رستہ چلے تھکے ہوئے تھے کھوہ مین جہان

بالکل اندہیرا تھا سوئے ہے - کچھ شبہ نہین ہوسکتا کہ دو تین پہر سونیکے بعد وہ اُٹھے
اور آپس مین پوچھنے لگے کہ ہم کتنی دیر سوئے کسی نے کہا دن بہر کسی نے کہا کچھ کم کیونکہ
کھوہ کی اندہیری مین وہ دن کا اندازہ ٹھیک ٹھیک نہین کر سکتے تھے-

جب وہ اوٹھے تو اونہون نے اپنے ساتھیون مین سے ایک شخص کو کھانا لانیکو
بھیجا قزوینی[1] نے صاف لکھا ہے کہ جسدن وہ کھوہ مین گئے اوسی دن اونہون نے
کھانا لینے کو بھیجا تھا- تفسیر معالم التنزیل[2] مین بھی محمد بن اسحق کی روایت سے لکھا ہے
کہ جب وہ کھوہ مین گئے تو تملیخا اونکے لئے شہر سے کھانا خرید لایا کرتا تھا اور چند روز
تک جسکی تعداد نہین بیان کی مگر معلوم ہوتا ہے کہ دو تین روز تک یعنی دقیانوس کے
دوبارہ شہر مین آنے تک اِسی طرح خرید کر لاتا رہا-

جب وہ بادشاہ جو اونکو مہلت دیکر شہر سے باہر چلا گیا تھا پہر شہر مین آیا جیساکہ
قزوینی[3] نے بالتصریح بیان کیا ہے تو اوسکو معلوم ہوا کہ وہ لوگ شہر سے بھاگ گئے
ہین اوسنے اونکی تلاش شروع کی اور پہاڑ کی کھوہ مین اونکا پتا لگا اور اوس نے
پہاڑ کی کھوہ کا موہنہ بند کروا دیا تاکہ وہ اوسی مین بہوکے پیاسے مر رہین —
تفسیر معالم التنزیل[4] مین محمد بن اسحق کی روایت مین بھی بالتصریح یہ امر مذکور ہے-
اسمین کچھ شک نہین ہے کہ پہاڑ کی کھوہ کا موہنہ بند ہونیکے بعد وہ وہین بند
ہوگئے اور وہین مر رہگئے اگرچہ بعض مورخون اور مفسرون نے لکھا ہے کہ کھوہ مین
پڑے سوتے ہین یعنی مرے نہین ہین اور معالم التنزیل[5] مین لکھا ہے کہ خدا نے

اونکی روحون کو وفات دی جسطرح سونے مین روحون کو وفات دیتا ہے - مگر اگلے بیان سے اور اون روایتون سے جو بیان ہونگی صاف ثابت ہوگا کہ درحقیقت وہ مر گئے تھے

(۱) اکثر مورخین اور مفسرین اس بات پر متفق ہین کہ اس واقعہ پر ایک زمانہ گزرنیکے بعد اوس کہوہ کا مونہہ کھولا گیا اور اصحاب کہف کا اوس کہوہ مین ہونا معلوم ہوا اور شہر مین اوسکا چرچا ہو گیا اور بادشاہ اور شہر کے تمام لوگ اوس کہوہ مین اونکے دیکھنے کو گئے -

(۲) ابو الفرج مسیحی کی تاریخ کے بموجب یہ زمانہ ساوذوسیوس قیصر الصغیر کی سلطنت کا تہا اور اصحاب کہف کے کہوہ مین جا چھپنے کے دو سو چالیس برس بعد وہ ظاہر ہوئے تھے -

(۳) ابو الفدا اسمعیل بھی اسی بادشاہ کے زمانہ مین اصحاب کہف کا متنبہ ہونا لکھتا ہے - یہ بادشاہ ۷۳۵ سنہ سکندری مین بادشاہ ہوا تھا اور ۷۵۵ سنہ سکندری مین فوت ہوا - اس سبب سے کہ بموجب ابو الفدا کے دقیوس جسکے زمانہ مین اصحاب کہف تھے ۵۴۰ سنہ سکندری مین تھے زمانہ ظاہر ہونے اصحاب کہف کا دو سو برس کے قریب ہوتا ہے نہ دو سو پچاس برس جیسا کہ ابو الفرج نے بیان کیا ہے -

(۴) تاریخ یعقوبی مین اوس بادشاہ کا نام وسیوس لکھا ہے اور صاف لکھا ہے کہ اوسکے زمانہ مین اصحاب کہف جو مر گئے تھے زمانہ طویل کے بعد ظاہر ہوئے - اوسمین مطلق اس بات کا اشارہ نہین ہے کہ وہ سوتے تھے اور اوسکے زمانہ مین جا گے

(۴) في ايام دسيوس الملك ظهر اصحاب الكهف بعد ان كانوا قد ماتوا بعد دهر طويل (تاريخ يعقوبي)

یا مرے ہوئے تھے اور زندہ ہوئے بلکہ صاف لکھا ہے کہ ظاہر ہوئے یعنی اوس کھوہ مین اونکا ہونا معلوم ہوا۔

علاوہ اِسکے جتنی روایتین ہین سب سے یہی امر ماخوذ ہوتا ہے کہ درحقیقت اصحاب کہف جب معلوم ہوئے تو وہ مرے ہوئے تھے اور مرے ہوئے رہے۔

بعض[۵۱] تفسیر کی کتابون مین جیسے تفسیر کبیر و مدارک و بیضاوی ہین یہ تو لکھا ہے کہ جب بادشاہ اور لوگ اونکو دیکھنے اور اونسے ملنے کو گئے تو وہ زندہ ملے بادشاہ کو دعا بھی دی اور پھر فی الفور مر گئے۔

اِس بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اون کا زندہ ملنا اور بادشاہ کو دعا دینا ایک سب کہانی ہے ورنہ درحقیقت وہ مرے ہوئے تھے اور طبری اور کامل ابن اثیر اگرچہ اس بات کے قائل ہین کہ وہ زندہ ہوئے مگر جو روایتین بیان کی ہین اونسے صاف پایا جاتا ہے کہ کسی شخص نے جو اونکے دیکھنے کو گئے تھے اونکو زندہ نہین دیکھا۔

طبری[۵۲] کی ایک روایت مین ہے کہ وہ زندہ ہوگئے تھے مگر جب لوگ اونکے دیکھنے کو کہف کے قریب پہونچے تو خدا نے اونکو پھر مردہ کردیا یا پھر سُلادیا اور لوگ اندر جانیسے ڈر گئے اور اندر نہ جا سکے۔

دوسری[۵۳] روایت مین طبری نے لکھا ہے کہ بادشاہ اور لوگ کھوہ مین گئے تو دیکھا کہ صرف اونکے جسم ہین جو کسی طرح بگڑے نہ تھے مگر اونمین ارواح نہ تھی۔

کامل[۵۴] ابن اثیر مین ایک اور بات زیادہ لکھی ہے کہ وہ زندہ تو ہوگئے تھے مگر انہون نے

۵۴ دعوا الله ان یمیتهم ولا یراهم احد ممن جاءهم فماتوا ساعتهم (کامل لابن اثیر)

دعا مانگی کہ خدا اونکو مار ڈالے اور جو لوگ اونکو دیکھنے آئے ہین اونمین سے کوئی اونکو نہ دیکھے پس وہ فی الفور مر گئے۔

اور یہ تمام روایتین اِس بات کی مثبت ہین کہ وہ زندہ نہ تھے اور نہ کسی نے اونکو زندہ دیکھا اصل یہ ہے کہ جب لاشین ایسے مقام پر ہوتی ہین جہان ہوا کا صدمہ نہین پہونچتا اور لاشین اوسی طرح رکھے رکھے راکھہ ہو جاتی ہین تو وہ سوراخ مین سے ایسی ہی معلوم ہوتی ہین کہ گویا پورے مجسم اجسام بلا کسی نقص کے رکھے ہوئے ہین۔ اِسی طرح لوگون نے اونکو دیکھا اور جانا کہ پوری مجسم بلا کسی نقصان کے لاشین رکھی ہین یا وہ لوگ سو رہے ہین۔

۱۸۴۷ء یا ۱۸۴۸ء مین دہلی مین اِسی قسم کا ایک واقعہ گذرا تھا جہان حضرت نظام الدین کی درگاہ ہے وہان بہت پُرانا قبرستان ہے۔ ایک اونچی جگہہ پر ایک چبوترہ تہا اور اوسکے اوپر تین قبرون کے نشان تھے۔ اتفاق سے اوس چبوترہ کی ایک طرف کی دیوار مین سے کچھہ پتھر گر پڑے اور چھید ہو گیا کہ اندر سے قبر دکھائی دینے لگی لوگون نے اوس چھید مین سے جھانکا تو اونکو معلوم ہوا کہ قبر بہت بڑی مثل ایک مربع کوٹھری کے ہے اور تین لاشین بالکل سفید کفن پہنے ہوئے مجسم بلا کسی نقصان کے اونمین رکھی ہوئی ہین۔ اِسکا چرچا ہوا اور بہت آدمی اونکے دیکھنے کو گئے اور سب نے یہی بات بیان کی۔ میرے مخدوم دوست مولوی امام بخش صاحب صہبائی مرحوم کو اِس قسم کی باتون کے دریافت کا بہت شوق تہا وہ خود اون لاشون کے

دیکھنے کو گئے۔ اول انہون نے جہانک کر دیکھا تو اونکو بھی اوسی طرح مجسم اور مسلم لاشین معلوم ہوئین۔ اونکو تعجب ہوا۔ انہون نے دیوار کے دو ایک پتھر اور نکال ڈالے اور اندر گھسے۔ ایک عجیب بات تو یہ دیکھی کہ قبر ایک مربع کوٹھری کی برابر بنی ہوئی تھی اور تین لاشین اوسمین رکھی ہوئی تہین۔ مگر سب بوسیدہ اور راکھہ کے طور پر ہو گئی تھین۔ لیکن جو کہ ہوا کا صدمہ کچھہ نہ تھا تو جہان اونکے ہاتھہ رکھے ہوئے تھے وہین اونکے ہاتھہ کی راکھہ تھی۔ اور جہان سر رکھا تھا وہین سر کی راکھہ تھی۔ جہان پاؤن رکھا ہوا تھا وہین پانون کی راکھہ تھی۔ اور سب کے نشان معلوم ہوتے تھے۔ وہ لاشین کاٹھہ کے تخت پر رکھی گئی تھین۔ وہ تخت بھی بوسیدہ ہو کر اور گل کر زمین کے برابر ہو گیا تھا مگر اوسکے نشان بھی راکھہ مین جدا محسوس ہوتے تھے۔ اونہون نے اونگلی سے چھوا تو معلوم ہوا کہ بالکل راکھہ ہے اور ہڈیون اور راکھہ کے سوا اور کچھہ نہین ہی۔ مگر جب سوراخ مین سے دیکھا جاتا تھا تو وہ تمام نقش جو راکھہ مین قائم تھے بالکل مجسم اور مسلم لاشین معلوم ہوتی تھین۔ تم خیال کرو کہ اگر ہم ایک تصویر کو ایک صندوق مین رکھہ دین اور ایسی حکمت کرین کہ کسی قدر شعاع آفتاب کی اوسمین پہونچی اور اوسکے پہلو مین ایک چھید کر کے اوسکو دیکھین تو وہ تصویر بالکل مجسم معلوم ہوگی۔ پس اس طرح سے اِس قسم کی پرانی لاشین جو کسی پہاڑ کے نل مین سے دیکھی جاتی ہین تو وہ مسلم معلوم ہوتی ہین۔ اسیطرح اصحاب کہف کی لاشون کے دیکھنے والون کو وہ لاشین مجسم معلوم ہوئی ہونگی۔ کیورس مہتس کے مصنف نے لکھا ہے کہ اصحاب کہف کی ہڈیان ایک بڑے پتھر کے بکس مین بند کر کے

مارسیلس کو بھیجی گیئن جواب بھی سائنٹ وکٹر کے گرجا مین دکہائی جاتی ہین - اسکی[۱]
تصدیق تاریخ طبری سے بھی ہوتی ہے - اوسمین لکھا ہے کہ قتادہ نے روایت کی ہے
کہ جب ابن عباس حبیب بن مسلمہ کے ساتھ جہاد پر گئے تو وہ کہف پر گذرے اور
اوسمین کچھہ ہڈیان تھین - ایک شخص نے کہا کہ یہ اصحاف کہف کی ہڈیان ہین - ابن
عباس نے کہا کہ انکی ہڈیان تو تین سو برس سے زیادہ ہوا کہ یہان نہین رہین -

بہرحال جب اوس ظالم بادشاہ نے اوس کہوہ کا مونہہ بند کروا دیا تو یہ بیچارے
اوسمین بند ہو گئے اور مر گئے ایک زمانہ دراز کے بعد خواہ وہ زمانہ دو سو برس کا ہو یا ڈہائی
سو برس کا یا تین سو برس کا یا تین سو نو برس کا کسی شخص نے اوس کہوہ کے موہنہ
کو کہولا جیسا کہ[۲] اکثر روایتون مین بیان ہوا ہے - اسمین بھی کچھہ شک نہین ہو سکتا کہ
اون لوگون کے پاس جو کہوہ مین گئے تھے اوس زمانہ کے سکہ کے روپئے موجود تھے
اور جس شخص نے اوسکا موہنہ کہولا تھا اوس نے وہ روپئے پائے ہونگے اور جب بازار
مین لیگیا لوگون نے چرچا کیا ہوگا کہ اوسنے خزانہ پایا ہے حاکم تک اوسکو پکڑ کر لیگئے ہونگے اور
اوسنے تمام قصہ پہاڑ کی کہوہ مین لاشون کے ہونیکا اور وہان سے روپیہ ملنے کا بیان
کیا ہوگا اوسپر وہان کے حاکم اور شہر کے لوگ اونکے دیکہنے کو آئے اور جانا کہ یہ اون
لوگون کی لاشین ہین جو دقیوس قیصر کے ظلم سے بھاگے تھے -

راویون[۳] اور لوگون نے اس اصلی واقعہ کو اس طرح پر بنا لیا کہ اصحاف کہف
کئی سو برس بعد سونیسے اوٹھے یا مردہ سے زندہ ہو گئے اور انہین مین کا ایک شخص

روپیہ لیکر بازار مین آیا اور چرچا ہوا اور سب لوگ پہاڑ کی کھوہ پر گئے - پہر کسی نے کہا وہ زندہ تھے ایک آدھ بات کہکر مر گئے - کسی نے کہا کہ مسلم بغیر کسی نقصان کے لاشین تھین مگر اوسمین ارواح نہ تھی - ایسے واقعات مین اس قسم کی افواہین اوڑا کرتی ہین، اور رفتہ رفتہ روایتین بنجاتی ہین اور کتابونمین لکھی جاتی ہین اور مذہبی لگاؤ سے لوگ اوسکو مقدس سمجھتے ہین اور معجزہ اور کرامات قرار دیتے ہین -

قرآن مجید مین جسقدر اِس قصہ کا بیان آیا ہے وہ بالکل سیدھا اور صاف ہے بلکہ خدا نے اوس قصہ کو اسی مقصد سے بیان کیا ہے کہ جو غلط باتین اور عجائبات اوس قصہ کے ساتھہ مشہور تھے اونکی غلطی ظاہر ہو یا اونکی تکذیب کیجاوے اور بتا دیا جاوے کہ اصل واقعہ کیا ہی -

مگر افسوس ہے کہ مفسرین نے جنکے کان انہی پُرانی افواہی روایتون سے بھرے ہوئے تھے اور عیسائی بھی اور اونکے سوا عرب اور ایشیا کے لوگ بھی اوس قصہ کو عجائبات یا کرامات اور معجزات کے طور پر بیان کرتے تھے قرآن مجید کی آیتون کی بھی وہی تفسیر کی جس سے خود خدا انکار کرتا تھا - فمثلھم کمثل الذی فسر القول بما لا یرضی قائلہ +

تمام مفسرین کی سوای معتزلہ کے یہ عادت ہے کہ اپنی تفسیرون مین محض بے سند اور افواہی روایتون کو بلا تحقیق لکھتے چلے جاتے ہین اور ذرا بھی تحقیق کی طرف متوجہ نہین ہوتے - علاوہ اِسکے انہون نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ جہانتک ہوسکے

ہر ایک سیدھی سادھی بات کو بھی ایک حیرت انگیز طریقہ پر اور عجائبات و کرامات کے نمونہ پر بیان کرین - اوسی عادت کے موافق اصحاب کہف کے قصہ مین بھی عجیب و غریب باتین ملا دی ہین مگر قرآن مجید اون سب کو غلط بتاتا ہی -

اب ہمکو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی اون آیتون کی جو اصحاب کہف کے قصہ سے متعلق ہین تفسیر لکھین اور دکھلائین کہ قرآن مجید مین اونکا قصہ کس قدر اور کس طرح بیان ہوا ہے اور مفسرین اون آیتون کی تفسیر مین کیسے دھوکے مین پڑ گئے ہین - واللہ المستعان ❊



تفسیر الآیات من القرآن العظیم

فی قصة

اصحاب الکهف والرقیم

سب سے اول اِس امر کا تصفیہ کرنا چاہئے کہ اصحاب کہف و رقیم کا ایک ہی گروہ پر اطلاق ہوا ہے یا دو مختلف گروہون پر یعنی جن لوگون پر اصحاب کہف کا اطلاق ہوا ہے اونہین پر رقیم یعنی اصحاب رقیم کا اطلاق ہوا ہے یا اصحاب کہف ایک جدا گروہ تھا اور اصحاب رقیم جدا گروہ۔

جو کچھہ بحث ہو سکتی ہے وہ رقیم کے لفظ پر ہو سکتی ہے بعض[ا] لوگون کا خیال ہے جیسا کہ تفسیر بیضاوی اور اور کتابون مین بھی لکھا ہے کہ اصحاب الرقیم ایک جدا گروہ تھے اور وہ تین شخص تھے کہین جاتے تھے رستہ مین مینھہ آیا ایک پہاڑ کے غار مین ہو بیٹھے اوپر سے پہاڑ گرا اور غار کا مونھہ بند ہو گیا۔ اِن لوگون نے خدا کے سامنے عاجزی کی اور اِس مصیبت سے نکلنے کی دعا مانگی کچھہ عرصہ کے بعد جو پتھر پہاڑ کا اوپر سے پھسل گرا تھا اور جس نے غار کا مونھہ بند کر دیا تھا وہ اور نیچے کو پھسل گیا اور غار کا مونھہ کھل گیا۔

[ا] قیل اصحاب الرقیم قوم آخرون کانوا ثلاثة خرجوا یرتادون لاهلهم فاخذتهم السماء فاووا الی الکهف فانحطت صخرة وسدت بابه فقال احدهم اذکروا ایکم عمل حسنة لعل الله تعالی یرحمنا ببرکته فقال کل واحد منهم بعمله ففرج الله عنهم فخرجوا وقد رفع ذلک نعمان بن بشیر (بیضاوی)

یہ قصہ [1] امام محمد اسمعیل بخاری نے بھی اپنی کتاب صحیح بخاری مین بیان کیا ہے- مگر کچھ شبہ نہین ہوسکتا کہ اس مقام پر لفظ رقیم سے اون لوگون کے قصہ کی طرف اشارہ نہین ہے-

اول تو اس لئے کہ اوس گروہ پر اصحاب الرقیم کا اطلاق نہین ہوا- دوسرے یہ کہ خداتعالی اپنے اِس مقام پر دو گروہ کے قصے نہین بیان کئے بلکہ صرف ایک گروہ کا قصہ بیان کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب کہف و رقیم ایک ہی گروہ کا لقب تھا-

ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ جہان خدا نے اصحاب کہف کی تعداد مین لوگون کا اختلاف بیان کیا ہے کہ کوئی تو کہتا ہے کہ وہ تین شخص تھے کوئی کہتا ہے کہ پانچ تھے کوئی کہتا ہے سات تھے- پس بعض لوگون نے تین کی تعداد پر خیال کر کے رقیم کے لفظ سے اوس گروہ کا اشارہ سمجھا جنکی تعداد تین تھی اور وہ بھی پہاڑ کے غار مین اوپر سے پتھر گرنیکے سبب بند ہو گئے تھے- مگر جیسا کہ ہمنے بیان کیا نہ کوئی وجہ پائی جاتی ہے اور نہ اس بات کا کوئی ثبوت ہے کہ اِن لوگون پر اصحاب الرقیم کا اطلاق ہوا ہو البتہ قسطلانی شرح صحیح بخاری مین شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب نے اصحب الغار کا اونپر اطلاق کیا ہے مگر اصحب الرقیم کا کسی نے اطلاق نہین کیا-

بیضاوی اور نیز اور مورخون اور مفسرون نے رقیم کے معنو مین اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا کہ جس پہاڑ مین اصحاب کہف چھپے تھے اوسکا نام ہے- کسی نے کہا

جس جنگل مین وہ پہاڑ تھا اوس جنگل کا نام ہی- بعضون نے کہا کہ جہان وہ پہاڑ تھا
اوس شہر کا نام ہے مگر یہ سب اقوال قابل اعتبار نہین ہین اسلئے کہ جغرافیہ اوس ملک کا
جہان وہ پہاڑ تھا اِن اقوال مین کسیکی مساعدت نہین کرتا-

بعضون کا قول ہے کہ رقیم اونکے کُتّے کا نام تھا اور اوسکی سند مین امیہ بن ابی الصلت
شاعر جاہلی کا شعر لایا جاتا ہے جسمین اوس نے کہا ہی- ولیس بہا الا الرقیم مجاورا- مگر
اس قول پر بھی طمانیت نہین ہو سکتی کیونکہ جسطرح رقیم کی نسبت مختلف باتین
مشہور تھین یہ بھی مشہور ہو گا کہ رقیم اونکے کُتّے کا نام تھا اوسی کو شاعر نے اپنے
شعر مین نظم کر دیا-

رقیم کے معنی از روی لغت کے لکھے ہوئے کے ہین- صحیح بخاری مین بھی
رقیم کی تفسیر مین لکھا ہی کہ "الرقیم الکتاب مرقوم مکتوب من الرقم" بخاری[ا] نے
بھی سعید بن جبیر کا قول نقل کیا ہے کہ انھون نے ابن عباس سے روایت کی ہے
کہ رقیم جست کی تختی تھی جسپر اصحاب کہف کا حال اور اونکے نام لکھے گئے تھے اسی وجہ
سے اونکو اصحاب الرقیم بھی کہتے تھے پانچوین صدی عیسوی کے اخیر مین یا چھٹی صدی
کے شروع مین یعنی آنحضرت صلعم سے پہلے الیشا مینر کے لشب نے اِس قصہ کو بطور
عیسائی مذہب کے متبرک قصہ کے تحریر کیا تھا پس ہر صورت سے اصحاب کہف پر اصحاب الرقیم
کا اطلاق صحیح و درست ہوتا ہے اور رقیم عطف تفسیری ہے اصحاب کہف کی
وہو الصحیح عندنا*

[ا] قال سعید عن ابن عباس الرقیم اللوح من الرصاص کتب عاملهم اسماءهم (ای اسماء اصحاب الکهف) ثم طرحه فی خزانته (بخاری)

تمام مفسرین قصۂ اصحاب کہف کی شان نزول مین لکھتے ہین کہ نضر بن الحارث[ل] اور عتبہ بن ابی معیط مدینہ کے یہودیون کے احبار یعنی علماء کے پاس گئے اور آنحضرت کے حالات اونسے کہے اون لوگون نے کہا کہ تم اونسے تین سوال کرو اگر وہ جواب دین تو نبی ہین اور نہین تو نہین۔

ایک یہ کہ چند جوان جو اگلے زمانہ مین گذرے اونکا کیا حال ہی۔

ایک یہ کہ اوس شخص کی جو بڑا پھرنے والا تھا اور زمین کے مشرق اور مغرب تک پہونچا تھا اوسکے حالات کیا ہین۔

ایک یہ کہ روح کیا ہے۔

پہلے سوال کے جواب مین اصحاب کہف کا قصہ نازل ہوا۔ مگر ہمارے نزدیک نہ اس تمہید کی جو سوالات کرنیکے باب مین بیان ہوئی ہے کوئی سند ہے اور نہ اس بات کی طرف کہ اصحاب کہف کے قصہ کی نسبت کسی نے سوال کیا تھا کوئی اشارہ ہے ذوالقرنین کا حال اور روح کی ماہیت بلاشبہ لوگون نے آنحضرت صلعم سے پوچھی تھی اور قرآن مجید مین اوسکی طرف اشارہ ہے جہان فرمایا ہے یسئلونك عن ذی القرنین۔ یسئلونك عن الروح۔ مگر اصحاب کہف کے قصہ مین کوئی لفظ ایسا نہین ہے جس سے پایا جاوے کہ وہ قصہ آنحضرت صلعم سے کسی نے پوچھا تھا۔ معہذا نبی ہونے کی شناخت ان سوالون کے جواب پر منحصر کرنا کیسی ایک لغو اور بیہودہ بات ہے۔

[ل] روایت محمد بن اسحق ... ثم ان قریشا بعثوا النضر بن الحارث ... وبعثوا معه عقبة بن ابی معیط الی احبار الیہود بالمدینة وقالوا لهما سلوهم عن محمد وصفوا لهم صفته واخبروهم بقوله فانهم اهل الکتاب الاول وعندهم علم ما لیس عندنا من علم الانبیاء فخرجا حتی قدما المدینة فسألوا احبار الیہود عن احوال محمد ... فقال لهما احبار الیہود سلوه عن ثلٰث ... سلوه عن فتیة ذهبوا فی الدهر الاول ما کان من امرهم فانه قد کان لهم حدیث عجیب وعن رجل طواف قد بلغ مشارق الارض ومغاربها ما کان نبأه وسلوه عن الروح ما هو فان اخبرکم فهو نبی وان لم ... فاقبل النضر ... حتی قدما مکة ... قد جئناکم بفصل ما بیننا وبین محمد ... فجاءوا رسول الله صلی الله علیه وسلم فسألوه فقال ... اخبرکم غدا ... عشرة لیلة ... ثم جاءه ... من عند الله ... اصحاب الکهف ...

۱۷ ام حسبت ان اصحاب الکهف والرقیم کانوا من ایٰتنا عجبا (سورہ کہف)

اِس روایت مین ایک صریح غلطی یہ ہے کہ اصحاب کہف کا قصہ یہودیون کا یا یہودی مذہب کا قصہ نہین ہے بلکہ عیسائی مذہب کے لوگون کا قصہ ہے پس اوسکی نسبت علماء یہود سے پوچہنا یا علماء یہود کا اوسکی نسبت سوال تبانا اور اوسکے جواب پر آنحضرت کا نبی ہونا منحصر کرنا کیسا غلط ہی۔

علاوہ اسکے یہ قصہ کچہہ بہت پُرانا قصہ نہین آنحضرت صلعم کے زمانہ سے تہوڑے زمانہ پہلے کا ہی جیسے کہ آیندہ معلوم ہوگا۔ معہذا یہ قصہ عرب جاہلیت کو بھی معلوم تھا جیسے کہ امیہ بن ابی الصلت جاہلی کے شعر سے پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہی۔

ولیس بہا الا الرقیم مجاورا	وصیدھم والقوم فی الکہف ھمدٗ

پس ایسے قصہ کو پوچہنا اور اوسپر نبی ہونیکو منحصر کرنا کسی طرح سمجھنے کے قابل نہین ہے

علاوہ اِسکے خود قرآن مجید سے پایا جاتا ہے کہ قبل اسکے کہ خدا تعالیٰ اس قصہ کی حقیقت تبلاوے آنحضرت صلعم اِس قصہ کو معہ اون عجائبات کے جو لوگون نے اوسمین شامل کردئے تھے سُن چکے تھے اور متعجب ہوئے تھے خدا نے کہا ای محمد کیا تو نے سمجھا ہے کہ اصحاب کہف و رقیم میری عجیب نشانیون مین تھے۔ اور جب تک کہ آنحضرت نے وہ قصہ معہ اون عجائبات کے جو لوگون نے اوسمین شامل کرلئے تھے نہ سُن لیا ہو تو خدا کا یہ فرمانا کہ کیا تو نے اوسکو عجیب سمجھا ہی صحیح نہین ہوسکتا بے جانی ہوئی چیز پر نہین کہا جاسکتا کہ کیا تو نے اوسکو عجیب جانا ہی۔

یہ کہانی کہ قریش نے احبار یہود کے کہنے سے آنحضرت صلعم سے تین سوال

کہے تھے اور آپ نے فرمایا کہ مین کل اسکا جواب دونگا مگر انشاء اللہ تعالیٰ نہ کہا اور پندرہ روز تک نہ جبرئیل آئے نہ وحی لائے اور قریش ایسی ویسی باتین بنانے لگے اور آنحضرت ملول و متفکر ہوئے محض غلط اور ساختہ کہانی ہے اور حدیث کی کسی معتبر کتاب مین یہ روایت نہین ہی۔

لوگون کی عادت ہے کہ جہان قرآن مجید کی کسی آیت مین اس قسم کا کوئی لفظ دیکھا جسپر کوئی قصہ مبنی ہوسکتا ہے اوسکی مناسبت سے ایک قصہ روایت کرنے لگے اور ہمارے مفسرین نے اون روایتون کو اپنی تفسیرونمین نقل کرنا شروع کیا۔ اسی سورہ مین یہ آیت ہے کہ "[١]اور تو کبھی نہ کہنا کسی چیز کے لئے کہ مین اوسکو کل کرون گا بغیر انشاء اللہ کہے اور یاد کر اپنے پروردگار کو جب تو بھول جاوی"۔

اس آیت سے لوگون نے یہ قصہ بنایا کہ قریش[٢] نے یہ قصہ پوچھا تھا اور آپ نے وعدہ کیا تھا کہ مین کل جواب دونگا مگر انشاء اللہ نہین کہا تھا اوسپر خدا روٹھ گیا اور دو ہفتہ تک وحی نہین بھیجی نعوذ باللہ من ہذہ الشطیحات۔

اول تو غدا کے معنی کل کے یعنی دوسرے دن کی قرار دینا صحیح نہین ہے غد اور غدا کا استعمال زمانۂ مستقبل غیر معین و غیر محدود پر ہوتا ہے خدا نے سورۂ لقمان[٣] مین فرمایا ہے کہ کوئی نہین جانتا کہ وہ کل کیا کریگا پس غدا کے لفظ سے جسکا ترجمہ کل اور فردا ہے دوسرا دن مراد نہین ہے بلکہ اوس سے زمانۂ مستقبل یعنی آنیوالا زمانہ مراد ہے مطلب یہ ہے کہ کوئی نہین جانتا کہ آیندہ وہ کیا کریگا۔

١ ولا تقولن لشيء اني فاعل ذلك غدا الا ان يشاء الله واذكر ربك اذا نسيت وقل عسى ان يهدين ربي لاقرب من هذا رشدا (سورہ کہف)

٢ وذلك ان اهل مكة سالوه عن الروح و[illegible] اصحاب الكهف و[illegible] ذي القرنين [illegible] اخبركم غدا [illegible] يقل انشاء الله [illegible] الوحي اياما ثم [illegible] هذه الاية (معالم التنزيل)

٣ ان الله عنده [illegible] الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الارحام وما تدري نفس ماذا تكسب غدا (سورہ لقمان)

زمانۂ جاہلیت مین بھی غد کے لفظ کا اس معنی مین استعمال ہوتا تھا جیسے کہ زیاد ابن معاویہ المعروف بالنابغہ الذبیانی جاہلی شاعر نے کہا ہی۔

لا مرحبًا بغدٍ ولا اھلا بہ	ان کان تفریق الاحبۃ فی غد

پس اس آیت مین جو لفظ غدًا کا ہے اوسکے معنی دوسرے دن کے نہین ہین خدا نے فرمایا کہ جب تم آیندہ زمانہ مین کسی کام کے کرنیکو کہو تو اوسکے ساتھہ انشاءاللہ کہہ لیا کرو۔ لوگون نے اس خیال سے کہ یہ آیت سورۂ کہف کی آیتون مین شامل ہے اور غدا کا لفظ اوسمین آیا ہے اور لوگون کا ذوالقرنین کی نسبت اور روح کی نسبت بھی سوال کرنا قرآن مین مذکور ہے ایک روایت جسکی کوئی سند نہین ہے بنا گھڑی کی اور ہمارے مفسرون نے اپنی تفسیرونمین نقل کرنا شروع کر دیا۔

خدا تعالی نے اس مقام پر اصحاب کہف کے قصہ کو اخیر تک بیان نہین کیا بلکہ صرف اوسی قدر بیان کیا ہے جہانتک اوس بات سے علاقہ رکھتا ہے جس سے اس قصہ کا عجیب و غریب اور مافوق الطبیعت ہونا لوگون نے بیان کیا ہے باقی قصہ کو چھوڑ دیا ہی۔ کیونکہ اُسکے بیان کی ضرورت نہ تھی اسلیئے جس مقام پر اوس قصہ کو چھوڑا اپنے پیغمبر کو نصیحت کی ہے کہ جو کام آیندہ کو کرنا ہو بغیر انشاءاللہ کہے مت کہو کہ مین کرونگا اور اگر انشاءاللہ کہنا بھول جاوے تو اوسکو یاد کر لے یعنی یاد آنے پر کہہ لے۔ یہ جملہ اس مقام پر اس لئے فرمایا کہ خدا نے قصہ کو ناتمام چھوڑ کر اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ یہ کہدے کہ[۱] ہدایت کرے مجھکو میرا پروردگار اس سے بھی قریب زیادہ ٹھیک بات کی۔ یعنی جو قصہ باقی

[۱] قل عسى ان يهدين ربي لاقرب من هذا رشدا (سورہ کهف)

رہگیا ہے اوسکو بھی تحقیق طور پر بتا دینے کی اور اِسی کے بعد فرما دیا کہ خدا کو معلوم ہے
کہ وہ کہف مین کتنی مدت رہی - غرضکہ جو شان نزول مفسرین نے بتائی ہے وہ صحیح
نہین ہے تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ قاضی عبد الجبار معتزلی نے بھی اِس شان نزول پر
اعتراض کیا ہے کہ یہ شان نزول صحیح نہین - وہو الحق - اب اِس قصہ کی شان نزول
جو خود قرآن مجید سے بدلالت النص پائی جاتی ہے ہم بیان کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم
نے کافرون سے یہ قصہ جسطرح کہ اونمین مشہور تھا سُنا اور اوسپر نہایت متعجب ہوئے تھے
خدا تعالی نے اوس تعجب کے دور کرنیکو فرمایا [۵۱] کہ ای محمد کیا تو نے سمجھا ہے کہ اصحاب
کہف اور رقیم میری عجیب نشانیونمین تھے - یعنی وہ کچھ عجیب نہ تھے -

علماء مفسرین [۵۲] نے بھی یہی معنی اختیار کئے ہین - مگر باوجود عجیب ہونیکے نفی کرنیکے
اوسکا عجیب ہونا قایم رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ اسلئے عجیب نہین ہے کہ خدا کی تمام
نشانیان عجیب ہین یا یہ کہ خدا کی مخلوقات مثلاً آسمان اور زمین وغیرہ اِس قصہ سے
بھی اعجب یعنی عجیب تر ہین -

مگر اِن دونون دلیلون مین غلطی ہے بیشک خدا کی تمام مخلوقات اور اوسکے
تمام کام فی نفسہ عجیب ہین مگر جو روزمرّہ دیکھنے وبرتنے مین آتے ہین اونکا عجیب ہونا
نہین سمجھا جاتا بلکہ اوسی کا عجیب ہونا سمجھا جاتا ہے جو معمولی باتون سے بڑھکر ہو پس
یہ کہنا کہ قصہ اصحاب کہف عجیب تو ہے مگر چونکہ تمام کام خدا کے عجیب ہی ہین اِس لئے
اِس قصہ کو بالتخصیص عجیب مت سمجھو بالکل غلط اور خلاف مقصود آیت کے ہے کیونکہ

[۵۱] ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا (سورہ کہف)
[۵۲] یعنی احسبت یا محمد ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا ای [illegible] عجیب من آیتنا [illegible] معناہ انہم [illegible] کانوا اعجب من آیاتنا فان ما خلقت من السموات والارض وما فیہن من العجائب اعجب منہم (معالم التنزیل)

آیت مین اوسکے عجیب ہونیکی نفی سے یہ مراد ہے کہ وہ ایک معمولی واقعہ ہے جو انسانون پر گذرا ہے اوسمین تعجب کرنیکی کوئی بات نہین -

دوسرا استدلال کہ اور کام خدا کے اوس سے بھی زیادہ ترعجیب ہین اس لئے گو کہ وہ قصہ عجیب ہے مگر اوسکو عجیب نہ سمجھو اور بہی زیادہ مہمل اور بے معنی ہے آیت مین اوسکے عجیب ہونیکی نفی کی گئی ہے اوسمین لفظ عجبا ہے اگر اعجبا کا لفظ ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ نفی زیادہ ترعجیب ہونیسے متعلق ہوتی اور قصہ کا فی نفسہ عجیب ہونا باقی رہتا مگر جبکہ عجیب ہونیکی ہی نفی ہے تو بجز اسکے کہ وہ ایک عام واقعہ ہو جو دنیا مین ہوتے ہین اور کوئی صفت تعجب اوسمین باقی نہین رہتی - بلاشبہ خدا تعالی کی تمام نشانیان اور اوسکی تمام مخلوقات آسمان وزمین انسان وحیوان چیونٹیان اور بھُنگے سب عجیب ہین لیکن باعتبار نفس خلقت کے فی نفسہ عجیب ہونا دوسری چیز ہے جو امور کہ موافق عادت کے ہوتے ہین گو وہ فی نفسہ عجیب ہون مگر عادت کے موافق ہونے پر اونسے کوئی متعجب نہین ہوتا - تعجب جب ہی ہوتا ہے جب کوئی چیز خلاف عادت وقوع مین آوے - پس یہ آیت جو تعجب کی نفی پر دلالت کرتی ہے وہ اوسی تعجب کی نفی کرتی ہے جو کسی امر کے خلاف عادت ظہور مین آنیسے ہوتا ہے - حاصل یہ ہے کہ اصحاب کہف مین کوئی بات تعجب کرنیکے لائق نہین ہے اونپر کوئی واقعہ خلاف عادت جس سے تعجب ہو جیسا کہ لوگون نے مشہور کر رکھا ہے نہین گذرا وہ مثل اور انسانون کے انسان تھے اور جیسے واقعات انسانون پر گزرتے ہین ویسے ہی اونپر بھی گذرے تھے کوئی

امر خلاف عادت جو تعجب انگیز ہو نہین ہوا۔

اب یہ امر قابل غور ہے کہ قرآن مجید مین اس قصہ کو دو ٹکڑے کرکے بیان کیا ہے پہلی دفعہ بہت ہی مختصر طور پر اوسکو کہدیا ہے اور صرف وہی خاص مقام بیان کیا ہے جسکے سبب وہ قصہ عجیب ہو جاتا ہے اور پہلی آیت مین اوسکے عجیب ہونیکی نفی کی تھی اور اوسکے ساتھہ کوئی ایسا لفظ بھی نہین ہے جو اوس قصہ کے واقعی ہونے پر اشارہ کرتا ہو۔

برخلاف اسکے جہان پر قصہ شروع کیا ہے اوسکی ابتدا مین فرمایا ہے[1] کہ ہم بیان کرتے ہین تجھپر اونکا ٹھیک واقعی قصہ۔ پس پہلے بیان کی نسبت جو خدا تعالی نے اوس کا بیان کرنا اپنی طرف نسبت نہین کیا اور دوسرے بیان کو حق بتایا اور اپنی طرف نسبت کیا اسکے لئے کوئی وجہ ہونی چاہئے۔

تفسیر کبیر[2] مین لکھا ہے کہ اللہ تعالی نے پہلے اونکے قصے کا ایک ٹکڑا بیان کیا پہر کہا کہ ہم بیان کرتے ہین تجھپر اونکا ٹھیک یعنی سچا قصہ مگر صاحب تفسیر کبیر نے بھی کوئی وجہ نہین بیان کی کہ ان دونون بیانو نمین کیون اس طرح تفریق کی ہے مگر یہ لفظ صاف اس بات پر دلالت کرتے ہین کہ پہلے جسقدر بیان ہوا وہ قصہ وہ نہین ہے جسکے بتانیکا خدا نے ارادہ کیا تہا بلکہ پہلے وہ بیان کیا ہے جو لوگون مین مشہور تہا اور جس سے وہ قصہ عجیب ہو گیا تہا اور پہر واقعی قصہ بیان کیا ہے جسمین وہ امر تعجب انگیز نہین ہے اور دونون کے مقابلہ کرنیسے ظاہر ہوتا ہے

[1] نحن نقص عليك نبأهم بالحق۔ (سورہ کهف)

[2] اعلم انه تعالى ذكر من قبل جملة من قصتهم ثم قال نحن نقص عليك نبأهم بالحق أي على وجه الصدق۔ (تفسير كبير)

کہ جس امر کو لوگون نے باعث تعجب اِس قصہ مین قرار دے رکھا تھا وہ واقعی نہین ہی۔

لوگون نے جسطرح اِس قصہ کو تعجب انگیز بنا لیا تھا خدا نے اوسکا اِس طرح بیان کیا ہی کہ "جب وہ چند جوان کہف مین آئے تو انہون نے کہا کہ ای ہمارے پروردگار ہمکو اپنے پاس سے رحمت دے اور طیار کر دے ہمارے لئے ہمارے کامو نمین بھلائی پھر ہمنے مارا اونکے کانون پر کہف مین گنے ہوئے برسون تک پھر ہم نے اونکو اوٹھایا تاکہ ہم جان لین کہ اون دو گروہون مین سے کونسا گروہ خوب یاد رکھنے والا ہے اونکے رہنے کی مدت کو۔

لوگون نے جو اس قصہ مین تعجب انگیز بات بنالی تھی وہ یہ تھی کہ جب وہ کہف مین گئے تو بعض روایتون مین ہے کہ وہ سو رہے بعض مین ہے کہ اونپر غشی چھا گئی محمد بن اسحق کا قول تفسیر معالم التنزیل مین نقل کیا ہے کہ خدا نے اونکی روحون کو وفات دی جیسے کہ سونے مین روحون کو وفات دیتا ہے بعض روایتون مین ہے کہ وہ مر گئے پس خدا کو ایسا لفظ فرمانا تھا جو لوگون کے اِن سب خیالات پر حاوی ہو اسلئے فرمایا "فضربنا علی اذانہم" یعنی اونکے کانون کو ایسا کر دیا جس سے وہ سُن نہ سکین اور کانونکی ایسی حالت سوجانے غش آجانے مرجانے ہر حالت مین ہوجاتی ہے پس اون لوگون کے خیالات پر جامع ہونیکو اس سے بہتر کوئی لفظ نہ تھا۔

پھر فرمایا "سنین عددا ثم بعثناہم" لوگ کہتے تھے کہ اونکی یہ حالت تین سو برس تین سو نو برس اور بعض تاریخون کے حساب سے دو سو برس یا دو سو چالیس برس تک رہی

ع اذ اوی الفتیۃ الی الکہف فقالوا ربنا اٰتنا من لدنک رحمۃ وہیئ لنا من امرنا رشدا فضربنا علی اذانہم فی الکہف سنین عددا ثم بعثناہم لنعلم ای الحزبین احصی لما لبثوا امدا (سورہ کہف) ع۲ فضربنا قال المفسرون معنا انمناہم (تفسیر کبیر) فینامہم علی ذلک (تفسیر) ع۳ فضرب اللہ علی اذانہم النوم فی الکہف (تفسیر) معالم التنزیل ع۴ قد توفی ارواحہم وفاۃ النوم (معالم التنزیل)

اِن اختلافات مدت کے لئے کوئی لفظ سنین عدد سے زیادہ جامع نہین ہوسکتا تھا -

پھر لفظ بعثنا بھی ایسا ہی جامع ہے کہ جو لوگ اونکو سوتا ہوا سمجھتے تھے تو سو نیسے اوٹھنے پر بھی بعث کے لفظ کا اطلاق ہوسکتا تھا غش سے افاقہ ہونے پر بھی اطلاق ہوسکتا تھا اور مردہ ہوکر زندہ ہونے پر بھی اوسکا اطلاق ہوسکتا تھا اور یہ لفظ لوگون کے تمام خیالات کے جامع تھی -

ضرب علی الاذن اور بعث کو خدا نے اس مقام پر اپنی طرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے فضربنا علی اذانہم - ثم بعثناہم اسکا سبب یہ ہے کہ وہ لوگ بھی جنہون نے اس قصہ کو عجیب بنایا تھا اور وہی روایتین چلی آتی تھین وہ بھی اونکا سُلانا یا غش مین ڈالنا یا مردہ کردینا اور پھر اوٹھانا یا جلانا خدا ہی کی طرف منسوب کرتے تھے اسلئے اس مقام پر بھی خدا نے اوسکو اپنی طرف منسوب شدہ بتایا -

پس جو عجیب چیز اس قصہ مین بنائی گئی تھی وہ اصحاب کہف کا اِس قدر مدت دراز تک سوتے رہنا یا غش مین پڑے رہنا یا مرے ہوئے ہوکر پھر زندہ ہونا تھا - جبکہ خدا تعالی نے پہلی آیت مین اس قصہ کے عجیب ہونیکی نفی کی تھی تو اوس سے اون کے اِس قدر مدت تک سوتے رہنے یا غش مین پڑے رہنے یا مردہ رہکر زندہ ہونیکی نفی لازم آتی ہے -

اِسکی تائید خود قرآن مجید کی اگلی آیتونسے ہوتی ہے جہانسے خدا تعالی نے خود اونکا واقعی اور سچا قصہ بیان کرنا شروع کیا ہے اور جسمین اونکے اِس قدر زمانہ دراز تک

سوتے رہنے یا غش مین پڑے رہنے یا مردہ رہنے کا مطلق ذکر نہین ہی۔ نتیجہ اس بحث

کا یہ ہی کہ یہ جو لوگونمین مشہور تھا کہ اصحاب کہف اس قدر مدت دراز تک سوکر یا غش

مین پڑے رہکر اوٹھے یا مردہ رہکر زندہ ہوئے صحیح نہین نہ تھا۔

اب خدا تعالی اوسی صحیح قصہ اصحاب کہف کا بتلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ "ہم بیان

کرتے ہین تجھپر اونکا سچا قصہ ہان وہ چند جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے

تھے اور ہمنے اونکو زیادہ ہدایت کی تھی اور مضبوط کردیا تھا اونکے دلون کو جبکہ وہ کھڑے

ہوئے (یعنی جابر اور بت پرست بادشاہ کے سامنے جو بت پرستی پر اونکو مجبور کرتا تھا)

اونہون نے کہا کہ ہمارا پروردگار آسمانون اور زمین کا پروردگار ہے ہم اوسکے سوا کسی اور

کو خدا نہین پکارتے اور جب ہمنے ایسا کہا (یعنی کسی دوسرے کو خدا کہا) تو ہمنے بیہودہ

بات کہی۔ اسکے بعد اونہون نے آپس مین کہا کہ "ہماری اس قوم نے اللہ کے سوا خدا

ٹھیرائے ہین کیون نہین لاتے اونکے خدا ہونے پر صاف دلیل پھر کون شخص زیادہ ظالم

ہے اوس سے جسنے بہتان باندہا خدا پر جھوٹ اور جب تم اون سے الگ ہوجاؤ اور اوس سے

جسکی وہ عبادت کرتے ہین اللہ کے سوا تو چل رہو کہف مین تا کہ وسیع کردیوے

تمہارے لئے تمہارا پروردگار اپنی رحمت کو اور طیار کرے تمہارے لئے تمہارے

کامونمین آرام کا ذریعہ۔

اب خدا تعالی اوس کہف کا حال بتاتا ہی جسمین اصحاب کہف جا کر رہے تھے

کہ "تو دیکھے آفتاب کو جب وہ طلوع کرے تو وہ اونکے کہف سے داہین جانب کو مائل ہوگا

نحن نقص علیک نبأهم بالحق انهم فتية آمنوا بربهم وزدناهم هدى وربطنا على قلوبهم اذ قاموا فقالوا ربنا رب السموات والارض لن ندعو من دونه الها لقد قلنا اذا شططا هؤلاء قومنا اتخذوا من دونه آلهة لولا يأتون عليهم بسلطان بين فمن اظلم ممن افترى على الله كذبا واذ اعتزلتموهم وما يعبدون الا الله فأووا الى الكهف ينشر لكم ربكم من رحمته ويهيئ لكم من امركم مرفقا وترى الشمس اذا

اور جب غروب کرے تو اونکو کاٹتا ہوا بائین طرف کو جاویگا اور وہ کہف کی کشادگی ہین ہین

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکے کہف کا مونہہ جانب شمال تھا اور لوگون نے بھی اسکے مونہہ کو جانب بنات النعش کہا ہے جو آسمان پر جانب شمال چند کواکب ہین پس اب تم اپنا مونہہ جانب شمال کرو تو مشرق تمہارے دائین ہاتھہ کو ہوگی اور مغرب بائین ہاتھہ کو اور سورج جو مشرق سے نکلیگا تمہارے پر ہوتا ہوا یعنی تمکو یا تمہارے مقام سکونت کو کاٹتا ہوا تمہارے بائین ہاتھہ کی طرف غرب کو چلا جاویگا۔ یہ حال خدا نے اسلئے بیان کیا تاکہ سمجھہ مین آوے کہ اوس کہف یعنی پہاڑ کی کہوہ مین بالکل اندہیرا تھا اور سورج کی روشنی کسی طرح نہین جا سکتی تھی۔

پہاڑ مین جو اس قسم کی کہوہ ہوتی ہے وہ دور تک لمبی اور تنگ چلی جاتی ہے اور کسی مقام پر چوڑی ہو جاتی ہے اوسی چوڑی جگہہ پر خدا نے فرمایا ہے "کہ وہم فی فجوۃ منہ" یعنی اصحاب کہف اوس کہوہ کی چوڑی جگہہ مین تھے۔

اوسکے بعد خدا فرماتا ہے کہ یہ ہے اللہ کی نشانیون مین سے۔ جسکو خدا ہدایت کرے وہی ہدایت پانیوالا ہے اور جسکو گمراہ کرے پھر تو اوسکا کوئی دوست راہ بتانے والا نہین پاویگا۔

اگر کوئی یہ سمجھے کہ خدا تعالی اسنے اصحاب کہف کو یا اوس پہاڑ کی کہوہ کو یا اصحاب کہف کے وہان جا کر رہنے کو اللہ کی نشانیون مین سے قرار دیا ہے تو یہ محض غلطی ہوگی کیونکہ اوسکے آگے جو الفاظ ہین کہ من یہد اللہ فہو المہتد ومن یضلل فلن تجد لہ سبیلا

ذالک من آیات اللہ من یہد اللہ فہو المہتد ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا (سورہ کہف)

وہ صاف بتاتے ہین کہ اصحاب کہف جو اپنے ایمان پر اور خدا پرستی پر مستحکم رہے اور خدا نے
نہایت سختی اور جبر مین بھی جو بت پرست بادشاہ کی طرف سے بتون کے پوجنے پر ہوتے
تھے اونکے دلون کو مضبوط رکھا اوسکی نسبت خدا نے فرمایا ذلک من آیات اللہ۔
اب خدا تعالی اصحاب کہف کی حالت بیان کرتا ہے کہ تو انکو (یعنی اگر دیکھے تو)
گمان کرے کہ وہ جاگتے ہین حالانکہ وہ سوتے ہین اور ہم اونکو دائین کروٹ اور بائین
کروٹ پر بدل دیتے ہین اور اونکا کُتّا کھوہ کے دہانہ پر ہاتھ پہیلائے ہوئے بیٹھا ہی۔
خدا تعالی نے اس سے پہلے اصحاب کہف کا پہاڑ کی کھوہ مین جانا بیان کیا ہی
اوسکے بعد اوس کھوہ کی حالت بیان کی ہے اور اب اصحاب کہف کی حالت بیان
فرمائی ہے۔ پس یہ حالت اوسی وقت کی ہے جبکہ اصحاب کہف کھوہ مین گئے تھے نہ
زمانۂ موجودہ کی یا اوسکے کسی زمانہ ممتد کے بعد کی۔ تحسبہم ایقاظا کی نسبت
مفسرون نے بہت سی بے اصل باتین لکھی ہین اِلّا قرآن مجید سے جو اوسکی وجہ پائی
جاتی ہے وہ صرف خدا کا یہ فرمانا ہے کہ نقلبہم ذات الیمین وذات الشمال اور
یہی بات سچ ہے وہ پتھریلی کھوہ مین جاکر سوئے تھے اور اوسکے سبب سے گھڑی گھڑی
کروٹین بدلتے ہونگے اور اونکی اس تکلیف کو خدا نے اِس طرح پر ظاہر فرمایا ہی۔
اوسکے بعد خدا تعالی اوس وحشت اور خوفناک حالت کو جسمین اصحاب کہف
پہاڑ کی کھوہ مین جاکر چھپنے سے مبتلا ہوئے تھے بتاتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر تو اونکو
دیکھتا تو اونسے اولٹا بھاگتا اور تجھپر اونسے رعب چھا جاتا۔ مفسرین نے اِس آیت

ع۱ وتحسبہم ایقاظا وہم رقود ونقلبہم ذات الیمین وذات الشمال وکلبہم باسط ذراعیہ بالوصید (سورۂ کہف)

ع۲ لو اطلعت علیہم لولیت منہم فرارا وملئت منہم رعبا (سورۂ کہف)

کی نسبت بھی بہت سی افواہی اور بی سند روایتین لکھی ہین اور اونکی اِس حالت
کو زمانہ ممتد مابعد کی حالت قرار دیا ہے حالانکہ جسطرح خدا تعالی نے اصحاب کہف
کی اوسوقت کی حالت کو جب وہ پہاڑ کی کھوہ مین گئے تھے بیان کیا ہے اسی طرح
اوسی وقت کی اونکی وحشت انگیز حالت کو ظاہر فرمایا ہی۔

قرآن مجید کا سیاق کلام یہی ہے کہ جب کسی گذشتہ واقعہ پر متنبہ کرنا یا توجہ
دلانا چاہتا ہے تو گذشتہ واقعہ کو موجود قرار دیکر خطاب کے لفظون سے مخاطب کرتا ہی جیسے
کہ الم تر کیف فعل ربک باصحٰب الفیل۔

پہاڑ کی کھوہ فی نفسہ ایک وحشت ناک جگہہ ہوتی ہے سنہ ۱۸۶۹ع مین جبکہ
مین لندن مین تھا تو ایک دوست سے ملنے برسٹل مین گیا جو ایک خوبصورت شہر ہے
اوسکے قریب سمندر کی کھاری کے کنارے پر ایک چھوٹا سا پہاڑ کا ٹیبہ ہے اوسمین ایک کھوہ ہے
جسمین کسی اگلے زمانہ مین کوئی ہرمٹ یعنی عیسائی درویش رہتا تھا مین اوس کھوہ
کو دیکھنے گیا غالباً وہ کچھہ بہت بڑی نہ تھی کئی سو فٹ کی لنبی ہو گی مگر ایسی تنگ و
تاریک تھی کہ کوئی چیز یہانتک کہ پاس کا آدمی بہی دکھائی نہین دیتا تھا۔ جو شخص
اوسکے دکھانیکو ہمارے ساتھہ تھا مہربانی سے روشنی لایا کہ ہم روشنی کے ذریعہ سے
اوسمین جاوین۔ قریباً نصف راستہ ہمنے طی کیا ہوگا کہ اِس زور سے اور عجیب نفرت انگیز
آواز سے ہوا آنی شروع ہوئی جسنے ہمکو پریشان کر دیا اور جو روشنی ہمارے ساتھہ تھی وہ
گل ہو گئی ہم آگے نہ گئے اور واپس چلے آئے معلوم ہوا کہ اوس کھوہ مین سمندر کی جانب

کوئی سوراخ یا موکھا ہے اوسمین سے بہ شدید ہوا آتی ہی۔ جو شخص ہمارے ساتھہ تھا اُسنے بیان کیا کہ تہوڑی دور آگے قریباً دو ڈہائی گز چوڑی ایک جگہہ ہے اوسمین ہر مٹ رہتا تہا۔ مین سمجھتا ہون کہ اسی قسم کی جگہہ پر سورۂ کہف مین خدا تعالی نے وھم فی فجوۃ منہ کا اطلاق کیا ہی۔

یہانتک صرف اِس قدر بات قرآن مجید سے پائی گئی کہ اصحاب کہف اوس بت پرست بادشاہ کے خوف سے بھاگے اور پریشانی کی حالت مین ایک وحشت انگیز جگہہ مین جو پہاڑ کی تنگ و تاریک کہوہ تہی جا کر چھپے اور وہان سو رہے پہر خدا نے اونکو جگایا یعنی وہ جاگے چنانچہ خداوند تعالی فرماتا ہے ہماہ اور اسی طرح ہمنے اونکو اوٹھایا تاکہ وہ آپس مین پوچھین۔ اونمین سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تم کتنا سوئے اونہون نے کہا ایک دن سوئے یا ایک دن سے کچھہ کم وہ بولے کہ تمہارا پروردگار جانتا ہے کہ تم کتنا سوئے۔

پہاڑ کی کہوہ جسمین وہ جا کر چھپے تھے نہایت اندہیری تھی سورج کی روشنی اوسمین نہین پہونچتی تھی یہ ایک معمولی بات تھی کہ جب وہ سو کر اوٹھے تو پوچھا کہ کس قدر سوئے اوس اندہیری کہوہ مین کسی نے کہا دن بہر یا کچھہ کم سوئے جو کہ وہ لوگ بہ سبب اندہیری کے ٹھیک انداز نہین کر سکتے تہے اونہون نے کہا خدا معلوم کتنا سوئے۔

یہ اونکا سونا اور جاگنا پہاڑ کی کہوہ مین جانیکے بعد ایک معمولی زمانہ تک سو کر جاگنا تہا اور کوئی عجیب بات اوسمین نہ تھی اور نہ قرآن مین اس مقام پر یعنی اس قصہ

وکذلک بعثناھم لیتسائلوا بینہم قال قائل منہم کم لبثتم قالوا لبثنا یوما او بعض یوم قالوا ربکم اعلم بما لبثتم (سورۂ کہف)

مین جسکی نسبت خدا نے کہا نحن نقص علیک نباءھم بالحق کوئی اشارہ اِس بات کا ہے کہ اونکا سوتے رہنا زمانۂ طویل غیر عادی اور غیر قیاسی اور غیر طبعی تک ہوا تھا بلکہ تمام سیاق سے پایا جاتا ہے کہ وہ کھوہ مین چھپے وہان سور ہے اور معمولی قاعدہ پر اوٹھے آپس مین پوچھنے لگے کہ کتنا سوئے۔

بعض مفسرین نے استدلال کیا ہے کہ ہر گاہ اونکے اوٹھنے کی علت یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ آپس مین سوال کرین کہ کتنا سوئے تو زمانۂ نوم مین ضرور کوئی ندرت ہوگی اور اوس ندرت کو نوم زمانہ طویل قرار دیا ہے۔ مگر یہ اونکی محض غلطی ہے ایک امر کے بعد دوسرے امر کو جو اوسکے متصل واقع ہوا ہو لام کے ساتھہ بیان کرنیسے یہ لازم نہین آتا کہ دوسرا امر اوسکی علت ہو قرآن مجید کا سیاق کلام ایسا ہی ہے کہ ایک واقعہ کے بعد جو دوسرا واقعہ ہوتا ہے اوسکو لام کے ساتھہ بیان کیا جاتا ہے جس سے محض تعقیب مراد ہے نہ علت چنانچہ قرآن مجید مین بہت جگہہ جسپر لام آیا ہے وہ ہرگز اپنے ماقبل کی علت نہین ہے اِسی سورہ مین خدا نے فرمایا ہے ثم بعثنٰھم لنعلم ای الحزبین احصی لما لبثوا۔ پس خدا کا علم اونکے زمانۂ نوم کی نسبت اونکے اوٹھنے کا معلول نہ تھا۔ اِسکے سوا اور بہت سے مقام قرآن مجید مین اِس سے زیادہ صاف طور پر آئے ہین جہان خدا نے فرمایا ہے۔ وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیھا الا لنعلم من یتبع الرسول اور جہان فرمایا ہے۔ وما کان لہ علیھم من سلطان الا لنعلم من یومن بالاخرۃ اور جہان فرمایا ہے فالتقطہ آل فرعون لیکون لھم عدوا وحزنا

پس جبکہ اونکے جگانیکی علت اُنکا باہم سوال کرنا نہ تھا جو دلیل ندرت زمانہ نوم کے اون مفسرین نے سمجھی تھی گو وہ کیسی ہی لغو اور مہمل تھی مگر وہ باطل ہو جاتی ہے۔ یہ امر بھی انسانون مین بہت واقع ہوتا ہے کہ سوکر اُٹھنے کے بعد پوچھتے ہین کہ کتنا سوئے اور کوئی نہین سمجھ سکتا کہ اونکے جاگنے کی علت سونیکی مدت کا سوال کرنا تھی۔

اصل یہ ہے کہ تمام مفسرین اور روایت گڑھنے والون کو اس وجہ سے غلطی پڑی ہے کہ ابتدا مین یعنی جس مقام پر خدا نے لوگون کی غلط افواہ اور غلط تعجب کا ذکر کرتے وقت اونکا قول نقل کیا تھا کہ فضربنا علی اذانھم فی الکھف سنین عددا ثم بعثناھم اور سنین عددا سے زمانہ ممتد مقصود تھا اوسی پر انھون نے سمجھ لیا کہ کئی سو برس سونیکے بعد اُٹھین ہونگے حالانکہ اس واقعی اور صحیح قصہ مین خدا تعالی نے اونکا سونا اور پھر جاگنا مسلسل طور پر کھوہ مین جانیکے بعد بیان کیا ہے۔

شروع قصہ مین خود خدا تعالی نے قصہ کے عجیب ہونیکی نفی کردی تھی اور اوسکا عجیب ہونا صرف مدت دراز تک سوئے رہنے سے تھا اِس صحیح اور واقعی قصہ مین خدا تعالی نے اونکا زمانہ دراز تک سوئے رہنے کا ذکر نہین فرمایا پس اِس مقام پر بھی اوس غلط شہرت کو داخل کرنا صریح غلطی ہے۔

جب وہ اُٹھے تو انہون نے کہا کہ بھیجو اپنے مین سے ایک کو اپنے پاس سے چاندی کا یہ سکہ دیکر شہر کو تا کہ دیکھے کہ کونسا اچھا کھانا ملتا ہے اور اوسمین سے تمھارے لئے کھانا لاوے اور جلدی آوے اور کسی کو تمہاری خبر نہ کرے بیشک اگر وہ تم پر چڑھ آوینگے

فابعثوا احدکم بورقکم ھذہ الی المدینۃ فلینظر ایھا ازکی طعاما فلیاتکم برزق منہ ولیتلطف ولا یشعرن بکم احدا انھم ان یظھروا علیکم یرجموکم او یعیدوکم فی ملتھم ولن تفلحوا اذا ابدا
(سورۂ کہف)

توپتھر مار کر مار ڈالین گے یا تمکو اپنے مذہب مین پھیر لین گے اور اوس وقت تم کبھی فلاح نہین پانے کے۔

اِسکی تصریح قرآن مجید مین نہین کہ وہ صرف ایک ہی دفعہ کھانا لینے گیا یا اسی طرح متعدد دنون تک کھانا لایا کرتا تھا۔ مگر تفسیر معالم التنزیل مین محمد بن اسحق کی روایت لکھی ہے کہ "فلبثوا بذلک ما لبثوا" یعنی وہ اِسی طرح کرتے تھے جب تک کہ وہ کرتے رہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عرصہ تک وہ اسیطرح اپنا کھانا شہر سے منگاتے رہے۔

اِسکے بعد[1] خدا فرماتا ہی کہ اِس طرح ہمنے لوگون کو اُنکی خبر کر دی۔ مگر اِسکے بعد خدا نے یہ نہ بتایا کہ اِن لوگون نے اونکی خبر پاکر اونکے ساتھہ کیا کیا اگر یہ فرمایا تاکہ وہ جان لین کہ بیشک وعدہ اللہ کا سچا ہی اور بیشک قیامت آنیوالی ہے اسمین کچھہ شک نہین۔

اِس مقام پر جو بحث ہے وہ یہ ہے کہ لیعلموا مین جو ضمیر ہے اوسکا مرجع کون ہین عموماً مفسرین عام لوگون کی طرف جنکو اونکی خبر ہوگئی تھی اوسکا مرجع بیان کرتے ہین مگر لوگون کو اونکی خبر ہو جانیسے کہ وہ پہاڑ کی کھوہ مین چھپے ہوئے ہین اور "ان وعد اللہ حق وان الساعۃ لاریب فیہا" سے کیا تعلق ہی۔

اگر کہا جاوے کہ اونکی خبر ملنے کا واقعہ اوس وقت کا ہے جبکہ وہ ایک مدت دراز تک سوکر اُٹھے تھے تو اول تو اونکے مدت دراز تک سوتے رہنے کی نفی ہو چکی اور اگر بالفرض تسلیم کیا جاوے تو بھی ایک مدت تک گو کہ وہ کتنی ہی دراز ہو سوکر اُٹھنے سے اس بات کا کہ وعد اللہ حق وان الساعۃ لاریب فیہا کیا ثبوت ہو سکتا ہی۔

[1] و کذلک اعثرنا علیہم لیعلموا ان وعد اللہ حق وان الساعۃ لاریب فیہا (سورہ کہف)

*

اور اگر بالفرض وہ اوس کہوہ مین مر گئے ہون جیسے کہ بعض مورخین کا قول ہے اور تین سو برس بعد پہر زندہ ہوئے ہون اور اِنکے دوبارہ زندہ ہونیکے بعد لوگون کو خبر ہوئی ہوتو بھی اِنکا دوبارہ زندہ ہونا کسی نے نہین دیکہا تو پہر کیونکر اون لوگون کو جنہون نے اونکی خبر سُنی تھی قیامت یعنی حشر اجساد پر یقین ہوسکتا تھا۔

کچہہ شبہ نہین ہے کہ ضمیر لیعلموا کی خود اصحاب کہف کی طرف راجع ہے کہ جب انکو معلوم ہوا کہ لوگونکو اُنکی خبر ہوگئی تو اونکو یقین ہوا کہ اب وہ مارے جاوینگے۔ پس خدا کا یہ فرمانا کہ لیعلموا ان وعد اللہ حق وان الساعۃ لاریب فیہا اشارہ اِس بات کا ہے کہ وہ مار ےگئے کیونکہ اِس بات کا جاننا کہ وعد اللہ حق جیسا کہ موت سے ہوتا ہے اور طرح نہین ہوسکتا قال اللہ تعالیٰ والذین آمنوا وعملوا الصّلحت سندخلہم جنات تجری من تحتہا الانہار خٰلدین فیہا ابدا وعد اللہ حقا ومن اصدق من اللہ قیلا۔

پس جن مورخین کا یہ قول ہے کہ جب اوس بت پرست بادشاہ کو اِنکے پہاڑ کی کہوہ مین چھپے ہونیکی خبر ہوئی تو اوسنے اوس کہوہ کا مونہہ بند کرادیا۔ تاکہ وہ بہوکے اور پیاسے ادسمین مرجاوین اور وہ کہوہ اونکے لئے بمنزلہ قبر کے ہوجاوے چنانچہ وہین مرگئے بہت صحیح و درست معلوم ہوتا ہے اور قرآن مجید سے اوسکی تائید ہوتی ہے مذکورہ بالا واقعہ کے کئی سو برس بعد پہاڑ کی کہوہ کا مونہہ جو بند کردیا گیا تھا کُھل گیا اور اوس کہوہ مین اونکی لاشین جو صرف ہڈیان باقی تہین معلوم ہوئین اور

ضرور کہوہ کے اندر بموجب قاعدہ علم مناظر کے پوری لاشین وہ کہائی دیتی ہونگی اوسوقت لوگون نے اونکی زیارت کی اور جیسے کہ قرآن مجید مین بیان ہوا ہے کہ ،، اوس وقت[۵۱] آپس مین اونکے باب مین جہگڑا کرنے لگے - پہر انہون نے کہا کہ اونکے اوپر کوئی مکان یعنی مقبرہ بنادو اونکا خدا اونکے حال کو بخوبی جانتا ہی -

اون لوگون نے جو اون کہنے والون کے کام پر غلبہ رکہتے تہے یعنی حاکم یا پادری اونہون نے کہا کہ اونکو قرار دینگے مسجد یعنی عبادت گاہ - چنانچہ بعض انگریزی کتابون مین جنمین یہ قصہ بیان ہوا ہے لکہا ہے کہ اونکی ہڈیان ایک بڑے پتہر کے صندوق مین بند کرکے مارسیلیس کو بہیجی گئی تہین اور سینٹ ویکٹر کے گرجا مین موجود ہین -

اِس بات مین کہ اصحاب کہف کے آدمی تہے لوگ مختلف تہے - چنانچہ خدا فرماتا ہے[۵۲] کہ کہین گے (یعنی جب اونسے پوچہو) کہ تین تہے اونمین چوتہا اونکا کتا تہا اور کہین گے پانچ تہے اور اِنمین چہٹا اونکا کتّا تہا بن نشانہ دیکہے پتہر مارتے ہین اور کہین گے سات تہے اور اِنمین آٹہوان اونکا کتّا تہا تو کہدے ای پیغمبر کہ میرا پروردگار خوب جانتا ہے اونکی تعداد کو اونکو نہین جانتے مگر تہوڑے - پہر تو اونسے اونکے باب مین جہگڑا مت کر سوای ظاہری بات چیت کے اور نہ اونکے باب مین اونمین سے کسی ایک سے کچہہ پوچہہ اور تو کبہی نہ کہنا کسی چیز کے لئے کہ مین اوسکو کل کرون گا بغیر خدا چاہے کہے اور یاد کر اپنے پروردگار کو جب تو بہول جاوے اور کہدے کہ شاید ہدایت کرے مجہکو میرا پروردگار اس سے بہی قریب زیادہ ٹہیک بات کی -

ویقولون ثلثة رابعهم كلبهم ويقولون خمسة سادسهم كلبهم رجما بالغيب ويقولون سبعة وثامنهم كلبهم قل ربي اعلم بعدتهم ما يعلمهم الا قليل فلا تمار فيهم الا مراء ظاهرا ولا تستفت فيهم منهم احدا ولا تقولن لشيء اني فاعل ذلك غدا الا ان يشاء الله واذكر ربك اذا نسيت وقل عسى ان يهدين ربي لاقرب من هذا رشدا (سورة كهف)

فقالوا ابنوا عليهم بنيانا ربهم اعلم بهم قال الذين غلبوا على امرهم لنتخذن عليهم مسجدا (سورة كهف)

+++++++
+++++++
++

اِسکے بعد کی آیت مین جو لفظ ولبثوا کا ہے اوسکا عطف یقولن پر ہے جو اسکی پہلی آیت مین ہے یعنی کہین گے کہ ”وہ رہے پہاڑ کی کھوہ مین تین سو برس اور اونھون نے زیادہ کئے (یعنی اوسپر) نو برس تو کہدے کہ خدا خوب جانتا ہی کہ کتنی مدت وہ رہے اوسی کے لئے ہے آسمانون اور زمین کی چھپی ہوئی باتون کا جاننا خوب دیکھنے والا ہے اوسکا یعنی غیب کا اور خوب سننے والا اوسکے سوا اونکے لئے کوئی دوست نہین ہے اور وہ شریک نہین کرتا اپنے حکم مین کسی کو۔“

اِس آیت سے ظاہر ہے کہ اصحاب کہف کسی مدت تک پہاڑ کی کھوہ مین رہے اور اِس کہنے سے لازم آتا ہے کہ وہ کسی مدت کے بعد پہاڑ کی کھوہ مین سے نکلے مگر کوئی مورخ اِس بات کو نہین کہتا کہ وہ کسی زمانہ مین پہاڑ کی کھوہ مین سے زندہ نکل کر کہین رہے ہون اور نہ کسی روایت مین ایسا بیان ہوا ہے پس جس مدت کا اِس آیت مین ذکر ہے اوس سے وہی مدت مراد ہے جو اونکے پہاڑ کی کھوہ مین جانے اور اونکی ہڈیون کو اوسمین سے نکالنے مین گذرا بیشک اِس زمانہ کی مدت ٹھیک ٹھیک معلوم نہین ہے لیکن جہانتک کہ تاریخ سے معلوم ہو سکتا تھا اوسکو ہم بیان کر چکے ہین۔

یہ ہے صحیح قصہ اصحاب کہف کا بعض لوگون کو جہان کہین پرانی لاشین بر آمد ہوئی ہین شبہ پڑا ہے کہ یہ لاشین اصحاب کہف کی ہین معجم البلدان مین یاقوت حموی نے ایک قصہ لکھا ہے کہ واثق باللہ نے محمد بن موسی نجومی کو روم مین بھیجا کہ وہ اصحاب کہف کو دیکھے اور وہ روم کے ایک شہر مین گیا وہان ایک چھوٹا سا پہاڑ تھا کہ اوسکا

ولبثوا فی کہفہم ثلثمائۃ سنین وازدادوا تسعا قل اللہ اعلم بما لبثوا لہ غیب السموات والارض ابصر بہ واسمع ما لہم من دونہ من ولی ولا یشرک فی حکمہ احدا (سورۂ کہف)

گہیر نیچے سے ہزار گز سے کچہہ کم تھا اور زمین سے ملی ہوئی اوسمین ایک سُرنگ تھی وہ اوسمین
گیا اور وہ تین سو قدم نیچے چلے گئے وہان پہونچکر اوسکو ایک مکان ملا جو ستونون پر بنایا
ہوا تھا اور ستون بھی پہاڑ ہی مین سے کہودے ہوئے تھے اور اوسمین کئی کوٹہریان
تھین ایک کوٹہری کی کرسی آدمی کے قد کے برابر اونچی تھی اور اوسپر ایک پتہر کا دروازہ
تہا وہان ایک آدمی متعین تہا وہ اِن لاشون کے دیکہنے اور تلاش کرنیکو منع کرتا
تہا اور وڑراتا تہا کہ کچہہ آفت لگ جائیگی منجم نے اوسکے منع کرنیکو نہ مانا اور نہایت
مشکل اور دقت سے اوسکے اوپر چڑہا وہان اوسنے لاشین دیکہین جو صبر اور مر اور کافور
سے لیپ کئی ہوئے رکہی تہین —

ایک اور قصہ ہے کہ بلقا مین بہ اطراف دمشق ایک جگہہ عمان کے قریب ہے
لوگ کہتے ہین کہ وہ جگہہ اصحاب کہف و الرقیم کی ہے —

اور ایک یہ قصہ ہے کہ اندلس کے جنگل مین ایک جگہہ ہے جسکو جنان الورد
کہتے ہین اور اوسی کو اصحاب الکہف و الرقیم کی جگہہ بتاتے ہین اور وہان لاشین
ہین کہ وہ بگڑتی نہین —

ایک اور قصہ ہے کہ علی بن یحیی اٹلی کے ملک مین ایک جگہہ گیا اوسنے غار
دیکہا اور اوسکے اندر تیرہ لاشین تہین اور یہ خیال کیا کہ سات لاشین تو اصحاب کہف
کی ہین اور باقی لاشین اہل روم نے اپنے بزرگون کی صبر اور اور دوا مین
مل کر رکھہ دین ہین —

عبادہ بن صامت سے ایک روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے اپنے پہلے سال خلافت مین اوسکو روم مین بہیجا قریب قسطنطنیہ کے اوسنے ایک سرخ رنگ کا پہاڑ دیکہا اور لوگون نے کہا کہ اوسمین اصحاب الکہف ہین وہان ایک گرجا تہا گرجا کے لوگون نے ایک سرنگ بتائی جو پہاڑ مین تہی وہ مجہکو وہان لیگئے اور وہان ایک لوہے کا دروازہ لگا ہوا تہا وہ کہولا تو ہم ایک بڑے مکان مین پہونچے اوسمین تیرہ[۱۳] لاشین چت رکہی ہوئی تہین گویا کہ وہ سوتے ہین ہمنے اونکا موںہہ کہول کر دیکہا تو وہ بالکل تروتازہ تہا جیسا کہ زندہ آدمیون کا۔ ایک شخص کے موںہہ پر تلوار کا زخم تہا معلوم ہوتا تہا کہ گویا ابہی زخم لگا ہی۔ مینے اون لوگون سے اونکا حال پوچہا تو انہون نے کہا کہ ہم اپنی کتابون مین پاتے ہین کہ یہ لاشین حضرت عیسیٰ کے مبعوث ہونیسے چار سو برس پہلے سے ہین اور یہ سب ایک وقت مین انبیا مبعوث ہوئے تھے اسکے سوا اور کچہہ ہم نہین جانتے۔

۱۸۸۶ء مین جب ایک انگریزی کمیشن افغانی اور روسی سرحد مقرر کرنیکو ترکہانون کے ملک مین گیا تو اوس وقت ایک شخص نے ایک پہاڑ کا جسکا نام اوسنے کوہ رقیم لیا ہے اس طرح پر حال لکہا ہی۔

کوہ رقیم جسمین سات شخص خوابیدہ ہین بہ زیارت مسلمانونکی ہے اور ہمارے کیمپ سے چار میل جنوب و غرب کو وادی حراق مین ہے کیمپ کے مسلمان اوسکی طرف چلے اور مین بہی گہوڑے پر سوار معہ صوبہ دار محمد حسین خانصاحب دوسری پلٹن سکہہ

کے گیا-اہل اسلام اس مقام کو اسلئے متبرک مانتے ہین کہ اصحاب کہف کا ذکر قرآن مجید
مین آیا ہے اس پہاڑ کو جسمین یہ زیارت واقع ہے یہان کے باشندے چارشنبہ بھی
بولتے ہین اور اوسکے نواح مین پہلے کسی زمانہ مین ایک آبادی قشلان نام کی تھی
جسمین اسّی ہزار باشندے بستے تھے-شاید کسی مقام پر شہر فسوس بھی ہوگا جسکا
ذکر قصۂ اصحاب کہف مین کیا جاتا ہے-کہ ایک شخص منجملہ ان سات شخصون کے شہر
فسوس مین گیا-تاکہ روٹی خرید لاوے-لیکن اسکا صحیح پتہ مشکل ہے-بعض کہتے ہین
کہ یہ مقام (الیتمور) مین تھا جو جنوبی جانب پہاڑ و نمین ہے اور جہان ابتک ایک قطعہ
موجود ہے فی الحال اس قطعہ کی سیر ممکن نہین کیونکہ برف بہت ہے اور بعض کہتے ہین
کہ یہ مقام محکو مین تھا جو چارشنبہ سے مشرق کی طرف سات میل کے فاصلہ پر ہے
واقعی محکو ایک آباد جگہہ تھی اور بڑا موضع تھا جسکو ترکمانون نے غارت کر کے اُجاڑ
دیا ہے-یہ مقام درمیان مروچک اور اندخوی کے ہے-کوہ رقیم پر اس وقت بیس
خاندان سیدون کے آباد ہین اور ایک موضع خاص سادات کا غار کے موہنہ پر واقع
ہے آگے بڑہکر ایک اور موضع ڈہائی سو خاندان کی آبادی کا ہے-یہ پہاڑ ایک تنگ وادی
مین ہے اور جسمین مجاورین تردد کرتے ہین وہ اونکو معاف ہے-علاوہ اسکے جو لوگ
زائرین یہان آتے ہین وہ مجاورین کی خدمت کرتے ہین یہان ایک چھوٹی سی
مسجد ہے اور غار کے موہنہ پر ایک محراب دار دروازہ بیس فٹ بلند بنا ہوا ہے اور
اوسپر ایک چوب بطور نشان استادہ ہوکر ایک کپڑا اوسمین لگا ہوا اُڑتا ہے-اس غار

کے چارون طرف ایک وسیع قبرستان ہے جو شخص مرتا ہے یہین لاکر دفن ہوتا ہی اور اسی وجہ سے یہ پہاڑ پر ہے۔ غار کے مونہہ سے دس بارہ گز کے فاصلہ پر ایک طرف تہ خانہ ہے تہ خانہ مین دور چل کر ایک دروازہ مٹی سے چھپا ہوا ہے۔ سیدون نے کہا کہ یہ سید ہار استہ مکہ کا ہے مگر قدرت اوسکو کہو لنے نہین دیتی جب مٹی ہٹاتے ہین اور مٹی یہان گر جاتی ہے دہنی طرف ایک تاریک حجرہ مین ایک زینہ لگا ہے اور اوسمین تختے بچھے ہین اور یہانسے رستہ خفتگان کا بند کر دیا ہی۔ سیدون نے بہت کچھہ کرامات اصحاب کہف کی بیان کی اور کہا اصحاب موصوفین اب بہی غار کے اندر سوتے ہین۔ اور کچھہ تبرکات بھی دکھلائے اور سب سے بڑا مشاہدہ یہ ہوا کہ انہون نے شمع اندر بڑہا کر کہا دیکھو یہ سوتے ہین ایک چادر سفید گوٹ کی نظر آئی۔

نامہ نگار کہتا ہے کہ مینے کہا کہ ہمکو یہ بھی دکھلادو کہ اس چادر کے نیچے کیا ہی انہون نے کہا کہ یہ نہو گا کیونکہ ہم خود واقف نہین کہ اسکے نیچے کیا ہے اور کہنے لگے کہ زمانہ ماسبق ایک شخص نے کپڑا اُٹھا کر دیکھنا چاہا تھا فوراً اندھا ہو گیا تھا۔ اور کہا کہ اگر تمہین شک ہے تو ادہر دیکھو اور یہ کہکر شمع ایک طرف پہیر دی دیوار کے ساتھہ کتّے کی ٹانگین نظر آئین گمان تھا کہ کتا سوتا ہی۔ واللہ اعلم کیا اسرار ہے۔

اس قسم کی لاشون کا برآمد ہونا اگر وہ درحقیقت اور فی الواقع برآمد ہون تو کچھہ تعجب کی بات نہین ہے مصر مین ہزارون برس کا دستور تہا کہ لاشون کو ممی بنا کر رکہتے تھے چنانچہ بہت سی مُوزیَم مین وہ لاشین جو برآمد ہوئی ہین موجود ہین۔

ایشیا مین بہی قدیم زمانہ مین ممی بنانیکا کسی قدر رواج ہوا تہا اور اس سبب سے بعض ایشیا کے مقامون مین سے ایسی لاشین برآمد ہوئی ہین - علاوہ اسکے بعض ملکون اور پہاڑونمین بسبب تاثیرات ملکی اور برف کے اسی طرح کی افتادہ لاشین بھی نکل آتی ہین اور لوگ اونکو اصحاب کہف کی لاشین سمجہہ جاتے ہین -

علاوہ اسکے اون مقامون کے خادم روپیہ کمانیکے لئے بہت کچہہ فریب کیا کرتے ہین اور جہوٹی روایتین بیان کرتے ہین جس زمانہ مین کہ سید احمد صاحب سکہون سے لڑکر شہید ہوئے اونکی لاش میدان جنگ مین دستیاب نہین ہوئی غالباً اس وجہ سے کہ مغلوبین تو کافی طرح پر تلاش نہ کرسکے اور جو غالب ہوئے تہے وہ یقیناً پہچان نہین سکتے تہے پس اونکے مریدون کو موقع ملا اور اُنہون نے کہا کہ وہ زندہ ہین اور پہاڑ کی کہوہ مین خدا کی عبادت اور نماز مین مشغول ہین اور اُنہون نے کہوہ مین ایک لکڑی پر عمامہ رکہکر اور جبہ کرتا پہنا دیا تہا اور دور سے لوگون کو دکھادیتے تہے کہ وہ بیٹھے نماز مین مشغول ہین - ہزارون لوگ اب بہی بعض بزرگونکی نسبت یقین رکہتے ہین کہ وہ سیکڑون برس سے پوشیدہ زندہ ہین اور وقت مقرر پر تشریف لاوینگے یہی چند بزرگونکو زندہ جانتے ہین مسلمان وعیسائی حضرت عیسیٰ؈ کے زندہ ہونیکے اور پہر دنیا مین آنیکا یقین کرتے ہین شیعہ حضرت امام مہدی؈ کے پوشیدہ ہوجانے اور اب تک بلکہ وقت ظہور تک جو قیامت کے قریب ہوگا زندہ ہونیکے قائل ہین -

اِس قسم کے خیالات واعتقادات ایسی باتون پر جو لوگ بنا لیتے ہین زیادہ یقین کرلینے کے باعث ہوتے ہین فقط

تمت

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سات سونیوالی یعنی اصحاب کہف

ترجمہ کتاب کیورس متہس آف دی میدل ایجز مولفہ الیس بارنگ گولڈ ایم اے

یہ قصہ جسپر ہم اِس مضمون مین بحث کرتے ہین پچھلے زمانہ کی عجیب اور حیرت انگیز قصونمین سے ہے جیکس دی وارین نے اسکو اپنی کتاب مین جسکا نام لیجنڈا اریا ہے اِس طرح بیان کیا ہی۔

یہ سات سونیوالے افی سسس کے باشندے تھے بادشاہ ڈی سیس جِسنے نصاری پر بہت ظلم کیا تھا جب وہان پہونچا تو اوسنے یہ حکم دیا کہ ایک معبد اصنام کی پرستش کے لئے بنایا جاوے اور سب لوگ اوسکے سامنے بتون پر قربانی

کرین نصاری تلاش کروا کر بلائے گئے اور حکم سنایا گیا کہ وہ موت یا پرستش اصنام انمین سے جسے چاہین اختیار کرین اس حکم سے شہر مین ایک آفت برپا تہی دوست دوست کا ساتہی رہا نہ باپ بیٹے کا نہ بیٹا باپکا

اس[1] زمانہ مین افی سس مین سات عیسائی تھے جنکے نام میک سی مین - مالکس - مارسین - ڈایونی سیس - جان - سراپین کانسٹن ٹین تہے اونہون نے بتون پر قربانی کرنیسے انکار کیا اور اپنے مکان مین نماز و روزہ کرتے رہے ڈسی سیس کے سامنے انپر یہ الزام لگایا گیا اور انہون نے اپنے عیسائی ہونیکا اقرار کیا - بادشاہ نے کچھہ مہلت دی تاکہ وہ جو طریقہ آیندہ اختیار کرین اوسپر بخوبی غور کرلین - اس مہلت کو انہون نے غنیمت سمجھکر اپنا تمام مال و اسباب غربا کو دیدیا اور خود یہ ارادہ کرکے گئے کہ سیلین پہاڑ کے غار مین جاکر چھپ رہین -

انمین[2] سے ایک شخص مالکس نامی طبیب کا بہیس بدل کر شہر مین کہانا خرید نے کو گیا ڈسی سیس نے جو کچھہ عرصہ کے لئے افی سس سے چلا گیا تہا واپس آکر یہ حکم دیا کہ وہ ساتون شخص تلاش کئے جاوین مالکس ڈرتا ہوا شہر سے بہاگا اور اپنے اصحاب سے بادشاہ کے غصہ کا سب حال بیان کیا سب بہت ڈرے مالکس نے اونسے روٹی کہانیکو کہا تاکہ اونمین کچھہ طاقت آوے اور مصیبت مین ہراسان نہون کہانیسے فارغ ہوکر وہ رو رو کر باتین کررہے تہی - کہ خدا کے حکم سے اونپر خواب طاری ہوئے -

شہر مین کفار نے اونکو جا بجا تلاش کیا مگر کہین پتا نہ ملا ڈِسی سیس
اس سے اور بہی زیادہ برافروختہ ہوا اور اونکے والدین کو بلاکر یہ کہا کہ اگر وہ اونکا پتہ
اور نشان نہ بتائینگے تو سب مار ڈالے جائینگے - انہون نے جواب دیا کہ وہ
ساتون جوان اپنا مال واسباب غربا کو تقسیم کر کے چلے گئے ہمکو یہ معلوم نہین کہ وہ
کہان ہین ڈِسی سیس نے اِس خیال سے کہ ممکن ہے کہ وہ غار مین چہپ
رہے ہون اوسکا موہنہ پتہرون سے بند کرادیا تاکہ وہ بہوکے مرجاوین -

تین سو ساٹہہ برس اسی طرح گذر گئے تہیوڈوسیس کے تیسوین سال مین
بعض ملحدون نے مسئلہ انبعاث موتی کا انکار کیا - اتفاقاً ایک شخص سیلین
کے پہاڑ کے پاس اصطبل بنواتا تہا غار کے موہنہ پر پتہرون کا ڈہیر دیکہکر سب پتہر
تعمیر کے لئے اٹہوا لئے اوسوقت اون ساتون کی آنکہہ کہلی یہ سمجہکر کہ ایک ہی شب
خواب مین گذری ہے مالکس سے پوچہا کہ ڈِسی سیس نے اونکی نسبت آخری
حکم کیا دیا ہے اوسنے کہا کہ وہ ہمکو یہانتک تنگ کریگا کہ ہم مجبور ہو کر بتون کو پوجین
میک سی مین نے کہا خدا جانتا ہے ہم کبہی نہین کرینگے پہر اپنے ساتہیون
کی طرف مخاطب ہوا اور مالکس سے کہا کہ جسطرح ہو وہ شہر جا کر اس امر کی خبر لاوے
اور کچہہ کہانیکے واسطے بہی لاوے - مالکس پانچ سکہ لیکر غار مین سے نکلا یہہ تہر دیکہکر
حیران ہوا - پہر شہر کی طرف چلا شہر کے قریب پہونچکر دروازہ پر صلیب لگی ہوئی دیکہی اور بہی
زیادہ متحیر ہوا دوسرے دروازہ پر گیا وہان بہی یہ متبرک نشان موجود تہا اسی طرح

شہر کے ہر دروازہ پر بھی دیکھا اوسکو یقین ہوا کہ شاید خواب کا کچھ اثر ابتک باقی ہے
آنکھین ملتا ہوا شہر مین داخل ہوا اور ایک نان بائی کی دوکان کی طرف بڑھا لوگون
کی زبان سے خدا کا نام سنکر اور بھی حیران ہوا کہا کہ کل اس نام کے لینے کی ایک کو
بھی جرأت نہ تھی آج عیسیٰ کا نام ورد زبان ہے - یہ کیا ماجرا ہے - شبہ ہوا کہ شاید
یہ اور کوئی شہر ہو - ایک راہ چلتے سے شہر کا نام پوچھا - سنکر کہ یہ شہر **افی سس**
ہے سخت حیران ہوا - نان بائی کی دوکان پر جا کر روپیہ رکھا - سکہ کو دیکھکر طباخ نے
پوچھا کہ تجھکو کہین سے خزانہ ملگیا ہے نان بائی آپس مین باتین کرنے لگے یہ سمجھا کہ
انہون نے مجھکو پہچان لیا ہے اور بادشاہ کے سامنے لیجا ئینگے وہین بولا کہ خدا کے
واسطے مجھے چھوڑ دو مین روٹی اور روپیہ سے باز آیا کسی طرح جان بچے لیکن دوکاندار
نے اوسکو پکڑ کر یہ کہا کہ تم کون ہو اس سے کچھ غرض نہین جو تمکو خزانہ ملا ہے وہ ہمکو
بھی بتاؤ تا کہ ہم تمہارے شریک ہون اوسوقت ہم تمکو چھپا دینگے **مالکس** خوف کے مارے
کچھ جواب نہ دیسکا اسکے گلے مین رسی ڈال کر بازار مین سڑک پر کھینچتے پھرے شہر مین
بھی یہ خبر مشہور ہوئی ہر طرف سے لوگ جمع ہوئے کسی نے اوسکو نہ پہچانا وہ اپنی لاعلمی
بیان کرتا رہا سب کے چہرون پر نظر دوڑائی مگر کوئی ایسا نظر نہ پڑا کہ جس سے کچھ بھی
پہلا تعارف ہو **سینٹ مارٹن بشپ** اور **اینٹی پیٹر** حاکم شہر نے یہ
حال سنکر جوان اور طباخ کو بلایا اور جوان سے پوچھا کہ یہ خزانہ کہان سے ملا ہے اوسنے
کہا کہ خزانہ تو کہین سے نہین ملا یہ چند سکہ میری تھیلی مین تھے پھر اوس سے دریافت

لما رای اهل الباطل یزیدون ونظهرون علی اهل الحق ویقولون لاحیوة الا الحیوة الدنیا وانما یبعث الارواح ولم یبعث الاجساد فجعل تندوسیس یرسل الی من یظن فیهم خیرا دا عهم ائمة فی الخلق فجعلوا یکذبون بالساعة حتی کادوا ان یحولوا الناس عن الحق وملة الحواریین فالقی الله فی نفس رجل من اهل ذلک البلد الذی فیه الکهف وکان اسم ذلک الرجل اولیاس ان یهدم ذلک البنیان الذی علی فم الکهف

کہا کہ کہان سے آئے اوسنے کہا کہ مین افی سس کا باشندہ تہا اگر یہ شہر افی سس ہی ہے گورنر نے کہا کہ تمہارے مان باپ اور اقارب اگر یہان رہتے ہون تو بلاؤ جوان نے اونکے نام بتائے اور کہا کہ یقیناً وہ یہان رہتے ہین مگر شہر مین ان نامون کا کوئی نہین تہا۔ گورنر نے چلاکر کہا کہ تم یہ کیونکر کہہ سکتے ہو کہ یہ تمہارے مان باپ کا روپیہ ہے یہ بادشاہ ڈی سیس کے عہد کا سکہ ہے جسکو تین سو چہتر برس گزرے اور سکہ حالی کے بالکل مشابہ نہین کیا تم افی سس کے حکماء اور بوڑہے لوگون کو بتاتے ہو یہ خوب سمجہہ لو کہ اگر تم اوسکا پتہ نہ بتاؤ گے تو تمکو تمام قانونی سختیان برداشت کرنی پڑینگی مالکس نے عرض کیا کہ خدا کی واسطے آپ پہلے مجہکو ان چند سوالون کے جواب دین اوسوقت مین کچہہ کہہ سکون گا۔ بادشاہ ڈی سیس کہان چلا گیا ہے بشپ نے جواب دیا کہ میرے بچے اس نام کا اب کوئی بادشاہ نہین جسکا یہ نام تہا اوسکو مرے ہوئے ایک عرصہ گزرا مالکس نے کہا کہ جو بات سنتا ہون اوس سے اور شش و پنج مین ہو جاتا ہون سیلیئن پہاڑ تک میرے ہمراہ چلو تاکہ مین اپنے ساتہیون کو دکہاؤن کل ہی ڈی سیس کے ظلم سے بہاگ کر ہمنے اوس پہاڑ مین پناہ لی تہی بشپ نے گورنر سے کہا کہ یہان خدا کا ہاتہہ ہے۔ ایک انبوہ کثیر اوسکے ساتہہ چلا۔ اول مالکس غار مین اپنے ساتہیون کے پاس گیا اور پہر بشپ وہان اںہون نے اون بزرگون کو غار مین بیٹہا ہوا دیکہا بشاش چہرہ مثل گلاب کے تر و تازہ دیکہکر سب گر پڑے اور خدا کو سجدہ کیا۔ گورنر نے اوسی وزیر خبر

فیہا بہ خبر فاستاجر خطیب لا لغیبہ غار ومین قبیلا بینہم عارا بنیان ثلاث الخطبہ حتی نزعا ثلاث الکہف وفیہا ما علی فم الکہف وجہیم اللہ بار الکہف بالرعب عن الناس الکہف فلما فتح اللہ باب ذو القدرۃ اذن اللہ ذو السلطان واحی الموتی للفتیتان یجلسوا بین ظہرای الکہف فجلسوا فرحین مسفرۃ وجوہہم طیبۃ انفسہم فسلم بعضہم علی بعض کانما استیقظو من ساعتہم اللتی کانوا یستیقظون فیہا اذا اصبحوا من لیلتہم ثم قاموا الی الصلوٰۃ فصلوا کالذین کانوا یفعلون لا یری فی وجوہہم ولا الوانہم شیئا ینکرونہ کہیئتہم حین رقدوا وہم یرون ان ملکہم دقیانوس فی طلبہم فلما قضوا صلوتہم قالوا لیملیخا صاحب نفقتہم خبر ایتنا ما الذی قال الناس فی شاننا عشیۃ امس عند ہذا الجبار وہم یظنون انہم رقدوا کبعض ما کانوا یرقدون۔

نہیوڈوسیس کو بھیجی وہ فوراً افی سس کو روانہ ہوا- تمام اکابر شہر اوس سے ملے اور اوسے غار کی طرف لیگئے- بادشاہ کو دیکھکر اِن مقدسین کے چہرے مثل آفتاب کے روشن ہوئے بادشاہ نے خدا کا شکر کیا اور اونسے بغل گیر ہوکر کہا کہ مینے تمکو کیا دیکھا گویا مسیح کو لزارس کو شفا بخشتے ہوئے دیکھا میکسی مین نے جواب دیا کہ ہم ایمانا یہ بات کہتے ہین اور آپ یقین کیجئے کہ خدا نے ہمکو محشر سے پہلے اسواسطے اُٹھایا ہے تا کہ تم اِس امر کو برحق سمجھو کہ قیامت کو مردے ضرور اُٹھائے جائین گے کیونکہ جیسا بچہ مان کے رحم مین رہتا ہے اور کچھ ایذا نہین پاتا اسی طرح ہم بھی خواب مین رہے اور کوئی تکلیف نہ اوٹھائی یہ کہکر انہون نے سر جھکایا اور جان بحق تسلیم کی بادشاہ اوٹھکر اونپر جھکا اور بغل گیر ہوکر رویا حکم دیا کہ سنہرے صندوق بنواکر اونمین یہ لاشین بطور یادگار زمانہ رکھی جاوین مگر اوسی شب کو اون بزرگون کو خواب مین دیکھا کہ کہتے ہین ہا ہم اب تک زمین مین سوتے تھے اب بھی زمین ہی مین سونے دو جب تک کہ خدا دوبارہ نہ اُٹھاوے-

یہ دلچسپ قصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے- ہم تک شاید یہ مشرق سے پہونچا ہے جیکوبس سروجینسس میسوپوٹیمیا کی پانچوین یا چھٹی صدی کے بشپ نے اوسکو سب سے پہلے قلمبند کیا ہے گریگری اف ٹورس شاید سب سے اول اوسکو یورپ مین لایا ہے ڈایونی سیس اف انیٹاک نے نوین صدی مین یہ قصہ شامی زبان مین کہا ہے فوٹیس باشندہ قسطنطنیہ نے بھی اوسکو لکھا ہے

وہ لکھتا ہے کہ یہ قصہ قرآن شریف مین بھی ہی۔

میٹافرسس لٹس بہی اسکا حوالہ دیتا ہے دسوین صدی مین **یوٹی کیس** نے اسکو اپنے عربی کے قصون مین درج کیا ہے **کاپتک** اور **میرونائٹ** کی کتابون مین بہی اس کا پتہ ملتا ہے بعض پرانے مورخین نے بہی اسکو اپنی تصانیف مین درج کیا ہے جیسے کہ **پالس ڈیاکونس** اور **ناسی فورس** وغیرہ۔

ان سونیوالون کی نسبت **ولیم اف ماسس بری** ایک عجیب قصہ بیان کرتا ہے اوسکا بیان ہے کہ بادشاہ **ایڈورڈ** ملقب بمقدس **ایسٹر** کے جلسہ کے دن **ویسٹ منسٹر** کے محل مین تاج شاہی پہنے ہوئے بٹیہا تہا پادری اور رؤساء شہر سب جمع تہے۔ اثناء دعوت مین بادشاہ گوشت اور شراب چھوڑ کر خدائی باتون کا دہیان کرنے لگا اور اسی مین دیر تک محو رہا یکایک اس زور سے ہنسا کہ سب حیران رہگئے کہانیکے بعد کپڑے اوتارنیکے لئے جب خوابگاہ مین گیا تو چند رئیس بہی پیچھے پیچھے گئے **ارل ہیرلڈ** جو اوسکا جانشین ہوا اور ایک **ایبٹ** اور ایک **بشپ** جو اوسکے ساتھ تہے انہون نے اوس سے اوس ہنسی کا سبب پوچہا بادشاہ نے جوابدیا کہ مین نے ایک عجیب بات دیکہی ہے میری ہنسی بے وجہ نہ تہی انہون نے عرض کیا کہ ہمکو بتائے۔ تہوڑی دیر سوچکر کہا کہ مینے دیکہا ہے کہ **افی سس** کے سات سونیوالون نے (جو دہنی کروٹ پر دوسو برس سے **سلین** پہاڑ کی غار مین سورہے ہین) آج دفعتاً بائین کروٹ بدلی ہے۔ یہ خدا کی مہربانی ہے کہ مینے اونکو

کروٹ بدلتے ہوئے دیکھا اِس سبب سے ہنس پڑا **ارل ہیرلڈ** وغیرہ کو یہ سنکر تعجب
ہوا تو بادشاہ نے اونسے پورا حال بیان کیا اور ہر ایک کا حلیہ اور صورت اور جسم
بھی بتایا جسکا کسی نے ابتک کچھ حال نہین لکھا تھا بلکہ بادشاہ نے یہ قصہ اس طور
پر بیان کیا گویا کہ وہ ہمیشہ اونمین رہا ہے **ارل ہیرلڈ** نے یہ بات سنکر تین
شخصون کو (ایک **نائٹ** ایک **منشی** ایک **پادری**) بادشاہ **اڈورڈ**
کی طرفسے تحائف اور خط دیکر قسطنطنیہ کے بادشاہ کے پاس بھیجا۔ بادشاہ قسطنطنیہ
نے اون قاصدون کو خط دیکر **افی سس** کے **بشپ** کے پاس بھیجا کہ وہ ان
تینون انگریزون کو اوس غار مین جانے دے۔ اتفاق سے ایسا ہی معلوم ہوا
جیسا کہ بادشاہ نے دیکھا تھا۔ کیونکہ **افی سس** کے باشندون نے یہ بیان کیا
کہ انہون نے اپنے بزرگون سے سنا ہے کہ یہ سات سونیوالے ہمیشہ سے دہنی کروٹ
پر سوتے تھے لیکن جسوقت یہ تینون انگریز غار مین گئے تو اونکو بائین کروٹ پر سوتے
پایا۔ اِس کروٹ بدلنے سے عیسائیون کو اون مصائب سے آگاہ کرنا تھا جو اونپر
مسلمانون ترکون اور تاتاریون کے حملہ کرنیسے نازل ہونگی۔ کیونکہ جب کوئی
مصیبت نازل ہونیکو ہوتی ہے اوسوقت یہ سونیوالے کروٹ بدلتے ہین۔

سات سونیوالون پر ایک نظم **کاڈری** نے بھی لکھی ہے جسکو **ایم ایف**
اریبچل نے اپنی رپورٹ **ہسٹر دی لی انسٹرکشن پبلک**
مین بیان کیا ہے۔ ایک جرمن کی نظم اس مضمون پر ہے جسمین ۹۳۵ شعر ہین

ایم کیبراجان نے ۱۳ صدی مین چھاپی ہے اور اسپین کے ایک شاعر
نامی اگسٹن موریٹو نے ایک ڈریما اسی پر لکہا ہے جسکا لاس
سیٹی ڈرمین ٹیز نام ہے جسکا کہ کامبدلیس نیودس اسکو
جی ڈاس دی لاس مجورلیس ان جینی اوس کی اونیسوین
جلد مین حوالہ ہے اور ڈاکٹرنیل نے بہی اس مضمون پر ایک نظم لکہی ہے۔ قرآن
مین یہ قصہ کسی قدر زیادہ ہے اوسمین یہ لکہا ہے کہ ان سونیوالون نے آنحضرتؐ
کے آنے کی پیشین گوئی کی ہے اونکے ساتہہ ایک کُتّا بہی ہے جسکا نام کراٹیم
یا کراٹیمر ہے جو اونکے پاس سوتا ہے اور یہ کُتّا بہی پیشین گوئی کرسکتا ہے اور
اس کُتّے پر خاص خدا تعالی کا یہ بہی احسان ہے کہ یہ بہی اور دس جانورون
کے ساتہہ بہشت مین جاویگا۔ دوسری بہشت مین جانیوالے جانور یہ ہین
حضرت یونس کی مچہلی۔ حضرت سلیمان کی چیونٹی حضرت اسمعیل کا برّہ حضرت
ابراہیم کا گوسالہ۔ ملکہ سبا کا گدہا۔ حضرت صالح کا ناقہ حضرت موسی کا بیل۔
بلقیس کا ہدہد۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری یعنی براق
ایسے زمانہ مین جب لوگ مقدسین کی یادگارون کو سونے اور جواہرات سے
بہی بیش بہا سمجہتے تہے تو اون سونے والون کی یہ خواہش کرنی کہ اونکو زمین
ہی مین رہنے دو شاید کسی قدر بیجا تہی اور یہ خواہش پوری بہی نہوئی کیونکہ
اونکی ہڈیان ایک بڑے پتہر کے بکس مین بند کرکے مارسیلس کو بہیجی گئی تہین

جواب بھی سینٹ وکٹر کے گرجا مین دکھائی جاتی ہین روم مین ویکٹوریم کے عجائب خانہ مین انکی گندہک اور پلسٹر کی جوڑی ہوئی تصویرین موجود ہین ہر ایک کے سامنے اوسکا نام اور چند صفات بہی کندہ ہین کانسٹن ٹین اور جان کے پاس دو عصا ہین میک سی مین کے پاس ایک گرہدار عصا ہے مالکس اور مارسین کے پاس دو تبر ہین سیراپین کے سامنے ایک جلتی ہوئی مشعل اور ڈیوانی سس کے سامنے ایک بڑی میخ ہے جسکو کہ ہورلیس - اور الیس پالی النس نے بیان کیا ہے کہ ایذا رسانی کے واسطے کام مین لائی جاتی تہی -

ان سات شخصون کو نوجوان امرد کندہ کیا ہی واقع مین پرانے شہیدون کے قصہ مین بھی اونکو لڑکا کہا گیا ہے اس پلسٹر کی بنی ہوئی تصویرون سے بعضون نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ ساتون سنہ ۲۵ع مین ڈیسیس کے عہد مین مار گیے تھے اور مذکورہ بالا غار مین دفن کئے گئے تھے اور تہیودوسیس کے عہد مین اونکی ہڈیان سنہ ۷۵ع مین برآمد ہوئین تو اوسوقت سے یہ قصہ مشہور ہوا - میرے خیال کے موافق غالباً یہ صحیح ہے ان سونیوالون کا قصہ اور سات کی تعداد بہت پرانی او حضرت عیسیٰؑ سے پہلے کی ہے -

مثل اور پرانے قصون کے اسکو بہی عیسائیون نے اخذ کر کے مذہبی بنا لیا ہی -

پلینی ایک واقعہ نگار شاعر مسمی ای پی مینی ڈیز کے قصہ مین لکھتا ہے کہ وہ بہیڑیان چراتا ہوا گرمی کے موسم مین دق ہوگیا اور منید نے بہی ستایا تو ایک غار

مین جاکر سورہا ستاون برس کے بعد خواب سے بیدار ہوا تمام دنیا بدلی ہوئی نظر آئی اوسکا بھائی جو اوسوقت بچہ تھا اب بالکل بوڑھا سفید تہا۔

ای پی مینی ڈیز کو وہ لوگ جو **پیری اینڈر** کو مستثنے کرتے ہین سات عقلا مین سے شمار کرتے ہین یہ **سولن** کے عہد مین تھا او سو نواسی برس کی عمر مین جب مرا تو لوگ اوسکو اوتار ماننے لگے اور خاصکر **ایتھینس** کے باشندے اوسکی بہت عزت کرتے ہین۔

اِس قصہ کا ماخذ ایک بہت پُرانا قصہ ہے جسمین **اینڈی مین** چروا ہے کا حال ہے کہ وہ ہمیشہ سے سوتا ہے اور **جوپیٹر** یعنی عطارد نے اوسکو دوامی جوانی اور خوبصورتی عطا کی ہے۔ عرب کے پُرانے قصون کے موافق **سینٹ جارج** بہی تین دفعہ قبر سے اوٹھا اور تینون دفعہ مارا گیا۔

اسکینڈی نیوین کے قصو نمین بہی ہم یہی حال **سی گرڈ** کا دیکھتے ہین کہ وہ خواب راحت مین اِس امر کا منتظر ہے کہ کوئی پکارے تو آکر لڑے **شارلی مین** بھی **ہیلیس** مین تاج پہنے ہوئے اپنے تخت پر بیٹھا ہوا ہے تلوار پاس رکھے ہے۔ دجال کے وقت کا منتظر ہے کہ اوسوقت اُٹھکر ولیون کے خون کا بدلہ لے **او جیر ڈ ڈی ڈین** بہی اسی طرح **ای ویلون** کے خوابگاہ سے بیدار ہو کر حق کا بدلہ لینے اوٹھیگا۔

افسوس کہ وہ **شیلس وگ ہوسٹین** کی لڑائی مین ظاہر ہو چکا تہا

بچپن کی ایک بات پر جب غور کرتا ہون تو حیرت انگیز دہشت معلوم ہوتی ہے مگر مجھکو
خوب یاد ہے کہ اس مقام پر **کیف ہاسر برگ** - **تھورنگیا** مین مجھسے یہ کہا گیا
تہا کہ یہان **فریڈرک باربروسا** اور اوسکے چھ **نائٹس** سوتے تہے اتفاق
سے ایک چرواہا بہی غار کی راہ سے پہاڑ مین جا پہونچا دیکھتا کیا ہے کہ ہال مین ایک
پتھر کی میز رکہی ہے بادشاہ میز کے سامنے بیٹھا ہے سرخ ڈاڑہی پتھر کے ٹکڑون
مین پہیلی ہوئی ہے اس چرواہے کی آہٹ سے **فریڈرک** خواب سے بیدار ہوا پوچھا
کہ کیا کوّے پہاڑون پر اوڑ رہے ہین چرواہے نے کہا ہان حضور اوڑ رہے ہین"
تب بولا کہ ایک صدی تک اور سونا چاہیے - جب اوسکی ڈاڑہی تین دفعہ پتھر کے
گرد لپٹ جاویگی اوسوقت وہ اور اوسکے **نائٹس** نیند سے بیدار ہونگے اور جرمن
کو غلامی کی حالت سے نکال کر یورپ کی اعلیٰ درجہ کی سلطنت بنا دینگے **سوئٹزر
لینڈ** مین بہی **روٹلی** مین تین **ٹیلس** ہین صرف اسکے منتظر ہین کہ ملک کی سخت
ضرورت کے وقت بیدار ہون - ایک چرواہا انکے آرام مین بہی مخل ہوا تیسرے **ٹیل**
کی آنکھ کہل گئی پوچھا کہ کیا وقت ہے لڑکے نے جواب دیا کہ دوپہر **ٹیل** یہ کہکر کہ ابہی وقت
نہین آیا پہر سو رہا **اسکاٹلینڈ** مین بہی **ایل ڈون** کی پہاڑیونکے نیچے **ٹامس
ارسیلڈون** بہی سو رہا ہے - فرنچ کے مقتولین جو **پی لرمو** پر مارے گئے تہے سو رہے
ہین موقعہ کے منتظر ہین کہ اٹھکر بدلہ لین -

جب قسطنطنیہ پر ترک قابض ہوئے تو ایک پادری **سیکریمینٹ** کے

بعض رسمیات سینٹ صوفیہ کے گرجا کی نقرئی ممبر پر ادا کر رہا تہا اس شخص نے خدا سے
دعا کی کہ یا الٰہی اس متبرک جگہہ کی عزت رکہنا - اوسی وقت دیوار شق ہوگئی پادری
سکرمینٹ لیکر دیوار مین چلا گیا وہان سر جہکائے حضرت عیسیٰ کے سامنے
سو رہا ہے اس وقت کا منتظر ہے کہ ترک قسطنطنیہ سے نکالے جاوین اور سینٹ
صوفیہ پہر مسیحی سے بچے -

شمالی امریکہ مین بہی ایک شخص رپ وان ونکل بیس برس تک کیٹس
کل کے پہاڑ مین سوتا رہا غرناطہ کا بادشاہ ابو عبد اللہ بہی الحمرا کے قلعہ
کے پاس ایک پہاڑ مین جادو مین جکڑا ہوا پڑا ہے عرب مین حضرت الیاس بہی
خروج دجال کے منتظر ہین ایرلینڈ مین برین بروہیم بہی سو رہا ہے اس بات کا
منتظر ہے کہ فی نین مین ہنگامہ ایسا برپا ہو کہ جسمین لوگون سے عملی کارروائی
کی امید ہو سکے تو وہ آکر ملک کی مدد کرے ویلیس مین بہی ارتہر کی نیند کے قصے
لوگون کی زبان پر ہین سرویا مین بہی نیز لبرز رہے جو ترکون کی لڑائی مین کاسووا
کے مقام پر مارا گیا تہا اوسکے بہی دوبارہ ظاہر ہونیکی لوگ امیدین کرتے ہین -
فلوڈین کی لڑائی کے بعد ایک صدی تک لوگ اسی امید مین رہے کہ جیمس چہارم
پہر واپس آوے پرتگال مین سی بیسٹین کی نسبت لوگون کا یہ یقین ہے
کہ یہ جوان دلیر بادشاہ جسنے مور کو پر حملہ کرکے اپنے ملک کو تباہ کیا تہا کہین
سو رہا ہے جب موقعہ آویگا تو بیدار ہو کر اپنے ملک کو بچاویگا ناروی مین اولف

ٹرنگ ولیسن بہی اسی تاک مین ہے نپولن بوناپارٹ کی نسبت بھی
فرانس کے کسانون کا یہی یقین ہے کہ وہ بہی کہین سو رہا ہے۔

الیس ہپولای لٹس کا بیان ہے کہ سینٹ جان ولی بہی افی
سس مین سو رہا ہے سر جان سینڈی وائل اوسکے حالات اس طرح
درج کرتا ہے پیتھماس سے لوگ افی سس کو گئے یہ ایک عمدہ شہر سمندر کے قریب
ہے یہان سینٹ جان نے وفات پائی اور ایٹر کے پہاڑ کے نیچے ایک قبر
مین مدفون ہوا وہان ایک خوبصورت گرجا ہے ہمیشہ سے اوسپر عیسائی قابض رہے
ہین سینٹ جان کی قبر مین اور کوئی چیز سوای من وسلوی کے جسکو طعام الملائک
کہتے ہین نہین ہے۔ اوسکے جسم کو خدا نے بہشت مین اوٹھا لیا ہے یہ تمام جگہہ
اور شہر ترکون کے قبضہ مین ہین۔ تمکو سمجھنا چاہئے کہ سینٹ جان نے اپنی
زندگی ہی مین اپنی قبر بنوائی اور جب ہی اوسمین لیٹ رہا۔ اس روایت کے موافق بعضون کا
مقولہ ہے کہ وہ مرا نہین بلکہ خواب راحت مین ہے قیامت کو اوٹہیگا۔ دراصل وہان
کوئی عجیب چیز ہے لوگون نے بار ہا قبر کی مٹی کو ہلتے ہوئے دیکھا ہے شاید نیچے
کوئی ہلنے والی چیز ہو سینٹ جان کے قصہ کو افی سس سے جو تعلق ہے
شاید اس خیال سے لوگون نے وہان کے سات شہیدون کو سات سونیوالے سمجھے
ہین آیس لینڈ کے قصون مین ہے کہ فیڈ منگر شمالی ناروی کا باشندہ اتفاق سے
ایک غار مین جا کر سو رہا تین برس تک سوتا رہا تیر و کمان پاس پڑے رہے کسی درندہ اور زندونے اوسکو نہ چہیڑا

فی الحقیقت بعض لوگونکے حالات مین درج ہے کہ وہ واقع مین ایک عرصۂ دراز تک سوتے رہی لیکن اس موقعہ پر مین کسیکو بیان کرنا مناسب نہین سمجھتا کیونکہ قصۂ موجودہ کا ماخذ کوئی سچا واقعہ نہین ہی بلکہ اِسکو عیسائیون نے کفار کے قصص سے اخذ کرکے مذہبی قصہ بنا لیا ہے اور یہی سات کا عدد جو اکثر قصو نمین آتا ہی اوس سے یہی نتیجہ نکلتا ہی - بار بروسا ہر سات سال کے بعد اپنی نشست بدلتا ہی شارلی مین بھی اتنے ہی عرصہ کے بعد کرسی سے اُٹھتا ہی اوجر ڈینسک بھی ہر سات سال کے بعد اپنا عصا فرش پر مارتا ہی سوئیڈن مین اولاف ریڈبیرڈ بھی اسی قدر عرصہ کے بعد آنکھہ کھولتا ہی -

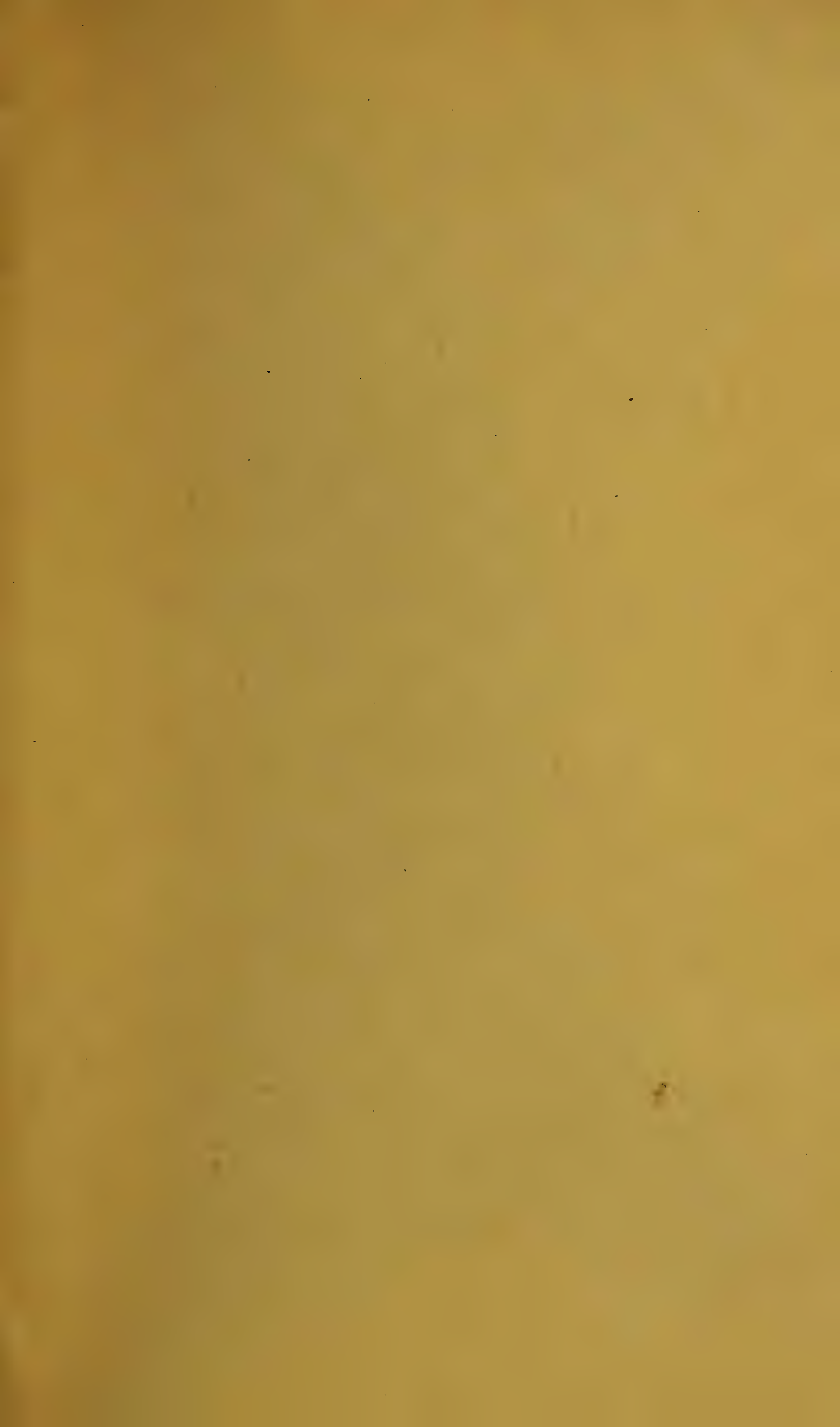
میرے یقین کے موافق جس قالب مین یہ دلچسپ قصہ ڈھالا گیا ہی وہ یہ ہے کہ سرما مین سات ماہ تک زمین آرام لیتی ہی جرمن اور سکینڈنیوین کے کفار ونکے قصہ مین یہ موجود ہے کہ ہیرو سخت ضرورت کے وقت فادرلینڈ کی حمایت کے واسطے اُٹھینگے -

عیسائیون کے اس مذہبی قصہ کے موافق بھی یہ جوان شہدا مذہبی الحاد کے وقت اُٹھتے ہین تا کہ مسئلۂ انبعاث موتی پر ایک حقانی شہادت ہو -

اگر کفارون کے قصہ مین کوئی جلال اور عظمت ہے تو اس عیسائی قصہ مین یہ خوبی ہے کہ یہ ایک عمدہ مذہبی مسئلہ بتاتا ہی اوگون کے قصہ پر بھی اسکو اس وجہ سے ایک فضیلت ہے ہالف مین نے اوسکو ایک دلچسپ قصبہ کے طور پر لکھا ہی اور ٹرامینس نے اوسکو منظوم کیا ہی ٭

بائیسون

لقمان



تفسیر

الجزو الجان علی ما فی القرآن

الفه

المفتقر الی اللہ الصمد السید

احمد غفر اللہ لہ ولوالدیہ

واحسن الیہما

والیہ

طبع فی المطبع المسمی بمفید عام الکائن فی اگرہ

بادارۃ المنشی محمد قادر علی خان صوفی سلمہ المنان

سنہ ۱۳۰۹ھ

تفسیر

الجن والجان علی ما فی القرآن

Tafsir al-Jinn wa-al-jann

الفہ

'ala ma fi al-Quran

المفتقر الی اللہ الصمد السید

احمد غفر اللہ لہ ولوالدیہ

واحسن الیہما

والیہ

طبع فی المطبع المسمی بمفید الخلائق عام فی اگرہ

بادارۃ المنشی محمد قادر علی خاں صوفی سلمہ المنان

سنہ ۱۳۰۹ ھ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

امّا بعد۔ اس رسالہ مین ہمارا مقصد جن اور انس کے الفاظ سے جو قرآن مجید مین آئے ہین بحث کرنا ہے مگر جس جگھہ قرآن مجید مین جن یا جان کے لفظ کا شیطان پر اطلاق ہوا ہے اونسے اس رسالہ مین بحث مقصود نہین ہے کیونکہ وہ بحث درحقیقت شیطان سے متعلق ہے۔

ہمارے نزدیک صرف تین مقام ہین جہان قرآنِ مجید مین جن یا جان کا لفظ شیطان پر اطلاق ہوا ہے۔

اوّل۔ سورۂ کہف مین ہے جہان خدا نے فرمایا ہے۔ واذ قلنا للملائکة اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربہ۔

دوم۔ سورۂ حجر مین جہان خدا نے فرمایا ہے۔ ولقد خلقنا الانسان من صلصال

من حماءٍ مسنون والجان خلقناہ من قبل من نار السموم -

سوم - سورہ الرحمن مین جہان خدا نے فرمایا ہے - خلق الانسان من صلصالٍ کالفخار و خلق الجان من مارجٍ من نار -

اِن تینون مقامونمین اوّل انسان کے پیدا کرنے کا ذکر ہے اور سورہ کہف کی آیت مین ابلیس کے سجدہ نکرنے کا ذکر ہے اور اوسکو جن کہا ہے - اور سورہ اعراف کی آیت مین آدم کو سجدہ کرنے مین فرمایا - فسجدوا اِلّا ابلیس لم یکن من الساجدین قال ما منعک ان لا تسجد اذ امرتک قال انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین -

پس سورۃ الحجر اور سورۃ الرحمن مین جو انسان کے مٹی یا کیچڑ سے پیدا کرنیکے ساتھ جان کو نار سے پیدا کرنا فرمایا اس سے ثابت ہے کہ جان سے وہی ابلیس مراد ہے جسنے کہا - خلقتنی من نارٍ و خلقتہ من طین -

علاوہ اِسکے جن اور جان دونون ایک لفظ ہین اور ابلیس کو سورہ کہف مین جن بتلایا ہے جسکا ذکر آدم کے ساتھ ہے اور اون دونون سورتون مین بھی جان کا لفظ انسان کے ذکر کے ساتھ ہے پس ان تینون آیتون مین جن اور جان ابلیس پر اطلاق ہوا ہے جسکو دوسرے لفظون مین شیطان رجیم کہا گیا ہے جس سے ہمکو اس رسالہ مین بحث نہین ہے بلکہ اوس جن سے بحث ہے جو بمقابلہ انس آیا ہے - یا جو مزعومات اور مظنونات باطلہ عرب مین تھا -

جبکہ ہم اِس بات کو تسلیم کرتے ہین کہ عرب جاہلیت کا بلکہ متوسطین یہودیون اور مجوسیون کا بھی یہ خیال تھا کہ ماوراے انسان کے ایک اور مخلوق بھی ہوائی ناری ہے جو دکھائی نہین دیتی اور وہ دنیا مین اور انسان کو بھلائی یا بُرائی پہنچانے کی بالکل قدرت رکھتی ہے اور متشکّل باشکالِ مختلفہ ہوجاتی ہے اور کبھی کبھی کسیکو دکھائی بھی دیجاتی ہے - تو ہمکو اس بات کے بیان کرنے مین کچھ فایدہ نہین ہے نہ اوسکی کچھ ضرورت ہے - کہ یہ غلط اور بیہودہ خیال کب اور کس سبب سے پیدا ہوا اور زمانہ جون جون گذرتا گیا یہ غلط خیال کسطرح پرا ور کن کن مختلف صورتون سے لوگون مین عام ہوتا گیا - کیونکہ ہمکو اس رسالہ مین انسان کے خیالات کی ہسٹری بیان کرنی مقصود نہین ہے بلکہ صرف اِس بات کو بتلانا ہے کہ قرآن مجید مین جو لفظ جن آیا ہے وہ کن معنون مین اور کس مراد مین آیا ہے -

ہم اِس بات کو بھی قبول کرتے ہین کہ صرف پانچ مقام پر قرآن مجید مین جن کا لفظ بمعنی مزعوم اور مظنون عرب جاہلیت کے آیا ہے مگر اونکا عقیدہ رد کرنیکے لیئے اور اسلیئے اوس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ قرآن مجید کسی ایسی مخلوق کا وجود جسکا خیال عرب جاہلیت کو تھا تسلیم کرتا ہے - اور وہ پانچ مقام یہ ہین -

اوّل - سورۂ انعام مین جہان خدا نے فرمایا ہے - وجعلوا للہ شرکاء الجنّ وخلقھم وخرقوا لہ بنین وبنات بغیر علم سبحانہ وتعالیٰ عمّا یصفون -

اِس آیت کی تفسیر مین بعض مفسرون نے کہا ہے کہ جن سے مراد شیطان ہے -

اور اوس سے مجوس کیطرف اشارہ ہے جو اہرمن اور یزدان پر اعتقاد رکھتے تھے
اور یزدان کو خالق افعال اور مخلوقاتِ نیک اور اہرمن کو خالقِ افعال و مخلوقاتِ بد
سمجھتے تھے - اور خرقوا لہ بنین سے اِشارہ ہے یہود اور نصاریٰ کی طرف
جنھون نے حضرت عُزیر اور حضرت مسیح کو ابن اللہ قرار دیا تھا - اور بنات سے
اشارہ ہے دیگر مشرکینِ عرب اور بُت پرستون کیطرف - ہم اِس تفسیر سے کچھ انکار کرنا
نہین چاہتے مگر یہ کہتے ہین کہ بلحاظ اِس تفسیر کے یہ آیت بھی ہماری بحث سے
خارج ہو جاتی ہے اور ان تین آیتون مین شامل ہو جاتی ہے جنکو ہمنے سب سے
اوّل بیان کیا ہے اور جنمین لفظ جن و جان سے شیطان مراد لیگئی ہے -
مگر جوکہ ہمکو اس آیت مین کوئی ایسا اشارہ نہین ملتا جس سے ہم شرکاء الجن کو
مخصوص مجوسیون سے اور اونکے اعتقاد اہرمن و یزدان سے سمجھین اِسلئے
اوسکو عام مشرکین سے متعلق سمجھتے ہین اور اسلئے لفظ جن کے وہی معنی لیتے ہین
جو مزعومات و مظنوناتِ عرب جاہلیت کے تھے -

وخلقھم یعنی واللہ خلقھم کی ضمیر مشرکین کی طرف راجع ہے یعنی حالانکہ خدا نے
اونکو یعنی شریک ٹھہرانیوالونکو پیدا کیا ہی اور پھر وہ جنّون کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہین -

دُوم - سورہ سبا مین جہان خدا نے فرمایا ہی ویوم یحشرھم جمیعًا ثمّ یقول للملائکۃ
ھٰؤلاء ایاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانک انت ولینا من دونھم بل کانوا یعبدون
الجنّ اکثرھم بھم مؤمنون -

سوم - سورہ جن مین جہان خدا نے حکایتاً کافرون کا قول اور اونکا عقیدہ باطل نقل کیا ہے یعنی جن کافرون نے چھپکر آنحضرت صلعم کو قرآن پڑھتے سُنا تھا اور اُسکے بعد اپنے عقائدِ باطل کو بیان کیا تھا اور اونکا باطل ہونا اونکے دلمین آیا تھا تو اُنھون نے اپنے اون عقیدونکو اِسطرح پر بیان کیا - وانا ظننا ان لن تقول الانس والجن علی اللہ کذبا - وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن فزادوھم رھقا -

چہارم - سورہ فصّلت مین جہان خدا نے کافرون کی زبان حال سے جبکہ وہ آگ مین ڈالے جاوینگے حکایتاً فرمایا ہے یعنی اے پروردگار ہمین اونکو جن اور انس مین سے

ربّنا ارنا الذین اضلّانا من الجنّ والانس نجعلھما تحت اقدامنا لیکونا من الاسفلین	دکھاوے جنھون نے ہمکو گمراہ کیا کہ ہم اونکو اپنے پانوٴن تلے ڈالین تاکہ وہ روندے ہوئے ہو جاوین -

اگرچہ ان دونون پچھلے مقامون مین بھی خواہ مخواہ یہ ضرور نہین ہے کہ لفظ جن سے وہی مخلوق مزعومہ و مظنونہ سمجھی جاوے بلکہ یہان بھی جن کا لفظ جنگل و پہاڑون کے رہنے والون پر بھی صادق آتا ہے - مگر جو کہ ان مقامون مین کفّار کے اقوال حکایتاً نقل ہوئے ہین - ہمکو اوسمین زیادہ کاوش کرنے کی ضرورت نہین ہے - انّھم معھم فی النّار -

پنجم - سورہ صافّات مین جہان کافرون کا خدا کے ساتھ جنّون کا ناتا رشتہ ٹھہرانے کا بیان ہے اور جسکو خدا تعالی نے رد کیا ہے - اور وہ آیت یہ ہے - وجعلوا بینہ وبین الجنّۃ نسبا - ولقد علمت الجنّۃ انّھم لمحضرون -

عرب جاہلیت جنّوں کی متعدّد قسمیں سمجھتے تھے اور بد اور نیک ارواحوں کو بھی اوسیطرح خیال کرتے تھے جسطرح جنّوں کی مزعوم و مظنون مخلوق کا خیال کرتے تھے اور اُن ارواحوں کی بھی مثل جنّوں کے پرستش اور اُنسے بھی نیکی و بدی پہونچنے کا یقین کرتے تھے۔ اوہی کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ولقد علمت الجنّۃ یعنی ارواح اشخاص جنکی پرستش وہ کرتے ہین وہ خود جانتے ہین کہ خدا کے سامنے حاضر کیئے جاوینگے۔ یعنی مجبور و محکوم ہین اور قابلِ پرستش نہین ہین۔

اِن آیتون مین زیادہ بحث کی ضرورت نہین کیونکہ اِسجگہہ لفظ جن سے وہی جن مظنونہ عرب جاہلیت مراد ہے۔ مگر اِن آیتون سے یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ کوئی ایسی مخلوق جیساکہ عرب جاہلیت جنّوں کی نسبت خیال کرتے تھے درحقیقت مخلوق ہوئی ہے۔

اِن آیتون کے سوا جہان جہان قرآن مجید مین لفظ جن آیا ہے اوس سے وحشی اور جنگلی انسان مراد ہین جو شہرون سے دور اور جنگلون و پہاڑون اور ویران میدانون مین چھپے رہتے تھے جسکے سبب سے اونپر جن کا استعمال ہوتا تھا۔ ذرا بھی شبہہ نہین ہے کہ عرب جاہلیت باوجودیکہ اونمین جن مزعوم و مظنون کا خیال بہت عام ہوگیا تھا اور غلبہ پاگیا تھا مگر وہ جنگلی و پہاڑی آدمیون پر بھی جن کا اطلاق کرتے تھے۔ عربی زبان کے لغت کی کتابین بہت زمانہ بعد تالیف ہوئین اور جیساکہ عام دستور ہے کہ زمانہ گذرنے پر زبان مین اور خیالات و استعمالات مین تغیّر ہوتا جاتا ہے اور بہت سے قدیم لفظ اور اونکے معنی اور استعمالات ضایع ہو جاتے ہین ویسا ہی عربی زبان مین ہوا اور جن کا استعمال وحشی و جنگلی انسانون کے بدلے مزعومہ و مظنونہ جنّوں پر نہایت

کثرت سے ہوگیا۔ اِسلئے جہان لفظ جن کا قرآن مجید مین یا اشعار جاہلیت مین آیا اوسکے معنی اوسی جن مزعومہ ومظنونہ کے سمجھے اور وحشی انسانون پر اوسکے استعمال سے ذہول ہوگیا۔ مگر ہم ایسی مثالین اشعار جاہلیت کی پیش کرینگے اور جو حالات اونکی نسبت بیان ہوئے ہین اونکو نقل کرینگے جنکے بعد اس بات مین کہ جن کا لفظ وحشی وجنگلی انسانون پر بولا گیا ہے کچھ شبہہ نرہیگا۔

ہمنے اِس مقام پر جو لغاتِ عرب اور اونکے معنی اور استعمالات کے ضایع ہونے کا ذکر کیا یہ کچھ ہمارا خیال نہین ہے بلکہ بہت سے علماے متقدّمین کا بھی یہی خیال ہے۔

جلال الدّین سیوطی نے اپنی کتاب المزہر مین ایک باب منعقد کیا ہے جسکا عنوان یہ ہے کہ

باب القول علےٰ ان لغة العرب لم تنته الینا بکلیتھا وانّ الّذی جاء نا عن العرب قلیل من کثیر وان کثیرا من الکلام ذھب بذھاب اھله (المزہر جلد اوّل صفحہ ۴۴)

عرب کے کُل لغت ہم تک نہین پہونچے اور جسقدر پہونچے ہین وہ بہت مین سے بہت تھوڑے ہین اور بہت سا کلام اہل زبان کے مرجانے سے جاتا رہا ہے۔

اِسکے بعد لکھا ہے کہ ہمارے علما یا اونمین سے اکثر اِس طرف گئے ہین کہ جسقدر کلام عرب ہم تک پہونچا ہے وہ نہایت تھوڑا ہے۔ اور جو کچھ انھون نے کہا اگر

ذھب علماؤنا او اکثرھم الی انّ الّذی انتھی الینا من کلام العرب ھو الاقل ولو جاءنا جمیع ما قالوا لجاءنا شعر کثیر وکلام کثیر۔

المزہر جلد اوّل صفحہ ۴۳

وہ سب ہم تک پہونچتا تو بہت ہی کچھ ہوتا۔ اِسکے بعد انھون نے بہت سی مثالین دی ہین اور اشعار لکھے ہین جنکے لغت کی تحقیق نہین ہوئی۔

اِسی کتاب مین حضرت عمر کا قول نقل کیا ہے کہ انھون نے کہا کہ قوم عرب کا علم

(قال ابن عوف) عن ابن سیرین
قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ کان الشعر علم قوم لم یکن
لهم علم اصح منہ فجاء الاسلام
فتشاغلت عنہ العرب وتشاغلوا
بالجهاد وغزوا فارس والروم
ولهت عن الشعر وروایتہ فلما
کثر الاسلام وجاءت الفتوح
واطمانت العرب بالامصار
راجعوا روایۃ الشعر فلم یؤلوا
الی دیوان مدون وکتاب مکتوب
والفوا ذلک وقد هلک من العرب
من هلک بالموت والقتل فحفظوا
اقل ذلک وذهب عنهم منہ کثیر۔

المزہری جلد دوم صفحہ ۲۳۷

شعر تھا اور کوئی علم اونکے پاس اوس سے زیادہ
صحت سے نہ تھا۔ پھر جب اسلام آیا تو عرب
شعر کا خیال چھوڑ کر جہاد اور فارس اور
روم کی لڑائیون مین مشغول ہو گئے اور
شعر سے اور اوسکی روایت سے بے پروائی
کی۔ پھر جب اسلام پھیل گیا اور فتوحات
ہو گئین اور عرب نے شہرون مین قیام کیا تو
وہ شعر کی روایت پر پھر متوجہ ہوئے اُنکے
پاس کوئی دیوان نہ تھا اور نہ کوئی کتاب
لکھی ہوئی تھی۔ انھون نے اوسکو جمع کیا
اور اہلِ عرب سے وہ لوگ جو موت سے
یا قتل سے مرے تھے مر چکے تھے پھر انھون نے
اوسمین سے بہت ہی تھوڑا محفوظ رکھا اور
بہت کچھ اوسمین سے اونکے پاس سے جاتا رہا۔

اِن تمام حالات کے بیان کرنیسے ہمارا مطلب یہ ہے کہ جو اشعار جاہلیت ہمکو دستیاب
ہوئے ہین اگر اونپر غور کرنیسے ہمکو کسی لفظ کے معنی یا مراد پر اونھین اشعار سے کامل

یقین ہو کہ اوسکے برخلاف ہونا غیر ممکن ہو اور وہ معنی یا مراد لغت کی موجودہ کتب مین نہ پائے جاوین تو ہم اوسکو غلط نہین کہہ سکتے بلکہ اسکا یقین کرینگے کہ اہلِ لغت سے وہ چھوٹ گیا ہے ۔

اب ہم اس بات کو ثابت کرنا چاہتے ہین کہ اشعار جاہلیت مین لفظ جن کا استعمال وحشی ۔ جنگلی ۔ پہاڑی لوگون پر ہوا ہے مگر سب سے اوّل ہم توریت مین سے ایک ورس نقل کرتے ہین جس سے نہایت قدیم زمانہ سے انسان کے دو فریق ہونے کا ثبوت ہوتا ہے یعنی بدوی اور حضری یا وبری و مدری یا شہری و دشتی یا سولیزڈ و باربیرین ۔ اور نئے لفظون مین کہونگا ۔ اہلی اور وحشی ۔

عبری توریت کتاب پیدایش باب ۲۵ ۔ ورس ۲۷ مین یہ عبارت ہے

וַיְהִי עֵשָׂו אִישׁ יֹדֵעַ צַיִד אִישׁ שָׂדֶה וְיַעֲקֹב אִישׁ תָּם יֹשֵׁב אֹהָלִים׃

ویہی عیسو ایش یدع صید ایش شدہ ویعقوب ایش تم یسب آہالیم ۔

ترجمہ عربی مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۴۴ع ۔ وکان عیسو انسانا یعرف الصّید انسان البریۃ ویعقوب انسانا کاملا یسکن الخیام ۔

ترجمہ عربی توریت سامری مطبوعہ سنہ ۱۸۵۴ع ۔ وکان العیس رجلا عارفا بالصّید رجل برٍّ و یعقوب رجلا کاملا ساکن المضاریب ۔

ترجمہ مطبوعہ روما سنہ ۱۶۷۱ع ۔ وصار عیسو رجلا بصیرا فی الصّید وانسانا

ماواہ البراری فامّا یعقوب رجل سلیم کان ساکنا فی الخبا۔

ترجمہ زبانِ عربی مطبوعہ لندن ۱۸۵۷ء۔ صار عیسو رجلا بصیرا فی الصَّید

بریا وکان یعقوب رجلا سلیما اهلیا۔

عبری لفظ شدہ کا ترجمہ سب نے جنگلی یا صحرائی کیا ہے۔ اس ورس سے

انسانون کی تفریق اہلی اور وحشی ہونے کی نہایت قدیم زمانہ سے معلوم ہوتی ہے۔

ابتدا مین یہودیونکو کسی ایسی مخلوق غیر مرئی کا جسکو عرف عام مین جن کہتے ہین خیال

نہ تھا۔ مگر یہودیون کے ہمسایون یعنی عمالیق وغیرہ بت پرست قومون مین یہ خیال

ضرور تھا اور وہ لوگ ارواحون اور مخلوق غیر مرئی کو بطور معبود کے پوجتے تھے اور

اونکو جنگلون اور پہاڑون مین ساکن سمجھتے تھے اسلئے توریت وصحف انبیا مین

اون ارواحون اور مخلوق غیر مرئی مظنونہ بت پرستون اور نیز اونکے بتون پر بھی

شدہ وشدیم کا اطلاق کیا گیا۔

عرب جاہلیت جن کا اطلاق گو مخلوق مزعومہ ومظنونہ غیر مرئی پر کرتے تھے

مگر اونکے اشعار سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اسکا اطلاق وحشی وجنگلی انسانون پر بھی

کرتے تھے اور یہ امر متعدد دلیلون سے ثابت ہے۔

اوّل۔ صحاح جوہری مین اَنَس کے معنی جو اَلف و نُون کے زبر سے ہے

الحی المقیمون کے لکھے ہین یعنی انسانون کے وہ قبیلے جو ملکر شہرون اور قصبون مین

رہتے ہون جنکو حضری۔ یا مدری۔ یا شہری۔ یا سویلیزو۔ یا اہلی سے تعبیر کیا جاتا ہے

اسکے بعد لکھا ہے اِنس جو الف کے زیر اور نون کے جزم سے ہے اونھین معنون مین آتا ہے اور اوسکی سند مین اخفش نے یہ شعر پڑھے ؎

اتوا ناری فقلت منون انتم	فقالوا الجن فقلت عموا ظلاما
وہ میرے الاؤ کے پاس آئے مینے انسے کہا کہ تم کون ہو	انھون نے کہا ہم جن ہین - مینے کہا کہ تمھاری رات خوش گذرے
فقلت الی الطعام فقال منہم	زعیم نحسد الانس الطعاما
پھر مینے اونسے کہا آؤ کھانا کھاؤ - تو اونمین جو سردار تھا	اوسنے کہا کہ ہم انس یعنی شہر کے رہنے والون کے کھانے پر حسد کرتے ہین

اِن اشعار مین جن کا لفظ اِنس کے مقابل مین واقع ہوا ہے اور جب اِنس کے معنی الحی المقیمون کے یعنی شہری لوگون کے ہین تو اونکے مقابل الحی الغیر المقیمین کے یعنی جنگلی و وحشی آدمیون کو قرار دینا زیادہ تر قرین قیاس ہے تاکہ تقابل صحیح رہے اور اسلیئے اِن اشعار مین جن بمعنی وحشی و جنگلی آدمیون کے ہونا چاہیئے

دوم - شیخ عبدالقادر بن عمر بغدادی نے کتاب خزانۃ الادب مین اسی قسم کے شعر جدع بن سنان الغسانی کے نقل کیے ہین اوسکی تحقیق مین وہ قصیدہ جسکے مذکورہ بالا اشعار ہین میمیہ قصیدہ نہین ہے بلکہ حائیہ قصیدہ ہے جدع بن سنان کا جو ایک مشہور شاعر زمانۂ جاہلیت کا تھا اور اوسکے مندرجہ ذیل اشعار سے زیادہ وضاحت سے پایا جاتا ہے کہ جن کا اطلاق وحشی جنگلی آدمیون پر ہوا ہے اور وہ اشعار یہ ہین

اتوا ناری فقلت منون انتم	فقالوا الجن فقلت عموا صباحا
میرے الاؤ کے پاس وہ آئے تو مینے کہا کہ تم کون ہو	تو اونھون نے کہا کہ جن (یعنی پہاڑی) مینے کہا کہ تمھاری صبح اچھی ہو

نزلت بشعب وادی الجن لما رایت اللّیل قد نشر الجناحا

مین وادی الجن کی گھاٹی مین اُترا تھا - جبکہ رات نے اپنے پر پھیلا دیے تھے یعنی رات کا اندھیرا چھاگیا تھا اِسلئے وہین اُتر پڑا تھا -

اَتیتھم غریبا مستضیفا راوا قتلی اذا فعلوا جناحا

مین اونکے پاس گیا بطور ایک مسافر کے مہمان کے اور اونھون نے میرا مار ڈالنا اگر وہ ایسا کرتے ایک گناہ خیال کیا

اتونی سافرین فقلت اھلاً رایت وجوھھم وسما صباحا

پھر وہ میرے پاس چلکر آئے تو مینے کہا مبارکباد - مجھکو اونکے چہرے شباہت مین صبح کے سے روشن معلوم ہوئے

نحرت لھم وقلت الا ھلموا کلوا مِمّا طھیت لکم سماحا

مینے اونکے لیئے اونٹ ذبح کیا اور کہا کہ ہان آؤ اور جو کچھ مینے تمھارے لیئے فراخ حوصلگی سے پکایا ہی اوسکو کھاؤ

اتانی قاشر و بنو ابیہ وقد جن الدّجی واللّیل لاحا

میرے پاس قاشر اور اوسکے باپ کی اولاد آئی - اور تاریکی چھا گئی تھی اور رات ظاہر ہوگئی تھی

فنازعنی الزّجاجۃ بعد وھن مزجت لھم بھا عسلا وراحا

اوسنے ذرا ٹھہر کر شراب کے پیالہ مین چھینا چھانی کی - اور مینے اونکے لیئے شراب مین شہد ملا دیا تھا

اب یہ کہدینا کہ وہ سب جن ہی تھے اور جنّون ہی نے باتین کی تھین اور اونٹ کا گوشت کھایا تھا اور شراب پی تھی کسی ذی عقل کا تو کام نہین ہے -

سوم - جوہری نے لفظ رون کے بیان مین لکھا ہے کہ اَنَس الف و نون کے زبر سے جن کے مقابل اشعار مین آیا ہے اور یہ شعر نقل کیا ہے - اور جب جن کا لفظ انس یعنی شہری کے مقابل مین آیا ہے تو جن کے لفظ سے وحشی

قرار دینا نہایت قرین قیاس ہے۔

بها حاضر من غير جن يروعه	ولا انس ذو ارونان وذو زجل
یعنی وہان وہ حاضر تھا بغیر کسی جن کے کہ ڈراتا اوسکو	اور نہ کوئی شہر کا رہنے والا تھا غل غپاڑہ مچانیوالا

چہارم۔ خزانۃ الادب مین ورقہ بن نوفل کا یہ شعر نقل کیا ہے۔

ولا سليمان اذ دان الشعوب له	الجن والانس تجری بينها البرد

اور نہ سلیمان جب کہ مطیع ہوئے قبیلے اوسکے لیئے۔ یعنی جن اور انس آتے جاتے تھے اونمین قاصد

خزانۃ الادب مین اس شعر کی شرح مین لکھا ہے کہ شعوب جمع ہے شعب کی اور وہ

الشعوب جمع شعب بفتح وسكون وهو ما تشعب اى تفرق من قبائل العرب والعجم وبينه منها بقوله الجن والانس۔

(خزانۃ الادب جلد ثانی صفحہ ۳۸)

وہ ہین جو شعب شعبہ ہوتے ہین یعنی جو متفرق ہوگئے عرب اور عجم کے قبیلون مین سے اور شاعر نے اونھین کیطرح جن اور انس کہکر تصریح کی ہے۔ اور یہ شعر صاف اس بات کی دلیل ہے کہ جن اور انس کا لفظ انسانون پر بولا گیا ہے۔

پنجم۔ نابغہ ذبیانی کے دیوان مین یہ دو شعر ہین۔

لقد قلت للنعمان يوم لقيته	يريد بنى جن ببرقة صادر
البتہ مینے کہا نعمان سے جسدن کہ مین اوس سے ملا	وہ بنی جن سے لڑنے کو تھا مقام صادر کے ریتلے کنکریلے میدان مین
تجنب بنى جن فان لقاءهم	كريه وان لم تلق الا بصابر
علیحدہ رہ بنی جن سے پھر بیشک اون کے مقابل ہونا	برا ہے اگرچہ نہ ملے تو مگر صابر آدمیون کے ساتھ

اِس شعر کی شرح اسطرح پر کی ہے کہ میںنے اوسکو کہا کہ علیحدہ رہ بنی جن سے

قلت له تجنب بنی جن فانّ لقاۂم مکروہ
وان لم تلقهم الا برجل صابر شدید
فی الحرب برید انّهم اشدّ صبرا
ممن یلقاهم وان بلغ فی الصّبر الغایة

بیشک اونکا مقابلہ بُرا ہے اور اگر تو
اونکا مقابلہ نہین کریگا مگر ساتھ ایسے شخص کے
جو نہایت مستقل ہو لڑائی مین- شاعر کا
اِس کہنے سے یہ مطلب ہے کہ وہ بہت
زیادہ مستقل ہین اوس سے جو اونکے مقابل ہو اگرچہ وہ مستقل رہنے مین کتنے ہی
انتہا کے درجہ تک پہونچ گیا ہو-

قبل اِسکے کہ ہم اسپر کچھ اور زیادہ لکھین ہمکو بیان کرنا چاہیئے کہ عرب مین
بہت سے قبیلے تھے جو بنی جن کہلاتے تھے یا اور طرح پر جن کے لفظ سے
منسوب تھے جیسے جنی وغیرہ- اِس قسم کے نام ہونے ایک عام قاعدہ تمدّن کے
مطابق تھا کیونکہ جب تمدّن کو وسعت ہوتی جاتی ہے تو ہر جگہہ کے لوگ تمدّن مین
ترقی کرتے جاتے ہین- اور شہر اور قصبے خود بھی آباد کرتے ہین- اور شہر اور قصبے
جو آباد ہو گئے ہین اونمین بھی آکر سکونت اختیار کرتے ہین مگر اونکا قدیم لقب باقی رہتا ہے
اُسکی مثال ہندوستان کی قومون مین جو ہماری آنکھ کے سامنے ہین بخوبی
سمجھ مین آسکتی ہے- پہاڑی لوگ جب کہین شہر یا قصبہ مین آباد ہو جاتے ہین
ہمیشہ اونکا لقب پہاڑی چلا جاتا ہے- پنجاب کے لوگ دوسرے ملکون مین آباد
ہو گئے ہین باوجود گذرنے پشتون کے پنجابی کہلاتے ہین- جاٹ جو مغربی

سرحد سے آکر آباد ہوئے ہین اور معلوم نہین کہ کتنی پشتین اونکی گذر گئین مگر پچھاوی
کہلائے جاتے ہین۔ اسیطرح پر جب وحشی جنگلی لوگ عرب کی بستیون مین آکر
آباد ہوئے تو وہ لوگ اوسی قدیمی نام سے موسوم رہے - علاوہ اسکے ایک
قوم کے زن یا مرد کی دوسری قوم کے مرد یا عورت سے شادی ہو جانے سے
ایک جدا شاخ اوس قوم کی ایک جدا لقب سے پیدا ہو جاتی ہے پس اس عام قاعدہ
تمدن سے عرب بھی خالی نہ تھا - عرب مین ایک دستور آپسمین قومون کے حلیف
ہونے کا تھا اور حضریون کا بدویون یا مدریون کا وبریون سے حلیف ہونا کوئی
ایسی بات نہین ہے جس سے انکار ہو سکے اور اسی سبب سے بعض لوگ بنی جن اور
اور بعض اونکے حلیف کہلاتے تھے - پس اس شعر مین بنی جن کا لفظ اونھین
قدیم وحشی جنگلی آدمیون پر اطلاق ہوا ہے جنھون نے بمرور زمانہ کسیقدر تمدن اختیار
کرلیا تھا اور بعض مقامون پر قبضہ کرلیا تھا مگر اپنے لقب بنی جن سے مشہور تھے -
اس شعر مین جس لڑائی کا ذکر ہے شارح دیوان نابغہ نے اوسکو اسطرح پر بیان کیا ہے -

قال الوزیر ابوبکر قال ابو الحسن	وزیر ابوبکر نے کہا کہ ابو الحسن نے یہ کہا کہ
اراد النّعمان ان یغزوا بنی جن وھم	نعمان نے ارادہ کیا کہ بنی جن پر چڑہائی کرے
قوم من بنی عذرہ وقد کانت بنو عذرہ	اور بنی جن بنی عذرہ مین سے ایک قوم ہے
قبل ذلک قتلوا رجلا من	اور اس سے پہلے بنی عذرہ نے ایک
طی یقال لہ ابو جابر واخذوا	آدمی بنی طے کو جسکا نام ابو جابر تھا مار ڈالا تھا

امراته وغلبوا على وادی القری
وهو کثیر النخل فقال النابغة
يمدح بنی عذرة وكان لهم
مادحا (وقال) ابو عبيدة
لما اراد النعمان بن الحارث غزو
بنی جن کان النابغة عنده فنهاه
عن ذلك واخبر انهم فی حرة و
بلاد شديدة فابى عليه
فبعث النابغة الى قومه يخبرهم
بغزو النعمان لهم ويامرهم بان يمدوا
بنی جن فلما غزاهم النعمان فی بنی
غسان التحمت قوم النابغة
لبنی جن والتقوا مع آل غسان
فهزموهم وحازوا على ما معهم من
الغنايم واسهموا لبنی مرة بن عوف
(شرح دیوان نابغہ جلد اوّل صفحہ ۴۶)

اور اوسکی جورو کو پکڑ لیگئے تھے اور وادی القریٰ
پر جسمین بہت سے کھجوروں کے درخت ہین
قبضہ کر لیا تھا - تو نابغہ نے بنی عذرہ
کی مدح کی ہے اور وہ اونکا مدح کرنیوالا تھا -
ابو عبیدہ نے کہا کہ جب نعمان حارث کے
بیٹے نے بنی جن پر چڑہائی کا ارادہ کیا تو
نابغہ اوسکے پاس موجود تھا اوسنے اُسکو
چڑہائی کرنیسے منع کیا اور اوسکو جتلایا کہ وہ
سنگستان مین ہین اور اونکا ملک بھی نہایت
سخت ہے - یعنی وہان جانا سخت مشکل
ہے مگر نعمان نے انکار کیا - پھر نابغہ اپنی
قوم کے پاس گیا تاکہ وہ نعمان کی چڑہائی سے
اونکو خبر دے اور اونسے کہے کہ بنی جن کی مدد
کرین - پھر جب نعمان نے بنی غسان کے
ساتھ اونپر چڑہائی کی تو قوم نابغہ کی بنی جن سے
مٹ بھیڑ ہوئی اور آل غسان کا مقابلہ کیا
پھر اونکو شکست دی اور مال و اسباب اونکا لے لیا اور بنی مرہ بن عوف کو اوسمین سے حصّہ دیا -

اب کیا کسی ذی عقل کا کام ہے کہ بنی جن سے انسان نہ سمجھے بلکہ اونکو ایک قوم مزعومہ ومظنونہ مخلوق غیر مرئی سمجھے۔

ششم۔ شرح دیوان نابغہ مین لکھا ہے کہ بنی اسد اور بنی ذبیان عرب کے دو قبیلے تھے مگر ایک واقعہ کے سبب بنی اسد بنی ذبیان کے حلف سے علیحدہ ہو گئے اوسپر نابغہ نے کہا۔

کانک من جمال بنی اقیش	یقعقع خلف رجلیہ بشن
یعنی گویا کہ تو بنی اقیش کی اونٹنیون مین سے ہے	کھڑکھڑایا جاتا ہو اسکے پانو کے پیچھے سوکھے ہوئے مشکیزہ سے

تاج العروس شرح قاموس مین لکھا ہے۔ کہ بنی اقیش کی اونٹنیان اچھی نہین تھین

جمال بنی اُقیش غیر عتاق تنفر من کلّ شیءٍ منسوبة الی حی من الجنّ یقال لھم بنو اُقیش والنشد سبویہ۔	اور ہر چیز سے بھاگتی تھین اور وہ منسوب ہین ایک عرب کے قبیلہ بنی جن سے جنکو کہا جاتا ہے بنو اقیش اور اوسکی سند مین

سیبویہ نے یہی شعر پڑہا تھا۔

یہ بات بہت صاف ہے کہ بنی اُقیش جنگلون اور پہاڑون مین رہتے ہونگے اور جیسے کہ جنگل کے رہنے والونکی مویشی غیر مانوس اور ہر چیز سے بدکنے والے ہوتے ہین بنی اُقیش کی اونٹنیان بھی ہر چیز سے بدکتی اور بھاگتی ہونگی۔ اسلئے کسی کے کسی سے علیحدہ ہونیکے لیے جمال بنی اُقیش بطور ضرب المثل کے ہو گیا۔

صحاح جوہری اور شرح قاموس دونون مین لکھا ہے کہ اُقیش قوم من العرب

قال السّہیلی فی الرّوض - اٰل الیش یحتمل ان تکون قبیلۃ من المؤمنین ینسبون الی الیش و احسبہ اراد بال الیش بنی اُقیش و ھم حلفاء الانصار من الجن -

یعنی اُقیش عرب کی ایک قوم ہے اور آل اُیش کی نسبت لکھا ہے کہ سہیلی نے روض مین لکھا ہے کہ آل ایش غالبًا ایک قبیلہ مسلمانونکا ہے جو منسوب ہے اُیش کی طرف اور اوسنے خیال کیا ہی آل اُیش سے بنی اُقیش کو اور وہ انصار کے حلیف تھے جن مین سے اور اُقیش ابن ذھل اونکے شاعرون مین سے تھا -

سیرۃ ابن ہشام مین لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلعم عرب کے قبیلونکو بتون کی

(قال یعنی عبد العزی بن عبد المطلب ابولھب) یابنی فلان ان ھذا الرّجل انّما یدعوکم الی ان تسلخوا اللّات والعزّیٰ من اعناقکم وحلفاءکم من الجنّ من بنی مالک بن اقیش الیٰ ماجاء بہ من البدعۃ والضّلالۃ فلا تطیعوہ ولا تسمعوا منہ

پرستش چھوڑنے اور توحید اختیار کرنے کی نصیحت فرمارہے تھے تو عبد العزی یعنی ابولہب نے کھڑے ہوکر کہا کہ اسکی بات نہ مانو کیونکہ یہ تمکو اس طرف بلاتا ہے کہ تم اپنی گردنون مین سے لات وعُزّیٰ کونکالکر اور اپنے حلیفون کو جو جن مین سے ہین (قبیلہ بنی مالک بن اُقیش سے) چھوڑکر اوس بدعت وگمراہی کی طرف آؤ جو وہ لایا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ بنی مالک بن اُقیش اہل مکّہ کے حلیفون مین سے تھے -

اب سوال یہ ہے کہ بنی جن جو قوم بنی عذرہ مین سے تھے اور جنسے نعمان لڑا

اور آل ایش یا بنی اُقیش جو انصار کے حلیف تھے اور بنی مالک بن اُقیش جو اہل مکّہ کے حلیف تھے یہ سب وہی جن مزعومہ و مظنونہ تھے جنکی نسبت کہا جاتا ہے - جسم ناری حساس متحرک بالارادہ یتشکل باشکال مختلفہ - حاشا وکلا - یہ وہی جن ہین جنکی نسبت خدا نے فرمایا ہے وما خلقت الجن والانس الّا لیعبدون -

اب ہم سمجھتے ہین کہ ہمنے بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت مین جن کا اطلاق وحشی و جنگلی قومون پر اور اُن قومون پر جو دراصل پہاڑی وحشی تھے مگر رفتہ رفتہ تمدّن کی ترقی ہونیسے انھون نے بھی تمدّن اختیار کیا تھا اور قدیم سویلزڈ یا شہری قومون سے حلیف ہو گئے تھے ہوا ہے اور وہ سب انسان تھے اور وہ وہمی اور خیالی وجود جنکی عرب پرستش کرتے تھے اور جنکو بسبب مخفی ہونیکے جن سے تعبیر کرتے تھے بالکل ایک علیحدہ وہم اور خیال تھا - اور نہ قرآن مجید سے کسی ایسی مخلوق کا وجود ثابت ہوتا ہے جیسا کہ حمقاء جنون کے وجود کا خیال کرتے ہین -
پس جبتک کہ ایسی مخلوق کا مخلوق ہونا قرآن مجید سے ثابت نہ کیا جاوے تو لفظ جن سے ایسی واقعی مخلوق مراد لینا صحیح نہین ہو سکتا - پس قرآن مجید مین جہان لفظ جن آیا ہے اوس سے وہی وہمی اور خیالی وجود غیر موجود سمجھنا محض غلط اور بیجا ہے اب ہم قرآن مجید کی اُن باقیماندہ آیتون کو بیان کرینگے جنمین لفظ جن کا اطلاق بمعنی وحشی اور رو بری انسانون پر آیا ہے - وبہ نستعین -

پہلی آیت - سورۂ ذاریات مین خدا فرماتا ہے - ما خلقت الجن والانس

اِلّا لیعبدون - جسکا صاف مطلب یہ ہے کہ ہمنے تمام انسانون کو وہ شہر مین
رہنے والے ہون یا جنگلون اور پہاڑون مین بسیر اکرنیوالے سب کو پیدا کیا ہی
کہ خدا کی عبادت کرین -

دوسری آیت - خدا تعالیٰ سورۂ فصلت اور سورۂ احقاف مین فرماتا ہے -
قد خلت من قبلہم من الجنّ والانس انّہم کانوا خٰسرین - سورۂ فصلت
مین خدا اون لوگون کا ذکر کرتا ہے جو ایمان نہین لائے - اور سورۂ احقاف مین
خدا نے ایک مثال ایسے شخص کی دی ہے جو خدا پر ایمان لایا اور باپ مان کے
ساتھ جنسے اوسکو جنا اور دودھ پلایا احسان کیا اور اچّھے کام کیے اور دوسری
مثال ایسے شخص کی دی ہے جو مان باپ کے ساتھ گستاخی و بدزبانی سے
پیش آیا اور ایمان نہین لایا اور فرمایا کہ یہی لوگ ہین جنپر عذاب کا سچّا وعدہ ہوا ہے
اور اُن گروہون مین داخل ہین جو اونسے پہلے گذر چکے ہین جن اور انس
یعنی ہر قسم کے انسانون سے کہ وہ نقصان پاتے تھے -

تیسری آیت - سورۂ اعراف مین خدا نے فرمایا ہی - ادخلوا فی اممٍ قد خلت
من قبلکم من الجنّ والانس فی النّار - یعنی خدا تعالیٰ نے کافرون کی زبان حال
سے اوّل یہ فرمایا کہ جب خدا کے بھیجے ہوئے اونکی جان نکالنے کو آوینگے
تو پوچھین گے کہ وہ کہان ہین جنکو تم پوجتے تھے تو کہین گے کہ وہ تو کھوئے گئے
اور اپنے کفر پر یقین کرینگے خدا کہیگا کہ اون لوگون کے ساتھ جو تمسے پہلے گذرے ہین

جن اور انس سے یعنی ہر قسم کے انسان سے آگ مین داخل ہو۔

چوتھی آیت - خدا تعالیٰ سورہ انعام مین فرماتا ہے - یامعشر الجن والانس -
یعنی اے شہر کے رہنے والو اور جنگل اور پہاڑ مین بسیرا کرنیوالو - الم یاتکم
رسل منکم کیا تمھارے پاس تم ہی مین سے رسول نہین آئے تھے -
صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید انسانون کے لیئے نازل ہوا ہے اومین جسقدر
انبیا اور رسل کا ذکر ہے اونھین کا ہے جو انسانون کے لیئے مبعوث ہوئے
تھے - برخلاف اُن نصوص صریحہ کے یہ کہنا کہ مخلوق موہوم اور مزعوم مین
بھی اونھین مین سے اونکے رسول آئے تھے یا یہ کہنا کہ یہی انبیا اونکے لیئے
بھی رسول تھے کوئی سلیم العقل تو نہین قبول کر سکتا -

پانچوین آیت - خدا تعالےٰ اِسی سورہ انعام مین فرماتا ہے - لقد ذرانا
لجھنم کثیرا من الجن والانس لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین
لا یبصرون بھا و لھم اذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم
اضل اولئک ھم الغافلون - یعنی خدا فرماتا ہے کہ ہمنے بہتونکو جن اور
انس مین سے یعنی مہذّب و غیر مہذّب انسانون مین سے دوزخ کے لیئے
پیدا کیا ہے - یہ اِسلیئے فرمایا کہ اِس سے پہلی آیت مین فرمایا تھا و انفسھم
کانوا یظلمون - یعنی وہ اپنے پر آپ ظلم کرتے تھے - اِس آیت مین اوسکی
تفصیل کی ہے کہ اونکو دل دیا ہے سمجھنے کو مگر وہ اوس سے نہین سمجھتے -

اونکو آنکھین دی ہین مگر وہ اونسے نہین دیکھتے - اونکو کان دیئے ہین مگر وہ
اونسے نہین سنتے یہی لوگ ہین چوپایون کی مانند بلکہ اونسے بھی زیادہ گمراہ
کیونکہ یہ سب چیزین جو چوپایون کو دی ہین وہ تو اونکو اون کاموںمین لاتے
ہین جنکے لیئے اونکو دی گئین ہین اور یہ لوگ اونکو کام مین بھی نہین لاتے یہی
لوگ ہین غافل -

کس خوبی اور فصاحت اور دل مین اثر کرنیوالے طریقہ سے خداتعالی نے اِس
آیت مین ہر قسم کے اِنسانون کا مہذب ہون یا غیر مہذب - شہری ہون یا
جنگلی پہاڑی - حال بیان کیا ہے - خدا سمجھے اُن لوگون سے جو اِن تمام
خوبیونکو غارت کرکے جن کے لفظ سے ایک وجود غیر مرئی اپنی مزعومہ و مظنونہ
غیر موجود کو سمجھتے ہین والحق ان لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین
لایبصرون بھا ولھم اذان لایسمعون بھا لعل اللہ یھدیھم الی الحق
والھدایۃ امر من لدیہ وکلّ امر یرجع الیہ -

چھٹی آیت - خداتعالی نے سورۂ اسریٰ مین فرمایا ہے - قل لئن اجتمعت الانس
والجن علیٰ ان یاتو بمثل ھذا القران لایاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض
ظھیرا - یعنی کہدے اے پیغمبر اگر جمع ہوجاوین انس یعنی شہرونکے رہنے والے
اور جن یعنی بدومین جو خالص عربی زبان جاننے والے تھے اِس بات پر کہ کوئی
چیز اِس قرآن کی مانند لاوین تو اوسکی مانند نہ لاسکینگے اگرچہ ایکدوسرے کے مددگار ہون

اسکے بعد خدا فرماتا ہے - ولقد صرفنا للناس فی ھذا القران من کل مثل فابی اکثر الناس الا کفورا - یعنی ہمنے اس قرآن مین انسانون کے لیئے ہر طرح کی مثالین دی ہین پھر اکثر آدمیون نے ناشکری سے اونکو نہین مانا - اس آیت مین لفظ انس و جن کے بدلہ لفظ ناس فرمایا ہے جو علانیہ ثابت کرتا ہے کہ پہلی آیت مین بھی انس و جن سے ناس ہی مراد تھی نہ دیو جن موہومہ و مظنونہ کفار -

ساتوین آیت - خدا تعالیٰ نے سورۂ انعام مین فرمایا - وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا - اس آیت مین صاف صاف خدا نے فرمایا ہے کہ مدری اور وبری شریر اور بدذات آدمی نبیون کے دشمن ہوتے ہین اور آپسمین بنا بنا کر چکنی چپڑی باتین بناتے ہین - یہان جن سے وہی جن مزعومہ اور مظنونہ کو قرار دینا اور نعوذ باللہ انبیا کے ساتھ عداوت سے اونکا وسوسہ انبیا کے دلمین ڈالنا مراد لینا کسقدر افسوس کے لایق بات ہے - مفسرین کی اس تفسیر کو کوئی شخص جو انبیا علیہم السلام کی قدر و منزلت جانتا ہے تسلیم نہین کر سکتا -

آٹھوین آیت - سورۂ الرحمن مین خدا نے فرمایا - یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان - یہ آیت قیامت مین کافرون کے عذاب ہونے مین ہے اور یہ بتایا ہے کہ وہ کسیطرح کہین بھاگ کر عذاب سے بچ نہین سکتے -

قرآن مجید مین اُن مزعومہ اور مظنونہ جنون کی نسبت کچھ بھی احکام اوامر و مناہی
کے نہین ہین۔ اِنسانون کے لیئے تو قرآن مجید مین احکام بھرے پڑے ہین
اور اُن مظنون جنون کی نسبت ایک بھی نہین پھر وہ دوزخ مین کسوجہ سے
جاوینگے اور کیون عذاب پاوینگے اگر انسان اونکی پرستش کرتے ہین تو اونکا
کیا قصور ہے وہ تو کہدینگے کہ انہم لکاذبون۔ پس کوئی شخص یہ بات نہین
کہہ سکتا کہ اس آیت مین لفظ جن سے بجز جنگلی اور وحشی انسانون کے جو اسیطرح
مکلف ہین جیسے کہ شہری اور کوئی مخلوق مراد نہین ہوسکتی ہے۔
نوین آیت۔ اِسی سورہ مین خدا نے قیامت قایم ہونے کے حال مین بیان
فرمایاہی۔ فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ اِنس ولا جان۔ اور دوسری جگہہ حوران
بہشتی کے حال مین فرمایا ہے۔ لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان۔
جان اور جن ایک لفظ ہے ان آیتون مین بوجہ حُسن کلام کے بجاے
جن کے جان بولا ہے۔ جو دلیل کہ ہم آٹھوین آیت مین بیان کرچکے ہین
اوس سے ظاہر ہے کہ ان دونون آیتون مین سے پہلی آیت مین بجز انسانون
کے کوئی اور مخلوق غیر مرئی اور غیر مکلف بالاحکام من القرآن مراد ہوہی نہین سکتی۔
اور دوسری آیت مین حوران بہشتی کی عصمت ظاہر کرنے کو تعمیم کیگئی ہے
جسکا مقصد یہ ہے کہ کسی انسان نے اونکو پہلے نہین چھوا ہے۔ وعندی ان
ھذا لیس الا التمثیل من نعیم الجنۃ التی جاء فیھا لا عین رأت ولا اذن سمعت

ولا خطر علی قلب بشر۔

دسوین آیت۔ سورۂ نمل مین خدا نے فرمایا ہے۔ وحشر لسلیمان جنودہ من الجن والانس والطیر وھم یوزعون۔ یعنی جمع کیا گیا سلیمان کا لشکر جن سے اور انس سے اور طیر سے اور وہ ترتیب سے کھڑے کیئے جاتے تھے۔

اوّل تو نہایت تعجب ہے کہ مفسّرین یا مترجمین قرآن نے لفظ طیر کے معنی مرغان یا پرند جانورون کے لیئے ہین۔ اونکو لشکر سے کیا تعلق ہے لشکر ایک ترتیب سے کھڑا کیا جاتا ہے مگر پرند سپاہیون کے ساتھ کس ترتیب سے کھڑے کیئے جا سکتے ہین۔

طیر کا اطلاق گھوڑون پر ہوتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ سلیمان کا لشکر جسمین جن و انس و گھوڑے تھے جمع کیا گیا۔ جن سے مراد اونھین جنگلی و پہاڑی انسانون سے ہے جو لشکر سلیمان مین داخل تھے نہ اُن جنون سے جنکا وجود صرف مزعومہ و مظنونۂ جاہلیت ہے نہ وجودِ حقیقی۔ ان صاف باتون کو نہ سمجھنے اور ایک عجیب قصّہ بنا لینے کا سبب یہی ہے کہ دلون پر جن چھایا ہوا تھا اور اس طرف خیال بھی نہین جاتا تھا کہ کوئی انسان بھی ایسے ہین جنپر جن کا اطلاق ہوتا ہے۔

گیارھوین آیت۔ سورۂ انعام مین خدا نے فرمایا ہے۔ یا معشر الجن قد استکثرتم من الانس۔ مفسّرین اور مترجمین نے استکثرتم کے معنی یہ لیئے ہین

کہ اے گروہ جنّون کے تمنے بہت سے انسان اپنے تابع بنا لیئے ہین۔
ہم اگرچہ استکثرتم کے معنی اسطرح پر لینے تحقیق سے بعید سمجھتے تھے لیکن
ہمنے اپنی تفسیر مین اونھین معنون کو اختیار کرلیا کیونکہ ہمارے نزدیک
اسطرح معنی لینے مین لفظ یا کا جو جنّون کے لیئے بطور ندا کے آیا ہے صرف
بطور خطابیات کے ہے جیسے کہ بیجان چیزون کو ندا کیجاتی ہے۔ مثلاً سورہ
ہود مین ہے۔ یا ارض ابلعی ماءك ویا سما اقلعی۔ اور سورہ انبیا مین ہے۔
یا نار کونی بردًا وسلاما علی ابراهیم۔ اور سورہ سبا مین ہے یا جبال اوّبي
معه۔ مگر ہمارے نزدیک یہان بھی جن سے وہی جنگلی و پہاڑی آدمی مراد
ہین۔ اِس سے پہلی آیتون مین خدا تعالیٰ نیک و بد انسانون کا برابر ذکر
کرتا آتا ہے۔ پھر فرمایا کہ قیامت مین سب کو اکٹھا کرینگے اوسی کے ساتھ اون
لوگون کو جو پہاڑون اور جنگلون مین چھپے رہتے تھے خطاب کرکر بتلایا کہ تمنے
بہت زیادہ جمع کرلیئے گناہ بہ نسبت شہر والون کے۔ پس استکثار سے زیادتی
معاصی مین مراد ہے جیسے کہ ہمیشہ پہاڑی و جنگلی آدمی بہ نسبت شہر والون کے
زیادہ قتل و غارت اور انواع معاصی کے مرتکب ہوتے ہین۔ اِسلیئے اونکو خاص
خطاب کیا اور پھر دونون کو خطاب کرکے فرمایا کہ یا معشر الجنّ والانس الم یاتکم
رسل منکم۔ کیا تمھارے پاس پیغمبر نہین آئے تھے۔ اِسلیئے اِس مقام پر
بھی جن سے مزعومہ و مظنونہ عرب جاہلیت مراد نہین ہے۔

بارھوین آیت - سورۂ جن کی ہے جہان خدا نے فرمایا - قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجنّ فقالوا انّا سمعنا قرانا عجبا یھدی الی الرّشد فامنّا بہ ولن نشرک بربّنا احدا -

تیرھوین آیت - سورۂ احقاف کی ہے جہان خدا نے فرمایا ہی - واذ صرفنا الیک نفر من الجنّ یستمعون القراٰن فلمّا حضروہ قالوا انصتوا فلمّا قضی ولّوا الی قومھم منذرین -

یہ دونون آیتین ایک ہی واقعہ سے متعلق ہین اور جو لفظ جن کا اونمین آیا ہے وہ بالکل دوسرے معنون مین ہے یعنی اُن لوگون کی نسبت جنھون نے چھپکر اور پوشیدہ ہوکر قرآن سُنا تھا اور آنحضرت صلعم کو معلوم نہ تھا آنحضرتؐ سے پوشیدہ تھے اسلئے اونکی نسبت جن کا لفظ اطلاق ہوا ہے -

ترمذی مین ایک بہت لمبی حدیث ابن عباس سے منقول ہے اگرچہ وہ حدیث بلحاظ اوسکے مضمون کے جو اس حدیث مین ہے تسلیم کے قابل نہین ہے مگر خارج از مضمون راوی کی یہ راے ہے - ماقراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم علی الجنّ ولا رائیھم - یعنی آنحضرت صلعم نے جنّون کو قرآن نہین سُنایا تھا اور نہ اُنکو دیکھا تھا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُن لوگون نے چھپکر قرآن سُنا تھا -

تمام سورۂ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جنھون نے چھپکر قرآن سُنا تھا مختلف مذاہب کے انسان تھے اور قرآن سُننے کے بعد وہ سمجھے کہ اونکے

عقیدے اور اونکے خیالات محض غلط ہین چنانچہ انھون نے اپنے عقاید
اور اونکی غلطیون کو بیان کیا ہے۔ پس وہ انسان تھے نہ جن مزعومہ و مظنونہ عرب جاہلیت

چودھوین آیت - سورۂ ہود مین خدا نے فرمایا ہے۔ وتمت کلمۃ ربک
لاملئن جهنم من الجنۃ والناس اجمعین۔

پندرھوین آیت - خداتعالیٰ سورۂ سجدہ مین فرماتا ہے۔ لاملئن جهنم من الجنۃ
والناس اجمعین۔

سولھوین آیت - سورۂ ناس مین خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ الذی یوسوس
فی صدور الناس من الجنۃ والناس۔

ان تینون آیتون مین جنۃ اور ناس کا لفظ آیا ہے بجاے لفظ جن اور
انس کے - جن اور جنۃ ایک لفظ ہے البتہ ناس مین تمام انسان شہری
ہون یا پہاڑی سب شامل ہین مگر پھر جن کو علیحدہ بیان کرنیسے اور انس کو
علیحدہ بیان کرنیسے زیادہ تصریح و توثیق حکم کی مقصود ہوتی ہے جیسے کہ عام کو
بیان کرنیکے بعد خاص کو پھر بیان کردیتے ہین جیسے کہ خدا نے فرمایا ہے۔ من کان
عدوا للہ وملائکتہ وجبریل ومیکال - حالانکہ فرشتون مین جبریل و میکائیل داخل
تھے مگر پھر ان دونون کو علیحدہ بیان کرنیسے تاکید و توثیق و تنبیہ حکم کی مقصود ہی - اسیطرح
ان مقامون مین جنۃ کا لفظ فرماکر ناس کا لفظ فرمایا جسمین انسان جن یعنی وبری اور انسان
انس یعنی مدری دونون شامل ہین اس سے مخاطب اوّل جنگلی و پہاڑی لوگ ہین جنکی نسبت فرمایا تھا

قد استکثرتم اور پھر دونونکو شامل کیا - اور اسلیئے ان دونون آیتون سے بھی کسی ایسے مخلوق کا وجود جیسا کہ مزعوم و مظنون کفّار تھا ثابت نہین ہوتا۔

سترھوین آیت - سورۂ سبا مین خدا تعالیٰ نے فرمایا - ومن الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ - یعنی جنون مین سے وہ تھا جو حضرت سلیمانؑ کے سامنے اپنے رب یعنی اپنے آقا کے حکم سے کام کرتا تھا۔

تاریخ اور توریت سے پایا جاتا ہے کہ بادشاہ صور نے ایک کاریگر کو جو صور کا رہنے والا تھا حضرت سلیمانؑ کے ہان کام کرنے کو بھیجا تھا اوسی کی نسبت خدا نے فرمایا ہے - ومن الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ - اور یہ ایک تاریخانہ ثبوت اس بات کا ہے کہ جن کا لفظ قرآن مجید مین پہاڑی آدمیون پر اطلاق ہوا ہے۔

اٹھارھوین آیت - سورۂ نمل مین سلیمانؑ اور بلقیس کے قصّہ مین خدا نے فرمایا - قال عفریت من الجن انا اٰتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک وانی علیہ لقوی امین - عفریت کے معنی لغت مین زبردست مضبوط کے ہین - پس جب حضرت سلیمانؑ نے بلقیس کے لیئے تخت منگانا چاہا ایک زبردست پہاڑی آدمی نے کہا مین ابھی اوٹھا لاتا ہون - یہ جو مفسّرین نے قصّہ بنایا ہے کہ وہ تخت شہر سبا یعنی ملک یمن مین تھا نہ اوسکی کچھ اصلیت ہے نہ اوسکا کچھ ثبوت ہے سلیمان کے مکان مین وہ تخت ہوگا انھون نے اوسکو منگانا چاہا ایک شخص نے کہا حضور مین ابھی اوٹھا لاتا ہون اسمین نہ کچھ عجیب قصّہ ہے نہ کوئی بات ہے

مگر ہان واعظین کے لیئے ممبر پر بیٹھکر عجیب وغریب دوراز کار اور دور از عقل باتین بنانے کو کافی نہین۔

اونیسوین آیت۔ خدا تعالیٰ نے سورۂ سبا مین سلیمان کے قصہ مین فرمایا۔

فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المہین۔

مصریون مین عام رواج تھا کہ مُردے کی لاش کو ممی سے محفوظ کر کے رکھ چھوڑتے تھے اور کسی سہارے سے کھڑا کر دیتے تھے اگر کسی کو آنکھ سے دیکھنا ہو تو اب بھی مصر مین جا کر وہان کے میوزیم مین دیکھے دو ایک لاشین میان کی ہوئی دیوار کے سہارے کھڑی ہونگی۔

یہ طریقہ ممی کرنیکا یہودیون مین جاری ہوگیا تھا حضرت یوسف کی لاش کو ممی کر کے رکھا گیا تھا اور جب یہودی مصر سے چلے تھے تو اوسکو ساتھ لے لیا تھا اسیطرح حضرت سلیمان کے مرنے کے بعد اونکی لاش کو ممی کر کے ایک لکڑی کے سہارے کھڑا کر دیا ہوگا۔ بیت المقدس کی تعمیر مین ہزارون جنگلی و پہاڑی آدمی پکڑے آئے تھے اور بیگار مین کام کرتے تھے انھون نے اوس ممی کی ہوئی کھڑی ہوئی لاش کو جانا ہوگا کہ حضرت سلیمان زندہ ہین اور کام کیئے جاتے تھے اتفاقاً اوس لکڑی کو جسکے سہارے وہ لاش کھڑی تھی کسی کیڑے نے کھا لیا اور لاش گر پڑی۔ جب اُن پہاڑی آدمیون نے جانا کہ وہ مر چکے ہین تو کام چھوڑ چھوڑ کر چلے گئے اور کہا کہ اگر ہمکو غیب کی بات معلوم ہوتی تو ہم اِس

مصیبت مین نرہتے یعنی پہلے ہی سے چلے جاتے۔

ہم اپنی تفسیر مین بیان کرچکے ہین اور اب پھر بیان کرتے ہین کہ ہمارے پاس اس بات سے انکار کرنے کی کوئی دلیل نہین ہے کہ سوائے موجودات مرئی اور محسوس کے کوئی اور ایسی مخلوق موجود نہو جو مرئی نہو مگر کلام اسمین ہے کہ جسطرح جنون کی مخلوق کو مسلمانون نے تسلیم کیا ہے ایسی مخلوق کا وجود قرآن مجید سے ثابت نہین۔

علماے اسلام جن کی تعریف مین بیان کرتے ہین کہ جسم ناری حساس متحرک بالارادہ یتشکّل باشکال مختلفہ۔ اسی بنا پر عام مسلمان خیال کرتے ہین کہ وہ ایک ہوائی آگ کے شعلہ سے پیدا ہوئے ہین اونمین مرد اور عورت دونون ہین۔ لڑکے اور لڑکیان جنتے جناتے ہین طرح طرح کی شکلون مین بنجاتے ہین انسانون کے سرون پر آتے ہین اونکو تکلیف پہونچاتے ہین اونکو اوٹھا لیجاتے ہین اونکو مار ڈالتے ہین انسانون پر عاشق ہوجاتے ہین اونکو تازہ بتازہ میوے لاکر دیتے ہین اور دکھائی نہین دیتے مگر جب چاہین اور جیسی شکل مین چاہین اپنے تئین دکھلا دیتے ہین یعنی اپنے جسم مین دفعتًا ایسا مادّہ پیدا کر لیتے ہین کہ دکھائی دینے لگتا ہے۔ آدمی کی صورت بنکر بزرگون کی خدمت مین حاضر ہوتے ہین عامل اونکو آدمی بناکر اپنے گھوڑے کا سائیس کر لیتے ہین۔ مگر اسمین سے ایک بات بھی قرآن مجید سے ثابت نہین۔

کتب احادیث وسیر مین جو قصّے جنّون کے لکھے ہین وہ تو ایسے ہین جیسے کہ اِس زمانہ مین مشہور ہوتے ہین اور جنکی کچھ اصلیت نہین ہوتی کوئی ایسی معتبر حدیث موجود نہین ہے جس سے واقعی حالات ایسی مخلوق کے اور اونکے ایسے افعال کے جیساکہ عرب جاہلیت کو خیال تھا ثابت ہوتے ہون۔

تمام علماے علم حدیث اِس بات پر متفق ہین کہ کُل حدیثین بالمعنی روایت کیگئی ہین نہ باللفظ اِسلیئے الفاظ حدیث اوس اخیر راوی کے متصوّر ہوتے ہین جسنے اوسنے روایت کی جنھون نے اوسکو حدیث کی کتابون مین قلمبند کیا اور اِس سبب سے حدیثین کلام مولّدین قرار پائی ہین جنسے بلحاظ علم ادب استناد نہین ہوسکتا۔ اور یہی سبب ہی کہ علماے علم ادب مثل سیبویہ و اخفش وغیرہ نے علم ادب مین کسی حدیث سے اِستدلال نہین کیا بلکہ اشعار جاہلیت اور کلام بدوین سے جو محض جاہل تھے استدلال کیا ہی۔ اِسپر مصنف خزانۃ الادب نے بہت بڑی بحث کی ہے اور بہت سے وجوہ بیان کیئے ہین جنکے سبب علماے علم ادب نے بلحاظ علم ادب کے حدیث پر استدلال کرنا متروک رکھا ہے۔

علاوہ اِسکے حدیث کی صحت اور مستند ہونے پر بجز اُن افعال صحابہ اور تابعین و تبع تابعین کے جو اب تک متواتر اور نسلاً بعد نسل عمل مین آتے رہے ہین اسقدر لمبی بحثین ہین کہ اونسے کوئی ایسی بات جسکا ثبوت قرآن مجید سے علانیہ نہوتا ہو ایسے طور پر ثابت ہوسکے جو بنیاد ایسے عقیدے کی ہو جسکا ثبوت نہ عقلاً ہو اور نہ اوسکا وجود ظاہر مین ہو۔

اسلئے اس باب مین حدیثون اور سیر کی روایتون سے بحث کرنا ہمارے نزدیک محض فضول اور بیفائدہ ہے - حسبنا کتاب اللہ - مگر ہم ایک حدیث بخاری کی جو اصح الکتب حدیث ہے اور ترمذی کی جو بخاری کی ادنی حدیث سے متعلق ہے اور ایک آدھ روایت کتب سیر سے اس مقام پر تمثیلاً نقل کرتے ہین -

بخاری نے کتاب التفسیر مین سورۂ جن کی تفسیر مین ابن عباس سے یہ حدیث لکھی ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابیون کے ساتھ سوق عکاظ کی طرف تشریف لیے جاتے تھے اور شیاطین مین اور شیاطین کے آسمان کی خبر ملنے مین روک ہو گئی تھی اور اوناپر شہاب ثاقب پھینکے جاتے تھے - پھر شیاطین وہانسے پھرے - اونکے بھائی بندون یا دوستون نے یا اونکی قوم نے کہا کہ تمھارا کیا حال ہے - انھون نے کہا کہ ہم مین اور آسمان کی خبر مین روک ہو گئی ہے اور ہمپر شہاب ثاقب پھینکے جاتے ہین (قال) کیا چیز ہم مین اور آسمان کی خبر مین روک

حدثنا موسی بن اسمعیل قال حدثنا ابو عوانة عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال انطلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طائفة من اصحابه عامدین الی سوق عکاظ وقد حیل بین الشیاطین وبین خبر السماء وارسلت علیهم الشهب فرجعت الشیاطین فقالوا ما لکم قالوا حیل بیننا وبین خبر السماء وارسلت علینا الشهب قال ما حال بینکم وبین خبر السماء الا ما حدث فاضربوا مشارق الارض و مغاربها فانظروا ما هذا الامر الذی

حَدَثَ فانطلقوا فضربوا مشارقِ	ہوگئی ہے۔ مگر کوئی نئی بات ہوئی ہے۔
الارض ومغاربها ينظرون ما هٰذا الامر	پھر جاؤ دنیا مین اوسکے مشرق سے اُسکے
الّذی حال بینهم وبین خبر السّماء قال	مغرب تک اور دیکھو کہ کیا یہ بات ہے جو نئی
فانطلق الّذین توجّهوا نحو تهامة الی	پیدا ہوئی ہے پھر وہ چلے اور دنیا مین اوسکے
رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم بنخلة	مشرق اور اوسکے مغرب مین دیکھتے ہوے
وهو عامدًا الی سوق عکاظ وهو یصلّی	پھرے کہ کیا یہ بات ہے جو روک ہوگئی ہی
باصحابه صلوٰة الفجر فلمّا سمعوا القرآن	ہم مین اور آسمان کی خبر مین کہا کہ جو شیاطین
تسمّعوا له فقالوا هٰذا الّذی حال بینکم	چلے وہ آئے تہامہ کی طرف رسولِ خدا
وبین خبر السّماء فهنالك رجعوا الی قومهم	صلی اللہ علیہ وسلم پاس نخلہ مین اور آنحضرت سوق
فقالوا یا قومنا انّا سمعنا قرانًا عجبًا یهدی	عکاظ کو جاتے تھے اور اپنے اصحاب کے
الی الرّشد فاٰمنّا به ولن نشرك بربّنا احدًا	ساتھ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر جب
وانزل اللّٰه تعالیٰ علیٰ نبیّه صلی اللّٰه	اون شیاطین نے قرآن سنا تو خوب غور
علیه وسلّم قل اوحی الیّ انّه استمع	سے سنا پھر بولے یہی وہ چیز ہے جو
نفر من الجنّ وانّما اوحی الیه قول الجنّ۔	ہم مین اور آسمان کی خبر مین روک ہے۔

پھر وہین سے اپنی قوم کے پاس لوٹے اور کہا اے ہماری قوم ہمنے سنا ایک عجیب قرآن جو اچھی راہ پر ہدایت کرتا ہے پھر ہم تو اوسپر ایمان لے آئے اور ہم اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہین کرینگے۔ اوسوقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

پر یہ آیت نازل کی قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن - اور وحی جو نازل ہوئی تھی وہ جنون کی بات کرنا تھی -

اَب غور کرنا چاہیے کہ یہ بخاری کی حدیث ہے محمد اسمعیل بخاری کے نزدیک اوسکے راوی معتبر ہونگے مگر عام طور پر حدیث سے نہین معلوم ہوتا کہ حضرت ابن عبّاس بھی آنحضرت کے ساتھ اوس مقام پر موجود تھے - اور اگر نہین تو انھون نے کیونکر جانا کہ شیاطین مین یہ سب باتین ہوئی تھین کیونکہ ایک اشارہ بھی اِس حدیث مین اسپر نہین ہے کہ آنحضرت نے ابن عبّاس سے وہ باتین جو جنّون مین باہم ہوئی تھین فرمائی ہون - اِسکے بعد یہ الفاظ ہین - قال فانطلق الذین توجّھوا نحو تھامۃ قال کی ضمیر حضرت ابن عبّاس راوی کیطرف راجع ہے پھر انھون نے کسطرح جانا کہ جنّون نے قرآن سنا اور ایمان لے آئے اور اپنی قوم سے جاکر کہا کہ ہماری اور آسمان کی خبرین یہی روک ہوگئی ہے -

علاوہ اِسکے شہاب ثاقب کا شیاطین پر پھینکے جانیکا ذکر ہے وہ کوئی نئی بات نہین ہے - دنیا جب سے پیدا ہوئی ہے ہمیشہ شہاب ثاقب بھی چلتے رہے ہین - کسقدر تعجب ہے کہ ترمذی کی حدیث مین ہے ولم تکن النجوم یرمی بہا قبل ذلک یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ستارے یعنی شہاب ثاقب نہین مارے جاتے تھے - اوسکے اوپر یہ بات کہنی کہ پہلے تھوڑے ستارے مارے جاتے تھے اور آنحضرت کے مبعوث ہونے کے بعد کثرت سے مارے جاتے تھے - ایک

ایسی بات ہے کہ کوئی شخص جو شہاب ثاقب کے اسباب سے واقف ہے قبول نہین کرسکتا زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ روک تو ہوئی تھی آسمان پر اور وہ اوس روک کے تلاش کرنے کو زمین مین مشرق سے مغرب تک دوڑتے پھرے ۔ وانا اقسم باللہ الذی نفسی بیدہ لیس ھذا قول رسول اللہ صلعم ۔ معلوم نہین کہ درحقیقت کیا بات تھی اور حضرت عباس نے کیا فرمایا تھا اور راوی کیا سمجھے ۔ پہلے راوی نے دوسرے راوی سے کیا کہا اور دوسرے نے تیسرے سے اور تیسرے نے چوتھے سے اور چوتھے نے پانچوین سے اور جو کچھ بخاری نے اپنی کتاب مین لکھا پانچ چھہ آدمیون مین ہوکر آیا اور معلوم نہین کیا کیا تغیّر و تبدّل مضمون مین اور الفاظ مین ہوگیا ۔

ترمذی مین یہی حدیث ہے اور حضرت ابن عباس ہی کی روایت سے جسمین اونکے سوا

حدثنا عبد بن حمید ثنی ابو الولید نا ابو عوانہ عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال ما قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الجن ولا رأھم انطلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طائفۃ من اصحابہ عامدین الی سوق عکاظ وقد حیل بین الشیاطین وبین خبر السماء وارسلت علیھم الشھب فرجعت الشیاطین الی قومھم فقالوا مالکم قالوا قد حیل بیننا و بین

تین اور راوی بھی وہی ہین جو بخاری کے راوی ہین ۔ اور وہ حدیث اسطرح پر آئی ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ نہین پڑھا یعنی قرآن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنّون پر اور نہ اونکو دیکھا ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چند اپنے اصحابون کے ساتھ سوق عکاظ جانے کے قصد سے روانہ ہوئے ۔ اور شیاطین مین اور آسمان کی خبر مین روک ہوگئی تھی اور پھینکے جاتے تھے

خبر السّماء وأرسلت علينا الشّهب فقالوا
ما حال بيننا وبين خبر السّماء الّا من
حدث فاضربوا مشارق الارض و
مغاربها فانظروا ما هذا الّذى حال بينكم
وبين خبر السّماء قال فانطلقوا يضربون
مشارق الارض ومغاربها يبتغون ما هذا
الّذى حال بينهم وبين خبر السّماء فانصرف
اولئك النّفر الّذين توجّهوا نحو تهامة
الى رسول الله صلى الله عليه وسلّم
وهو بنخلة عامدًا الى سوق عكاظ وهو
يصلّى باصحابه صلوة الفجر فلمّا سمعوا
القرآن استمعوا له فقالوا هذا والله
الّذى حال بينكم وبين خبر السّماء قال
فهنالك رجعوا الى قومهم فقالوا
يا قومنا انّا سمعنا قرآنا عجبًا يهدى الى
الرّشد فامنّا به ولن نشرك بربّنا
احدًا فانزل الله تبارك وتعالے

اونپر شہاب ثاقب پھر لوٹے شیاطین اپنی قوم
کے پاس اونھون نے کہا کہ کیا تمھارا حال
ہے اونھون نے کہا کہ روک ہوگئی ہی ہم مین
اور آسمان کی خبر مین اور پھینکے جاتے ہین
ہمپر شہاب ثاقب پھر انھون نے کہا کہ کیا چیز
روک ہوگئی ہے تم مین اور آسمان کی خبر مین
الّا کسی نئی چیز سے - پھر جاؤ دنیا کے مشرقون
اور اوسکے مغربون مین پھر دیکھو کیا یہ چیز ہے
جو روک ہوئی ہے تم مین اور آسمان کی خبر مین -
کہا - پھر وہ گئے دنیا کے مشرقون اور اوسکے
مغربون کو ڈھونڈھتے ہوئے کہ کیا یہ ہے
جو روک ہوگئی ہے اونمین اور آسمان کی خبر مین
پھر پھرے یہ لوگ جو متوجہ ہوے تھے
تہامہ کو طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور وہ نخلہ مین تھے ارادہ کرتے ہوئے جانیکا
سوق عکاظ کی طرف اور وہ نماز پڑھ رہے تھے
اپنے اصحابون کے ساتھ فجر کی - پھر جب

علیٰ نبیہٖ صلی اللہ علیہ وسلم قل اوحی إلیَّ انہ استمع نفر من الجن وانما اوحی الیہ قول الجن وبہذا الاسناد عن ابن عباس قال قول الجن لقومہم لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا قال لما رأوہ یصلی واصحابہ یصلون بصلاتہ ویسجدون بسجودہ قال تعجبوا من طواعیۃ اصحابہ لہ قالوا لقومہم لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا ہذا حدیث حسن صحیح۔

انھون نے قرآن سُنا اور اوسکو خوب سُنا تو انھون نے کہا یہ قسم اللہ کی روک ہوا ہے ہمین اور آسمان کی خبرین۔ کہا۔ پھر اوسی جگہہ سے وہ لوٹے اپنی قوم کیطرف پھر انھون نے کہا اے ہماری قوم بیشک ہمنے سُنا قرآنِ عجیب ہدایت کرتا ہے اچھی طرف پھر ہم ایمان لے آئے اوسپر اور ہم نہ شریک کرینگے اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو پھر اوتاری اللہ برکت والے بڑے نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قُل اُوحیَ اِلَیَّ انہ استمع نفرٌ من الجن اور صرف جو وحی بھیجی گئی تھی وہ جنّون کی بات تھی۔ اور انھین راویون نے ابن عبّاس سے روایت کی ہے کہ انھون نے کہا کہ بات جنّون کی اونکی قوم کے لیئے یہ تھی لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا۔ ابن عبّاس نے کہا کہ اونکا یہ کہنا اِسلیئے تھا کہ انھون نے دیکھا آنحضرتؐ کو اور اونکے اصحاب کو نماز پڑہتے ہین آنحضرتؐ کی نماز کے ساتھ اور سجدہ کرتے ہین آنحضرتؐ کے سجدہ کے ساتھ تو انھون نے تعجب کیا آنحضرتؐ کے لیئے اونکے اصحاب کی اطاعت سے تو انھون نے اپنی قوم سے کہا لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا۔ یعنی جب کھڑا ہوا بندہ

اللہ کا کہ عبادت کرے اوسکی قریب تھا کہ ہوویں اوسپر جمگھٹ۔

باوجودیکہ یہ ایک حدیث ہی اور وہی اوسکے راوی ہین جو بخاری کی حدیث کے راوی ہین اور ان دونون حدیثون مین چودہ ۱۴ جگہہ اختلاف ہی جسکو ہم بیان کرینگے اور وہ اختلاف صرف لفظی ہی نہین ہے بلکہ ایسا اختلاف ہے جس سے بہت کچھ مطلب بدل جاتا ہے اور وہ اختلاف یہ ہین۔

	بخاری	ترمذی
۱	+ + + + + + + + +	قال ماقرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الجن ولا رآہم
۲	فرجعت الشیطن	فرجعت الشیطن الی قومہم
۳	قال ماحال بینکم وبین خبر السماء	فقالوا ماحال بیننا وبین خبر السماء
۴	الا ماحدث	الا من حدث
۵	فانظروا ماہذا الامر الذی حدث	فانظروا ماہذا الذی حال بینکم وبین خبر السماء
۶	فانطلقوا فضربوا مشارق الارض ومغاربہا	فانطلقوا یضربون مشارق الارض ومغاربہا
۷	ینظرون ماہذا الامر الذی	یبتغون ماہذا الذی
۸	قال فانطلق الذین توجہوا نحو تہامہ	فانصرف اولئک النفر الذین توجہوا نحو تہامہ
۹	بنخلہ وہو عامدا الی سوق عکاظ	وہو بنخلة عامدا الی سوق عکاظ
۱۰	تسمعوا لہ	استمعوا لہ
۱۱	فقالوا ہذا الذی حال بینکم وبین خبر السماء	فقالوا ہذا واللہ الذی حال بینکم وبین خبر السماء
۱۲	فہنالک رجعوا الی قومہم	قال فہنالک رجعوا الی قومہم
۱۳	وانزل اللہ تعالی	فانزل اللہ تبارک وتعالی
۱۴	+ + + + + + +	وبہذا الاسناد عن ابن عباس قال قول الجن لقومہم لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا قال لما راوہ یصلی واصحابہ یصلون بصلاتہ ویسجدون بسجودہ قال تعجبوا من طواعیة اصحابہ لہ قالوا لقومہم لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا

۱- یعنی ترمذی مین ہے کہ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلم نے جنون پر قرآن نہین پڑہا اور نہ اونکو دیکھا - مگر بخاری مین یہ جملہ نہین ہے -

۲- ترمذی مین ہے کہ پھر شیاطین پھرے اپنی قوم کے پاس مگر بخاری مین اپنی قوم کے پاس نہین ہے -

۳- بخاری مین لفظ قال ہے جسکی ضمیر بظاہر راوی کیطرف پھرتی ہے اور اگر کوئی لفظ مقدر مانو تو شیطان کیطرف پھیرو - مگر ترمذی مین لفظ قالوا ہے یعنی شیاطین کی قوم نے کہا کہ کیا چیز روک ہے تم مین اور آسمان کی خبر مین -

۴- بخاری مین ہے کہ کوئی چیز نئی پیدا ہوئی ہے اور ترمذی مین ہے کہ نئی چیز پیدا ہونے سے ہے -

۵- بخاری مین ہے پھر دیکھو کہ کیا یہ بات ہے جو پیدا ہوئی ہے اور ترمذی مین ہے پھر دیکھو کہ کیا ہے یہ جو روک ہے تم مین اور آسمان کی خبر مین -

۶- بخاری مین ہے پھر وہ گیے اور چلے زمین یعنی دنیا کے مشرقون اور اُسکے مغربون مین - ترمذی مین ہے پھر وہ گیے چلتے زمین یعنی دنیا کے مشرقون اور اوسکے مغربون مین -

۷- بخاری مین ہے دیکھو کہ یہ کیا بات ہے - ترمذی مین ہے کہ ڈھونڈھو یہ کیا ہی -

۸- بخاری مین ہے قال پھر اسکی ضمیر مین مشکل پڑی ظاہر مین یہ ہے کہ راوی نے کہا - ترمذی مین لفظ قال نہین ہی بلکہ یون ہی کہ پھر پھرے وہ گروہ جو متوجہ ہوئے تھے تہامہ کیطرف -

۹- بخاری مین ہو کا لفظ موخر ہے اور ترمذی مین مقدم-

۱۰- بخاری مین تسمّعوا کا لفظ ہے اور ترمذی مین استمعواله-

۱۱- ترمذی مین واللہ کا لفظ قسم ہے اور بخاری مین واللہ کا لفظ نہین ہے-

۱۲- پھر وہ وہان سے پھرے مگر ترمذی مین لفظ قال ہے جسکی ضمیر بظاہر راوی کی طرف پھرتی ہے یعنی راوی نے کہا کہ پھر وہان سے پھرے-

۱۳- بخاری مین وانزل اللہ تعالیٰ ہے اور ترمذی مین ہے فانزل اللہ تبارک وتعالیٰ-

۱۴- اخیر طولانی عبارت ترمذی مین ہے اور بخاری مین نہین ہے-

یہ سب باتین اسپر دلالت کرتی ہین کہ احادیث بالمعنی بیان ہوئی ہین نہ باللفظ اور اسلیے نہایت شبہہ رہتا ہے کہ راوی اوّل نے کیا بیان کیا تھا اور رفتہ رفتہ اوسمین کیا تغیر وتبدل ہوگیا- اسلیے جہانتک ممکن ہو اس قسم کے حالات مین جو قصص سے متعلق ہین صرف قرآن مجید کے الفاظ پر منحصر رہنا چاہیے اور اُن قصّون کی پیروی کرنے سے بچنا چاہیے جو کتب احادیث وتفاسیر وسیر مین مندرج ہین-

جنّون ہی کے متعلق ایک اور حدیث ترمذی مین آئی ہے- پہلے راوی ابن مسعود ہین

حدثنا علی بن حجرنا اسمعیل بن ابراہیم عن داؤد عن الشّعبی عن علقمہ قال قلت لابن مَسعود هل صحب النّبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الجنّ منکم احداً قال ماصحبہ منا احد	اونکے بعد علقمہ ہین اور علقمہ سے شعبی نے روایت کی ہے اور اونسے اورون نے علقمہ نے کہا کہ مینے ابن مسعود سے پوچھا کہ لیلۃ الجن مین تم مین سے کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

ولكن افتقدناه ذات ليلة وهو بمكة فقلنا	تها انهون نے کہا کہ نہین ہم مین سے کوئی
اغتيل استطير ما فعل فبتنا بشر ليلة بات	نہ تہا لیکن ہمنے ایک رات آنحضرتؐ کو جبکہ وہ
بها قوم حتى اذا اصبحنا او كان فى وجه	مکہ مین تہے کہو دیا تہا - پہر ہمنے کہا کہ کوئی دہوکا
الصبح اذا نحن به يجى من قبل حرا قال	دیکر اونکو پکڑ لے گیا - پہر ہمنے نہایت مصیبت
فذكروا له الذى كانوا فيه قال فقال اتانى	کی رات جو کسی قوم پر گذری ہو بسر کی یہانتک کہ
داعى الجن فاتيتهم فقرات عليهم قال	جب ہمنے صبح کی یا صبح ہونے لگی کہ ہم اونکے پاس
فانطلق فارانا اثارهم واثار نيرانهم قال	تہے وہ آتے تہے حرا کیطرف سے پہر ہمنے اونسے کہا جو ہمپر
الشعبى وسالوه الزاد وكانوا من جن الجزيرة	ہوا تہا - راوی نے کہا پہر فرمایا آنحضرتؐ نے
فقال كل عظم لم يذكر اسم الله عليه	کہ جنون کا ایلچی میرے پاس آیا پہر مین
يقع فى ايديكم اوفر ما كان لحما وكل بعرة	اونکے پاس گیا پہر اونکے سامنے قرآن پڑہا
او روثة علف لدوابكم فقال رسول الله	راوی نے کہا پہر وہ گئے اور ہمکو اونکے یعنی
صلى الله عليه وسلم فلا تستنجوا بهما فانهما	جنون کے نشان اور اونکے الاو دکہائے
زاد اخوانكم من الجن هذا حديث حسن صحيح	(اسکے آگے اس حدیث مین ابن مسعود کا

بہی نام چہوڑ دیا ہے اور علقمہ کا بہی نام چہوڑ دیا ہے اور یون لکہا ہے کہ) شعبی نے کہا
کہ انہون نے اونسے خوراک کا سوال کیا اور وہ تہے جزیرہ کے جن پہر کہا (غالباً قال
کی ضمیر اوسی طرف پہرتی ہے جسطرف سالوہ کی ضمیر راجع ہے یعنی آنحضرتؐ کیطرف)
تمام ہڈیان جنپر نام خدا کا نہین لیا گیا تمہارے ہاتہ لگین گی بہت زیادہ ہونگی گوشت

سے اور اونٹنیون کی تمام مینگنیان اور گوبر تمھارے چارپایون کا چارہ ہے پھر فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مت استنجا کرو اُن دونون سے کہ وہ دونون خوراک ہین تمھارے بھائیون کی جو جنّون مین سے ہین ۔

ممکن ہے کہ کسی جزیرے کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ہون اور آپ اُنکے پاس تشریف لیگئے ہون اور آنحضرت صلعم نے نشان کسی قافلہ کے ٹھہرنے کے جو مثل الاؤ لگانے کے ہوتے ہین دکھائے ہون ۔ اور رفتہ رفتہ راویون کے خیال مین جو جن چھا گیا تھا اوس سے انھون نے اُن لوگون کو جن مزعومہ ومظنونہ سمجھا ہو ۔ گو کہ قافلہ کے نشان صریح انسانون کے قافلہ پر دلالت کرتے ہین لیکن آدھی حدیث مین جو دو اصلی راویون کو چھوڑ کر شعبی سے روایت لکھی ہے اوسپر کیونکر اعتقاد ہو سکتا ہے اور جو کچھ شعبی نے بیان کیا ہے وہ ایک عام مشہور بات تھی جسکو اوسنے حدیث سے ملا دیا قدیم سے لوگ خیال کرتے ہین کہ جن ہڈیان اور گوبر کھاتے ہین تعجّب یہ ہے کہ اونکے اجسام کو نہایت لطیف ہوائے ناری مانتے ہین اور اونکی خوراک یہ کچھ پس ایسے قصص وحکایات ہرگز اس قابل نہین ہین کہ قرآن مجید کی تفسیر مین شامل کیے جاوین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہون واقسم باللہ ان ذاتہ الشریف بری عن مثل ذلک الهفوات ۔

حدیث کی کتابین نہایت قابل ادب ہین اونکے جامعین نے ایک طرح سے نہایت احسان کیا ہے کہ احادیث کے جمع کرنے مین اسقدر محنت کی ہے مگر اونکا ایسا کرنا

قرنِ اوّل کے صحابۂ کرام کے برخلاف ہوا بہرحال انھون نے جو کچھ کیا نہایت
نیک نیتی اور محبّتِ اسلام سے کیا وہ خود بھی نہایت بزرگ اور قابلِ ادب تھے مگر
یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اونکی حدیثین مثل قرآن مجید کے بری عن السّھو والخطا ہین۔ معہذا
اون بزرگون نے حتّی المقدور راویون کے ثقہ اور معتبر ہونے پر حدیث کی صحت کا
مدار رکھا ہے مگر اوسکی صحت کی پرتال مین درایت سے کام نہین لیا اور یہ باریک
بات یا تو مخالفین مذہبِ اسلام کی نظر سے چوک گئی ہے یا قصداً انھون نے اوسکو
ترک کردیا ہے۔ اور احادیث و روایات کے استدلال سے مذہبِ اسلام پر اعتراض
کیئے ہین اسمین کسیقدر خطا مسلمانونکی ہے کیونکہ اُصولِ حدیث مین حدیث کی صحت
تسلیم کرنے کو درایت کو قایم کیا ہے مگر افسوس کہ اوسپر عمل بہت ہی کم کیا ہے
پس حدیثون پر استدلال کرنے مین لازم ہے کہ علاوہ دیگر اصول تصحیح حدیث درایتاً
بھی اوسپر نظر ڈالی جاوے کہ از روے درایت کے بھی صحیح ہے یا نہین۔ اور اس
اُصول سے کوئی حدیث ہو صحیحین کی یا اور کوئی کتب حدیث کی بری نہین ہوسکتی۔

سیرت ابن ہشام مین اس سے بھی زیادہ غیر مفہوم باتین لکھی ہین۔ اسماءؓ بنت

قالت (اسماء بنت ابی بکر) قالت ثم انصرفوا	ابی بکر کا قول لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلعم
فمکثنا ثلاث لیال ماندری این وجہ	مکّہ سے تشریف فرما ہوئے تو تین رات
رسُول اللّٰہ صلعم حتّی اقبل رجل	تک ہمنے انتظار کیا اور ہمنے نہ جانا کہ
من الجنّ من اسفل مکہ تیغنی بابیات من	آنحضرت صلعم کسطرف تشریف لیگئے

شعر غناء العرب وانّ النّاس یتبعونہ یسمعون صوتہ وما یرونہ حتّی خرج من اعلاء مکہ وھو یقول

جز اللہ ربّ النّاس خیر جزاءہ
رفیقین خلاّ خیمتی اُمّ مَعبدِ
ھما نزلا بِالبرّ ثمّ تروّحا
فافلح من امسی رفیق محمّدِ
لیھنی بنی کعبٍ مکان فتاتھم
ومقعدھا للمؤمنین بمرصدِ

قال ابن اسحٰق قالت اسما بنت ابی بکر فلمّا سمعنا قولہ علمنا حیث وجہ رسول اللہ صلعم وان وجہ الی المدینة وکانوا اربعة رسول اللہ صلعم وابوبکر وعامر بن فھیرة مولی ابی بکر وعبد اللہ بن ارقط دلیلھما۔

یہانتک کہ ایک شخص جنون مین سے اسفل مکّہ سے چند عربی شعر عرب کے راگ کے گاتا ہوا آیا لوگ اوسکے پیچھے ہوئے اوسکی آواز سُنتے تھے اور اوسکو ندیکھتے تھے یہانتک کہ وہ اعلیٰ مکہ سے ہوکر چلا گیا اُن شعرون کا ترجمہ یہ ہے۔ بدلا دے۔ اللہ پروردگار لوگون کا اچھا بدلہ اپنا۔ دو رفیقون کو جو ٹھہرے خیمون ام معبد مین۔ وہ دونون اُترے ساتھ نیکی کے۔ پھر دونون چلے گئے۔ پھر فلاح پائی اوس شخص نے جو ہوا رفیق محمد صلعم کا تاکہ مبارک ہو بنی کعب کو جگہہ اونکی لڑکی کی (یعنی امّ معبد کی جو بیٹی تھی کعب کی اور ایک عورت تھی بنی کعب کی جو ایک شاخ ہے خزاعہ کی) دران حالیکہ اوسکے رہنے کی جگہہ مسلمانون کے لیئے جگہہ تھی ٹھہرنے کے لیئے۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ اسمار بنت ابی بکر نے کہا کہ جب ہمنے اوسکا یعنی جن کا یہ گانا سُنا تو

ہمنے جان لیا جسطرف رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم گئے ہین اور اونکا جانا مدینہ کی طرف تھا اور وہ چار شخص تھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور ابو بکر۔ اور عامر بن فہیرہ۔ مولی ابی بکر۔ اور عبداللہ بن ارقط۔ اونکا اگوایعنی راہنما۔

اِس قسم کی تمام روایتین محض نا معتمد ہین افواہی بے اصل باتین جیسے کہ اس زمانہ مین بھی مشہور ہوتی ہین اِسیطرح اوس زمانہ مین بھی بہت سی بے اصل باتین مشہور ہوتی تھین جنکو اہلِ سیر نے بطور روایت اپنی کتابون مین لکھدیا ہے۔

سیرت ابن اسحٰق اِن تمام قصّون کی جڑ ہے اور اوسمین بھی بہت سے اشعار مختلف قصّون پر لکھے ہین وہ سب مصنوعی اور بنائے ہوئے ہین۔ میزان الاعتدال ذہبی

ابو بکر بن ابی داؤد حدثنی ابی ثنا ابن ابی عمرو الشیبانی سمعت ابی یقول رایت محمّد بن اسحٰق یعطی الشعراء الاحادیث یقولون علیھا الشّعر وقال ابو بکر الخطیب روی ان ابن اسحٰق کان یدفع الی شعراء وقتہ اخبار المغازی ویسئلھم ان یّقولوا فیھا الاشعار لیلحقھا بھا۔

(میزان الاعتدال ذہبی)

مین لکھا ہے کہ ابو بکر شیبانی نے اپنے باپ سے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ مینے محمد بن اسحٰق کو دیکھا کہ وہ شاعرونکو حدیثین دیتا تھا اور وہ اوسپر شعر کہدیتے تھے۔ اور ابو بکر خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ روایت کیگئی ہے کہ ابن اسحٰق شعراے وقت کے پاس مغازی کے اخبار بھیجتا تھا اور اونسے چاہتا تھا کہ اوسکے لیے

شعر کہدین - پس تمام قصّون مین جو اشعار مندرج ہین وہ ہرگز اوس زمانہ
کے جسکے وہ قصّے ہین اور اون لوگون کے جنکے وہ قصّے ہین نہین ہین
بلکہ مصنوعی ہین جو اونکے نام سے اُن قصّون مین لگا دیے ہین -

بالخیر
تمّت



ازالة الغین

عن

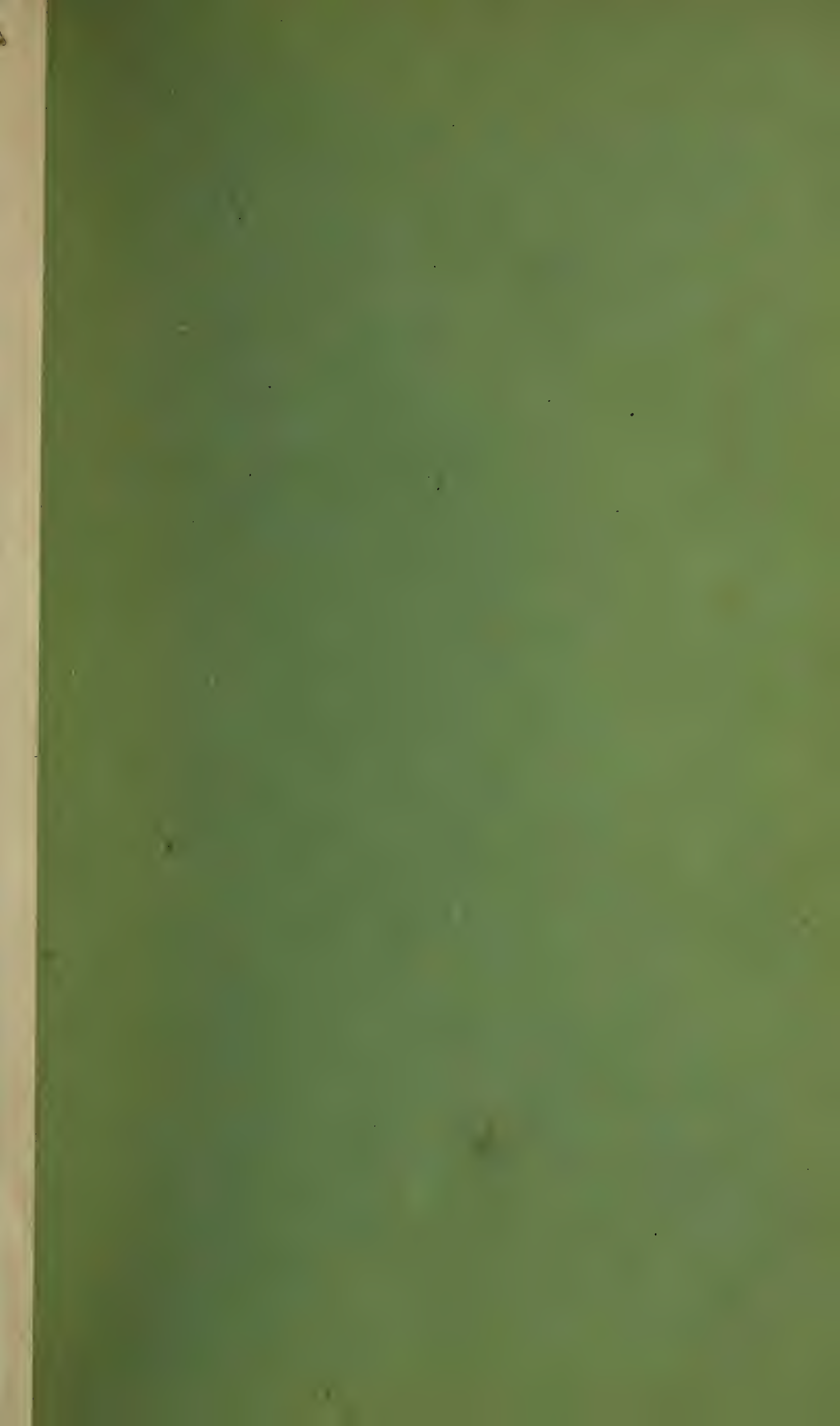
ذی القرنین

للعبد المفتقر الی الله الصمد سید احمد

طبع فی المطبع المسمی بمفید عام الکائن

فی بلدة اکبر آباد

سنه ۱۳۰۷ھ



ازالة الغين

عن

ذى القرنين

للعبد المفتقر الى الله الصمد سيد احمد

طبع فى المطبع المسمى بمفيد عام الكائن

فى بلدة اكبر آباد

سنه ١٣٠٧ھ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی لہ الملک والملکوت ولہ الکبریاء والجبروت والصلوٰۃ
والسلام علی رسولہ محمد خاتم النبیین وعلی آلہ الطاہرین واصحابہ اجمعین

اس رسالہ مین میرا مقصد ہے کہ سدّ یاجوج و ماجوج کی نسبت جو قصہ
ذوالقرنین کا قرآن مجید مین مذکور ہے اوسکو مورخانہ تحقیقات سے بیان کرون
اور قرآن مجید کی آیتون کو واقعی حالات سے مطابق کرکے دکھلاؤن کہ درحقیقت وہ قصہ
کیا ہے اور جس قدر بے سند اور ناقابل قبول روایتین ہماری کتابون اور تفسیرون
مین اوسکے ساتھ شامل کی ہین اونسے لوگون کو آگاہ کرون اور جو حقیقت اوس قصہ
کی ہے اوسکو کھول دون اسلئے مینے اس رسالہ کا نام **اِزالۃُ الغَین**
عَن ذِی القَرنَین رکھا ہے اور خدا سے امید ہے کہ جیسا اوس کا

نام ہے ویساہی وہ ہوگا واللہ المستعان *

یَسْئَلُونَکَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ

خدانے اپنے پیغمبر سے کہا کہ "تجھسے پوچھتے ہین ذوالقرنین کا حال" اب مسلمان مورخون اور مفسرون نے اس بات پر غور کرنی شروع کی کہ ذوالقرنین کون تہا۔ قرآن مجید مین یہ لفظ آیا تہا **انا مکنا لہ فی الارض** یعنی ہمنے اوسکو قدرت دی تہی زمین مین اسلئے اکثر مفسرین نے تسلیم کیا کہ وہ کوئی بہت بڑا بادشاہ تہا۔ اب یہ سوچ ہوئی کہ ایسا بڑا بادشاہ جسنے تمام دنیا کو مشرق سے مغرب تک لے لیا ہو کون تہا۔ غالبًا ایسا بادشاہ تو اونکو کوئی نہین ملا اسلئے انہون نے تلاش کیا کہ سب سے بڑا بادشاہ کون ہوا ہے۔ تاریخ کی کتابون کو ٹٹولا اور یہ قرار دیا کہ سکندر اعظم بن فیلقوس یونانی سب بادشاہون مین بڑا بادشاہ تہا۔ کیونکہ جب اوسکا باپ فیلقوس مرا تو مملکت روم مین جو طوائف الملوکی تہی اون سب کو مغلوب کر کے ایک سلطنت بنالی پہر مغرب کے بادشاہون کو مغلوب کیا اور بحر اخضر تک جا پہونچا پہر وہان سے پہرا اور مصر مین پہونچا اور وہان اپنے نام پر اسکندریہ بنایا پہر شام مین پہونچا اور بنی اسرائیل پر حملہ کیا اور بیت المقدس مین پہونچکر قربانی کی پہر آرمینیہ اور باب الابواب مین آیا اور اہل عراق اور قبطی اور اہل بربر تک پہونچا پہر دارا پر حملہ کیا اور اوسکو شکست دی اور فارس کے ملک پر قبضہ کر لیا پہر ہندوستان اور چین پر چڑہائی کی اور دور دور کے ملکون کو فتح کرتا ہوا خراسان مین آیا اور بہت سے شہر آباد کئے اور پہر عراق مین آیا

(ویسئلونک عن ذی القرنین قل سأتلو علیکم منہ ذکرا انا مکنا لہ فی الارض واتیناہ من کل شیء سببا فاتبع سببا) اعلم ان ہذا ہو القصۃ الرابعۃ من القصص المذکورۃ فی ہذہ السورۃ وفیہا مسائل (المسئلۃ الاولی) قد ذکرنا فی اول ہذہ السورۃ ان الیہود امروا المشرکین ان یسألوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن قصۃ اصحاب الکہف وعن قصۃ ذی القرنین وعن الروح فالمراد من قولہ ویسئلونک عن ذی القرنین ہو ذلک السؤال (المسئلۃ الثانیۃ) اختلف الناس فی ان ذا القرنین من ہو وذکروا فیہ اقوالا (الاول) انہ الاسکندر بن فیلقوس الیونانی قالوا والدلیل علیہ ان القرآن دل علی ان الرجل المسمی بذی القرنین بلغ ملکہ الی اقصی المغرب بدلیل قولہ حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدہا تغرب فی عین حمئۃ وایضا بلغ ملکہ اقصی المشرق بدلیل ... فوقہا

اور شہر زور مین بیمار ہو کر مر گیا۔

اب امام رازی صاحب فرماتے ہین کہ جب قرآن سے ثابت ہوا کہ ذو القرنین ایک ایسا شخص تھا کہ جسنے تمام زمین پر یا قریباً کل پر بادشاہت کی تھی اور علم تواریخ سے ثابت ہوا کہ ایسا بادشاہ سوای سکندر کے اور کوئی نہین ہوا تو اب بالیقین قرار پایا کہ **ذو القرنین** سے مراد سکندر بن فیلقوس یونانی ہے **هكذا في تفسير الكبير**

اسمین تو کچھ شک نہین کہ جب **قرآن مجید** مین اوس بادشاہ کا نام نہین بتایا بلکہ صرف اوسکے چند پتے بتائے ہین تو ہر شخص کو اس پہیلی کے بوجھنے کا خیال پیدا ہو گا مگر ہمکو افسوس ہے کہ امام صاحب نے اوسکو ٹھیک نہین بوجھا نہ سکندر کے زمانہ کی تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ وہ تمام دنیا پر مشرق سے مغرب تک بادشاہ ہو گیا تھا اور نہ وہ وہانتک جہان آفتاب طلوع اور غروب ہوتا ہے پہونچا تھا اور نہ دنیا کا جغرافیہ اون باتونکی جنکا ذکر امام صاحب نے اپنی **تفسیر** مین کیا ہے تصدیق کرتا ہے اسلئے ہمکو جرأت ہوئی ہے کہ اپنے یقین سے یہ بات کہین کہ امام صاحب نے جو **ذو القرنین** سے اسکندر یونانی مراد لیا ہے محض غلط ہے۔ اب امام صاحب اس بات پر متوجہ ہوئے ہین کہ سکندر کو **ذو القرنین** کیون کہا ہے اور اوسکی کئی وجہین بیان کی ہین ایک یہ کہ وہ **قرنی الشمس** تک یعنی مشرق و مغرب تک پہونچا تھا اور ایک جھوٹی حدیث کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بنائی ہے کہ **سُمِّیَ بِذِی الْقَرْنَیْنِ لِاَنَّہٗ طَافَ قَرْنَیِ الدُّنْیَا** یعنی شرقہا وغربہا

غالباً اس وجہ کے بیان کرتے وقت امام صاحب کا خیال ہے کہ زمین مربع ہے اور اوسکا ایک کنارہ مشرق ہے اور ایک کنارہ مغرب اور اون کنارون سے آفتاب طلوع وغروب ہوتا ہے لیکن اگر درحقیقت زمین گول ہے تو انسان مشرق ومغرب تک کیونکر پہونچ سکتا ہے کیونکہ آفتاب کا طلوع وغروب باعتبار افق کے کہا جاتا ہے پس انسان جہانتک چلا جاوے افق بدلتا جاویگا اور مشرق ومغرب کی یکسان حالت رہیگی اور کبھی بھی مشرق ومغرب تک نہ پہونچ سکیگا۔ اور اگر ہم بالفرض باعتبار کسی ملک کی افق کے یا بالتخصیص ملک روم کی افق کے جہان سکندر کا دارالسلطنت تہا زمین کے نصف کرہ فوقانی کے ایک نقطہ کو مشرق اور ایک کو مغرب قرار دین تو بھی سکندر وہانتک نہین پہونچا تہا پس یہ دلیل جو وجہ تسمیہ کی بیان کی ہے سرتاپا غلط ہے۔

ایک دلیل یہ بیان کی ہے کہ سکندر دارا کا بیٹا ہے نہ فیلقوس کا۔ فیلقوس نے اپنی بیٹی کی شادی دارا سے کردی تہی مگر دارا نے اوسکو نکال دیا اور اوسکے باپکے گہر بہیجدیا لیکن وہ حاملہ ہوچکی تہی اپنے باپکے گہر بیٹا جنی فیلقوس نے اوسکو اپنا بیٹا بنالیا اسکے ثبوت مین یہ دلیل بیان کی ہے کہ جب دارا زخمی ہوا اور سکندر اوسکا سر گود مین لیکر بیٹھا تو سکندر نے دارا سے کہا کہ اے ابّا جان تمکو کسنے زخمی کیا پہر سکندر اگر دارا کا بیٹا نہوتا تو اوسکو ابّا جان کیون کہتا پس سکندر کا باپ تو دارا تہا اور اوسکی مان رومی تہی دو نسلین مل گئین اسلئے اوسکو **ذوالقرنین** کہا گیا۔

فلما ثبت بالقرآن ان ذا القرنین کان رجلا ملک الارض بالکلیۃ او ما یقرب منہا ... ثبت بعلم التفاسیر ان اللہ ... ماکان الا الاسکندر ... [illegible]

ایک یہہ وجہ بیان کی ہے کہ اوسکے وقت مین انسانون کے دو قرن گذرے تھے مگر نہین بتایا کہ انسانون کے دو قرن گذرنیسے کیا مراد ہی۔

ایک یہ وجہ بیان کی ہے کہ اوسکے سر کی دو طرفین تانبے کی تہین۔ **کان صفحتا راسہ من النحاس** مگر اسکی کچہہ تشریح نہین کی کہ **کان صفحتا راسہ من النحاس** سے کیا مراد ہی۔

ایک یہ وجہ بیان کی ہے کہ اوسکے سر پر پیدایشی کوئی ایسی چیز تھی جو دو سنگینون کے مشابہ تھی غالباً اسی خیال سے لوگونمین یہ بات مشہور ہوئی ہے کہ سکندر کے سر پر دو سینگ تھے۔

ایک یہ وجہ بیان کی ہے کہ اوسکے تاج مین دو سینگ بنے ہوئے تھے۔

ایک یہ کہی ہے کہ اوسکی دو زلفین تہین اون ہی کو دو سینگ کہا ہے۔

سب سے بڑی دلچسپ یہ وجہ بیان کی ہے کہ اللہ تعالی نے نور و ظلمت دونون کو اوسکا مسخر کیا تہا اسلئے اوسکو **ذو القرنین** کہتے تھے۔

ایک یہ وجہ لکھی ہے کہ بسبب شجاعت کے اوسکو **ذو القرنین** کہتے تھے جیسے کہ شجاع آدمی کو مینڈھے سے تشبیہ دیتے ہین جسکے دو سینگ ہوتی ہین۔

ایک اور دلچسپ وجہ لکھی ہے کہ سکندر نے خواب مین دیکھا کہ وہ آسمان پر چڑہ گیا ہے اور آفتاب کے دونون کنارے یا دونون سینگ (بہتر یہ کہنا ہے کہ دونون کان) پکڑ کر لٹک گیا تہا اسلئے **ذو القرنین** کہتے ہین۔

ایک یہ وجہ لکھی ہے کہ اوسنے نور مین اور ظلمات مین دونون مین سفر کیا تھا۔ پس **ذُوالقَرنَین** ہوگیا۔

ابوریحان بیرونی نے اپنی کتاب **اٰثَارُالبَاقِیَۃ عَن قُرُونِ الخَالِیَۃ** مین حمیری خاندان کے بادشاہون مین سے **ابوکرب شمس بن عیبر بن افریقیس** کو **ذوالقرنین** قرار دیا ہے اور کہتا ہے کہ اوسکا ملک مشرق و مغرب تک پہونچ گیا تھا اور اوسپر بڑا قرینہ یہ قایم کیا ہے کہ **ذو** کا لفظ حمیری خاندان کے بادشاہون کے نام کے ساتھہ مستعمل ہوتا ہے جیسے **ذی نواس** وغیرہ۔

مگر یہ دلیل بھی ٹھیک نہین ہے اسلئے کہ اول یہ ثابت ہونا چاہئے کہ ذوالقرنین اوسی ملک کی زبان کا لفظ ہے جس ملک کا وہ بادشاہ تھا حالانکہ یہی امر تحقیق طلب ہے معہذا جس قدر اعتراضات سکندر کی سلطنت اور **قرآن مجید** کی آیات کو اوسکی مملکت کی حالت کے مطابق ہونے پر ہین وہی سب اعتراضات **ابوکرب** کی سلطنت و مملکت پر بھی وارد ہوتے ہین۔

بعض مورخون کا قول ہے کہ **ذوالقرنین** ایک نیک بندہ تھا خدا کی عبادت مین اوسکے دائین قرن مین مارا گیا وہ مرگیا خدا نے اوسکو پھر زندہ کیا پھر بائین قرن پر مارا گیا پھر مرگیا پھر خدا نے اوسکو زندہ کیا اور **ذوالقرنین** اوسکا نام ہوا اور بادشاہ ہوگیا ہے۔ کیا یہ کچھہ کم افسوس کی بات ہے جب کہ ایسی

فمات ثم بعثہ اللہ فضربوہ علی قرنہ الایسر فمات فبعثہ اللہ فسمی بذی القرنین و ملک (الثانی) سمی بذی القرنین لانہ انقرض فی وقتہ قرنان من الناس (الثالث) قیل کان صفحتا راسہ من النحاس (الرابع) کان علی راسہ ما یشبہ القرنین (الخامس) لتاجہ قرنان (السادس) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمی ذا القرنین لانہ طاف قرنی الدنیا یعنی شرقہا و غربہا (السابع) کان لہ قرنان ای ضفیرتان (الثامن) ان اللہ تعالی سخر لہ النور والظلمۃ فاذا سری یہدیہ النور من امامہ وتمدہ الظلمۃ من ورائہ (التاسع) یجوز ان یلقب بذلک لشجاعتہ کما یسمی الشجاع کبشا کانہ ینطح اقرانہ (العاشر) رای فی المنام کانہ صعد الفلک فتعلق بطرفی الشمس وقرنیہا وجانبیہا فسمی لہذا السبب بذی القرنین (الحادی عشر) سمی بذلک لانہ دخل النور والظلمۃ (القول الرابع) ان ذا القرنین ملک من الملائکۃ عن عمر انہ سمع رجلا یقول یا ذا القرنین فقال اللہم اغفر اما رضیتم ان تسموا باسماء الانبیاء حتی تسموا باسماء الملائکۃ فہذا جملۃ ما قیل۔

بے سروپا باتین قرآن مجید کی تفسیرون مین لکھی ہوئی دیکھتے ہین۔

بعض مورخون نے کہا ہے کہ **ذوالقرنین** فرشتون مین سے ایک فرشتہ تھا۔ یہ تمام اقوال جو ہمنے بیان کئے ہین تفسیر کبیر مین منقول ہین۔

اب ہمارے مفسرون نے اس بات کی تحقیق شروع کی کہ **ذوالقرنین** نبی یعنی پیغمبر تہا یا نہین بعضون نے کہا ہے کہ نبی تہا بعضون نے کہا کہ نبی نہین تہا۔ جو لوگ اوسکے نبی ہونیکے قایل ہوئے انہون نے یہ دلیل پکڑی کہ خدا نے فرمایا ہے کہ **انا مکنا لہ فی الارض** یعنی ہمنے اوسکو قدرت دی زمین مین" تو قدرت کے لفظ سے **قدرت فی الدین** قرار دینا اولی ہے اور پوری قدرت دین مین نبوت ہے اسلئے **ذوالقرنین** نبی تہا۔

دوسری جگہہ خدا نے فرمایا ہے **وآتیناہ من کل شئ سببا** یعنی ہمنے دیا اوسکو ہر ایک چیز کا سامان ـ اور ہر چیز کے لفظ مین نبوت بہی داخل ہے اور اسلئے **ذوالقرنین** کو نبوت بہی دیگئی تہی۔

تیسری جگہہ خدا نے کہا **قلنا یا ذا القرنین** یعنی ہمنے کہا اے **ذوالقرنین** اور خدا جس سے بات کرتا ہے وہ نبی ہوتا ہے پس **ذوالقرنین** بہی نبی تہا۔

بعضون نے کہا کہ **ذوالقرنین** نبی نہین تہا مرد صالح تھا اور **مکنا لہ فی الارض** سے اوسکی قوت سلطنت اور **من کل شئ سببا**

سے ذریعۂ حصول تسلط ملک پر مراد لینی چاہئے۔ مگر امام رازی صاحب ان الفاظ
سے **ذوالقرنین** کے نبی ہونیکو تقویت دیتے ہین۔

مفسرین کو جو اسقدر غلطیان یا مشکلین ان آیتون کی تفسیر مین پڑین اِسکا
بڑا سبب یہ ہے کہ انہون نے واقعات کی تحقیق مین اولٹی راہ اختیار کی ہے یعنی اول
اِس بات کی تحقیق شروع کی ہے کہ **ذوالقرنین** کون تہا حالانکہ اول اِس بات
کو دریافت کرنا تہا کہ وہ سد جسکا ذکر قرآن مجید مین آیا ہے اور ایسی مستحکم و مضبوط بنائی
گئی ہے کہ مفسرین اور مورخین کے زمانہ تک اوسکا معدوم ہو جانا غیر ممکن ہے
فی الحقیقت کس جگہہ واقع ہے صرف قیاساً یہ کہدینا کہ شمال مین بنی ہوگی کافی نہین
صاف طور پر اور بالتحقیق بتانا چاہئے کہ وہ سد فلان مقام پر موجود ہی۔

اِسکے بعد تحقیق کرنا چاہئے کہ اوسکو کس بادشاہ نے بنایا تہا جس بادشاہ نے
بنایا ہو اوسی پر قرآن مجید مین **ذوالقرنین** کا اطلاق ہوا ہے۔ ممکن ہے کہ
اوس بادشاہ کو **ذوالقرنین** کہنے کی وجہ نہ معلوم ہو یا مشتبہ رہے مگر
اوسکے نہ معلوم ہونے یا مشتبہ رہنے سے کوئی ہرج اصل واقعہ کے ثابت ہونے مین نہین ہوتا
کیونکہ واقعہ جسکا ثبوت درکار ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ وہ سد بنی اور فلان مقام
پر موجود ہے اور فلان بادشاہ نے اوسکو بنایا۔

اوسکے بعد اوس بادشاہ کی مملکت اور اوسکی سلطنت پر غور کرنا ہے کہ وہ حالات
اون باتونکے مطابق ہین جو قرآن مجید مین اوس بادشاہ کی سلطنت یا مملکت کی نسبت

تقدم من امارات تعذیبهم حسنا وان الذین یکلم اللہ معہ بلا واسطۃ وان یکون نبیا ومنہم من قال انہ کان عبدا صالحا وما کان نبیا (المسئلۃ الرابعۃ) فی قولہ السبین وقولہ انا مکنا لہ انی بسا نعمل ہذان وفی اللہ تعالی علیہ انزل فیہ واخبرنی عن کیفیۃ تلک الحال واما قولہ انا مکنا لہ فی الارض فہذا التمکین یحتمل ان یکون المراد منہ التمکین بسبب النبوۃ ویحتمل ان یکون المراد منہ التمکین بسبب الملک من حیث انہ ملک مشارق الارض ومغاربہا والاول اولی لان التمکین بسبب النبوۃ اعلی من التمکین بسبب الملک وحمل کلام اللہ علی الوجہ الاکمل الافضل اولی ثم قال واتیناه من کل شیء سببا قالوا السبب فی اصل اللغۃ عبارۃ عن الحبل ثم استعیر لکل ما یتوصل بہ الی المقصود وہو یتناول العلم والقدرۃ والآلۃ فقولہ واتیناه من کل شیء سببا معناه اعطیناه من کل شیء من الامور التی یتوصل بہا الی تحصیل ذلک الشیء ثم انہ تعالی

بیان ہوئے ہین یا نہین کیونکہ اگر وہ مطابق ہون تو کافی یقین ہوگا کہ اوسی بادشاہ کا ذکر قرآن مجید مین ہے اور اسی پر **ذوالقرنین** کا اطلاق ہوا ہے۔

اِسی کے ساتھہ **یاجوج** اور **ماجوج** کا تاریخانہ طور سے حال بیان کرنا چاہیے نہ قصہ اور کہانی کے طریقہ پر اور قرآن مجید کے الفاظ کے سیدہے اور صاف معنی لینے چاہئین نہ پیچیدہ اور دور از کار چنانچہ اب ہم اِس واقعہ کے بیان کرنے مین اسی طریقہ کی پیروی کرینگے۔

یاجوج وماجوج

ہمارے بعض علماء نے **یاجوج و ماجوج** کو عربی زبان کا لفظ بنانا چاہا ہے۔

کسائی کا قول ہے کہ **یاجوج** - **ناجج النار** سے نکلا ہے جسکے معنی شعلہ کے بھڑکنے کے ہین اور **ماجوج** - **موج البحر** سے نکلا ہے جو کہ وہ قوم چلنے اور دوڑ مارنے مین بہت تیز اور سریع الحرکت تہی اِسلیئے اس نام سے موسوم ہوئی - بعضون نے کہا **ناجج الملح** سے نکلے ہین جسکے معنی نمک کی نمکینی کی شدید تیزی کے ہین - **قتیبی** کا قول ہے کہ **اجج الظلیم** سے نکلا ہے جسکے معنی دوڑ کر چلنے کے ہین۔

خلیل کا قول ہے کہ اج مسور کی مانند دانہ ہوتا ہے اور **مج الریق** بہی عرب مین بولا جاتا ہے پس **یاجوج و ماجوج** اون لفظون سے مشتق ہوئے ہین مگر یہ سب قول غلط ہین صحیح قول یہ ہے جسکو تفسیر کبیر مین بہی نقل کیا ہے کہ

اِنّھُمَا اِسْمَانِ اَعْجَمِیَّانِ مَوْضُوْعَانِ بِدَلِیْلِ مَنْعِ الصَّرْف

اسمین کچھہ شک نہین کہ یہ دونون لفظ عجمی زبان کے ہین توریت کتاب
پیدایش باب دہم آیت دوم مین **یافث** کے ایک بیٹے کا نام آیا ہے **ماغوغ** عبری
زبان مین غین کا تلفظ گاف کی آواز سے ہوتا ہے پس **ماغوغ** بولا جاتا ہے
ماگوگ عربی مین گاف کو جیم سے بدل لیتے ہین اسلئے **ماگوگ** کا **ماجوج** ہوگیا
بیبل کا عربی ترجمہ جو پوپ کے حکم سے ہوا اور ۱۶۷۱ء مین چھپا اوسمین بہی **ماغوغ**
کو **ماجوج** عربی مین لکھا ہی۔

یورپ کی زبانونمین واو کا تلفظ ایسی آواز سے ہوتا ہے جو آواز مابین آواز حرف
الف اور حرف واو یا واو منقلب بالف ہو اس وجہ سے جب توریت کا ترجمہ یونانی
زبان مین ہوا تو **ماغوغ** کا تلفظ **ماگوگ** یا **میگاگ** لکھا گیا اور **میگاگ**
کی نسل یعنی اوس قوم کا جو **میگاگ** سے نکلی **گوگ** یا **گاگ** نام ہوا اور پہر
اوس ملک پر بہی جہان وہ آباد تہی **گاگ** کا استعمال ہونے لگا۔ مگر استعمال مین
یہ دونون لفظ ساتھہ ساتھہ بولے جاتے تہے جیسے **گاگ میگاگ** اور ایک کا دوسرے
پر بہی اطلاق ہوتا تہا عربی زبان مین بجای **گاگ میگاگ** کے **یاجوج ماجوج**
کا استعمال ہوا پس یہ دونون لفظ عجمیہ ہین اور بطور علم کے مستعمل ہوتے ہین اور
اسی لئے عربی زبان مین غیر منصرف مستعمل ہوتے ہین۔

کتاب **حزقیل نبی** باب ۳۸ ورس ۲ مین **گوگ** کا لفظ قوم پر اور ماگوگ

کا لفظ ملک پر بولا گیا ہی۔

بعض مسلمان مورخون نے لکھا ہے کہ **یاجوج و ماجوج** نہایت قلیل الجثہ اور صغیر القامتہ ہین یعنی صرف بالشت بھر کا اونکا قد ہے یعنی بالشتئے ہین اور بعضون نے کہا کہ نہایت قوی الجثہ اور طویل القامت ہین اونکے ناخن اور دانت ڈاڑہ درندہ جانورون کے مانند ہین وہ آدمیون کو مار کر اونکا کچا گوشت کھا جاتے تھے اور کھیتی پکنے کے موسم مین نکلکر تمام کھیتون کو چٹ کر جاتے تھے یہ بھی بیان ہوا ہے کہ اونکے کان اتنے بڑے ہین کہ ایک کو بچھا کر اور ایک کو اوڑھکر سو رہتے ہین۔

مگر یہ سب کہانیان جھوٹ اور محض بے اصل ہین وہ لوگ تاتاری ترک ہین ہمارے علماء نے بھی لکھا ہے اور تفسیر کبیر مین اوس قول کو نقل کیا ہے کہ **قیل انہما من الترک** یہ قوم ابتک موجود ہے اور تمام ملک تاتار اور چینی تاتار مین آباد ہے۔

مگر جب مینے یہ بیان کیا ہے کہ **یاجوج و ماجوج**۔ **گاگ میگاگ** سے مغرب ہو گیا ہے اور انمین سے ایک کو قوم کا اور ایک کو ملک کا نام بتایا ہی تو **یاجوج و ماجوج** کو دو شخص سمجھنا جیسے کہ ہمارے مورخون اور مفسرون نے سمجھا ہے صحیح نہین ہوگا بلکہ اوس سے وہی مطلب سمجھا جاویگا جو **گوگ** اور **ماگوگ** سے سمجھا جاتا ہے جو ملک کہ اب بھی تبت کے شمال مین واقع ہے اور جو قدیم زمانہ مین سِتھیا اور تاتار کہلاتا تھا اور حال کے نقشون مین چینی ترکستان کے نام سے لکھا جاتا ہے

اِس قوم کے رہنے کی جگہ تھی اور تاتاری اون ہی کی نسل سے ہین بہت سے لوگون نے تاتاریون کو دیکھا ہوگا وہ مثل عام انسانون کے ہین اونمین کوئی بھی عجیب بات نہین ہے البتہ کہوسی ہوتے ہین۔

سدّیاگریٹ وال

کچھ شبہ نہین ہے کہ جس سدّ کا ذکر قرآن مجید مین ہے وہ وہی دیوار ہے جو چین اور تاتار یا سہتیا کی سرحد پر بنائی گئی ہے اور جسکو چی وانگ ٹی فغفور چین نے درمیان سنہ ۲۴۰ و ۲۳۵ قبل مسیح مین بنایا تھا۔

یہ دیوار ہانگ ہو دریا کی غربی موڑ سے جو ایک پہاڑ کے قریب ۳۷ درجہ ۱۵ دقیقہ عرض بلد اور ۱۰۷ درجہ طول بلد پر واقع ہے بنانی شروع ہوئی اور پھر اوس دریا کے دوسرے موڑ کو قریباً ۳۹ درجہ عرض بلد اور ۱۱۱ درجہ طول بلد پر کاٹ کر اور خنجان پہاڑون کے جنوبی سلسلہ کے نیچے ہوکر خلیج لیوٹونگ کے کنارہ پر ٹھیک چالیس درجہ عرض بلد اور ایک سو بیس درجہ طول بلد پر ختم ہوئی ہے طول اس دیوار کا بارہ سو سے پندرہ سو میل کا بیان ہوا ہے۔

حال سلطنت چی وانگ ٹی

چین کی تاریخون سے معلوم ہوتا ہے کہ فغفور ای چن کے مرنیکے بعد تیرہ ۱۳ برس کی عمر مین چی وانگ ٹی ۲۴۷ سنہ قبل مسیح مین تخت پر بیٹھا اور لی زی نامے ایک عاقل شخص کو اپنا وزیر مقرر کیا۔

اسکی سلطنت دو زمانون پر منقسم ہوتی ہے پہلا زمانہ وہ ہے جبکہ اس بادشاہ نے اپنی تمام ہمت روپیہ جمع کرنے اور ہر قسم کا سامان اکٹھا کرنے مین صرف کی اور دوسرا زمانہ وہ ہے جبکہ اوسنے ہر قسم کا سامان جمع کرنیکے بعد ملک گیری اور فتوحات نمایان حاصل کین۔ اوسکی اس حالت کا صاف اشارہ قرآن مجید سے پایا جاتا ہے جہان خدا نے فرمایا ہے **انا مکنا لہ فی الارض واتیناہ من کل شئ سببا فاتبع سببا۔**

یعنی ہمنے دی اوسکو قدرت زمین مین اور ہمنے دیا اوسکو ہر چیز کا سامان پہر وہ درپی ہوا سامان کے یعنی سامان جمع کرنیکے۔ یہ فقرہ قرآن مجید کا اور خصوصًا الفاظ **فاتبع سببا** بالکل اوس بادشاہ کے پہلے قرن یا زمانہ کی ہسٹری بتاتے ہین۔

مکنا کے لفظ سے اور **من کل شئ** کے لفظ سے **قدرت فی الدین** سمجہنا اور پہر **قدرت فی الدین** کو نبوت قرار دینا اور اوس بادشاہ کی نسبت یہ بحث کرنا کہ وہ نبی تہا اور پہر اوسکے نبی ہونیکو ترجیح دینا ایسے دور از کار خیالات ہین جنکا ذرا بہی اشارہ قرآن مجید سے نہین پایا جاتا اور جو شاعرانہ خیالات سے بہی بڑہے ہوئے ہین۔

انا مکنا لہ فی الارض مین جو لفظ **فی الارض** کا آیا ہے اوس سے تمام دنیا یا از شرق تا غرب افقی مراد لینا جبکہ وہ لفظ ایک بادشاہ کی

(والقول الثانی) ان یکون القسم على ذلك العين الحامية وعلى هذا القول فالتاويل ما ذكرناه ثم قال فكان قلنا يا ذا القرنين اما ان تعذب واما ان تتخذ فيهم حسنا يدل على انه تعالى تكلم معه من غير واسطة وذلك يدل على انه كان نبيا وحمل هذا اللفظ على ان المراد انه خاطبه على السنة بعض الانبياء فهو عدول عن الظاهر (البحث الثانی) قال اهل الاخبار في صفة ذلك الموضع اشياء عجيبة قال ابن جريج هناك مدينة لها اثنا عشر الف باب لولا اصوات اهلها سمع الناس وجبة الشمس حين تغيب (البحث الثالث) قوله تعالى قلنا يا ذا القرنين اما ان تعذب واما ان تتخذ فيهم حسنا يدل على ان سكان آخر المغرب كانوا كفارا فخير الله ذا القرنين فيهم بين التعذيب لهم ان اقاموا على كفرهم وبين المن عليهم والعفو عنهم وهذا التخيير على معنى الاجتهاد في اصلح الامرين كما خير نبيه عليه السلام بين المن عليهم وهذا التخيير على معنى الاجتهاد في اصلح الامرين كما خير نبيه عليه السلام بين المن على المشركين وبين قتلهم وقال الاكثرون هذا التعذيب

بادشاہت کے حال مین آیا ہے اوس شاعرانہ خیال سے بہی زیادہ عجیب ہے قرآن مجید
مین متعدد جگہہ لفظ **الارض** کا خاص ملک پر بلکہ خاص زمین پر اطلاق ہوا ہے
جن لوگون نے مکہ سے ہجرت نہین کی تہی اور وہین کافر مرے اونسے فرشتے پوچھینگے
فیم کنتم یعنی تم کس حال مین تہے وہ کہین گے **مستضعفین**
فی الارض یعنی ہم لاچار تہے زمین مین یعنی مکہ مین لاچار و مغلوب تہے فرشتے
کہین گے **الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتہاجروا فیہا** یعنی
کیا اللہ کی زمین فراخ نہ تہی تاکہ تم اوسمین ہجرت کر جاتے۔

یہ تو ایک مثال ہے بیسیون جگہہ قرآن مجید مین **الارض** کا لفظ خاص
ملک پر اطلاق ہوا ہے بس **مکنا لہ فی الارض** سے صاف مراد یہ ہے کہ ہمنے
اوسکو ایک ملک پر بادشاہت دی تہی۔

سلطنت چین کی ایک بہت وسیع سلطنت تہی تبت اور تمام ملک جو اوسکے
قریب واقع تہے جیسے برہما انام سیام و ملایا سب اوسمین شامل اور فغفور چین کے
باجگذار تہے۔ چین کی تاریخون سے ثابت ہوتا ہے کہ **چوسی انگ** فغفور کے
وقت مین اکثر صوبے اور باجگذار ملک باغی ہو گئے تہے **ای چن** جب اوسکا بیٹا
تخت نشین ہوا تو اوسنے بعض کو شکست دی مگر کل ملک پر تسلط نہ کر سکا۔

چی وانگ ٹی جو کہ بانی سد کا ہے جب بادشاہ ہوا اور اوسکا پہلا
قرن یا پہلا زمانہ ساز و سامان اور اسباب قوت اور سطوت سلطنت کے جمع کرنیکا

ختم ہوگیا اور اوسکی سلطنت کا دوسرا قرن یا دوسرا زمانہ شروع ہوا تو اوسنے ملک مین فتوحات شروع کین۔

خدا نے فرمایا "حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدھا تغرب فی عین حمئة و وجد عندھا قوما" یعنی جب وہ وہانتک پہونچا جہان آفتاب ڈوبتا ہے تو اوسکو پایا کہ وہ ایک گدلے پانی کے چشمہ مین ڈوبتا ہے اور وہان اِسنے ایک قوم کو پایا۔

مغرب الشمس کے یہ معنی لینے کہ جس جگہہ آفتاب ڈوبتا ہے کسی طرح صحیح نہین ہوسکتے کیونکہ آفتاب کہین نہین ڈوبتا مگر آدمی ایسی جگہہ پہونچ جاتا ہے جہان اسکو آفتاب غروب ہوتا معلوم ہوتا ہے۔

امام رازی صاحب نے بہی اس امر پر بحث کی ہے اور لکہا ہے کہ دلیل سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ زمین گول ہے اور آسمان اوسپر محیط ہے اور کچہہ شک نہین کہ آفتاب آسمان مین ہے۔ اور یہ بہی خدا نے کہا ہے کہ اوسکے پاس اوسنے قوم کو پایا اور یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی قوم آفتاب کے پاس موجود نہین ہے اور یہ بات بہی ہے کہ آفتاب کئی مرتبہ زمین سے بڑا ہے پہر کس طرح اوسکا زمین کے چشمون مین سے کسی چشمہ مین ڈوبنا عقل مین آسکتا ہے اور جب یہ بات ثابت ہے تو ہم خدا کے اس قول کی کہ تغرب فی عین حمئة کی کئی وجہ سے تاویل کرینگے۔

اول یہ کہ جب **ذو القرنین** مغرب مین ایک جگہہ پہونچا اور اوسکے بعد کوئی معمورہ باقی نرہا تو اوسنے آفتاب کو پایا کہ گویا وہ پانی کے چشمہ مین ڈوبتا ہے گو کہ درحقیقت ایسا نہو جسطرح کہ سمندر مین سفر کرنیوالا جبکہ اوسکو کنارہ نہ دکھائی دیتا ہو آفتاب کو دیکھتا ہے کہ وہ سمندر مین ڈوبتا ہے حالانکہ وہ سمندر سے بہت دور ڈوبتا ہے یہ وہ تاویل ہے جسکو **ابو علی الجبائی** نے اپنی تفسیر مین بیان کیا ہے۔

دوسرے یہ کہ زمین کی جانب مغرب آبادی ہے جو سمندر سے گھری ہوئی ہے تو دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ آفتاب اوس سمندر مین ڈوبتا ہے۔

تیسرے یہ کہ اہل اخبار یعنی روایتون کو تسلیم کرنیوالے کہتے ہین کہ آفتاب گرم پانی کے چشمہ مین جسمین نہایت گرم اور بہت زیادہ پانی ہے ڈوبتا ہے۔ یہ قول نہایت بعید ہے اسلئے کہ جب ہم کسوف قمری کو رصد کرتے ہین تو ہم دیکھتے ہین کہ مغرب کے رہنے والے کہتے ہین کہ کسوف شام کے وقت ہوا ہے اور مشرق کے رہنے والے کہتے ہین کہ صبح کے وقت ہوا ہے پس ہمنے جانا کہ مغرب کے رہنے والون کی جو شام ہے مشرق کے رہنے والونکے لئے وہ دوسرے دن کی صبح ہے بلکہ جو شام کا وقت ہمارے لئے ہے وہ کسی دوسرے شہر مین عصر کا وقت ہے اور ظہر کا وقت ہے دوسرے شہر مین اور چاشت کا وقت ہے کسی تیسرے شہر مین اور صبح کا وقت ہے کسی چوتھے شہر مین اور آدہی رات ہے کسی پانچوین شہر مین اور جبکہ بعد تجربہ اور استقرا کے یہ حال معلوم ہے اور اوسپر اعتبار ہے اور ہمنے جان لیا کہ آفتاب اِن تمام وقتونمین

نکلا ہوا رہتا ہے تو یہ کہنا کہ وہ دلدل مین ڈوب جاتا ہے ایسا کلام ہے جو خلاف یقین کے ہے اور خدا کا کلام اس تہمت سے پاک ہے لبس اب کوئی چارہ نہین ہے کہ ہم وہ تاویل کرین جو ہمنے بیان کی۔

اب امام صاحب کی اس تقریر پر غور کرو تو نتیجہ اوسکا وہی ہے جو مختصر لفظونمین ہمنے بیان کیا ہے کہ **مغرب الشمس** سے ایسی جگہہ مراد ہے جہان سے آدمی کو آفتاب ڈوبتا ہوا معلوم ہو جیسے سمندر مین سفر کرنیوالے کو یا سمندر کے مشرقی کنارہ پر کہڑے رہنے والے کو سمندر مین آفتاب ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

اب ملک کے جغرافیہ پر نظر کرو جب یہ بادشاہ فتوحات کرتا ہوا برہما اور ملایا کے کنارہ پر پہونچا تو اوسکے جانب غرب خلیج اف بنگالہ تہا تو اوسنے وہان ملایا قوم کو پایا اور آفتاب کو **فی عین حمئة** یعنی خلیج بنگالہ مین ڈوبتا ہوا دیکہا۔ سمندر کا پانی خود میلا اور کیچڑ سا دکہائی دیتا ہے اور سورج کے غروب ہوتے وقت اوسکی شعاعون سے اوسپر سرخی جہلکتی ہے اور اسی واسطے اوسکو **عین حمئة** سے تشبیہ دی ہے پہر خدا نے کہا کہ، **قلنا یا ذا القرنین اما ان تعذب و اما ان تتخذ فیہم حسنا قال اما من ظلم فسوف نعذبہ ثم یرد الی ربہ فیعذبہ عذابا نکرا و اما من امن و عمل صالحا فلہ جزاء الحسنی و سنقول لہ من امرنا یسرا**

یعنی ہمنے کہا ای ذو القرنین (اوس قوم کو جو یہان ملی ہے غالبًا ملایا کی

کذلک ... والمعنی انہ ... الامر ہو ... القوم ... علیہم ذو القرنین ثم ... ولا ... وقد احطنا ... کنا عالمین ... الامر ... قولہ تعالی ... بین السدین ... وجد من ... قوما لا یکادون ... قالوا یا ذا القرنین ... ان یاجوج وماجوج مفسدون ... فہل نجعل لک ... بیننا و ... نجعل ... قال ما مکنی فیہ ... اعینونی بقوۃ اجعل ... ردما ... اعلم ... لما بلغ المشرق ... سببا اخر ... حتی بلغ بین ... وقد اتاہ اللہ من ... قوما ... الاول ... السدین ... الکسائی ... قرأ حفص عن عاصم ... بالفتح فیہا فی کل القرآن ... ابن عامر ... نافع وابن عامر ... ابوبکر عن عاصم ... فی کل القرآن وقرأ ابن کثیر ... ابو عمرو ... السین فی السدین وضمہا فی ... السین فی الموضعین ... قال الکسائی ... ہما لغتان ... وقیل ما کان من صنعۃ ... بنی آدم فہو السد

لوگون کو) یا تو عذاب دی (یعنی سزا دے) یا اونپر احسان رکھہ (یعنی معاف کر) اوسنے کہا جس کسی نے زیادتی کی ہے اوسکو ہم عذاب یعنی سزا دینگے پھر پلٹا دیا جاویگا اپنے پروردگار کے پاس (یعنی مار ڈالا جاویگا) پھر وہ اوسکو عذاب دیگا عذاب سخت اور جو کوئی ایمان لایا (یعنی فرمانبرداری کی) اور اچھا کام کیا تو اوسکے لئے اچھا بدلہ ہے اور مین کہونگا (یعنی حکم دونگا) اِسکے لئے اپنے معاملات مین سہولیت کا

یہ بیان اِس بادشاہ کے سلوک کا ہے جو اوس نے اپنی مفتوحہ قوم کے ساتھہ کیا **قلنا یاذا القرنین** سے یہ سمجھنا کہ خدا نے اوس بادشاہ سے کلام کیا تھا صحیح نہین ہے قرآن مجید مین ایسے مقامون پر **قلنا** کا لفظ بمعنی **شئنا** کے آتا ہے جیسے کہ خدا نے اون یہودیونکی نسبت جنہون نے سبت کے دن زیادتی کی تھی فرمایا ہے **قلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین** اسی طرح اُسکے جواب مین **قال** کا لفظ آیا ہے پس اس طرح کا استعمال نہ نبوت کی نشانی ہے اور نہ خدا کے ساتھہ سوال و جواب ہونیکی دلیل ہے بلکہ جو سلوک کہ اوس فتحمند بادشاہ نے اوس مفتوح قوم کے ساتھہ کیا اوسکا بیان ہے۔

مذکورۂ بالا بیان سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اس بادشاہ پر دو زمانے ایسے گزرے جنکا اشارہ قرآن مجید مین بھی موجود ہے اور یہ نہایت قوی قرینہ ہے کہ اِن ہی مختلف دو زمانون کی وجہ سے خدا تعالی نے اوسکی نسبت **ذوالقرنین** کا لفظ استعمال کیا ہے۔

اِس فتح کے بعد اوسنے مشرق کی طرف حملہ شروع کیا اور اوس ملک کے مشرقی کنارہ پر پہونچا چنانچہ خدا تعالی نے فرمایا ہے ثم اتبع سببا حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدھا تطلع علی قوم لم نجعل لھم من دونھا سترا کذلک وقد احطنا بما لدیه خبرا۔

یعنی پہر اوسنے سفر کا سامان کیا یہانتک کہ جب وہ پہونچا جہان آفتاب نکلتا ہے تو اوسنے ایسی قوم پر اوسکو نکلتا ہوا پایا کہ ہمنے اونکے لئے آفتاب کے ورے کوئی اوٹ نہین کی یہ حال (اوس جگہہ کا) تہا اور بیشک ہمنے جان لیا تہا جو کچہہ اوسکے پاس وہانکی خبر پہونچی تہی۔

وقد احطنا بما لدیه خبرا کی نسبت ابن عباس کی تفسیر مین لکہا ہے قد علمنا بما کان عنده من الخبر و البیان اسی کے مطابق ہمنے بہی ترجمہ کیا ہے جو معنی ہمنے ابہی مغرب الشمس کے بیان کئے ہین وہی معنی مطلع الشمس کے ہین یعنی وہ ایسی جگہہ پہونچا جہان اوسکو آفتاب نکلتا ہوا معلوم ہوتا تہا۔

یہ حال مملکت چین کے شرقی کنارہ کا ہے جو بہت بڑے سمندر سے گہرا ہوا ہے جب آفتاب نکلتا ہے اوس کنارہ کے رہنے والونمین اور آفتاب کو نکلتا ہوا دکہائی دینے مین کوئی چیز حائل نہین ہوتی سمندر کے پانی کی صاف سطح ہوتی ہے اور آفتاب کا نکلنا بغیر کسی حجاب کے اون ہی لوگون پر ہوتا ہے۔

اِس طرف کے ملک کے لوگون کو زیر کرنیکے بعد اوس بادشاہ نے پہر سامان درست

کیا چنانچہ خدا فرماتا ہے ثم اتبع سببا حتی اذا بلغ بین السدین

وجد من دونهما قوما لا یکادون یفقهون قولا۔

یعنی پہر اوسنے سامان سفر کیا یہانتک کہ جب وہ پہونچا دو سدون یعنی دو

پہاڑون مین تو اوسنے اونکے ورے ایک قوم کو پایا کہ بمشکل اونکی بات سمجہتے تہے۔

یہ مقام مملکت چین کے شمالی حد پر ہے اور جس قوم کا ذکر ہے وہ تاتاری اور قدیم

سیتھیا کی رہنے والی تہی جو غارتگری اور لوٹیرے پن مین مشاق اور لوٹ مار کی

عادی تہی اونکی زبان چین کے رہنے والوںسے مختلف تہی۔

جب وہ بادشاہ اس مقام پر پہونچا تو لوگون نے کہا جو قرآن مجید مین مذکور ہے

چنانچہ خدا فرماتا ہے قالوا یا ذا القرنین ان یاجوج وماجوج مفسدون

فی الارض فهل نجعل لك خرجا علی ان تجعل بیننا

وبینهم سدا قال ما مکنی فیه ربی خیر فاعینونی بقوة

اجعل بینکم وبینهم ردما۔

یعنی اون لوگون نے کہا کہ ای ذو القرنین بیشک یاجوج

و ماجوج فساد کرنیوالے ہین زمین یعنی ملک مین پہر کیا ہم تیرے لئے کوئی کر

محصول (یعنی ٹکیس یا باجہ) مقرر کرین اس بات پر کہ تو بنا دے ہم مین اور

اونمین سد یعنی فصیل یا دیوار یعنی ایسی روک کہ وہ ہمارے ملک مین نہ آسکین

اوس بادشاہ نے کہا کہ خدا نے جو مقدور مجھکو دیا ہے وہ بہت اچھا ہی (یعنی کافی ہے محصول لگا کر روپیہ لینے کی ضرورت نہین) پہر تم میری مدد کرو محنت کرنیسے مین بنادونگا تمہارے اور اونکے بیچ مین مضبوط دیوار۔

پہلی بات اس آیت مین جو غور طلب ہے وہ یہ ہے کہ قالوا یاذالقرنین کسکا قول ہے مفسرون کا یہ خیال ہے کہ یہ اوسی قوم کا قول ہے جو اوس جگہہ ملی تہی اور جسکی نسبت کہا گیا ہے لایکادون یفقہون قولا مگر یہہ خیال ہرگز صحیح نہین یہ قول اون لوگون کا ہے جو سرحد چین کے اندر اور فغفور کے ملک مین رہتے تہے اور اوسی قوم کی لوٹ مار کے بچنے سے جسکی نسبت کہا گیا ہے لایکادون یفقہون قولا دیوار بنوانا چاہتے تہے۔

دوسری چیز جو اوس بادشاہ نے علاوہ محنت کے اونسے چاہی وہ لوہا تھا چنانچہ خدا تعالی نے فرمایا ہے اتونی زبر الحدید حتی اذا ساوی بین الصدفین قال انفخوا حتی اذا جعلہ نارا قال اتونی افرغ علیہ قطرا۔

یعنی لادو مجھکو لوہے کے ٹکڑے۔ یہانتک کہ جب وہ دونون پہاڑ و نمین برابر کر چکا تو کہا دھونکو یہانتک کہ جب اوس لوہے کو آگ یعنی لال کر دیا تو اوسنے کہا مجھکو لادو مین اوسپر ڈال دون پگہلی ہوئی دہات یعنی تانبا یا پیتل یا سیسہ یہ آیتین نہایت صاف ہین مگر مفسرین نے انکو عجیب طرح پر بیان کیا ہے

قرآن مجید مین جو لفظ زبر الحدید آیا ہے اوسکے معنی لوہے کی تختی یا لوہے کی
اینٹین قرار دئے ہین۔ اور پہر یہ قرار دیا ہے کہ اون لوہے کی اینٹون کو اوپر تلے
رکہکر بطور دیوار کے چنا اور اوسکو پہاڑ کی چوٹی تک اونچا کر دیا اور جب وہ پوری
ہوگئی جسکی لنبائی پندرہ سو میل کے قریب تہی تو آگ جلا کر اوس دیوار کو آگ کے
مانند کر دیا یعنی جیسے لوہا آگ مین جلانے سے لال مثل آگ کے ہو جاتا ہی اسطرح
ساری دیوار مثل آگ کے ہوگئی۔ پہر اوس دیوار پر پگہلا ہوا تانبا ڈالا اور وہ درزونمین
بیٹہکر جم گیا اور سب ملکر لوہے کی ایک ڈال دیوار یا ایک ڈال مثل لوہی کے پہاڑ کی ہوگئی
یہ تفسیر ایسی ہے جو نہ عقل مین آسکتی ہے اور نہ قرآن مجید کی آیتون مین اس
خارج از عقل کارستانی کا اشارہ پایا جاتا ہے۔ کسی طرح قرآن مجید سے نہین پایا
جاتا ہے کہ وہ دیوار لوہے کی اینٹون سے چُنی گئی تہی لوہا بلاشبہ دیوار کے بنانے
مین کام مین لانیکو منگوایا گیا تہا مگر یہ بات کہ اوس لوہے سے دیوار چُنی گئی تہی
ہرگز قرآن مجید مین نہ مذکور ہے نہ اوسکی طرف اشارہ ہی۔

یہ دیوار جو سدّ کے نام سے مشہور ہے پہاڑی ملک مین بنائی گئی تہی اور
کچہہ شبہ نہین کہ پتہرونکی چٹانون سے بنائی تہی مگر پتہرون کی چٹانون کے مضبوط
کرنے اور ایک کو دوسرے سے جوڑنیکو لوہا درکار تہا اوسکی نسبت اوس بادشاہ
نے کہا کہ لوہے کے ٹکڑے مجہکو لا کر دو۔

اِس دیوار کو بنے اکیس[21] سو بائیس[22] سو برس گذرے ہونگے اوس زمانہ کی

بہت سی عمارتون کے نشان اور کہنڈر اب بہی موجود ہین ۔ پتہر کی چٹانون کی دیوار بنانیکا اور اوسکو مضبوط کرنیکا کہ کوئی پتہر دیوار مین سے نکالنے سے نہ نکل سکے یہ دستور ہے کہ دو چٹانون کو برابر رکہکر دونون کے سرون کے پاس سوراخ کرتے ہین اور اونمین لوہے کے پاؤن لگاتے ہین تاکہ ایک دوسرے سے جُڑ جاوے اور نکالنے سے نکل نہ سکے اور اوس لوہے کے پاؤن کو جسکا ایک سرا ایک چٹان کے چہید مین اور دوسرا سرا دوسری چٹان کے چہید مین رہتا ہے آگ سے لال کر کے اون چہیدون مین لگاتے ہین اور کوئی پگہلی ہوئی دہات اون چہیدونمین ڈال دیتے ہین تاکہ پاؤن کے سرے چہیدون مین جم جاوین اور پتہر نکلنے نہ پاوین اور کسی طرح بغیر دیوار کے منہدم کئے نہ دیوار مین چہید ہو سکے اور نہ کوئی پتہر ٹل سکے۔

قرآن مجید کے ان لفظون کا کہ حتی اذا ساوی بین الصدفین یہ معنی سمجہنے کہ جب وہ دیوار دونون پہاڑون کی چوٹیون کے برابر اونچی ہوگئی تہی صحیح نہین ہے بلکہ ساوی بین الصدفین کا اطلاق دونون پہاڑون مین دیوار کی بنیاد کے برابر کرنے پر صادق آتا ہے اور بنیاد کو برابر کر کے اوسپر ردہ لگایا جایا تا ہے ۔ پس قرآن مجید کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ اوسنے دونون پہاڑونکے بیچ مین دیوار کو برابر یعنی موافق محاورہ عمارت لیول مین یعنی ہینال مین کیا اور اوسپر جو ردہ لگایا تہا اوسمین لوہے کے پاؤن لگانیکی غرض سے کہا کہ لوہے کو پہونکو اور جب وہ مثل آگ کے لال ہو جاوے اوسکو لگاؤ اور اوسپر

پگھلی ہوئی دہات ڈال دو پس یہ دیوار اسی طرح پر بنی ہے جسطرح عموماً اس قسم کی دیوارین بنتی ہین عجیب بات اسمین جو ہے وہ یہی ہے کہ پندرہ سو میل کے قریب لمبی ہے اور پہاڑون مین اور پہاڑونکی چوٹیون پر اور میدانونمین اور دریاؤن پر برابر بنتی چلی گئی ہی۔

اس دیوار کی مضبوطی ظاہر کرنیکو خدا نے فرمایا فما استطاعوا ان یظہروہ وما استطاعوا له نقبا قال هذا رحمة من ربی فاذا جاء وعد ربی جعله دکا وکان وعد ربی حقا۔

یعنی پھر قوم یاجوج و ماجوج اوسپر نہ چڑہ سکی اور نہ اوسمین نقب لگا سکی اوس بادشاہ نے کہا کہ یہ دیوار ایک رحمت ہے میرے پروردگار کی پھر جب میرے پروردگار کا وعدہ آویگا تو اوسکو ریزے ریزے کر دیگا اور میرے پروردگار کا وعدہ سچا ہے

ان آیتون کی نسبت مفسرین نے محض بے سند اور افواہی کہانی آمیز روایتون سے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ یاجوج و ماجوج اس دیوار کے توڑنیکے درپے ہین آنحضرت صلعم کے زمانہ مین روپیہ برابر سوراخ کر چکے تھے جب حضرت عیسیٰ آسمان پر سے اوترینگے اوسوقت وہ اوسکو توڑ کر نکلین گے گویا یہ وعدہ ہے خدا کا جو اس آیت مین مذکور ہے اور جب وہ نکلین گے تو تمام دنیا کو لڑائی سے عاجز کر دین گے آسمان پر تیر چلاوینگے وہ لہو بھری آوینگے آخر کو حضرت عیسیٰ کی بددعا سے سب مر جاوینگے

یہ محض بے اصل کہانیان ہین اب اس زمانہ مین تمام تاتار پر جو یاجوج و ماجوج کی قوم ہے چینیون کی عملداری ہے جو چینی ترکستان کے نام سے موسوم ہے

یاجوج وماجوج یعنی تاتاری تمام دنیا مین ٹرپے پہرتے ہین نہ کسیکے کان بڑے
ہین اور نہ کسی کا گوشت کہاتے ہین خاصے بہلے چنگے آدمی ہین۔

جسطرح کہ خدا تعالی اجابجا فرماتا ہے کہ اخیر کو تمام چیزین فنا ہوجاوینگی اسی طرح
اس دیوار کی نسبت بہی فرمایا ہے جیسے کہ زمین کی نسبت فرمایا کلّا اذا دکت
الارض دکًّا دکًّا وجاء ربک والملک صفًّا صفًّا۔

مسٹر جمس کارکرن نے ایک چینی تاریخ کا اُردو مین ترجمہ کیا ہے اوس تاریخ
مین اس بادشاہ اور اس دیوار کی نسبت جو کچہہ لکہا ہے اس مقام پر نقل کرتے ہین۔

تاریخ چین جمس کارکرن

ای چن کے بعد چی وانگ لی ٹ فغفور ہوا اور اکثر ختائی مورخون کی روایت
ہے کہ وہ ای چن کے نطفے سے نہ تہا کیونکہ اوسکی مان جب ایک مرد سوداگر
سے حاملہ ہوچکی تہی تب اوسنے فغفور کے ہاتہہ اوس عورت کو بیچا تہا اور اوس شخص
نے یہ حرکت اس امید سے کی تاکہ تمنا دل کی پوری ہووے اور اپنی اولاد کو تخت پر
دیکہے اگرچہ یہ امر بعید القیاس نہین ہے لیکن شبہ اس نقل کی راستی پر اسی جہت سے
ہوتا ہے کہ علماء ختا بسبب ایک سانحے کے جو ذیل مین مذکور ہے اسکے نام پر ہزارہا
لعنتین کرتے ہین اور یہ فقرہ اوسکے حرامزادے ہونیکا توہین کے قصد سے
انہون نے طیار کیا ہے غرض یہ تحقیق ہے کہ سوداگر نے فغفور ای چن سے یہ
دوستی بڑہائی اور اپنی لیاقت اسطرح اوسکے نزدیک ظاہر کی کہ ای چن نے

او هذا لا ینافی التمکین من تسویتہ فاذا جاء وعد ربی ای اذا دنا مجیء القیمۃ جعل السد دکاء ای مدکوکا مستویا بالارض وکل ما انبسط بعد الارتفاع فقد اندک ومنہ الدکاء بالمد ای ارضا مستویۃ وکان وعد ربی حقا وهذا آخر حکایۃ ذی القرنین (تفسیر کبیر)
+++++
++++

خدمت وزیر اعظم کی اوسے دی خیر جب فغفور نے انتقال کیا وہی لڑکا تیرہ برس کی عمر مین گدی پر جلوہ بخش ہوا اور ایسے بہادر اور مدبر فغفور گنتی کے دو تین ہی ہوئے ہین اور ایسا ایسا کام اوسنے کیا کہ نام اوسکا قیامت تک رہجائیگا۔

اعیان دولت سے ایک شخص بنام لی زی غیر ملکی تہا یعنی وطن اوسکا ریاست فغفور سے باہر دوسرے ایک سلطان کی حد مین واقع تہا جب فرمان اس مضمون کا نکلا کہ جتنے غیر ملکی اس سرکار کی ریاست مین آئے ہین سب اپنے اپنے وطن کو چلے جاوین تب اس لی زی نے ایسی ایک عرضی حضور مین گزرانی اور ریاست مین اغیار کے رہنے سے جو فائدے متصور تہے سب کو اس خوبی اور فصاحت کے ساتھ اوسنے بیان کئے کہ فغفور نے اپنے حکم کو دوسرے ہی روز منسوخ کیا اور لی زی کو وزیر اعظم بنایا اور اسی کی صلاح سے بادشاہ نے تمام سلاطین کو سر کیا اور شہنشاہ ختا اصل حقیقت مین ہوا اسکی صورت اس طور سے ہوئی کہ پہلے کئی برس تک فغفور نے اپنے اخراجات کو حد اعتدال پر رکہا لڑائی بہڑائی سے وہ باز رہا اور خزانے کو خوب ہی معمور کیا جب دولت بافراط حاصل ہوئی فغفور نے زرپاشی شروع کی اور سلاطین مین زر کے وسیلہ سے بگاڑ ڈلوادیا اور جب ایک دوسرے سے لڑکر قریب تباہی کے پہونچا اور اوسکا حریف بہی علی ہذہ القیاس ضعیف ہوا تب فغفور نے کوئی بہانہ کرکے دونون سے یا ایک سے بگاڑ کیا اور آناً فاناً مین اوسکا ملک چہین لیا اور اسی تدبیر سے تمام سلاطین کو اوسنے بے تخت و تاج کیا اور ساری مملکت ختا کا مالک ہوا اور شہنشاہ اوسی وقت

سے کہلایا اور حالانکہ دولت و ملکیت خواہش سے زیادہ ہاتھہ آئی تھی اور تبت
بزرگ کی حد سے مشرقی سمندر تک اور ملک تاتار سے بحر جنوب تک کی حکمرانی ہوئی۔
لیکن آرام و عیش طلبی مطلق مزاج مین نہ سمائی باوجودیکہ مکانات عالیشان اوسنے
بہت بنائے اور بی غایت تکلفات سے آراستہ کیا اور باغات مین بہی علی ہذالقیاس
سامان بی پایان عیش و نشاط کا مہیا کردیا اسپر بہی یہ قاعدہ تہا کہ چند آدمی کو سے لئے
پوشیدہ جاتا تہا اور احوال وہانکے حکام عدالت اور تحصیل اور محاصل زراعت
کا خود دریافت کرتا تہا اور شوق اوسکے دل مین یہی تہا کہ مملکت ختا کا سر نو بند و بست
کرے اور قدیم فغفورونکی روئی پر نہ چلے اور اِس ارادے سے جب دستورات قدیم
سے اندک فرق کرتا تہا علماء کا شور اُٹہتا تہا کہ فلانی بات یاؤ اور شن اور یو
کی خلاف حکم کے ہے اوسکو کرنا امتناع ہے اور یہ روک ٹوک جب فغفور کو ناگوار گزری
لی زہی سے اوسنے مشورت کی اور وزیر نے تمام کتب قدیم کو جمع کر کے آگ لگا دینے
کی صلاح دی اور یہی بات وقوع مین آئی اس سبب سے تاریخ ختا کے اکثر مقامات
مین اغلاق واقع ہوا ہے اور بہت سے احوال کو مورخون نے فقط یاد سے لکہا ہے
اور یہ حرکت ختائی علما اور شعرا کو ایسی بُری معلوم ہوئی کہ چی وانگ لی ظ
اور شیطان مین اُنہون نے فرق نہین کیا اور ولد الزنا ٹہیرا انیکے علاوہ ابلیس مجسم
کا لقب اوسکو دیا ہے حقیقت مین اونکی ہجو بے سبب نہین تہی کیونکہ ایک تو
کتب قدیم کے نقصان کرنے اور سب فاضلون کے گہر سے کتاب جبراً منگوا کے

جلا دینے کی حرکت اوسنے کی ہی تہی علاوہ اِسکے چار سو ساٹھہ علماء کو اسی قصور پر
اوسنے جیتا گڑوا دیا کہ اپنے اپنے کتب خانے کو بادشاہ کے پیادون کے حوالہ انہون نے
نہین کیا تہا سوای اِسکے اوسکے خوف فغفور کو یہ تہا کہ اگر زندہ رہینگے تو حافظے سے
اون کتابون کو پہر لکہین گے اور ہمکو عاجز کرینگے غرض طیش مین آکر چی وانگ
ٹی نے یہ خون ناحق کیا اور بے رحم اور سنگدل اور خونخوار بجا کہلایا لیکن اِن عیبون
کے ساتھہ اتنا تہا کہ خطا مین اگر پانچ چار فغفور متواتر اسی طرح کے ہوتے تو واللہ اعلم
کیا کیا وہ نہ کرتے اور کس کس ملک کو عمل مین نہ لاتے القصہ جب کشت و خون
اور لڑائی بہڑائی سے فارغ ہوا اور انتظام ملک کا تردد کر چکا ہمیشہ جینے اور باقی
رہنے کی ہوس اوسکے دل مین ازبس پیدا ہوئی اور اس خیال باطل کو خوشامدیون نے
ترقی دی آخر الامر چند نوجوان مرد اور عورتون کو اوس مشرقی سمندر کی طرف روانہ
کیا اِسلئے کہ سُن چکا تہا کہ اودہر کے جزیرون مین ایک جزیرہ ایسا تہا کہ وہان کے
چشمے کا پانی جسنے پیا مرگ اوسکے نزدیک نہین آئی غرض وہ لوگ گئے اور پہر آئے اور
اونکا بیان یہ تہا کہ مشرقی سمندر مین طوفان نے آگے بڑہنے نہ دیا لیکن ایک
مردک کا جہاز چونکہ طوفان مین بحر سے الگ ہو گیا تہا اوسنے چندے بعد آنکر یہ فقرہ
سنایا کہ منزل مقصود تک پہونچا تہا لیکن چشمہ اوس ایام مین جاری نہ تہا غرض
اِسکے ہاتہہ ایک کتاب آئی تہی جسمین یہ بات اوسنے لکہی پائی کہ چین کا گہرانا
اوس خاندان کے ہاتہہ سے تباہ ہوویگا جسکا نام ہو کے لفظ سے شروع ہے

اِس واہیات بات کے اعتبار پر فغفور نے فوراً جنگ کا سامان تیار کیا اور چونکہ ایک قوم تاتار کا نام ہوانگ نو تہا اور پہلے حروف ہو تہے دفعتاً اونکے ملک پر چڑہگیا اور چونکہ اچانک جا پہونچا اور سب کو بے فکر پایا اِس سبب سے اونکو پامال کیا والا اگر پیشتر سے خبر اونکو ملتی تو شاید شکست نہوتی بلکہ غالب ہے کہ وہ تاتار خونخوار سب فغفور کو نہایت تنگ کرتے کیونکہ وے بڑے جنگی اور صحرا کے رہنے والے تہے اور لوٹ تاراج سے اونکی اوقات اور شکار پر اونکی گذران تہی اور ہر وقت گہوڑون پر سوار ہاتہہ مین تیر کمان تلوار لئے خونخوار بنے رہتے تہے اگرچہ وہ بہی قوم ختا سے تہے چنانچہ بعض مورخ کہتے ہین کہ شہزادہ چینکوئی خاندان ہیا کے تباہ ہونیسے صحرائے تاتار مین جا چہپا تہا اور بعض کا بیان ہے کہ اوسی ہیا یعنی یو کے گہرانے کا وہ شہزادہ باپ سے روٹہہ کر صحرا مین چند آدمیون کو لئے چلا گیا تہا وہی جد اُن لوگون کا تہا لیکن صحرا کی آب وہوا کی خاصیت اور قنات کے نیچے بود و باش کرنے اور کچے گوشت کہانے اور رات دن کمر بندہے رہنے کی عادتون نے اونکو ایسا مضبوط بنایا تہا کہ شہری ختائیون سے اور اونسے کچہہ نسبت باقی نرہی اور اونکی گروہ ایک دوسری قوم ہوگئی اور یہی لوگ تہے کہ کسریٰ اور سکندر بہی اونکے بہادری اور مضبوطی اور سپہ گری کے قائل ہوئے اور اونسے باج نہ لے سکے اور اسی قوم کے پہلوانون سے رستم اور اسفندیار کا مقابلہ ہوا اور افراسیاب بہی تاتاری تہا یہ لوگ تیر اندازی اور تلوار کے دہنی تہے اور اونکے گہوڑے بجلی تہے

اوراوسنے جب کسی سے بگڑتی تہی دشمنون کو لاکہون گہوڑون کی ٹاپون سے روند
ڈالتے تہے اور غنیم پر دفعتًا ایسے جا پڑتے تہے کہ اون لوگون کو حربہ کرنیکی فرصت نہین
ملتی تہی گویا اجل سامنے موجود ہوجاتی تہی اور انکی رکاوٹ نہ دریا نہ جنگل نہ کوہستان
کسی سے ممکن تہی حاصل کلام تاتاری رسالونمین ہر شخص ایک شہسوار خونخوار
تہا اور اِن لوگون نے سیکڑون تختون کو اُلٹ دیا اور جو سامنے پڑا خواہ دشمنی
کی راہ سے خواہ لوٹ تاراج سے وہ بچکے نہین گیا الغرض چونکہ انکا حال اسی جلد
کی تیسرے دفتر مین طوالت کے ساتہہ ہے یہان پر اتنا ہی بیان کا موقع تہا کہ نتیجہ
غفلت کا معلوم ہووے کہ غافل رہنے سے ایسے تاتار خونخوار بہی مارے پڑے
القصہ چی وانگ ٹی باوجود اس شکست دینے کے خوب جانتا تہا کہ یہ قوم
موقع پاکر انتقام ضرور لیگی اور تاوقتے کہ بدلہ اور عوض معقول نہووے اس شکست
کی یاد ہمیشہ دل کو صدمہ پہونچائیگی اس سبب سے اوسنے دیوار ختا کی بنا کی جسکا
تمام احوال عاصی نے جلد اول کے دوسرے دفتر کے چودہوین باب کے چار سے
صفحے مین بیان کیا ہی۔

سینتیس ۳۷ برس اوسنے سلطنت کی اور اوسکے ایام انتقال کو مورخون نے
سنہ ۲۱۰ قبل مسیح قرار دیا ہی

ذکر بنای دیوار

یہ دیوار قریب آٹہہ سو کوس کے لمبی ہے اور سرحد ختا اور تاتار پر واقع ہے

اور وجہ اوسکی تیاری کی یہ ہوئی کہ جب قوم تاتار نے اوس طرف سے بار بار یورش کر کے
ختائیون کو سخت عاجز کیا اور کوئی تدبیر انکو ضبط کرنیکی نہین سوجھی تب اوس دیوار
کی بنا کی گئی اور فغفور چینگ وانگ نے دوسو چالیس برس قبل حضرت عیسی کے
اسی شروع کی اور عرصہ قلیل یعنی صرف پانچ برس مین یہ تمام ہوئی اور حال اوسکا
یہ ہے کہ نہ پہاڑ نہ دریا کوئی مانع اوسکی ساخت کا ہوا اور آٹھہ سو کوس تک جو موانع سامنے
آئے سب کو دفع کرتی ہوئی یہ دیوار اپنی منزل مقصود تک پہونچی ہے اور کئی مقام پر آدہ
آدہ کوس کے اونچے پہاڑونکی چوٹی پر سے یہ دیوار کھنچی ہوئی ہے اور بعض جگہہ بڑے
بڑے دریا پر پلونکے اوپر سے بہہ گئی ہے اور زیادہ تکلف یہ ہے کہ سمندر کے بیچ سے شروع
اس طرحپر ہوئی ہے کہ صدہا جہاز پتھرونسے لدے ہوئے ڈبا دئے گئے اور اوسپر اوسکی بنیاد
قائم ہوئی ہے اور آٹھہ سو کوس تک تیس گز اونچی اور اس قدر چوڑی ہے کہ چھہ سوار پہلو
بہ پہلو فراغت سے اوسپر گھوڑا دوڑا سکتے ہین اور سو سو قدم پر دو منزلہ اور سہ منزلہ برج
بنے ہوئے ہین اور جب تک کہ تاتاریون نے اپنی دولت کی بنا ختا مین نہین ڈالی
تھی تب تک ہزارون توپین اونپر چڑھی رہتی تھین اور دس لاکھہ فوجون کی تقسیم تمام
برجون مین تھی غرض جب قضای فلکی سے وہی لوگ جنکی یورش کے سبب سے یہ دیوار
بنی تھی ختا کے مالک ہوئے تب سے وہانکی فوج موقوف ہوئی اور برج اور دیوار بیمرمت
رہنے لگی مگر کئی باتین عجیب و غریب اس دیوار کی ساخت مین ہوئین کہ ختائیونکی حکمت
اور قدرت اور مستقل مزاجی کی دلیلین ہین چنانچہ اول یہ کہ معماری کے سرانجام اور

بڑے بڑے تختے نہہ پونکیے وان لوگون نے آدہ آدہ کوس کے بلند پہاڑون پر پہونچائے جہان چڑہنی کا
کوئی سہارا نہین معلوم ہوتا اور کرارے کی بلندی ایسی ہے کہ آدمی کی چڑہائی لاممکن
نظر آتی ہے اور دوسری بات تعجب انگیز ہے کہ سمندر مین جہان تہاہ کم اور جوش وخروش بحر
ذخار کا زیادہ ہے وہان کس طرح سے نیو ڈالی گئی کہ دو ہزار برس سے ہلی نہین باوجودیکہ ختا کی
سمندر مین ایسا طوفان دس بیس دفعہ ہر سال مین آتا ہے کہ صدہا جہاز اور تخمینًا بارہ
چودہ ہزار آدمی سالانہ اِن ہی طوفانونمین ہلاک ہوتے ہین اور زور وشور ہوا کا ایسا
ہوتا ہے کہ ایک انگریز ناخدا بہت تجربہ کار اور عقلمند کا بیان اس طور پر ہے کہ اگر یہ ممکن ہوتا
کہ ایک ہی جہاز کی گلئی پر دس ہزار کرنا اور دس ہزار نقارے دفعتًا بجائے جاتی تو اوسی
جہاز کی پتوار پر سوا طوفان کے غل اور شور کے اون کرنونکی آواز کوئی شخص نہین سن سکتا
الغرض جس سمندر مین ہر سال دس بیس مرتبہ یہ قیامت برپا ہو اوسمین اوس دیوار کا قیام
عجائبات سے ہے تیسری بات یہ کہ باوصفیکہ آدہی خلقت سے زیادہ اوسکی طیاری مین مطابق
فرمان کے ہر وقت حاضر رہتی تہی لیکن پانچ برس کے قلیل عرصہ مین اس دیوار کا تمام ہونا
تعجبات سے ہے کیونکہ جب ایک انگریز سیاح نے حساب کیا تو دیکھا کہ اس دیوار کی فقط برجون
کی ساخت مین اِس قدر اسباب معماری کا صرف ہوا ہے کہ تمام انگلستان کی ہر طرح کی
عمارتونمین جو خرچ ہوا ہے شاید اوسکے مقابلہ مین بہت کم نکلیگا اور منصفی شرط ہے کہ تمام دیوار
مین کس قدر اسباب صرف ہوا ہوگا اور چوتہی بات حیرت افزا یہ ہے کہ جس ناکے پر یہ کہینچی
ہے وہان سے منزلون تک نہ بستی نہ انسانکی نشانی تہی اور آٹھ سو کوس تک فقط صحرا

اور کوہستان اور جنگل تہا اور وہان پراس کارخانے کے لئے لازم ہوا ہوگا کہ سیکڑون کوس سے مزدورون اور کاریگرون کے لئے رسد اور دیوار کے واسطے سر انجام آوے اور اِس وجہ سے مشکلین دہ گُنی ہوئی ہونگی لیکن ختائیونکی حکمت اور استقلال اور ثابت قدمی سب موانع پر غالب ہوئی اور ایک نشانی ایسی ہگئی ہے کہ روی زمین پر کوئی یادگار انسان کے اولوالعزمی کا اسکے مقابلہ مین نہین ہے بجز اوس نہر بزرگ کے جو خطا مین تین سو بیس کوس تک بنائی گئی ہے اور جسکے لئے قبلا خان چنگیز کے پوتے کی عقل اور ختائیون کے علم اور ثابت قدمی پر لاکہہ لاکہہ درود بہیجنا مقتضائے انصاف ہے۔ انتہیٰ*

یہ بات کچہہ کم تعجب کی نہین ہے کہ سکندر کی نسبت بہی کہا گیا ہی کہ جو اوسکا باپ مشہور تہا وہ اوسکا بیٹا نہ تہا اسی طرح چی وانگ ٹی کی نسبت بہی کہا گیا ہی کہ وہ اپنے مشہور باپ کا بیٹا نہ تھا۔

سکندر کی نسبت بہی کہا گیا ہے کہ اوسنے آب حیات کی تلاش کی تہی اور چی وانگ ٹی کی نسبت بہی آب حیات کا ڈہونڈہنا مذکور ہوا ہی۔

اور اسی لئے شبہ ہوتا ہے کہ چی وانگ ٹی کے حالات کو سکندر کے حالات مین ملادیا ہی۔ چین ایسا ملک تہا کہ اگلے زمانہ مین بہت کم اوسکی تاریخ معلوم تہی اور ظاہرا یہی سبب ہوا ہے کہ مورخون اور مفسرونکو سد کا مقام بتانے اور اوسکے بننے کے حالات بیان کرنے مین دہوکا پڑا ہے فقط

تمت

خلق الانسان علی ما فی القرآن

الفه

المفتقر الی الله الصمد السید
احمد غفر الله له
ولوالدیه واحسن
الیهما و
الیه

طبع فی المطبع المسمی بمفید عام الکائن فی الاکبرآباد

باداره المنشی محمد قادر علی خان سلمه المنان

سنه ۱۳۰۹ھ



خلق الانسان علیٰ ما فی القرآن

الفه

المفتقر الی الله الصمد السید
احمد غفر الله له
ولوالدیه واحسن
الیهما و
الیه

طبع فی المطبع المسمی بمفید عام الکائن فی الاکبرآباد

بادارة المنشی محمد قادر علی خان سلمه المنان

سنه ۱۳۰۹ھ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق الانسان من تراب ثم من ماء مھین دافق ثم من نطفۃ ثم من علق فخلق العلق مضغۃ فخلق المضغۃ عظاما فکسا العظام لحما ثم اخرج من بطن امہ طفلا لیبلغ اشدہ و منھم من یتوفی و منھم من یرد الی ارذل العمر و الصلواۃ و السلام علی رسولہ محمد خیر البشر و الہ و اصحابہ اجمعین۔

جبکہ ہم تمام موجودات عالم پر بقدر طاقت بشری نظر ڈالتے ہین تو یہ دیکھتے ہین کہ خدا تعالے نے جو قانون قدرت بنایا ہے اور اوس قانون کے مطابق جو چیزین پیدا ہوتی ہین وہ ایسی مناسبت سے پیدا ہوتی ہین کہ ایک دوسری سے اور دوسری تیسری سے اور تیسری چوتھی سے وعلی ہذا القیاس نہایت مشابہ ہوتی ہین پہلی چیز سے دوسری چیز کسیقدر ترقی یافتہ ہوتی ہے مگر وہ ترقی ایسی خفیف ہوتی ہے جس سے

وہ مشابہت جو پہلی کو دوسری سے ہوتی ہے بدستور باقی رہتی ہے اور جو تفاوت یا ترقی
اُس دوسری چیز مین ہوئی ہے وہ نہایت غور اور فکر سے محسوس ہوتی ہے۔
اِس قانون قدرت نے ایک ایسا سلسلہ پیدایش کا کر دیا ہے کہ اگر تمام مخلوقات کو
سلسلہ وار جمع کیا جاوے تو وہ ایک ایسی زنجیر کے مشابہ ہوگی جسکی ایک کڑی دوسری
کڑی سے ملی ہوئی ہو اور اون کڑیون مین بتدریج ایسا فرق ہوتا جاوے کہ پہلی کڑی
دوسری کڑی کے اور دوسری تیسری کے اور تیسری چوتھی کے مشابہ ہو لیکن جب بیچ کی کڑیون
کو چھوڑ دیا جاوے مثلاً پہلی کو دسوین یا بیسوین یا پچاسوین سے وعلی ہذالقیاس
مقابلہ کیا جاوے تو معلوم ہو کہ دونون مین تو بہت ہی کچھ فرق ہے وہ اور ہی نوع ہے اور
یہ اور ہی نوع بلکہ دو مختلف جنسین ہین۔
اِس تناسب پیدایش نے بہت بڑے بڑے لایق اور عالم حکیمون کو دہوکے مین
ڈال دیا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہین کہ انقلاب ایک ہی چیز کو دوسری مشابہ چیز مین بدلتا جاتا ہے
مثلاً وہ حیوان جو بندر کہلاتا ہے اور جسکی مختلف قسمین ہین اور ایک دوسری سے ترقی یافتہ
ہے رفتہ رفتہ ترقی پاتے پاتے اُس صورت مین آگیا ہے جسکو اب ہم انسان کہتے ہین اور
یہی تھیَوری حکیم ڈارون کی ہے جو ایک بے مثل حکیم اپنے زمانہ مین گذرا ہے۔
مگر اُنھون نے قانون قدرت کے کامون مین جس مناسبت کا ہونا لازمی ہے اوسپر لحاظ
نہین کیا۔ قانون قدرت نہایت منتظم ہین اور اسی سلسلہ انتظام مین یہ بات بھی لازمی ہے
کہ وہ سلسلہ ایسے انتظام سے ہو کہ اوسکی پہلی کڑی دوسری سے اور دوسری کڑی تیسری سے

باہم مناسبت سے ہون جیسے موتیون کی لڑی جسمین ایسے انتظام سے چھوٹے اور بڑے موتی پروئے گئے ہون کہ پہلا دوسرے سے اور دوسرا تیسرے سے اور علی ہذالقیاس مناسبت سے پروئے جاوین۔

اونکو شبہ اسبات سے ہوا ہے کہ ایک نوع کی دوسری نوع کی ترکیب سے ایک تیسری نوع پیدا ہو جاتی ہے جیسے خچر یا بعض بیرونی اثرون سے بعض حیوانات مین انقلاب پیدا ہوجاتا ہے اور اسی وجہ سے اونکی راے انقلاب کی طرف مایل ہوی ہے مگر یہ امر خیال سے رہ گیا کہ اس قسم کے انقلاب کے لیئے اول اون دونون نوعون کا مستقل موجود ہونا یا اوس شئے کا اور اوس مادہ کا جو ذریعہ انقلاب اوس شئے مین ہو استقل اور جداگانہ موجود ہونا ضرور ہے تاکہ شئے ثالث وجود پذیر ہو - معہذا اوس شئے ثالث پر انقلاب شئے اول یا شئے ثانی کا اطلاق نہین ہوسکتا بلکہ وہ ایک نیا نتیجہ ہے دو شئے کے اتحاد اور ملاپ کا نہ انقلاب ایک شئے کا دوسری شئے مین -غرضکہ یہ بات صحیح نہین ہے کہ وہ حیوان جسکو بندر کہتے ہین بمرور دہور مین ترقی کرتے کرتے اس صورت مین آگیا ہے جسکو انسان کہتے ہین بلکہ قانون قدرت کا سلسلہ انتظام ایسے مناسبت سے واقع ہوا ہے کہ اوس نے ابتدا ہی سے مخلوق کو ایسی مناسبت سے پیدا کیا ہے کہ اعلی ادنی سے موتیون کی لڑی کے مثل مناسبت و مشابہت رکھتی ہے اور اسلئے ضرور ہے کہ انسان سے نیچے ایک ایسی مخلوق ہو جو نہایت انسان کے مشابہ ہے اور اُسکے نیچے ایسی مخلوق ہو جو اوس مخلوق سے جو انسان کے نیچے ہی مشابہ ہو و علی ہذالقیاس تمام حیوانات کی پیدایش ابتدا مین مٹی کے خمیر سے معلوم ہوتی ہے اور اسلئے ابتدا مین

کوئی حیوان جنمین انسان بہی داخل ہے توالد سے پیدا نہین ہوا بلکہ ہر ایک کو تولید ہوئی ہے۔ اوسکے بعد قانونِ قدرت اسطرح پر جاری ہوا کہ اون متولد حیوانات مین سے جنمین نطفہ کا مادہ نہین تہا اونکی تولید بغیر جوڑے کے ہونی جاری رہی جیسے کہ اب حشرات الارض کی ہوتی ہے۔ اور جن حیوانات مین نطفہ کا مادہ تہا اونکا جوڑا اول تولید سے پیدا ہوا اُسکے بعد توالد سے قرآن مجید بہی اسی پر ناطق ہی جہان خدا نے فرمایا ہے۔ خلقکم من تراب ثم من نطفة۔ فانا خلقناکم من تراب ثم من نطفة۔ هوالذی خلقکم من تراب ثم من نطفة۔ ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين ثم جعلناه نطفة فی قرار مکين۔ بدء الخلق من طين ثم جعل نسله من سلالة من ماء مهين۔ ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حماٍ مسنون۔ واذ قال ربك للملائكة انی خالق بشرا من صلصال من حماٍ مسنون۔ وخلق الانسان من صلصال كالفخار۔ والله خلقکم من تراب ثم من نطفة ثم جعلکم ازواجا۔

اِن تمام آیتون مین خطاب بلفظ جمع آیا ہے جسمین مذکر اور مونث دونون مخاطب ہین اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرد مین سے عورت پیدا نہین ہوئی بلکہ مرد اور عورت دونون ابتدا مین مٹی سے پیدا ہوئے اور بعد خلق اونکا جوڑا ہوا جیسا کہ اس اخیر آیت مین فرمایا ہے۔ ثم جعلکم ازواجا۔ اور جب توالد نطفہ سے جاری ہوا تو نطفہ ہی سے زوجین پیدا ہوئے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے۔ وانه خلق الزوجين الذكر والانثى من نطفة اذا تمنى خلق الانسان من نطفة فاذا هو خصيم مبين۔ الم نر الانسان انا خلقناه من

نطفة فاذا هو خصيم - انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج نبتليه فجعلناه سميعا بصيرا - من اے شي خلقه من نطفة خلقه فقدره - الم يك نطفة من مني يمنى ثم كان علقة فخلق فسوا - فلينظر الانسان مم خلق خلق من ماء دافق يخرج من بين الصلب والترائب - الم نخلقكم من ماء مهين فجعلناه في قرار مكين الى قدر معلوم

اِسکے بعد یہ بحث پیش آتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسطرح پر صرف ایک ہی جوڑا انسان کا پیدا کیا تھا یا بہت سے جوڑے پیدا کئے تھے جنسے مختلف رنگ و روپ صورت و شکل کی قومین پیدا ہوئی ہین -

اسباب مین لوگون کی مختلف رائے ہین وہ اِس سبب سے کہ قومون کے ڈھانچے اونکی ہڈیون کے جوڑ بند مختلف طرح پر پاتے ہین اِس سبب سے خیال کرتے ہین کہ متعدد جوڑون کی نسلین ہین -

مگر جب ہم تمام دنیا کی قومون کے جذبات نفسانی یکسان پاتے ہین تو تعدد کا خیال دور ہوجاتا ہے اور اوس اختلاف کو امور خارجیہ کے تاثرات مثلاً ملک کی آب ہوا اوسکے موسم کے اختلاف آفتاب کی شعاعون کی استقامت اور انحراف اور ملکی ضروریات کے اسباب سے منسوب کرتے ہین -

قانون قدرت بھی ہمکو اسی امر کے مطابق معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ قانون قدرت کوئی فضول اور بے فائدہ غیر ضروری کام نہین کرتا جبکہ اُسنے تولید کے بعد یہ قانون قایم کیا تھا کہ انسان کی نسل توالد سے بڑہے تو متعدد جوڑون کی تولید کی ضرورت

نہ تھی اگر ایسا ہوتا تو قانون قدرت فضول اور غیر ضروری کام کرتا جو وہ ہرگز نہین کرتا -

یہ خیال کہ ایک جوڑا دنیا کے معمور کرنے کو کیونکر کافی ہوا ہوگا -

اس غلط خیال سے پیدا ہوتا ہے کہ دنیا صرف چھ سات ہزار برس کی بڑھیا ہے مگر جب ہم قدرت کے کامون کو دیکھتے ہین تو اوسکے امتداد کے زمانہ کا قیاس ہی نہین ہوسکتا پہاڑون کی بناوٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ قدرت نے اونکو کسطرح بنایا ہے مگر جب سوچتے ہین کہ کتنی مدت مین بنے ہونگے تو عقل حیران ہوتی ہے -

آتشین پہاڑون کی لاوون کی تہون کا کنارون پر کف چھوڑ جانے والے دریاونکی پپڑیون کا شمار اونکی قدامت کے اندازہ سے عاجز کردیتا ہے - زمین کی اندر کی کانین اور بالتخصیص زمین کے اندر نہایت بڑے بڑے عالیشان درختون کا دبا ہوا ہونا پھر اونکے انقلابات جنکو اب ہم پتھر کا کویلہ کہتے ہین ایک بے شمار درازی زمانہ کا ہمکو ثبوت دیتے ہین -

سبحانہ ما اعظم شانہ اذا اراد اللہ شیئا یقول لہ کن فیکون - فاراد اللہ ان یکون ھذا العالم بھذا الشان فکان وارادتہ بما اراد ھو قانون القدرۃ وطریق الفطرۃ فھذا لعالم قایم علی منوال قانونہ الی اجل ولا یعلم لعدا جلہ -

کچھ لوگ کہتے ہین کہ بعض قومین مدت دراز سے ایک ملک سے دوسرے ملک مین چلی گئی ہین اور اونکے ڈہانچون مین کچھ تفاوت نہین ہوا اول تو مطلق تفاوت کا نہونا تسلیم نہین ہوسکتا دوسرے مدت دراز کا اطلاق صرف ایک دہوکا ہے کیونکہ جسکو زمانہ دراز سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ قانون قدرت کے زمانہ کے سامنے کچھ حقیقت ہی نہین رکھتا -

اب یہ بات غور طلب ہے کہ قرآن مجید مین جسطرح پر نطفہ سے انسان کا پیدا ہونا بیان ہوا ہے وہ قانون قدرت یعنی اوس طریقہ کے جسطرح فی الحقیقت مطابق تحقیقات علم فزیالیوجی کے پیدایش ہوتی ہے موافق ہے یا نہین -

قبل اسکے کہ ہم اسکی نسبت کچھ کہین اون آیتون کو نقل کرتے ہین جنسے یہ بحث متعلق ہے اور وہ یہ آیتین ہین

(۱) اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سواک رجلا

الکہف - ۱۸ - ۳۵

(۲) فانا خلقناکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ - ثم من مضغۃ مخلقۃ وغیر مخلقۃ لیبین لکم ونقر فی الارحام الی اجل مسمی ثم نخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم و منکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر -

سورۃ الحج ۲۲ - ۵

(۳) ھو الذی خلقکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم یخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم ثم لتکونوا شیوخا ومنکم من یتوفی من قبل -

سورۃ مومن ۴۰ - ۶۹

(۴) الم یک نطفۃ من منی یمنی ثم کان علقۃ فخلق فسوا

سورۃ قیامۃ ۷۵ - ۳۷ و ۳۸

(۵) فلینظر الانسان مم خلق خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب

سورۃ طارق ۸۶ - ۵ لغایت ۷

(۶) ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين ثم جعلناه نطفة فی قرار مکین ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فکسونا العظام لحما

سورة المومن ۱۲ - ۲۳ لغایت ۱۴

(۷) وبدء خلق الانسان من طین ثم جعل نسله من سلالة من ماء مهین ثم سواه ونفخ فیه من روحه وجعل لکم السمع والابصار والافئدة قلیلا ما تشکرون

سورة سجدة ۳۲ - ۶ و ۷

ان آیتون سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنی پیدایش مین اول نطفہ ہوتا ہے اور نطفہ مرد ہی مین پیدا ہوتا ہے کیونکہ مرد کے پانی کو نطفہ کہتے ہین جیسا کہ قاموس وغیرہ لغت کی کتابون مین لکھا ہے۔

اوسکے بعد وہ علقہ ہوتا ہے علقہ کہتے ہین جونک کو جو پانی مین رہتی ہے پس خود مرد ہی کے نطفہ مین متعدد نہایت باریک کیڑے جونک کے مشابہ پیدا ہوتے ہین جسکو یونانی مین ”سپرمی توزوا“ کہتے ہین اور حال کی ایشیائی زبان کے مترجمون نے حوینات اونکا ترجمہ کیا ہے پس یہی کیڑا جب اون قوانین قدرت کے موافق عورت کے رحم مین جاتا ہے تو بچہ بن جاتا ہے لڑکا یا لڑکی جس قسم کا وہ کیڑا ہو کما قال اللہ عزوجل خلق الانسان من علق۔ اور یہ بالکلیہ علم فزیالوجی کے مطابق ہے۔

یہان تک نوبت پہونچنے کے بعد خدا نے فرمایا فخلقنا النطفة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فکسونا العظام لحما۔

اِس آیت مین اور اسکی مثل جو آیتین ہین اور اونمین جو حرف (فے) ہے اوس سے ترتیب مراد نہین ہے بلکہ جو حال اون حیوانات پر بعد کو گذرتا ہے اُسکا مجموعی بیان ہے کہ وہ مضغہ کی صورت مین ہو جاتا ہے اوسمین ہڈیان پیدا ہو جاتی ہین ہڈیون پر گوشت چڑہ جاتا ہے جن لوگون نے سمجھا ہے کہ حرف فے سے ترتیب مراد ہے اونہون نے غلطی کی ہے کیونکہ بموجب مذہب فراء کے (فے مطلق ترتیب کے لئے نہین ہے اور قطع نظر اوسکے (فے) کا زاید ہونا سب مانتے ہین

پس اِن آیتون مین (فی) زاید ہے یا حسب مذہب فراء (فی) سے ترتیب مراد نہین ہے -

اب اوس آیت پر بحث رہجاتی ہے جہان خدا نے فرمایا ہے - فلینظر الانسان مم خلق خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب - اسپر جو بحث ہے وہ صرف اسقدر ہے کہ ماء دافق سے اگر نطفہ یا منی سے مراد لی جاوے تو اوسکا اخراج بین الصلب والترائب یعنی پیٹھ اور سینہ کے درمیان مین سے نہین ہوتا بلکہ وہ بنتا ہے انثیین مین اور وہی اوسکا منبع ہے اور وہین سے اوسکا خروج ہوتا ہے اور اسی سبب سے اکثر لوگون کا خیال ہے کہ یہ آیت زمانہ حال کی تشریح محققہ بدن انسانی کے مطابق نہین ہے -

مگر یہ خیال کہ یہ آیت قانون قدرت کے مطابق نہین ہے غلط ہے منشاء اِس غلطی کا دو امر ہین - ایک یہ کہ اون لوگون نے اس بات پر خیال نہین کیا کہ تمام آیتون مین خدا تعالی نے انسان کے پیدا ہونے مین لفظ نطفہ یا منی کا استعمال کیا ہے اِس آیت مین ماء دافق سے اور ایک اور آیت مین ماء مہین سے کیون تعبیر کیا ہے - دوسرے یہ کہ ہرگاہ بجاے نطفہ و منی کے ماء دافق یا ماء مہین استعمال کیا ہے تو خروج سے خروج قریب مراد ہے جو نطفہ یا منی کے

خروج مین ہوتی ہے یا کوئی اور خروج جو اوس سے بعید تر ہو - کیونکہ ما، مادۂ توالد کی وہ حالت ہے جو نطفہ یا منی بننے سے پہلے ہوتی ہے اور اس سے پایا جاتا ہے کہ لفظ خروج سے اوس مادہ کا خروج بعید مراد ہی نہ خروج قریب یعنی لفظ یخرج سے وہ خروج مراد نہین ہے جو انثیین سے ہوتا ہے بلکہ اوسکی ابتدائی مخرج سے جبکہ اوسپر ما، کا اطلاق ہوتا ہے خروج مراد ہی اور کچھ شبہہ نہین کہ مخرج اوس ما، کا ما بین الصلب والترائب ہے -

اِسکے ثبوت کے لئے ہمکو علم فزیالجی پر اور علم تشریح بدن انسانی پر جو اس زمانہ مین محققہ ہے غور کرنا چاہئیے - علم تشریح سے ثابت ہی کہ دل جو ایک صنوبری شکل پر ہی اُسکے چار حصے ہین دو دائین طرف ایک اوپر ایک نیچے اور دو بائین طرف ایک اوپر اور ایک نیچے ہم اِس آرٹکل مین دائین طرف کے حصون کو طبقہ یمین اعلیٰ و طبقہ یمین اسفل سے اور بائین طرف کے حصّون کو طبقہ یسار اعلی اور طبقہ یسار اسفل سے تعبیر کرینگے -

اب فزیالجی پر غور کرنا چاہیئے - غذا جب چبنے کے بعد لعاب دہن سے ملکر معدہ مین جاتی ہے تو معدہ سے ایک لعاب نکلتا ہے جو غذا کو گلاتا ہے اور اُسیکے ساتھ معدہ مین ایک حرکت پیدا ہوتی ہے اور اوس حرکت سے وہ لعاب غذا مین حل ملاکر تمام غذا کو مثل ایک لبدڑہ کے مہیری کی مانند بنا دیتا ہے - اِسی کا نام کیموس ہے جسکا نام اگلے زمانہ مین خود یونانیون نے یا مترجمون کی غلطی سے کیلوس کہا گیا ہے -

مہیری یا لبدڑے کی صورت مین جتنی غذا بنتی جاتی ہے اوتنی ہی انتڑیون مین اُترتی جاتی ہے اور اترنے کے ساتھ ہی پتّے اور لبلبے سے ایک قسم کا لعاب اوسمین شامل ہوتا جاتا ہی

اور انتڑیون مین بھی ایک قسم کا لعاب ہے وہ بھی ملتا جاتا ہے۔

انتڑیون کے اندر سے تو وہ مہیری یا لبدڑا شدہ غذا خارج ہونے کو نیچے اوترتی جاتی ہے مگر انتڑیون کے اوپر کی طرف نہایت باریک باریک رگین ہین وہ اونمین سے اوس رقیق مادہ کو جو گویا ان تمام ترکیبون سے مثل جوہر کے پیدا ہوا ہے اور جو آخر کار خون بن جاویگا چوس لیتی ہین۔ یہ رقیق مادہ سفید مثل دودہ کے ہوتا ہے اور اسکا صحیح نام کیلوس ہے جسکو اگلے زمانہ مین خود یونانیون نے یا غلطی سے مترجمون نے کیموس کہا تھا۔

یہی رقیق مادہ جسکا صحیح نام ہم نے کیلوس بتایا ہے ایک جگہہ جمع ہوتا جاتا ہے اور وہ سفید ہوتا ہے اسی مادہ پر خدا نے ماء مہین اور ماء دافق کا اطلاق کیا ہے بعد اسکے یہی مادہ ایک رستہ سے جو ریڑہ کی ہڈیون کے قریب ہے شریان اعظم کے نیچے سے گذرتا ہوا گردن اور ہنسلی کے نیچے جو رگین ہین جنکو ورید کہتے ہین مل جاتا ہے اور اون وریدی رگون کے خون مین ملکر دل کے طبقہ یمین اعلی مین پہونچتا ہے اور وہان سے طبقہ یمین اسفل مین اوترتا ہے وہان سے صاف ہونے کو پھیپڑون مین چلا جاتا ہے۔ وہان صاف ہو کر پہر دل کے طبقہ یسار اعلی مین آتا ہے اور پہر طبقہ یسار اسفل مین اوترتا ہے اور وہان سے شریانون کے ذریعہ سے تمام جسم مین پہونچتا ہے اور ہر ایک حصہ اُسکا جس جس عضو کے مخصوص ہے وہان پہونچتا ہی اور جو حصہ منی ہونے کو ہی وہ انثیین مین چلا جاتا ہے پس اُس لعاب کو جو وریدی رگو نین ملتا ہے اور ابھی منی نہین ہوا بلکہ صرف ”ماء“ ہی قرآن مجید مین ماء دافق سے تعبیر کیا ہی دافق کا لفظ اسلئے بولا ہے کہ اُس ”ماء“ کو اور قسمون سے امتیاز ہو جاوے اور کچھ شک نہین کہ اُس ماء دافق کا اصلی مخرج ما بین الصلب والترائب ہے۔

پس جن علمانے ماء دافق سے خاص منی طیار شدہ مراد لی ہے یہ اونکی غلطی ہے اور اُنہون نے لفظ "ماء" پر جو بعوض لفظ منی یا نطفہ کے بولا گیا ہے التفات نہین کیا -

علاوہ اسکے عوام کا یہ خیال تہا کہ خون سے جو پشت کی رگون مین پہیلتا ہے اوس سے منی یا نطفہ پیدا ہوتا ہے اور اسی سبب سے اونکو خیال تہا کہ نطفہ پشت سے آتا ہے تشریح مذکورہ بالا سے کسیقدر اس خیال کی اصلیت پائی جاتی ہے پس اس خیال پر اگر ہم نطفہ کا خارج ہونا ہی مجازاً من بین الصلب و الترائب کہین تو کچھ تعجب اور خلاف قانون قدرت نہین ہے اسی خیال پر سعدی نے لکھا ہے -

ز صلب آورد نطفہ در شکم	ز ابر افگند قطرہ سوے یم
ازین قطرہ لولوے لالا کند	وزان صورت سرو بالا کند

عرب جاہلیت کا بھی یہی خیال تہا چنانچہ سموال ابن عادیا شاعر زمانہ جاہلیت کا یہ شعر ہے

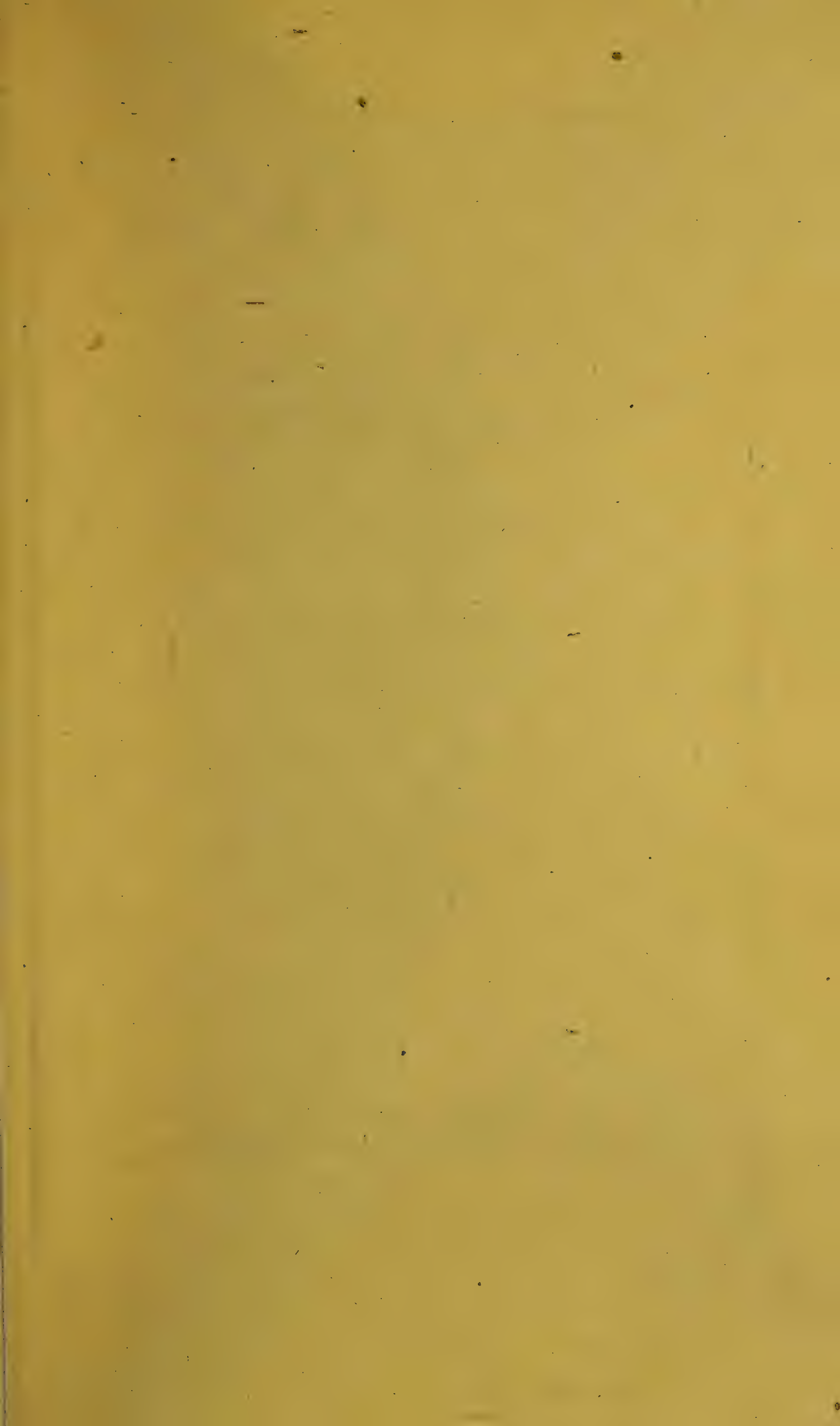
علونا الی خیر الظہور وحطنا	لوقت الی خیر البطون نزول

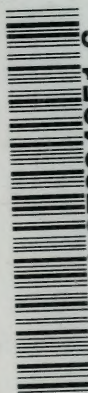
تبالخیر










3 1761 07334951 6